عمران سیریز
ماورائی نمبر
عنقال
ظہیر احمد

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا اور ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا صبح کا اخبار دیکھ رہا تھا۔ سلیمان نے ابھی تک اسے ناشتہ سرو نہ کیا تھا اور ناشتے کے انتظار میں عمران بدستور اخبار دیکھنے میں مصروف تھا۔ اخبار پڑھتے ہوئے عمران کی نظریں دیوار گیر کلاک پر پڑیں تو وہ چونک پڑا۔ صبح کے ساڑھے آٹھ ہو رہے تھے جبکہ عمران ساڑھے سات بجے ناشتے کے لئے ڈائننگ ٹیبل پر آ جاتا تھا اور سلیمان اسے ٹھیک آٹھ بجے ناشتہ سرو کر دیتا تھا۔

''یہ آج سلیمان کو کیا ہوا ہے۔ ساڑھے آٹھ ہو رہے ہیں اور وہ ابھی تک ناشتہ نہیں لایا''...... عمران نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''سلیمان صاحب۔ جناب آغا سلیمان صاحب۔ کیا آپ میری آواز گوش فرما رہے ہیں''...... عمران نے اونچی آواز میں سلیمان کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

"بس صاحب۔ پانچ منٹ اور"...... کچن سے سلیمان کی جوابا آواز سنائی دی۔

"یہ پانچ منٹ تم نے آدھا گھنٹہ پہلے بھی کہے تھے۔ کیا تمہارے پانچ منٹ ایک گھنٹے کے برابر ہوتے ہیں"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"نہیں۔ بس اب صرف پانچ منٹ"...... سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے ایک بار پھر نظریں اخبار پر جما دیں اور پھر پانچ منٹ بعد سلیمان واقعی ٹرالی دھکیلتا ہوا آ گیا۔ عمران کی نظریں اخبار پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ سلیمان ٹرالی میز کے قریب لایا اور اس نے ناشتے کے لوازمات عمران کے سامنے میز پر لگانا شروع کر دیا۔

"ناشتہ لگا دیا ہے صاحب"...... سلیمان نے کہا اور پھر وہ ٹرالی لے کر مڑا اور اسے دھکیلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اخبار سمیٹا اور پھر اس نے اخبار میز کی ایک سائیڈ پر رکھ کر سامنے رکھے ہوئے ناشتے کی طرف دیکھا تو یکلخت اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"گک گک۔ کیا مطلب۔ یہ ناشتہ میرے لئے ہے۔ میں کہیں خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ یا پھر سلیمان نے غلطی سے اپنا ناشتہ مجھے لا کر دے دیا ہے"...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"سلیمان۔ سلیمان"...... عمران نے ناشتے کے لوازمات کی

طرف دیکھتے ہوئے تیز آواز میں سلیمان کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔

"جی فرمائیں صاحب"...... سلیمان نے دروازے پر نمودار ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران اچھل پڑا۔

"گگ۔ گگ۔ کیا مطلب۔ کیا تم واقعی سلیمان ہو"...... عمران نے اس کی طرف آنکھیں پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ کیا میری شکل آپ کو بدلی ہوئی دکھائی دے رہی ہے یا میں آپ کو جن بھوت دکھائی دے رہا ہوں"...... سلیمان نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جن بھوت۔ ہاں۔ تم واقعی اس وقت مجھے جن بھی دکھائی دے رہے ہو اور بہت بڑے بھوت بھی"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ فوراً کسی آئی اسپیشلسٹ کے پاس جا کر اپنی آنکھوں کا علاج کرائیں۔ میں زندہ ہوں اور زندہ انسان نہ تو جن بن سکتے ہیں اور نہ بھوت۔ ہاں اگر میں مر گیا ہوتا تو پھر آپ مجھے دیکھ کر بھوت کہہ سکتے تھے کیونکہ سنا ہے کہ مرنے کے بعد بری روحیں بھوت پریت بن جاتی ہیں اور ہاں۔ میں مرنے کے بعد بھی کیوں بننے لگا بھوت۔ میں تو نیک آدمی ہوں۔ پانچ وقت کا نمازی ہوں، صبح اٹھ کر کلام پاک کی تلاوت کرتا ہوں، ہر برائی سے دور رہتا ہوں اور جھوٹ سے اجتناب برتتا ہوں پھر بھلا میری روح بری کیسے ہو سکتی ہے اور جب میری روح بری نہیں تو میں بھوت بن کر

آپ کے سامنے کیسے آ سکتا ہوں"...... سلیمان نے منہ بناتے اور نان اسٹاپ بولتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہاری زبان کس رفتار سے چل رہی ہے۔ تم تو واقعی مجھے بدلے بدلے سے سرکار دکھائی دیتے ہو"...... عمران نے اسی طرح آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"بدلی بدلی سی سرکار کا محاورہ بیوی کے لئے ہوتا ہے صاحب۔ میں آپ کا باورچی ہوں۔ بیوی نہیں"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جب تک تم ہو میں کسی بیوی کو پالنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا ہوں۔ بیوی سے زیادہ تو تم ظالم ہو جو میری ساری جمع پونجی ڈھونڈھ نکالتے ہو اور ہڑپ بھی کر جاتے ہو پھر ڈکار بھی نہیں لیتے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کی یہ باتیں سننے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ یہ بتائیں کہ مجھے کیوں بلایا ہے جبکہ میں نے ناشتہ آپ کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا ہے۔ ناشتے میں کوئی کمی ہے تو بتائیں"...... سلیمان نے کہا۔

"کمی۔ ارے بھائی میں تو یہ ناشتہ دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں جو تم نے میرے سامنے رکھا ہے۔ کیا یہ واقعی میرا ناشتہ ہے"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کے سامنے رکھا ہے تو آپ کے لئے ہی ہے اور کس کے لئے ہونا ہے"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"یا حیرت۔ اس قدر زیادہ اور تگڑا ناشتہ میرے لئے اور تم بناؤ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ لسی کا گلاس۔ مکھن کے پیڑے، تازہ اور دیسی گھی کے مہکتے ہوئے پراٹھے، چائے کا بھرا ہوا فلاسک، انڈے اور جام جیلی، کیا میں سچ میں اپنے ہی فلیٹ میں موجود ہوں یا غلطی سے کسی شہنشاہ کے دسترخوان پر پہنچ گیا ہوں جس کا باورچی میرے باورچی آغا سلیمان پاشا کی شکل کا ہے۔ یہ حقیقت تو نہیں ہو سکتی کہ تم جیسا باورچی میرے لئے اس قدر تگڑا ناشتہ بنا کر لائے۔ تم مجھ پر اس قدر مہربان ہو جاؤ یہ تو قرب قیامت کی ہی نشانی لگ رہی ہے۔ جاؤ۔ جا کر جلدی سے دیکھو کہ آج سورج غلطی سے مشرق سے نکلنے کی بجائے مغرب، شمال یا جنوب سے تو طلوع نہیں ہو گیا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ سلیمان نے اس کے سامنے میز پر جو ناشتہ لگایا تھا وہ واقعی بے حد بھرپور اور تگڑا قسم کا ناشتہ تھا جس میں غذائیت سے بھرپور اور تازہ لوازمات موجود تھے اور ہر طرف دیسی گھی کے پراٹھوں کی مہک پھیل گئی تھی۔

"سورج تو ہمیشہ مشرق سے ہی طلوع ہوتا ہے لیکن اس کا ناشتے سے کیا تعلق۔ آج میرا اپنا تگڑا قسم کا ناشتہ کرنے کا دل چاہ رہا تھا۔ سو میں بازار گیا اور آپ کے نام سے ادھار سامان لے آیا۔ ناشتہ بنایا اور پھر کچن میں ہی بیٹھ کر اپنے لئے تیار کیا ہوا ناشتہ کھانا شروع کر دیا۔ ناشتہ چونکہ بھرپور اور انتہائی لذیذ تھا اس لئے اسے کھانے میں دیر ہو گئی اور آٹھ کی بجائے ساڑھے آٹھ بج گئے۔

اصل میں پہلے میں سیر ہو کر ناشتہ کرنا چاہتا تھا اور پھر جو بچ جاتا وہ آپ کے لئے لانا چاہتا تھا۔ بس جیسے ہی میرا شکم سیر ہوا اور یہ سب باقی بچ گیا تو میں نے سوچا کہ خواہ مخواہ اسے ضائع کرنے یا خراب ہونے سے بچانے کے لئے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے اور بس"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تم نے یہ سارا ناشتہ پہلے خود کیا ہے اور پھر میرے لئے بچا ہوا ناشتہ لائے ہو"...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"سچ بولنے میں کوئی عار نہیں ہوتا صاحب۔ اب جو ہے سو ہے۔ میرے ساتھ رہیں گے تو اسی طرح عیش کریں گے"۔ سلیمان نے شاہانہ انداز میں کہا۔

"یہ عیش ہے"...... عمران نے اسے گھور کر کہا۔

"جی ہاں۔ میں اس کی آپ کو مثال بھی دے سکتا ہوں"...... سلیمان نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"کیسی مثال"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"ایک ملازم اپنے مالک کے ساتھ ایک باغ میں ٹہل رہا تھا۔ وہ مونگ پھلی کھا رہا تھا۔ مونگ پھلی کھاتے ہوئے اس کے ہاتھ سے مونگ پھلی کا ایک دانہ نیچے گر گیا جسے ملازم نے فوراً اٹھایا اور صاف کر کے مالک کی طرف بڑھا دیا۔ مالک نے مسکرا کر کہا۔ اسے تم

کھا لو۔ میرے ساتھ رہو گے تو ایسے ہی عیش کرو گے"...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو تم اس مالک کی طرح مجھ پر سخاوت کر رہے ہو لیکن وہ سخاوت تو مالک نے ملازم سے کی تھی جبکہ یہاں معاملہ الٹ ہے۔ تم ملازم ہو اور میں مالک"...... عمران نے کہا۔

"آج کا دور الٹا چل رہا ہے صاحب۔ ملازم اصل میں مالک ہوتے ہیں اور مالکوں کو ملازم بن کر رہنا پڑتا ہے ورنہ ملازم آئے دن مالکوں کے خلاف صف آرا ہو جاتے ہیں۔ کبھی ہڑتال کی دھمکی، کبھی دھرنا اور کبھی وہ لانگ مارچ کا اعلان کر دیتے ہیں اور پھر مالکوں کو اس قدر زچ کرتے ہیں کہ مالکوں کو اپنا ہی سر پیٹنا پڑ جاتا ہے اور انہیں ملازموں کی ہر جائز اور ناجائز فرمائش پوری کرنی ہی پڑتی ہے۔ اس لئے وہ خود کو ملازموں کے سامنے مجبور پاتے ہیں"...... سلیمان نے فلسفہ جھاڑتے ہوئے کہا۔

"تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں بھی تمہارے اس فلسفے پر عمل کروں اور خود کو تمہارا ملازم سمجھ کر یہاں رہوں"...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"اگر روزانہ ایسا تگڑا اور غذائیت سے بھرپور ناشتہ کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ یہ سوچنا چھوڑ دیں کہ آپ میرے مالک ہیں اور میں آپ کا ملازم"...... سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا سمجھنا شروع کر دوں"...... عمران نے کہا۔

"یہی کہ آپ میرے ملازم ہیں اور میں آپ کا مالک"۔ سلیمان نے کہا۔

"اگر تم مجھے اپنی ملازمت میں رکھنا چاہتے ہو تو اس کے لئے تمہیں اپنی سابقہ تنخواہیں چھوڑنی پڑیں گی اور مجھے باقاعدہ ہر ماہ اپنی تنخواہ سے دوگنی تنخواہ دینی پڑے گی۔ سوچ لو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے کل رات ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ آپ سے اب سابقہ تنخواہوں کی کوئی ڈیمانڈ نہیں کروں گا بلکہ میں تو چاہتا ہوں کہ میں یہ بھول ہی جاؤں کہ آپ کی طرف میری سابقہ تنخواہیں اور الاؤنس واجب الادا ہیں"...... سلیمان نے کہا تو عمران اچھل پڑا۔

"کک۔ کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ تم اپنی ساری سابقہ تنخواہوں اور الاؤنسز سے دستبرداری کا اعلان کر رہے ہو"...... عمران نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ صرف یہی نہیں میں نے آپ کو آئندہ دس سال مزید ریلیف دینے کا بھی فیصلہ کر لیا ہے"...... سلیمان نے کہا تو عمران کی آنکھیں حلقوں کے اندر گردش کرنا شروع ہو گئیں۔

"یا حیرت۔ میں تمہاری باتیں سن کر سچ مچ بے ہوش ہو جاؤں گا"...... عمران نے اپنا سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ایسا ہوا تو میں ایمبولینس منگوا کر آپ کا

بہترین پرائیویٹ ہسپتال میں علاج بھی کرا دوں گا"...... سلیمان نے کہا تو عمران دھب سے کرسی پر گر گیا اور سلیمان کی طرف یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا جیسے سلیمان کے سر پر واقعی سینگ نکل آئے ہوں اور اسے وہ سینگ واضح طور پر دکھائی دے رہے ہوں۔

"تم سلیمان نہیں ہو سکتے۔ تم کسی بھی طرح سلیمان نہیں ہو سکتے۔ سلیمان اور میرا اس قدر خیر خواہ بن جائے یہ تو ناممکن ہے قطعی ناممکن"...... عمران نے کھوئے کھوئے سے لہجے میں کہا۔

"دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہوتا ہے صاحب۔ میں جو کہہ رہا ہوں سچ ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"سچ بتاؤ۔ تمہارے ہاتھ کوئی خزانہ لگا ہے یا پھر تمہارا کوئی کروڑوں کا پرائز بانڈ انعام نکل آیا ہے جو تم پرنس حاتم طائی کی قبر پر اچھل کر ایک ساتھ دونوں لاتیں مار رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی پہلی بات درست ہے"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ۔ تو تمہیں کوئی خزانہ ملا ہے۔ کہاں سے ملا ہے اور کتنا بڑا خزانہ ہے جو تم مجھ پر اس قدر مہربان ہو رہے ہو۔ جلدی بتاؤ"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"پہلے آپ اطمینان سے ناشتہ کر لیں۔ اس کے بعد میں آپ کو خزانے کی تفصیل بتا دوں گا۔ اگر میں نے ابھی بتانا شروع کیا تو

ناشتہ ٹھنڈا ہو جائے گا اور پھر اس کا ذائقہ بھی بدل جائے گا''...... سلیمان نے کہا۔

''ناشتہ ٹھنڈا ہوتا ہے تو ہوتا رہے۔ اس کا ذائقہ بھی بدل جائے تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ تم بتاؤ۔ جلدی بتاؤ خزانے کے بارے میں''...... عمران نے کہا۔

''لگتا ہے آپ یہ ناشتہ نہیں کرنا چاہتے۔ اگر میں نے ابھی بتا دیا تو پھر آپ یہ ناشتہ کرنے کے بجائے اٹھا اٹھا کر میرے سر پر مارنا شروع کر دیں گے اور خواہ مخواہ سارا ناشتہ اکارت جائے گا پھر شاید اسے بلیوں اور کتوں کو ہی ڈالنا پڑے گا''...... سلیمان نے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مطلب شاید آپ نہ سمجھ سکیں۔ میں پھر آپ کو خلوص کے ساتھ مشورہ دے رہا ہوں کہ آپ اطمینان سے ناشتے کا لطف لیں اور پھر ہم سٹنگ روم میں بیٹھ کر باتیں کریں گے اور پھر مجھے آپ کا شکریہ بھی تو ادا کرنا ہے وہ بھی بڑے بھرپور انداز میں''...... سلیمان نے کہا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔

''شکریہ۔ بھرپور انداز میں شکریہ ادا کرنا ہے۔ کیا۔ کیا مطلب۔ کس بات کا شکریہ''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اوہو۔ آپ سے کہا تو ہے کہ پہلے آپ ناشتہ کریں اس کے

بعد بات کریں گے''...... سلیمان نے اسی انداز میں کہا اور پھر وہ مڑ کر واپس چلا گیا۔

''یہ سلیمان تو سچ مچ پراسرار روح بن رہا ہے۔ ایسا کیا ہو گیا ہے جو یہ میرے سامنے اس قدر تابعدار بنا ہوا ہے۔ اس نے مجھ پر واجب الادا ساری سابقہ تنخواہیں اور الاؤنسز بھی معاف کر دیئے ہیں اور اگلے دس سالوں کے لئے مجھے ریلیف بھی دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ایسا کون سا خزانہ اس کے ہاتھ لگ سکتا ہے اور کہاں سے''...... عمران نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کافی دیر سوچتا رہا پھر اس نے ناشتے پر توجہ دے دی۔ ناشتہ واقعی بھرپور تھا اس لئے وہ ناشتے کے ساتھ پورا انصاف کر رہا تھا۔

''سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب''...... عمران نے ناشتہ کرنے کے بعد سلیمان کو آوازیں دیتے ہوئے کہا تو سلیمان فوراً آ گیا۔

''میں نے ناشتہ کر لیا ہے۔ سامان لے جاؤ''...... عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی بہتر''...... سلیمان نے کہا اور واپس مڑ گیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ دوبارہ ٹرالی دھکیلتا ہوا آیا اور اس نے ٹرالی میز کے پاس لا کر برتن اس پر رکھنے شروع کر دیئے۔

''میں سٹنگ روم میں جا رہا ہوں۔ سامان کچن میں رکھ کر وہیں آ جانا''...... عمران نے کہا۔

''جی صاحب''...... سلیمان نے کہا اور ٹرالی دھکیلتا ہوا نکل گیا۔
عمران اٹھا اور سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں سلیمان وہاں پہنچ گیا۔

''بیٹھو''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو سلیمان اس کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر بدستور اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

''جی صاحب''...... سلیمان نے کہا۔

''اب بولو''...... عمران نے کہا۔

''کیا بولوں''...... سلیمان نے کہا۔

''یہ سارا کیا چکر ہے۔ تم کون سے خزانے کی بات کر رہے ہو اور یہ خزانہ تمہیں ملا کہاں سے ہے''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''پہلے آپ مجھ سے یہ وعدہ کریں کہ جب میں آپ کو خزانہ ملنے کی تفصیل بتاؤں گا تو آپ مجھ پر غصہ نہیں کریں گے''۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں کروں گا غصہ۔ بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ وعدہ کریں''...... سلیمان نے کہا۔

''اچھا وعدہ''...... عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

''اس کے علاوہ آپ کو یہ بھی وعدہ کرنا ہو گا کہ آپ میرے اس خزانے میں سے کچھ نہیں مانگیں گے۔ میرا مطلب ہے آپ کو

اس خزانے سے کوئی سروکار نہیں ہو گا''...... سلیمان نے کہا۔

''مجھے تمہارے خزانے سے کیا سروکار ہو سکتا ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''تو وعدہ کریں کہ آپ خزانے سے کچھ نہیں مانگیں گے چاہے کچھ بھی ہو جائے''...... سلیمان نے اسی انداز میں کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''چکر کیا ہے''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''کوئی چکر نہیں ہے۔ بس آپ وعدہ کریں''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ وعدہ کرتا ہوں۔ تم سے تمہارے خزانے میں سے کوئی حصہ نہیں مانگوں گا۔ میرے لئے یہی بہت ہے کہ تم نے مجھے سابقہ تنخواہیں اور الاؤنسز معاف کر دیئے ہیں اور آئندہ دس سالوں تک اپنی مفت خدمات پیش کرنے کا وعدہ کر لیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''بہت خوب۔ اب میں آپ کو ملنے والے خزانے کے بارے میں بتا سکتا ہوں اور اس کے لئے زیادہ لمبی چوڑی تفصیل نہیں ہے۔ میں بس آپ کو ایک بات بتاؤں گا جسے سن کر آپ سمجھ جائیں گے کہ میں کس خزانے کی بات کر رہا ہوں اور خزانہ مجھے ملا کہاں سے ہے''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ کہیں تم۔ تم''...... عمران نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا تو سلیمان کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

''میرا خیال ہے آپ خود ہی سمجھ گئے ہیں اس لئے مجھے خزانہ ملنے کی تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں پڑے گی''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''تو میرا اندازہ درست ہے۔ تمہیں میرے کپڑے کی الماری سے وہ بیگ مل گیا ہے جو میں نے الماری کے خفیہ خانے میں چھپایا تھا''...... عمران نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ اس بیگ نے ہی میری دنیا بدلی ہے اور میں نے اگلے دس سالوں تک بنا تنخواہوں اور الاؤنسز کے آپ کی خدمت کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا اور دھم سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''خدا کی پناہ۔ اس بیگ میں پورے دو کروڑ روپے تھے۔ وہ سب کے سب تم نے لے لئے ہیں''...... عمران نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''جی ہاں۔ بیگ میں جو دو کروڑ تھے میں نے وہی لئے ہیں لیکن بیگ کو خالی کر کے الماری کے خفیہ خانے میں ہی چھوڑ دیا ہے۔ اب میں آپ کو اتنا نقصان تو نہیں پہنچا سکتا نا''...... سلیمان نے کہا تو عمران غرا کر رہ گیا۔

''اللہ کے بندے وہ دو کروڑ میرے نہیں تھے۔ وہ مجھے اماں بی نے دیئے تھے کہ میں ان دو کروڑ کا کوئی گھر خرید لوں اور سوپر فیاض کا یہ صابن دانی جیسا فلیٹ چھوڑ دوں۔ انہوں نے مجھ سے قسم لی تھی کہ میں ہر حال میں اپنا فلیٹ خریدوں گا اور اس کے کاغذات انہیں دکھاؤں گا۔ اب اگر میں نے فلیٹ نہ خریدا اور انہیں کاغذات نہ دکھائے تو وہ میرا کیا حشر کریں گی''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''آپ ان سے کہہ دیں کہ چور آیا تھا اور آپ کے دو کروڑ چوری کر کے لے گیا۔ اماں بی کا دل بہت بڑا ہے وہ دو کروڑ تو کیا آپ کو دس کروڑ بھی دے سکتی ہیں''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''چور۔ میں اس چور کا نام بھی بتا دوں گا انہیں''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''بالکل بتا دیں۔ میں نے کب منع کیا ہے۔ جب اماں بی پوچھ گچھ کے لئے مجھے بلائیں گی تو میں اپنی جان بچانے کے لئے یہاں سے فوراً رفو چکر ہو جاؤں گا۔ دو کروڑ سے میرا بڑھاپا آسانی سے گزر جائے گا۔ میں کسی دور افتاد جگہ پر اپنا الگ گھر لے کر وہاں چھپ جاؤں گا پھر آپ سیکرٹ سروس سمیت مجھے ڈھونڈتے رہنا۔ جب تک میں آپ کے ہاتھ آؤں گا تب تک دو کروڑ نجانے کہاں سے کہاں پہنچ چکے ہوں گے اور پھر اس کا آپ کو ہی سب سے بڑا نقصان ہو گا''...... سلیمان نے کہا۔

''کیسا نقصان''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''اس صورت میں آپ پر سابقہ تنخواہوں اور الاؤنسز کا دعویٰ بھی کر سکتا ہوں اور آپ میری اگلے دس سال کی فری خدمات سے بھی محروم ہو جائیں گے۔ مجھ جیسا باورچی آپ کو پورا گرڈ اسٹیشن لے کر بھی ڈھونڈنے سے نہیں ملے گا''...... سلیمان نے کہا۔

''یہ ظلم ہے۔ زیادتی ہے۔ تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے ہو۔ وہ دو کروڑ مجھے واپس کرو۔ ابھی اور اسی وقت''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاتھ آیا ہوا خزانہ واپس نہیں کیا جا سکتا ہے صاحب اور یہ خزانہ رات کو میرے ہاتھ لگا تھا۔ جب آپ سو گئے تھے تو میں نے چپکے سے خزانہ نکالا اور آپ کو نیند کے عالم میں چھوڑ کر فلیٹ سے باہر چلا گیا تھا اور پھر میں اس خزانے کو محفوظ مقام پر پہنچانے کے بعد صبح صادق کے وقت واپس آیا تھا۔ اب وہ خزانہ کہاں ہے اس کے لئے مجھے اپنی یادداشت پر زور دینا پڑے گا اور اس کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''ایسا نہ کرو سلیمان۔ مجھے میرے دو کروڑ واپس کر دو۔ پلیز''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''دو کروڑ۔ کون سے دو کروڑ۔ کیا آپ نے مجھے دیئے تھے''۔ سلیمان نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

''میں ان دو کروڑ کی بات کر رہا ہوں جو تم نے میری الماری

کے خفیہ خانے میں موجود بیگ سے نکالے تھے''...... عمران نے کہا۔

''اس بات کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ میں نے آپ کی الماری کے خفیہ خانے میں پڑے بیگ سے دو کروڑ نکالے ہیں۔ کیا آپ مجھے چور سمجھتے ہیں''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''یہ چوری نہیں تو کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''خدا کا خوف کریں۔ آپ ایک شریف النفس اور ایماندار باورچی کو چور کہہ رہے ہیں۔ اگر آپ کے پاس ثبوت ہے تو بات کریں ورنہ مجھ پر چوری کا الزام لگائیں گے تو میں آپ پر ہتک عزت کا دعویٰ دائر کر دوں گا''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''تم چور ہو کر کوتوال کو ہی دھمکیاں دینے کی کوشش کر رہے ہو''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے''...... سلیمان نے مسکرا کر کہا۔

''ہاں بالکل''...... عمران نے کہا۔

''تو سمجھ لیں کہ میں ہی چور ہوں اور میں ہی کوتوال۔ آپ کے پاس ایسا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ میں نے ہی آپ کے بیگ سے دو کروڑ نکالے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''تم نے خود اس بات کا اقرار کیا ہے وہ''...... عمران نے کہا۔

''وہ میرا سیاسی بیان تھا''...... سلیمان نے جواب دیا تو عمران کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا۔

سلیمان اس انداز میں کم ہی کسی کو سلام کا جواب دیتا تھا۔ سلیمان کے لہجے میں انتہائی عجز و انکساری تھی جس کا مطلب تھا کہ یا تو آنے والی شخصیت اماں بی ہے یا پھر کوئی اور بزرگ ترین ہستی ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں سلیمان جیسے ہی سٹنگ روم میں داخل ہوا ان کے ہمراہ سید چراغ شاہ صاحب کو دیکھ کر عمران یکلخت بوکھلائے ہوئے انداز میں فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سید چراغ شاہ صاحب کو اس طرح اچانک اپنے فلیٹ میں دیکھ کر عمران کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ یہاں"...... عمران نے انہیں حیرت سے دیکھ کر انتہائی خشوع و خضوع سے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہٗ"...... شاہ صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر عمران سے بغلگیر ہو گئے۔

"آپ کو یہاں دیکھ کر مجھے واقعی حیرانی ہو رہی ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں آپ کی آمد مرحبا۔ کبھی ہم آپ کو اور کبھی اس بے رنگ و نور کٹیا کو دیکھتے ہیں"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو شاہ صاحب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"کٹیا ہے لیکن شاندار ہے۔ تم نے اسے واقعی ڈھنگ سے سجا رکھا ہے عمران بیٹے"...... شاہ صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ تشریف رکھیں"...... عمران نے کہا تو شاہ صاحب صوفے پر بیٹھ گئے۔ عمران ان کے سامنے عجز و انکساری سے کھڑا

تھا۔ اسے واقعی شاہ صاحب کی اچانک آمد حیران کن لگ رہی تھی۔

"آپ نے اتنی دور کا سفر کر کے مجھے اور میری اس کٹیا کو جو عزت بخشی ہے اس کے لئے میں آپ کا تہہ دل سے ممنون ہوں لیکن اگر آپ مجھے ایک فون کر دیتے تو میں سر کے بل چل کر آپ کی خدمت میں پیش ہو جاتا"...... عمران نے کہا۔

"بات ہی کچھ ایسی تھی عمران بیٹے کہ مجھے فوری طور پر خود ہی یہاں آنا پڑا"...... شاہ صاحب نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اوہ۔ ایسی کون سی بات ہے جو آپ کو یہاں تک آنے کے لئے خود زحمت کرنا پڑی"...... عمران نے کہا۔

"بیٹھو۔ بتاتا ہوں"...... شاہ صاحب نے کہا تو عمران ان کے سامنے قالین پر دوزانو ہو کر بیٹھ گیا۔

"ارے ارے۔ اوپر بیٹھو۔ تم جانتے ہو مجھے یہ سب تکلفات پسند نہیں ہیں"...... شاہ صاحب نے ناگوار لہجے میں کہا تو عمران فوراً اٹھا اور ان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے سلیمان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھا اور ٹرے میں شفاف پانی کا گلاس تھا۔ اس نے نہایت ادب سے پانی شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔

"آپ پانی پئیں تب تک میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں"...... سلیمان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ"...... شاہ صاحب نے ٹرے سے گلاس اٹھا کر کہا اور
پھر انہوں نے بسم اللہ پڑھ کر پہلا گھونٹ بھرا اور پھر دوسرا اور اس
کے بعد تیسرے گھونٹ میں وہ سارا پانی پی گئے۔ انہوں نے اللہ کا
شکر ادا کیا اور پھر گلاس پاس کھڑے سلیمان کے ہاتھ میں پکڑی
ہوئی ٹرے میں رکھ دیا۔

"سب سے پہلے یہ بتائیں کہ میں آپ کی کیا خدمت کروں۔ جبکہ
آپ سادہ لوح انسان ہیں اور سادہ غذائیں ہی کھاتے ہیں۔ جبکہ
ہماری اس کٹیا میں سادہ غذائیں ویسے ہی ممنوع ہیں"...... عمران
نے انکساری سے کہا تو شاہ صاحب ایک بار پھر مسکرا دیئے۔

"مجھے کسی بھی چیز کی طلب نہیں ہے۔ طلب ہوئی تو میں خود ہی
بتا دوں گا۔ میں تم سے اہم باتیں کرنے آیا ہوں عمران بیٹے۔ امید
ہے تم میری باتیں توجہ اور انتہائی سنجیدگی سے سنو گے"...... شاہ
صاحب نے کہا۔

"جی ہاں۔ فرمائیں۔ میں ہمہ تن گوش ہوں"...... عمران نے
سنجیدگی سے جواب دیا۔

"میں اس لئے یہاں آیا ہوں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تم جیسا
صالح اور شریف نوجوان غفلت میں مارا جائے"...... شاہ صاحب
نے کہا اور ان کی بات سن کر نہ صرف عمران بلکہ سلیمان بھی چونک
پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھا نہیں"...... عمران نے حیران

ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہاری جان کو شدید خطرہ ہے عمران بیٹے۔ کچھ سفلی طاقتیں
تمہارے پیچھے لگ گئی ہیں جو تمہیں ہر صورت میں ہلاک کر کے
تمہارے اعضاء حاصل کرنا چاہتی ہیں"...... شاہ صاحب نے کہا تو
عمران اچھل پڑا۔

"میرے اعضاء"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ان اعضاء میں بالخصوص تمہاری دونوں آنکھیں اور تمہارا
دل شامل ہے عمران بیٹے۔ سفلی طاقتیں تمہیں ہلاک کر کے تمہارے
جسم سے آنکھیں اور دل نکال کر لے جانا چاہتی ہیں تاکہ تمہارا دل
اور آنکھیں ایک رذیل وجود کو لگا کر اُسے زندہ کیا جا سکے"...... سید
چراغ شاہ صاحب نے کہا۔

"اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ایسا کیسے ممکن ہے"...... عمران
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شر کی دنیا میں سب کچھ ممکن ہے عمران بیٹا۔ میں تمہیں تفصیل
بتا دیتا ہوں جسے سن کر تمہیں میری باتوں پر یقین بھی آ جائے گا اور
تمہارے ذہن میں موجود سارے خدشات بھی زائل ہو جائیں گے
لیکن اس سے پہلے مجھے ایک کام کرنا ہو گا"...... سید چراغ شاہ
صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔

"کون سا کام"...... عمران نے کہا۔

"سلیمان بیٹا۔ کیا تمہارے کچن میں مٹی کا کوئی برتن ہے"......

شاہ صاحب نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے سلیمان کی طرف دیکھ کر اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں شاہ صاحب۔ دو تین مٹی کے کٹورے پڑے ہیں"..... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک کٹورا دھو کر لے آؤ۔ اسے دھونے کے لئے کسی بھی صابن کا استعمال نہ کرنا۔ اچھی طرح دھوتے ہوئے اس پر تین بار کلمہ پڑھنا اور پھر اس میں سادہ پانی لے آنا۔ پانی آدھا کٹورا ہو"..... شاہ صاحب نے کہا۔

"جی ابھی لایا"..... سلیمان نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آخر معاملہ کیا ہے۔ آپ اس قدر سنجیدہ کیوں ہیں"..... عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تھوڑا صبر کر لو۔ میں بتاتا ہوں بلکہ تم ایسا کرو کہ جا کر وضو کر آؤ اور ہاں اگر تمہارے پاس سفید لباس ہے تو وہ پہن آؤ اور سر پر سفید ٹوپی رکھ لو۔ اگر ٹوپی نہیں ہے تو سفید رومال باندھ لو۔ جاؤ۔ جلدی کرو"..... شاہ صاحب نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران لباس بدلنے اور وضو کرنے کے لئے باہر گیا تو تھوڑی دیر بعد سلیمان دونوں ہاتھوں میں مٹی کا ایک کٹورا لئے اندر آ گیا۔ اسے دیکھ کر شاہ صاحب صوفے سے اٹھے اور نیچے قالین پر بیٹھ گئے۔

"اسے میرے سامنے رکھ دو"..... شاہ صاحب نے کہا تو سلیمان نے بڑے ادب و احترام کے ساتھ کٹورے کو شاہ صاحب کے سامنے پڑے ہوئے میز پر رکھ دیا۔

"اب میرے پیچھے دیوار کے پاس جا کر کھڑے ہو جاؤ اور اپنی آنکھیں بند رکھنا۔ جب تک میں نہ کہوں آنکھیں نہ کھولنا"..... سید چراغ شاہ صاحب نے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے پیچھے ہٹتا ہوا شاہ صاحب کے پیچھے موجود دیوار کے پاس آیا اور اس کے ساتھ کمر لگا کر کھڑا ہو گیا اور ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ شاہ صاحب نے آنکھیں بند کیں اور پھر وہ دھیمی آواز میں کچھ پڑھنا شروع ہو گئے۔ ان کی آواز میں بے حد شیرینی تھی، وہ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ کچھ پڑھ رہے تھے۔ پھر انہوں نے پانی کے کٹورے پر پھونک ماری تو اچانک پانی میں لہر سی اٹھی۔ شاہ صاحب نے اپنا ورد دوبارہ شروع کر دیا اور پھر انہوں نے تین بار ورد کر کے پانی پر دم کیا تو پانی میں ایک بھنور سا پیدا ہو گیا۔ شاہ صاحب نے ہاتھ بڑھا کر پانی کا کٹورا دونوں ہاتھوں میں پکڑا اور اسے لے کر اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ سلیمان کی طرف مڑے جو دیوار کے ساتھ لگا کھڑا تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔

"سلیمان بیٹا"..... شاہ صاحب نے سلیمان سے کہا تو سلیمان نے آنکھیں کھول دیں۔

لہجے میں کہا۔

"جی شاہ صاحب"...... سلیمان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ادھر آؤ۔ میرے پاس"...... شاہ صاحب نے کہا تو سلیمان آگے بڑھا اور ان کے قریب آ گیا۔

"یہ کٹورا لے لو۔ میں نے اس پانی پر دم کر دیا ہے۔ اس پانی کو گھر کے ہر کمرے کی ہر دیوار کے کونے میں چھڑکا دو۔ آخر میں تمہیں اس پانی کا چھڑکاؤ ہر کمرے کے دروازے پر بھی کرنا ہے اور بیرونی دروازے پر بھی۔ جاؤ جلدی کرو"...... شاہ صاحب نے کہا تو سلیمان نے ان سے کٹورا لیا اور پھر اس نے پہلے اس سٹنگ روم کی ہی دیواروں کے کونوں پر چھڑکاؤ کیا اور پھر کٹورا لے کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اسی لمحے عمران اندر داخل ہوا۔ اس نے نہ صرف سفید رنگ کا صاف شفاف لباس پہنا ہوا تھا بلکہ اس کے سر پر ٹوپی اور کاندھوں پر سفید رنگ کا عمامہ بھی موجود تھا۔

"آؤ عمران بیٹے۔ میرے سامنے بیٹھ جاؤ"...... شاہ صاحب نے سنجیدگی سے کہا اور دوبارہ قالین پر بیٹھ گئے۔ عمران آگے بڑھا اور ان کے سامنے دوزانو بیٹھ گیا۔

"یہودیوں کے ساتھ کافرستانی تمہیں پوری دنیا میں اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں عمران بیٹے کیونکہ تم نے ان دونوں ممالک کو بے حد نقصان پہنچایا ہے۔ اسرائیلیوں اور کافرستانیوں نے تمہارے خلاف تمام کوششیں کر کے دیکھ لی ہیں لیکن وہ تمہیں ہلاک کرنے میں ناکام ہی رہے ہیں۔ اس بار کافرستانیوں نے تمہارے خلاف

ایک نئے انداز میں کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کافرستان کے ایک چھوٹے سے دیہات منگلا میں کالے جادو کا ایک بہت بڑا عامل رہتا ہے۔ بظاہر یہ آدمی ایک بڑے معبد کا پجاری ہے اور کوئی کام نہیں کرتا لیکن پورے علاقے میں اس کی ہی حکمرانی ہے۔ اس کا نام گھنشام ہے لیکن سب اسے گرو مہاراج کہتے ہیں۔

اس گرو مہاراج نے اس علاقے میں اپنے معبد کو کسی محل جیسا بنایا ہوا ہے اور وہ اس معبد کے ایک تاریک کمرے میں رہتا ہے۔ گرو مہاراج کے پاس ایک قدیم جادو ہے جسے قدیم دور میں دھوستائی جادو کہتے تھے۔ یہ جادو چونکہ سفلی ہے اس لئے اسے کالے جادو کا سب سے بڑا اور طاقتور جادو تصور کیا جاتا ہے۔ دھوستائی جادو کا گرو مہاراج ہی عامل ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا کوئی یہ جادو نہیں جانتا۔ دھوستائی جادو اصل میں قدیم سفلی دنیا کے سیاہ دھوئیں کا نام ہے جس پر جادو کر کے دھوئیں کی مخلوق پیدا کی جاتی تھی اور سیاہ دھوئیں سے پیدا ہونے والی ہر مخلوق سفلی ذریت ہی ہوتی ہے۔ اگر میں دھوستائی جادو کے بارے میں آسان لفظوں میں کہوں تو یہ دھوئیں کا جادو ہے جسے کوئی بھی روپ دیا جا سکتا ہے لیکن اس کا ہر روپ سفلی ہوتا ہے۔ جسے جادو کے طور پر ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ گرو مہاراج دھوئیں سے کوئی بھی مخلوق بنا سکتا ہے جو اس کی غلامی کرتی ہیں۔

دھوستائی دھوئیں کی مخلوق انسانی روپ بھی دھار سکتی ہیں اور کبھی

بھی آسانی سے آ جا سکتی ہیں۔ ان کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں
ہوتی۔ یہ مخلوق چونکہ سفلی ہے اس لئے یہ ہمیشہ حق کے خلاف ہی
کام کرتی ہیں۔ دھوئیں کی ہر مخلوق جو کسی بھی روپ میں ہو سکتی ہے
کوجائی کہا جاتا ہے۔ انہیں کسی عام انداز میں نہ فنا کیا جا سکتا ہے
اور نہ ہی ان کے شر اور ان کی طاقت سے کسی طرح سے بچا جا سکتا
ہے۔ بہرحال مختصر بات یہ ہے کہ کافرستانیوں نے گرو مہاراج سے
رابطہ کیا ہے کہ وہ اس دھوستائی جادو کی کوجائی طاقت کی مدد سے
تمہیں ہلاک کر دے۔

اس جادو کے بارے میں تمہیں خاص طور پر میں ایک بات اور
بتانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ دھوئیں کی مخلوق دھوئیں کے روپ
میں کسی بھی انسان کے جسم میں بھی سرایت کر سکتی ہے اور یہ جس
کے جسم میں سما جائے اس کے دل و دماغ پر قبضہ کر کے وہ اسے
اپنے بس میں کر لیتی ہے اور پھر وہ انسان وہی کرتا ہے جو اسے
کرنے کے لئے کوجائی اکساتی ہے۔ تمہارا ایک وفادار ہے جس پر
اس وقت ایک کوجائی نے قبضہ کر لیا ہے اور تمہارے اس وفادار کا
وجود مکمل طور پر اس کوجائی کے کنٹرول میں ہے۔ وہ کسی بھی وقت
یہاں پہنچ سکتا ہے اور تم پر حملہ کر سکتا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ
یہاں آتا مجھے اس کی اطلاع مل گئی تو میں فوراً یہاں آ گیا تاکہ
تمہارے وفادار کے ہاتھوں تمہیں نقصان پہنچنے سے پہلے تمہیں اس
سے بچا سکوں اور یہ اللہ کا بہت کرم ہو گیا ہے کہ میں اپنے مقصد

میں کامیاب ہو گیا اور تمہارے وفادار کے پہنچنے سے پہلے ہی یہاں
پہنچ گیا ہوں۔ میں نے تمہارے اس فلیٹ کو بھی مکمل طور پر محفوظ کر
دیا ہے۔ اب تمہارا وفادار جس کا دل و دماغ کوجائی کے قبضے میں
ہے اس فلیٹ میں داخل نہ ہو سکے گا اور نہ ہی کسی کوجائی میں اتنی
طاقت ہو گی کہ وہ دھوئیں کے روپ میں فلیٹ میں داخل ہو سکے۔ تم
نے وضو کیا ہے اور سفید لباس میں ملبوس ہو گئے ہو اس لئے اب تم
باہر بھی جاؤ گے تو کوجائی کسی بھی روپ میں تمہارے سامنے نہ آئے
گی اور تمہارا وفادار بھی تم سے دور رہے گا"...... شاہ صاحب نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا جسے سنتے ہوئے عمران کے چہرے پر
حیرت گہری ہوتی جا رہی تھی۔

"کون ہے میرا وہ وفادار جس کے دل و دماغ پر کوجائی نے
قبضہ کیا ہے اور وہ مجھے ہلاک کرنا چاہتا ہے"...... عمران نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ جوزف ہے عمران بیٹے جس کا دل و دماغ ایک سفلی ذریت
کوجائی کے قبضے میں ہے۔ کوجائی نے جوزف کو تمہارا دشمن بنا دیا
ہے۔ وہ کسی بھی وقت یہاں آ کر تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کر
سکتا تھا لیکن اب وہ ایسا نہیں کر سکے گا"...... شاہ صاحب نے کہا
اور جوزف کا سن کر عمران بری طرح سے اچھل پڑا۔

"جوزف۔ لیکن اس کوجائی نے جوزف کے دل و دماغ پر کیسے
قبضہ کر لیا۔ ان معاملات میں تو وہ بھی ہمیشہ ہوشیار رہتا ہے اور اپنی

حفاظت کرتا ہے''..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ ان معاملات میں بہت کچھ جانتا ہے لیکن کوجائی طاقت کے بارے میں وہ نابلد ہے اور اس کے بارے میں اس کے پاس کوئی معلومات نہیں ہیں اور نہ ہی وہ ان ذریات سے بچنے اور ان سے محفوظ رہنے کا کوئی طریقہ جانتا ہے۔ کوجائی طاقت دھویں کی شکل میں نمودار ہوتی ہے اور پھر یا تو وہ کسی بھی جاندار کا روپ دھار لیتی ہے یا پھر کسی بھی انسان کے جسم میں سما کر اس کے دل و دماغ پر قبضہ کر لیتی ہے۔ جوزف کے ساتھ بھی یہی ہوا ہے۔ وہ سویا ہوا تھا تو کوجائی دھویں کے روپ میں آئی اور جوزف کے جسم میں سرایت کر گئی۔ اب جوزف اس بات سے قطعی انجان ہے کہ وہ کون ہے۔ اس کا نام کیا ہے۔ اسے کوجائی کے تحت یہ معلوم ہے کہ تم اس کے سب سے بڑے دشمن ہو اور دشمن کا خاتمہ اس کی اولین ترجیح ہے۔ اگر میں یہاں نہ آتا تو جوزف یہاں پہنچ جاتا اور وہ تمہاری غفلت کا فائدہ اٹھا کر تمہیں ایک لمحے میں ہلاک کر دیتا''..... شاہ صاحب نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''یہ آپ کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے شاہ صاحب کہ آپ نے یہ سب میرے لئے کیا اور میری مدد کرنے کے لئے خود یہاں آ گئے۔ یہ درست ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے جسے ٹالا نہیں جا سکتا لیکن بے وقت کی موت اور وہ بھی سفلی طاقتوں کے ہاتھوں

انتہائی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ میں حق کی موت مرنا چاہتا ہوں شرکی نہیں''..... عمران نے کہا۔

''ہاں بالکل۔ اسی لئے تو میں یہاں تمہاری مدد کے لئے پہنچا ہوں''..... شاہ صاحب نے کہا۔

''تو کیا جوزف کے سر پر جو کوجائی سوار ہے اب وہ مجھ پر حملہ نہیں کرے گی''..... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ وہ اس وقت تک جوزف کے سر پر سوار رہے گی جب تک اسے تمہیں ہلاک کرنے کا موقع نہیں مل جاتا۔ تم فکر نہ کرو۔ میں نے جوزف کا یہاں آنے تک کا راستہ صاف کر دیا ہے۔ وہ یہاں آئے گا ضرور۔ میں نے سلیمان کو پورے فلیٹ اور خاص طور پر دروازوں پر دم کیا ہوا پانی چھڑکنے کا کہا ہے۔ اس دم کئے ہوئے پانی کی وجہ سے جوزف جیسے ہی کوجائی سمیت اندر آئے گا کوجائی کچھ دیر کے لئے اندھی ہو جائے گی۔ وہ جیسے ہی اندھی ہو گی میں تمہیں اشارہ کر دوں گا۔ تم جوزف پر حملہ کر کے اسے بے ہوش کر دینا۔ پھر میں اس پر مخصوص عمل کروں گا اور اس کے جسم میں سرایت کی ہوئی کوجائی کو مار بھگاؤں گا۔ اس طرح جوزف کو اس سفلی طاقت سے نجات مل جائے گی''..... شاہ صاحب نے کہا۔

''اس سے جوزف کو تو کوئی نقصان نہیں ہو گا''..... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''بے فکر رہو۔ میرے ہوتے ہوئے تمہیں اور جوزف کو کوئی

نقصان نہیں ہوگا"...... شاہ صاحب نے کہا۔

"اس کے علاوہ آپ بتا رہے تھے کہ سفلی طاقتیں میری آنکھیں اور میرا دل نکالنا چاہتی ہیں تاکہ وہ میرا دل اور آنکھیں کسی اسفل وجود کو لگا سکیں۔ یہ کیا معاملہ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اوہ ہاں۔ یہ بات تمہیں بتانا تو میں ہی بھول گیا۔ بہرحال تمہارے بارے میں گرو مہاراج نے سفلی طاقتوں سے معلومات لیں تو اسے پتہ چلا کہ تم دنیا کے ایسے انسان ہو جو باکردار ہونے کے ساتھ ساتھ صالح اور......" شاہ صاحب نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک کال بیل بج اٹھی تو وہ بولتے بولتے خاموش ہو گئے۔

"جوزف آیا ہے۔ سلیمان کو اندر بلاؤ۔ جلدی کرو"...... شاہ صاحب نے تیز لہجے میں کہا تو عمران فوراً اٹھا اور تیز تیز چلتا ہوا باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ سلیمان کے ساتھ اندر آ گیا۔

"سلیمان بیٹا۔ تم نے پانی ہر کمرے کی دیواروں کے کونوں اور دروازوں پر چھڑکا دیا ہے"...... شاہ صاحب نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے سلیمان سے پوچھا۔

"جی شاہ صاحب"...... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اس کمرے میں رہو۔ عمران بیٹا تم میرے ساتھ آؤ"...... شاہ صاحب نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھے تو عمران بھی ان کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ شاہ صاحب

اور عمران ایک ساتھ بیرونی دروازے کے پاس پہنچ گئے۔

"دروازہ میں کھولوں گا۔ تم دروازے کی آڑ میں ہو جاؤ۔ جیسے ہی جوزف اندر آئے تمہیں اس کے سامنے آئے بغیر اس پر وار کر کے اسے بے ہوش کرنا ہے"...... شاہ صاحب نے آہستہ آواز میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دروازے کی سائیڈ کی دیوار سے لگ گیا جبکہ شاہ صاحب دروازے کے سامنے آ گئے۔ انہوں نے دروازے کا لاک ہٹایا اور ہینڈل پکڑ کر دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی جوزف کا چہرہ نظر آیا۔ شاہ صاحب کو دیکھ کر جوزف چونک پڑا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا اسی لمحے شاہ صاحب نے آگے بڑھ کر جوزف کا ہاتھ پکڑا اور اسے پوری قوت سے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اس وقت شاہ صاحب کی قوت ایسی تھی کہ انہوں نے جوزف جیسے دیو ہیکل انسان کو یوں اپنی طرف کھینچ لیا تھا جیسے وہ بے حد ہلکا پھلکا اور دبلا پتلا سا انسان ہو۔

جوزف جھٹکا کھاتے ہوئے آگے آیا اور دروازے سے اندر آتے ہی آگے کی طرف جھکا جیسے وہ منہ کے بل گر پڑے گا۔ اسے کھینچتے ہی شاہ صاحب نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔ انہوں نے عمران کو اشارہ کیا تو عمران تیزی سے جوزف پر جھپٹا۔ دوسرے لمحے اس کا ایک جچا تلا ہاتھ جوزف کی کنپٹی پر پڑا۔ جوزف اچھل کر گرا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے عمران کی ٹانگ حرکت میں آئی اور اٹھتا ہوا جوزف ایک بار پھر گرتا چلا گیا۔ اس نے ایک

بار پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران کے پیر کی ایک اور ضرب اس کی کنپٹی پر پڑی تو وہ یکلخت ساکت ہوتا چلا گیا۔

"بہت خوب۔ اسے اٹھا کر اندر لے چلو"...... شاہ صاحب نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ جوزف پر جھکا اور اس نے دیو ہیکل اور کئی من وزنی جوزف کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور اسے لے کر سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ شاہ صاحب نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ بھی عمران کے پیچھے چل پڑے۔

ہال نما بڑے سے کمرے کے وسط میں ایک بڑی سی مسطح چٹان پڑی ہوئی تھی جس پر لمبے قد، بھاری جسم اور چوڑے چہرے والا ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ بوڑھے کے سر اور داڑھی مونچھوں کے بال بے تحاشہ بڑھے ہوئے تھے اور اس کی بھنویں بھی گھنی تھیں جن کے پیچھے اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں چھپی ہوئی تھیں۔ اس نے گیروے رنگ کا لبادے نما لباس پہنا ہوا تھا اور وہ ستون پر آلتی پالتی مارے بڑے پرسکون انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر خباثت، شیطانیت اور حیوانیت جیسے ثبت نظر آ رہی تھی۔

کمرے میں اس کے سوا کوئی نہ تھا۔ کمرے کی دیواریں سیاہ رنگ سے رنگی ہوئی تھیں۔ کمرے میں جگہ جگہ طاق بنے ہوئے تھے جہاں بڑے بڑے چراغ روشن تھے اور انہی چراغوں سے کمرے میں روشنی بکھری ہوئی تھی جو سیاہ دیواروں کی سیاہی میں گھلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا جو بند تھا۔

بوڑھے آدمی کے ہونٹ مسلسل ہل رہے تھے جیسے وہ کچھ پڑھنے میں مصروف ہو۔ اسی لمحے بھیڑیئے کی تیز غراہٹ کمرے میں سنائی دی تو بوڑھے آدمی کے ہلتے ہوئے ہونٹ رک گئے اور وہ چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

"کون ہے"...... اس نے بھاری آواز میں پوچھا۔

"کجری ہوں آقا"...... باہر سے ایک عورت کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"آ جاؤ"...... بوڑھے آدمی نے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک سوکھی سڑی سی بوڑھی عورت اندر داخل ہوئی۔ بوڑھی عورت نے سیاہ رنگ کا لبادے نما لباس پہنا ہوا تھا۔ اس عورت کا سر گنجا تھا، اس کا چہرہ عجیب بے ڈھنگا اور لبوترا سا تھا اور اس کی ناک طوطے کی چونچ جیسی مڑی ہوئی تھی۔ بڑھیا کے ہاتھ پاؤں بے حد پتلے پتلے تھے جیسے اس کے ہاتھ پاؤں بانسوں کے بنے ہوئے ہوں۔ شکل و صورت سے وہ انتہائی بھیانک اور بدشکل بڑھیا دکھائی دے رہی تھی۔ اندر آتے ہی وہ چٹان پر بیٹھے ہوئے بوڑھے کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی اور اس نے نہایت مؤدبانہ اور مخصوص انداز میں بوڑھے آدمی کو آداب کیا۔

"کیا خبر لائی ہو کجری"...... اس بوڑھے آدمی نے کرخت اور انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"بری خبر ہے آقا"...... کجری نے جواب دیا تو بوڑھا آدمی

چونک پڑا۔

"بری خبر۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا"...... بوڑھے آدمی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"دشالا کو بھسم کر دیا گیا ہے"...... کجری نے جواب دیا تو بوڑھا آدمی بری طرح سے اچھل پڑا۔

"دشالا کو بھسم کر دیا گیا ہے۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کس نے کیا ہے اسے بھسم"...... اس کی بات سن کر بوڑھے آدمی نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"وہ ایک بوڑھا مہا پرش ہے آقا۔ اس کے پاس نورانی طاقتیں ہیں۔ اسی نے مہا رشی کو دشالا سے بچایا ہے۔ دشالا نے ایک حبشی کے دل و دماغ پر قبضہ کیا تھا۔ اسی نورانی طاقتوں کے مالک مہا پرش نے دشالا کو حبشی کے جسم سے باہر نکال کھینچا تھا اور جیسے ہی دشالا حبشی کے جسم سے باہر آئی۔ نوری طاقتوں کے مالک مہا پرش نے دشالا کو بھسم کر دیا"...... کجری نے جواب دیا۔

"اوہ یہ کیسے ممکن ہے۔ نورانی طاقتوں کا مالک وہ بوڑھا آدمی ہے کون اور اسے کیسے معلوم ہوا کہ دشالا نے حبشی کے جسم پر قبضہ کر رکھا ہے"...... بوڑھے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے جس مہا رشی کی آنکھیں اور دل نکال کر لانے کے لئے دشالا کو بھیجا تھا۔ اس کے سر پر بھی نیک لوگوں کا ہاتھ ہے اور اس کے پیچھے اس کی نیک ماں کی دعائیں بھی ہیں اور وہ انتہائی

صالح اور باکردار بھی ہے اس لئے دشالا کوشش کے باوجود اس کے قریب نہ پہنچ پا رہی تھی۔ اسے کسی ایسے آدمی کی تلاش تھی جو اس مہا رشی کا ساتھی بھی ہو اور اس سے جسامت میں کئی گنا بڑا ہو اور اس کی طاقت بھی زیادہ ہو۔ دشالا اسی آدمی کے ذریعے مہا رشی کو قابو کر سکتی تھی۔ اس نے مہا رشی کے ساتھیوں کی تلاش شروع کر دی۔ ایک عمارت میں اسے دو سیاہ فام حبشی دکھائی دیئے۔ دونوں بے حد لحیم شحیم تھے اور دونوں ہی اس مہا رشی کے غلام تھے۔ دشالا نے ان میں سے ایک حبشی کو چن لیا۔ وہ سویا ہوا تھا۔ دشالا دھوئیں کے روپ میں اس کے جسم میں داخل ہو گئی اور اس نے حبشی کے دماغ اور دل پر قبضہ کر لیا اور پھر وہ اس کے دل و دماغ میں مہا رشی کے خلاف زہر بھرنے لگی تاکہ وہ جب جاگے تو اس کے حکم پر فوراً مہا رشی کی رہائش گاہ پر جائے اور جا کر اسے قتل کر دے اور پھر وہ اس کا دل اور آنکھیں نکال لائے۔ دشالا ابھی اس حبشی کے جاگنے کا انتظار کر رہی تھی کہ دوسری طرف نوری طاقتوں کا مالک مہا پرش اس مہا رشی تک پہنچ گیا جس کا دشالا نے دل اور آنکھیں نکال کر لانی تھیں۔ اس مہا پرش نے مہا رشی کو تمہارے بارے میں اور کوجائیوں کے بارے میں ساری تفصیل بتا دی اور اس نے مہا رشی کی رہائش گاہ میں کوئی حصار باندھ دیا تاکہ کوئی بھی کوجائی اس رہائش گاہ میں داخل نہ ہو سکے۔ جب دشالا، حبشی کو لے کر مہا رشی کی رہائش گاہ پر پہنچی تو اس کے لئے اسی مہا پرش نے دروازہ کھولا تھا۔ بوڑھے

آدمی کو دیکھ کر دشالا چونک پڑی۔ اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے بھاگتی بوڑھے آدمی نے یکلخت اس کا بازو پکڑا اور اسے پوری قوت سے اندر کھینچ لیا۔ اس کے بعد کیا ہوا میں نہیں جانتی۔ میں تمہارے حکم سے دشالا کی دور سے ہی نگرانی کر رہی تھی۔ جب میں نے اس بوڑھے آدمی کو دیکھا تو مجھے اس کے بارے میں ساری حقیقت معلوم ہو گئی اور میں فوراً وہاں سے بھاگ آئی“...... کجری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اگر تم مزید نہیں جانتی تو پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ دشالا کو بھسم کر دیا گیا ہے“...... بوڑھے آدمی نے جو گرو مہاراج تھا، اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں نے اس عمارت کی چھت سے دشالا کا دھواں دیکھا تھا جو بری طرح سے چیختا ہوا باہر آیا تھا اور پھر تحلیل ہو گیا تھا۔ میں بھی کوجائی ہوں اس لئے مجھے معلوم ہے کہ ایسا تب ہی ہوتا ہے جب کسی دشالا کو بھسم کیا جائے“...... کجری نے جواب دیا۔

”اس نورانی مہا پرش کا نام کیا ہے“...... گرو مہاراج نے پوچھا۔

”معاف کرنا آقا۔ میں اس مہا پرش کا نام نہیں لے سکتی۔ اگر میں نے ایسا کیا تو میں بھی جل کر بھسم ہو جاؤں گی“...... کجری نے جواب دیا تو گرو مہاراج نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”تم کیوں بھاگی تھی۔ تم فوراً دشالا کے پیچھے اس رہائش گاہ میں داخل ہو جاتی اور اس بوڑھے مہا پرش پر حملہ کر دیتی۔ تم بھی طاقتوں

میں کسی لحاظ سے کم نہیں ہو پھر تم نے ایسا کیوں نہیں کیا"...... گرو مہاراج نے کجری کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں آقا۔ میں اس مہا پرش کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ نورانی طاقتوں کا مالک ہے اور کوئی بھی کوجائی کسی بھی نوری طاقتوں کے مالک کسی آدمی کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتی۔ یہ تو میری قسمت اچھی تھی کہ اس مہا پرش کی مجھ پر نگاہ نہ پڑی تھی۔ اگر وہ مجھے دیکھ لیتا تو وہ اپنی آنکھوں کی طاقت سے ہی مجھے بھسم کر سکتا تھا۔ میرا وہاں رکنا خطرناک تھا اس لئے مجھے وہاں سے بھاگنا پڑا اور میں یہاں آ گئی"...... کجری نے جواب دیا تو گرو مہاراج کا چہرہ غصے سے سیاہ پڑ گیا۔

"تو تم یہاں اپنی اور دشالا کی ناکامی کا راگ الاپنے آئی ہو"...... گرو مہاراج نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں مجبور ہوں آقا"...... کجری نے کہا۔

"میرے پاس سینکڑوں کوجائیاں ہیں۔ سب ایک سے بڑھ کر ایک ہیں اور ان کی طاقتیں بھی ایک دوسرے سے مہان ہیں۔ اگر تم اس بوڑھے سے ڈر کر بھاگ آئی ہو تو یہ تمہاری بزدلی ہے اور تم جانتی ہو کہ میں بزدل کوجائیوں کو سخت ناپسند کرتا ہوں"...... گرو مہاراج نے غراتے ہوئے کہا۔

"معاف کر دو آقا۔ مجھ میں تو کیا تمہاری کسی کوجائی میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ اس نورانی طاقتوں کے حامل بوڑھے کا سامنا

کر سکے"...... کجری نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ کہہ کر تم میری اور میری مہان کوجائیوں کی توہین کر رہی ہو کجری۔ میں نے آج تک جو بھی کوجائی بنائی ہے اور اسے جو بھی کام سونپا ہے اس نے پورا کیا ہے۔ ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ میری کسی کوجائی کو کسی ایسے انسان نے بھسم کیا ہو جو سحر بھی نہ جانتا ہو اور مجھے یہ دیکھ کر انتہائی غصہ آ رہا ہے کہ میری کوجائی اس بوڑھے آدمی کی تعریف کر رہی ہے اور اس کا سامنا کرنے سے ڈر رہی ہے۔ مجھے تم جیسی کوجائی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جاؤ۔ دفع ہو جاؤ اور فنا ہو جاؤ۔ مجھے تم جیسی کوجائی کی ضرورت نہیں ہے"...... گرو مہاراج نے چیختے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"رحم آقا۔ کجری پر رحم کرو۔ رحم کرو"...... اس کی بات سن کر کجری نے بری طرح سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"گرو مہاراج نے کسی پر رحم کرنا نہیں سیکھا۔ جاؤ ابھی اور اسی وقت فنا ہو جاؤ"...... گرو مہاراج نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر پنجے پھیلاتے ہوئے بڑھیا کی طرف جھٹکا تو اچانک بڑھیا کو زور دار جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے اس بڑھیا کے جسم میں آگ سی بھڑکی اور اس کے ساتھ ہی وہ سیاہ دھویں میں تبدیل ہو گئی اور پھر دھواں ریشوں میں تبدیل ہوا پھر ان ریشوں میں آگ کے شعلے سے چمکے اور دھویں کے ریشے بھی غائب ہو گئے۔ اسی لمحے بڑھیا کی تیز اور چیختی ہوئی آواز سنائی

دی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے بڑھیا حلق کے بل چیختی ہوئی انتہائی گہرے کنویں میں گرتی چلی جا رہی ہو۔ چند لمحے اس کی چیخیں سنائی دیتی رہیں پھر یکلخت گہری خاموشی چھا گئی۔

''ہونہہ۔ کوجائی ہونے کے باوجود میرے سامنے ناکامی کی باتیں کر رہی تھی۔ اب میں کسی کوجائی کو شوتری کی طاقت دے کر بھیجوں پھر وہ یہ کام آسانی سے کر سکے گی۔ مجھے ہر صورت میں اس مہا رشی کی دونوں آنکھیں اور اس کا دل چاہئے''...... گرو مہاراج نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے دروازے کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

''شوتری حاضر ہو جاؤ''...... اس نے اونچی آواز میں کہا تو دوسرے لمحے سائیں کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا اور ایک سیاہ رنگ کی دبلی پتلی لیکن بے حد لمبی عورت اندر داخل ہوئی۔ اس عورت کے سر پر سیاہ بال تھے جو اس کے پیروں تک آ رہے تھے۔ اس نے بھی سیاہ رنگ کا لبادہ پہنا ہوا تھا۔ اس عورت کا چہرہ لمبوترا تھا اور اس کی آنکھیں بڑی بڑی مگر گول تھیں۔ اس کی آنکھوں میں صرف سفیدی تھی۔ قرینے نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ اس کے ہاتھ پاؤں بھی کافی پتلے پتلے تھے۔ وہ پیر گھسیٹتی ہوئی اندر آئی اور گرو مہاراج کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔

''شوتری حاضر ہے آقا''...... اس لمبے قد والی عورت نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''ایک انسان کو ہلاک کرنے کے لئے تمہیں بلایا گیا ہے شوتری''...... گرو مہاراج نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''آقا۔ کون ہے وہ انسان''...... شوتری نے کہا تو گرو مہاراج اسے عمران کے بارے میں بتانے لگا۔ ساتھ ہی اس نے کجری کی بتائی ہوئی ساری تفصیل بھی اسے بتا دی۔ شوتری خاموشی سے گرو مہاراج کی باتیں سن رہی تھی۔

''میں اسے ایک نظر دیکھنا چاہتی ہوں آقا''...... شوتری نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ دیکھ لو''...... گرو مہاراج نے کہا تو شوتری نے یکلخت آنکھیں بند کر لیں۔ کچھ دیر تک وہ اسی عالم میں کھڑی رہی پھر اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات تھے۔

''کیا ہوا''...... اسے خوفزدہ دیکھ کر گرو مہاراج نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یہ آدمی بے حد خطرناک ہے آقا۔ اس کے ساتھ جو مہا پرش ہے وہ کوجائیوں کے لئے اور بھی زیادہ خطرناک ہے۔ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی''...... شوتری نے خوف بھرے لہجے میں کہا تو گرو مہاراج نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں ہو گئے اور وہ شوتری کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔

''میری سفلی طاقت مجھے یہ کہہ رہی ہے کہ وہ اس مہا پرش اور مہا رشی کا سامنا نہیں کر سکتی۔ کیا تم اتنی ہی کمزور اور بے بس ہو کہ دو عام سے انسانوں کا سامنا کرنے سے ڈر رہی ہو''...... گرو مہاراج نے غراتے ہوئے کہا۔

''وہ عام انسان نہیں ہیں آقا۔ وہ عام انسان نہیں ہیں''۔ شوتری نے اسی انداز میں کہا۔

''میں سمجھتا تھا کہ میری کوجائیاں سب سے زیادہ مہان ہیں۔ ان کے لئے کچھ بھی کرنا اور کسی بھی انسان کا خاتمہ کرنا ناممکن نہیں ہے لیکن وشالا کو اس نوری علم والے بوڑھے انسان نے بھسم کر دیا۔ اسے دیکھ کر کجری بھی وہاں سے بھاگ آئی اور اب تم بھی اس نوری علم والے بوڑھے اور مہا رشی کا سامنا کرنے سے گھبرا رہی ہو۔ آخر تم سب کو ہو کیا گیا ہے''...... گرو مہاراج نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''وہ مہا رشی تر نوالہ نہیں ہے آقا۔ اس کی باطنی روشنی بے حد طاقتور ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس پر آج تک کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکا ہے اور میں تم کو یہ بھی بتا سکتی ہوں آقا کہ یہ مہا رشی تمہارا بھی خاتمہ کر سکتا ہے''...... شوتری نے کہا تو گرو مہاراج یکلخت اچھل پڑا۔ غصے سے اس کا چہرہ اور سیاہ ہو گیا تھا۔

''گرو مہاراج کو ایک عام انسان ہلاک کرے گا۔ تم ہوش میں تو ہو شوتری۔ اپنی بکواس بند کرو ورنہ کجری کی طرح میں تمہیں بھی

بھسم کر دوں گا۔ فنا کر دوں گا۔ گرو مہاراج کی طاقتیں مہان ہیں جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ سمجھی تم''...... گرو مہاراج نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''ہاں ہاں آقا۔ گرو مہاراج عظیم ہے۔ مہان طاقتوں کا مالک ہے۔ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے لیکن میں تمہیں وہی بتا رہی ہوں جو مجھے دکھائی دے رہا ہے''...... اسے غصے میں دیکھ کر شوتری نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مجھے بتاؤ کہ اس مہا رشی کو ہلاک کرنے کے لئے مجھے کیا کرنا چاہئے۔ میں ہر صورت میں اس کی ہلاکت چاہتا ہوں کیونکہ دنیا میں ایک یہی ایسا مہا رشی ہے جس کی مجھے مدتوں سے ضرورت تھی۔ میں اس کی دونوں آنکھیں اور اس کا دل حاصل کرنا چاہتا ہوں''...... گرو مہاراج نے اسی انداز میں کہا تو شوتری چونک پڑی۔

''آنکھیں۔ دل''...... شوتری نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ مجھے ایک خاص مہا رشی کی آنکھیں اور دل چاہئے اور جس دل اور جن آنکھوں کی مجھے تلاش ہے وہ اسی مہا رشی کے پاس ہیں جسے ہلاک کرنے کے لئے میں نے وشالا کو بھیجا تھا لیکن......'' گرو مہاراج نے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔

''کیا تم مجھے بتا سکتے ہو آقا کہ تمہیں اس مہا رشی کا دل اور آنکھیں کیوں چاہئیں''...... شوتری نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس بارے میں تمہیں کچھ نہیں بتایا جا سکتا ہے''...... گرو

مہاراج نے منہ بنا کر کہا۔

"اگر تم اس آدم زاد کو ہلاک کر کے اس کا دل اور اس کی آنکھیں حاصل کرنا چاہتے ہو تو پھر اس کام کے لئے آپ دھانگا کو بلا لیں۔ وہ اس آدمی کو آسانی سے ہلاک بھی کر دے گا اور اس کا دل اور آنکھیں بھی نکال لانے میں کامیاب ہو جائے گا"...... شوڑی نے کہا تو گرو مہاراج چونک پڑا۔

"دھانگا۔ اوہ ہاں۔ یہ کام واقعی اس کے لئے آسان ہوگا۔ ٹھیک ہے تم جاؤ اور جا کر دھانگا کو میرے پاس بھیج دو"...... گرو مہاراج نے کہا تو شوڑی نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر پیر گھسیٹتی ہوئی دروازے سے باہر نکل گئی۔ تھوڑی دیر بعد باہر سے ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی تو گرو مہاراج چونک پڑا۔

"آ جاؤ"...... گرو مہاراج نے اونچی آواز میں کہا تو ایک بار پھر دروازہ کھلا اور سیاہ رنگ کی انسانی ہڈیوں کی ڈھانچہ نما ایک مخلوق اندر داخل ہوئی۔ اس مخلوق کے چہرے پر کھال نام کی کوئی چیز نہ تھی اس کی آنکھوں اور ناک کی جگہ بڑے بڑے سوراخ دکھائی دے رہے تھے۔ اس نے بھی سیاہ رنگ کا ہی لبادے نما لباس پہنا ہوا تھا۔ اس ڈھانچہ نما مخلوق کی سب سے خاص بات یہ تھی کہ اس کے کانوں، ناک اور منہ سے مسلسل سیاہ رنگ کا دھواں نکلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"دھانگا حاضر ہے آقا"...... اس لمبے قد کی ڈھانچہ نما مخلوق

کے منہ سے چیختی ہوئی انسانی آواز نکلی۔

"ایک دشمن کو ہلاک کرنے اور اس کا دل اور اس کی آنکھیں نکال کر لانے کے لئے میں نے تمہیں بلایا ہے دھانگا"...... گرو مہاراج نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"دھانگا کو اس دشمن کا نام بتایا جائے"...... دھانگا نے اسی انداز میں کہا تو گرو مہاراج نے اسے عمران کے بارے میں تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"ٹھیک ہے آقا۔ آپ کا یہ کام ہو جائے گا"...... تفصیل سننے کے بعد دھانگا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یاد رکھنا۔ اگر تم ناکام ہو گئے تو میں تمہیں ہر صورت میں فنا کر دوں گا۔ میں ناکامی کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کروں گا"...... گرو مہاراج نے سخت لہجے میں کہا۔

"دھانگا ناکامی کے لفظ سے بھی ناآشنا ہے آقا۔ دھانگا اس کام میں کامیابی حاصل کرے گا"...... دھانگا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"تو جاؤ اور جا کر اپنا کام پورا کرو۔ کامیابی کی صورت میں تمہیں انعام ملے گا"...... گرو مہاراج نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو دھانگا مڑا اور قدم اٹھاتا ہوا دروازے سے نکلتا چلا گیا۔

جوزف قالین پر چت لیٹا ہوا تھا۔ سید چراغ شاہ صاحب کے کہنے پر سلیمان بازار سے سات موم بتیاں لے آیا تھا جو شاہ صاحب نے سفید رنگ کی چینی کی پلیٹوں کے درمیان میں رکھ کر جلا دی تھیں اور ان پلیٹوں کو جوزف کے گرد رکھ کر ایک خاص حصار بنا دیا تھا۔ انہوں نے عمران کو جوزف کے سر کے پاس بٹھا دیا تھا جبکہ سلیمان کو جوزف کے پیروں کے پاس بیٹھنے کا کہا تھا جبکہ وہ خود جوزف کے دائیں طرف بیٹھ گئے تھے۔ وہ کافی دیر کچھ پڑھتے رہے پھر انہوں نے سلیمان سے جوزف کی دونوں ٹانگیں پکڑنے کا کہا اور عمران کو دایاں ہاتھ جوزف کے ماتھے پر رکھنے کے لئے کہا۔ انہوں نے کچھ پڑھ کر جوزف کے سر پر پھونک ماری اور اپنا دایاں ہاتھ جوزف کے عین دل پر رکھ دیا۔ جیسے ہی انہوں نے اپنا ہاتھ جوزف کے سینے پر رکھا اسی لمحے جوزف کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ وہ یکلخت یوں تڑپا جیسے شاہ صاحب نے اس کے سینے میں

خنجر کی نوک اتار دی ہو۔

''اس کے پاؤں مضبوطی سے پکڑے رکھنا سلیمان بیٹا اور عمران بیٹے تم اس کے سر سے ہاتھ نہ ہٹانا''...... شاہ صاحب نے سلیمان اور عمران دونوں سے مخاطب ہو کر کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ شاہ صاحب، جوزف کے سینے پر ہاتھ کا دباؤ بڑھاتے جا رہے تھے اور جیسے جیسے ان کا دباؤ بڑھ رہا تھا۔ جوزف کے تڑپنے میں اضافہ ہو رہا تھا۔ اس کی ٹانگیں اور سر بری طرح سے ہل رہا تھا جسے قابو کرنا سلیمان اور عمران کے لئے خاصا مشکل ہو رہا تھا۔ حیرت کی بات تھی کہ جوزف کے بازو جو پھیل کر زمین سے لگے ہوئے تھے ان میں معمولی سی بھی حرکت نہ ہو رہی تھی۔ کچھ دیر تک جوزف کا سر اور ٹانگیں ہلتی رہیں پھر اچانک وہ ساکت ہو گیا۔ جیسے ہی وہ ساکت ہوا انہوں نے جوزف کے سر اور سینے سے دھواں سا نکلتے دیکھا۔ یہ سیاہ رنگ کا دھواں تھا جو مرغولوں کی شکل میں جوزف کے سر اور سینے سے نکل رہا تھا۔ جیسے ہی دھواں بلند ہوا۔ شاہ صاحب نے فوراً موم بتی والی ایک پلیٹ اٹھا کر اس دھوئیں کے نیچے کر دی۔ بھک کی آواز کے ساتھ جوزف کے سینے سے نکلنے والا دھوئیں کا مرغولہ یوں جل گیا جیسے کاغذ کا ٹکڑا آگ لگنے سے جل کر خاکستر ہو جاتا ہے۔ اس سے پہلے کہ جوزف کے سر سے نکلنے والے دھوئیں کا مرغولہ بلند ہوتا، شاہ صاحب نے پلیٹ میں رکھی موم بتی کی آگ اس دھوئیں کی طرف کر دی۔ دوسرے لمحے دھوئیں کا

مرغولہ پہلے مرغولے کی طرح جل کر بھسم ہو گیا۔ دونوں مرغولوں کو جل کر بھسم ہوتے دیکھ کر شاہ صاحب نے سکون کا سانس لیا اور انہوں نے جوزف کے سینے پر رکھا ہوا ہاتھ ہٹا لیا۔

"بس ٹھیک ہے۔ چھوڑ دو اسے"...... شاہ صاحب نے عمران اور سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا تو سلیمان نے جوزف کی ٹانگیں چھوڑ دیں جبکہ عمران نے اس کے سر سے ہاتھ ہٹا لیا۔

"موم بتیاں بجھا کر یہاں سے لے جاؤ اور مٹی کے کٹورے میں پانی لے آؤ"...... شاہ صاحب نے سلیمان سے کہا تو سلیمان نے پلیٹوں میں رکھی ہوئی موم بتیاں بجھانا شروع کر دیں اور پھر اس نے موم بتیاں پلیٹوں سے اتار کر پلیٹیں اکٹھی کیں اور موم بتیاں اس پر رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا اب یہ ٹھیک ہو جائے گا"...... عمران نے شاہ صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس کے دل و دماغ پر جس کوجائی نے قبضہ کر رکھا تھا وہ میں نے نکال کر بھسم کر دی ہے۔ اب اس پر کسی کوجائی کا اثر نہیں ہے۔ میں پانی پر دم کر کے اس پر ڈالوں گا تو اسے ہوش آ جائے گا"...... شاہ صاحب نے جواب دیا تو عمران کے چہرے پر سکون کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"ہوش میں آنے کے بعد کیا اسے معلوم ہو گا کہ یہ یہاں کیوں آیا تھا اور اس کے ساتھ کیا ہوا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ کوجائی نے اس کا دماغ مکمل طور پر مفلوج کر رکھا تھا اس لئے اسے کچھ بھی نہیں معلوم ہو گا"...... شاہ صاحب نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ شاہ صاحب پیچھے ہٹ کر ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ چند لمحوں بعد سلیمان مٹی کے کٹورے میں پانی لے آیا اور اس نے کٹورا شاہ صاحب کو دے دیا۔ شاہ صاحب نے اس سے کٹورا لے کر دائیں ہاتھ پر رکھا اور پھر وہ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگے۔ پڑھتے ہوئے وہ بار بار کٹورے کے پانی پر پھونکیں مار رہے تھے۔

"لو عمران بیٹا۔ میں نے پانی پر دم کر دیا ہے۔ جوزف کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارو اور جب اسے ہوش آ جائے تو باقی بچا ہوا سارا پانی اسے پلا دینا۔ یہ انشاء اللہ مکمل طور پر صحت یاب ہو جائے گا"...... شاہ صاحب نے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر بڑے احترام سے ان کے ہاتھوں سے پانی کا کٹورا لیا اور پھر وہ کٹورے میں انگلیاں بھگو کر جوزف کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارنے لگا۔ ابھی اس نے دو تین بار ہی جوزف کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے ہوں گے کہ اچانک جوزف کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر عمران پیچھے ہٹ گیا۔ جوزف پہلے اسی طرح پڑے حیرت سے چھت کو گھورتا رہا پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر اس کی نظریں شاہ صاحب، عمران اور سلیمان

پر پڑیں تو اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''کک کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے باس۔ یہ میں تمہارے فلیٹ میں کیسے آ گیا۔ میں تو رانا ہاؤس میں اپنے کمرے میں سو رہا تھا''...... شعور جاگتے ہی جوزف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم صرف سوئے نہیں تھے بلکہ تمہیں ہانا ماگا کی کالی بدروح نے گہری نیند سلا دیا تھا اور اس نے تمہارا دل و دماغ اپنے قبضے میں کر کے قدیم افریقی کولو ہالو کا ناچ نچانا شروع کر دیا تھا''...... عمران نے مٹی کے کٹورے میں بچا ہوا پانی جوزف کو پلانے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا تو جوزف بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

''ہانا ماگا کی کالی بدروح، کولو ہالو کا ناچ۔ اوہ باس یہ تو موت کا ناچ ہوتا ہے جو ہانا ماگا کی کالی بدروح دوسروں کو بے رحمی سے ہلاک کرنے کے لئے ناچتی ہے''...... جوزف نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ تم پر بھی یہی عمل ہوا تھا۔ کالی بدروح تمہارے وجود میں سما گئی تھی اور اس نے تمہیں موت کا ناچ نچانا شروع کر دیا تھا تاکہ تم درندے بن جاؤ اور بے دریغ ہر طرف قتل و غارت کرنا شروع کر دو۔ تم ہانا ماگا کی کالی بدروح کو خوش کرنے کے لئے سب سے

پہلے مجھے ہلاک کرنا چاہتے تھے تاکہ مجھے ہلاک کر کے میری آنکھیں اور میرا دل نکال کر نیلی دلدل کی کالی بدروح کو پیش کر سکو اور وہ تمہیں اور زیادہ بے رحم اور ظالم درندہ بنا کر بے گناہ لوگوں کا قتل کر کے ان کے خون کا غسل کرا سکے''...... عمران نے کہا تو جوزف پر جیسے یکلخت لرزا سا طاری ہو گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو باس۔ مجھے ہانا ماگا کی نیلی دلدل کی کالی بدروح نے تمہیں قتل کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا میں تمہیں بھلا کیسے قتل کر سکتا ہوں''...... جوزف نے خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اسے سارا سچ بتا دو عمران بیٹے''...... شاہ صاحب نے جو خاموشی سے عمران اور جوزف کی باتیں سن رہے تھے، بڑے مدبرانہ لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسے کوجائی کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ جوزف کے لئے یہ بات واقعی انتہائی حیرت انگیز تھی کہ دھوئیں کی ایک مخلوق نے اس پر قبضہ کر لیا تھا اور اسے عمران کو ہلاک کرانے کے لئے اپنے ساتھ یہاں لائی تھی۔

''حیرت ہے۔ مجھے اس مخلوق کے اپنے جسم میں سمانے اور یہاں تک لانے کے بارے میں کچھ علم ہی نہیں ہوا۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کوجائی نے تمہاری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تھا جوزف بیٹا اور

تمہارے دل کو تاریک کر دیا تھا تاکہ تم دوست اور دشمن کی تمیز نہ کر سکو۔ اسی لئے تمہیں اس سب کے بارے میں کچھ پتہ نہ چلا تھا اور تم عمران کو ہلاک کرنے یہاں پہنچ گئے تھے۔ اگر میں تم سے پہلے یہاں نہ پہنچ گیا ہوتا تو تم عمران کو ہلاک کرنے کے لئے اس پر مسلسل حملے کرنا شروع کر دیتے۔ عمران تمہارے ہاتھوں آسانی سے ہلاک تو نہ ہوتا لیکن اس لڑائی میں تم دونوں شدید زخمی ضرور ہو سکتے تھے۔ اس طرح تم دونوں کو ہی اذیت برداشت کرنی پڑتی''...... سید چراغ شاہ صاحب نے کہا۔

''اوہ۔ شاہ صاحب۔ میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھ سے پہلے یہاں پہنچ کر باس کو میرے ہاتھوں نقصان پہنچنے سے بچا لیا۔ باس مجھے کاٹ کر بھی رکھ دیں تو مجھے اس کا افسوس نہ ہوتا لیکن میرے ہاتھوں باس کو کوئی زک پہنچے یہ میرے لئے واقعی ناقابل برداشت ہوتا''...... جوزف نے انتہائی ممنونیت بھرے لہجے میں کہا تو شاہ صاحب کے لبوں پر جوزف کی عمران کے لئے جذباتیت دیکھ کر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''اللہ تعالیٰ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔ بہرحال تم فکر نہ کرو۔ میں نے تمہارے جسم سے کوجائی کو نکال دیا ہے۔ اب تم پہلے جیسے جوزف ہو''...... شاہ صاحب نے کہا۔

''لیکن اگر اس کوجائی نے پھر میرے جسم پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تو''...... جوزف نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''بے فکر رہو۔ کوجائی ایک بار جس کے جسم میں داخل ہو کر نکل جائے اس کے بعد دوسری کوئی کوجائی اس جسم میں سرایت نہیں کر سکتی ہے۔ میں نے اس کوجائی کو تمہارے جسم سے نکالتے ہی بھسم کر دیا تھا۔ اب دوسری کوئی کوجائی تمہارے وجود کو استعمال کرنے کے لئے تمہارے جسم میں داخل نہیں ہو سکے گی''...... شاہ صاحب نے کہا تو جوزف کے چہرے پر سکون کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''کوئی بھی کوجائی جوزف کے علاوہ، سلیمان یا میرے دیگر ساتھیوں کے جسموں میں سرایت کر کے انہیں میری دشمنی پر مائل کر سکتی ہے۔ اس سے بچنے کا کیا حل ہے''...... عمران نے کہا۔

''ان سب کو تاکید کر دو کہ وہ باوضو رہیں، خوشبویات کا استعمال کریں اور کثرت کے ساتھ ان اسماء اعظم کا ورد کرتے رہیں۔ بلکہ ان سے کہو کہ وہ ان اسماء اعظم کی تختیاں اپنے پاس رکھیں۔ جب تک تختیاں ان کے پاس رہیں گی کوجائیاں ان کے قریب بھی نہ پھٹک سکیں گی''...... شاہ صاحب نے چند اسماء اعظم عمران کو باقاعدہ حفظ کراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا''...... عمران نے کہا۔

''سلیمان، جوزف۔ تم دونوں باہر جاؤ۔ مجھے عمران بیٹے سے اکیلے میں کچھ باتیں کرنی ہیں''...... شاہ صاحب نے کہا تو جوزف اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ اور سلیمان کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

"اب تم اوپر کرسی پر بیٹھ جاؤ"...... شاہ صاحب نے کہا تو
عمران اٹھا اور ان کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔
"جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ کافرستان میں موجود
شیطان کا پجاری جس کا نام گرو مہاراج ہے تمہاری جان کا دشمن بنا
ہوا ہے۔ گو کہ اس پجاری کو تمہیں ہلاک کرنے کے لئے کافرستان
کی ایک ایجنسی کے سربراہ نے کہا تھا لیکن جب اس پجاری نے
تمہارے بارے میں معلومات حاصل کیں تو وہ چونک پڑا۔ اسے
بہت پہلے سے ہی ایک خاص آدمی کی تلاش تھی جس کا وہ دل اور
اس کی آنکھیں حاصل کرنا چاہتا تھا۔ گرو مہاراج انتہائی طاقتور اور
خوفناک ساحر ہے۔ اس کے پاس کوجائیوں کی کوئی کمی نہیں ہے جن
سے وہ کوئی بھی کام لے سکتا ہے۔ دولت اس کی باندی ہے۔ وہ
چاہے تو ان کوجائیوں کے ذریعے پورے کافرستان پر قبضہ کر کے
حکمرانی کر سکتا ہے لیکن وہ صرف کافرستان پر نہیں بلکہ پوری دنیا پر
قابض ہونے کا خواب دیکھ رہا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس
اتنی طاقت ہو کہ وہ پوری دنیا کو اپنی مٹھی میں لے سکے اور پوری دنیا
کے انسان اس کے غلام بن جائیں۔ اس نے کوجائیوں کے ذریعے
پوری دنیا پر حکمرانی کا خواب دیکھا تھا لیکن اسے بتایا گیا کہ وہ
کوجائیوں کی مدد سے کسی ایک ملک پر تو حکمرانی کر سکتا ہے اور چند
لاکھ افراد کو اپنا غلام بھی بنا سکتا ہے لیکن اس کے لئے پوری دنیا کے
انسانوں کو غلام بنانا ناممکن ہے۔ اگر وہ پوری دنیا پر قبضہ کرنا چاہتا

ہے تو اس کے لئے اسے سرخ معبد کے سرخ شیطان کو جگانا ہو گا
جو ہزاروں سالوں سے سرخ پہاڑیوں میں کسی سرخ رنگ کے غار
میں سویا ہوا ہے۔ اس شیطان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس
کے پاس نہ تو آنکھیں ہیں اور نہ ہی اس کے سینے میں دل ہے۔
اگر اس کے سینے میں کسی طاقتور، صالح اور انتہائی باکردار انسان کا
دل اور اس کی آنکھیں لگا دی جائیں تو سرخ شیطان پھر سے زندہ
ہو سکتا ہے۔ سرخ شیطان کو زندہ کرنے کے لئے چند کڑی شرائط
رکھی گئی تھیں کہ پہلے اسے سرخ پہاڑیوں کے سرخ غار میں تلاش
کرنا پڑے گا اور پھر اس کی لاش سرخ غار کی سرخ قبر سے باہر
نکالنی ہو گی۔ جو سرخ شیطان کو تلاش کرے گا وہ اس سرخ شیطان
کی سرخ لاش کو کہیں بھی آسانی سے لے جا سکتا تھا۔ اس کے بعد
اس انسان کی ذمہ داری ہو گی کہ وہ اس سرخ شیطان کو زندہ کرنے
کے لئے ایک نیک، صالح اور باکردار انسان کو تلاش کرے۔ ایک
ایسا انسان کو جس پر خاص طور پر روشنی کی طاقتیں مہربان ہوں۔ جس
کے ساتھ اس کی ماں کی خصوصی دعائیں ہوں اور خاص طور پر اس
انسان نے سفلی طاقتوں کا مقابلہ کر کے انہیں شدید نقصان پہنچایا
ہو۔ اس انسان کی ہلاکت شیطان کی فتح تصور کی جاتی اور اسی
انسان کی آنکھیں اور اس کا دل نکال کر اگر سرخ شیطان کو لگا دیا
جائے تو وہ پھر سے زندہ ہو سکتا ہے اور جس انسان نے اسے زندہ
کیا ہو گا۔ سرخ شیطان اس کے تابع ہو جائے گا اور اس کے ہر حکم

کی تعمیل کرے گا۔ اس سرخ شیطان کی طاقتیں اس قدر زیادہ ہیں کہ وہ پوری دنیا پر سرخ جادو چلا کر انسانی دماغوں کو اپنے قبضے میں کر سکتا ہے اور انہیں اپنا محکوم بنا سکتا ہے۔ اس بات کا جب گرو مہاراج کو پتہ چلا تو اس نے کوجائیوں سے سرخ پہاڑیوں، سرخ غار اور سرخ غار میں موجود سرخ شیطان کی سرخ قبر کی تلاش شروع کرا دی۔ اسے اس معاملے میں زیادہ تگ و دو نہ کرنی پڑی۔ کوجائیوں نے جلد ہی سرخ پہاڑیوں میں موجود سرخ غار اور سرخ غار میں موجود سرخ شیطان کی سرخ قبر ڈھونڈھ لی اور پھر وہ سرخ قبر سے سرخ شیطان کی لاش کو نکال کر گرو مہاراج کے پاس لے گئیں۔ اس کے بعد گرو مہاراج نے اس انسان کی تلاش شروع کر دی جس کی آنکھیں اور دل سرخ شیطان کو لگانے سے وہ زندہ ہو کر اس کا غلام بن سکتا تھا اور اس کے لئے پوری دنیا کو تسخیر کر سکتا تھا۔ اس کام کے لئے بھی اس نے ظاہر ہے کوجائیوں کو ہی لگایا تھا لیکن لاکھ کوششوں کے باوجود کوجائیاں اس نیک اور صالح انسان کو تلاش نہ کر سکیں۔ گرو مہاراج نے سرخ شیطان کی لاش کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے اور اس کی صالح انسان کی تلاش جاری و ساری تھی کہ اس کے پاس کافرستانی ایجنسی کا ایک سربراہ آیا۔ یہ سربراہ، گرو مہاراج کا خاص جان پہچان والا آدمی تھا۔ وہ خصوصی طور پر گرو مہاراج سے ملنے آیا تھا اور اس نے گرو مہاراج کو تمہاری تصویر فراہم کی تھی۔ تمہاری تصویر دیکھتے ہی گرو مہاراج چونک پڑا کیونکہ

اسے جس انسان کی آنکھیں اور دل کی ضرورت تھی وہ انسان تم ہی تھے۔ گرو مہاراج نے سرکاری ایجنسی کے سربراہ سے وعدہ کر لیا کہ وہ اپنی طاقتوں کی مدد سے تمہیں ضرور ہلاک کر دے گا اور پھر اس نے ایک کوجائی کو تمہیں ہلاک کرنے کے لئے بھیج دیا جس نے تمہیں ہلاک کرنے کے لئے جوزف کے جسم میں سرایت کر کے اسے تمہاری ہلاکت کے لئے اپنے قبضے میں کر لیا"...... شاہ صاحب نے عمران کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ بات تو میری سمجھ میں آ گئی ہے کہ گرو مہاراج مجھے اپنے خاص مقصد کے لئے ہلاک کرنا چاہتا ہے لیکن وہ سرکاری ایجنسی کا سربراہ کون ہے اور وہ مجھے ماورائی قوتوں کے ذریعے کیوں ہلاک کرانا چاہتا ہے"...... شاہ صاحب کے خاموش ہونے پر عمران نے پوچھا۔

"یہ کافرستان کی نئی ایجنسی کا سربراہ ہے۔ مجھے جو اطلاع دی گئی ہے۔ اس کے مطابق اس کا نام کرنل بھرت راج ہے اور اس کی ایجنسی کا نام ریڈ پاور ایجنسی ہے۔ اس نے ایک خاص مقصد کے لئے تمہیں ہلاک کرنے کے لئے گرو مہاراج سے رابطہ کیا تھا"...... شاہ صاحب نے کہا۔

"اس کا خاص مقصد کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اس معاملے میں مجھے کچھ نہیں بتایا گیا ہے۔ جو بتایا گیا ہے وہ میں نے تمہیں بتا دیا ہے"...... شاہ صاحب نے کہا۔

"بتایا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ سے بڑے درجے پر بھی کوئی ہے"...... عمران نے کہا تو شاہ صاحب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"عمران بیٹا۔ میں کسی بھی عہدے پر فائز نہیں ہوں۔ تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا انتہائی عاجز اور حقیر بندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ایسے بھی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت بھری نظر رہتی ہے۔ یہ سب مجھے ان سے ہی معلوم ہوا ہے"...... شاہ صاحب نے کہا۔

"تو کیا آپ اپنے بڑوں سے مجھے پوچھ کر نہیں بتا سکتے کہ کرنل بھرت راج مجھے ہلاک کرنے کے لئے ماورائی طاقتوں کا ہی سہارا کیوں لے رہا ہے۔ اس کی مجھ سے کیا دشمنی ہے"...... عمران نے رت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ان سے بات کروں گا لیکن چونکہ یہ دنیاوی معاملہ ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ اس معاملے میں تمہاری کوئی رہنمائی نہیں کریں گے۔ تمہاری جان سفلی طاقتوں سے بچانے اور کوجائیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے انہوں نے مجھے فوری طور پر تمہارے پاس پہنچنے کا حکم دیا تھا اور میں نے ان کے حکم پر عمل کیا ہے اور بس"...... شاہ صاحب نے کہا۔

"اگر ان کوجائیوں نے پھر مجھے تنگ کرنے اور نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو پھر"...... عمران نے کہا۔

"تو تمہیں خود کو ان سے محفوظ رکھنا ہوگا"...... شاہ صاحب نے

کہا۔

"میں خود کو ان کوجائیوں سے محفوظ کیسے رکھ سکتا ہوں"۔ عمران نے پوچھا۔

"وہی باوضو رہ کر، خوشبویات کا استعمال کر کے اور اسماء اعظم کی تختی اپنے پاس رکھ کر۔ اسماء اعظم کا ورد کثرت سے کرنے پر انشاء اللہ تم ان سفلی طاقتوں سے محفوظ رہو گے"...... شاہ صاحب نے کہا۔

"ان کوجائیوں سے مستقل طور پر پیچھا چھڑانے کا کوئی حل ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"گرو مہاراج کے پاس سینکڑوں کی تعداد میں کوجائیاں ہیں۔ تم کن کن کو ختم کرتے پھرو گے اس کا تو ایک ہی حل ہے"...... شاہ صاحب نے سوچتے ہوئے کہا۔

"کون سا حل"...... عمران نے پوچھا۔

"اس گرو مہاراج کا خاتمہ۔ اگر اسے ہلاک کر دیا جائے تو اس کے ساتھ ہی اس کے قبضے میں موجود ساری کوجائیاں خود ہی فنا ہو جائیں گی"...... شاہ صاحب نے جواب دیا۔

"تو کیا اب مجھے سب کچھ چھوڑ کر اس شیطان کے پجاری کو ہلاک کرنا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اس کے لئے تم پابند نہیں ہو۔ تم پر کوئی حکم صادر نہیں کیا جا رہا ہے البتہ میں یہ ضرور کہوں گا کہ اگر تم گرو مہاراج جیسے شیطان کو ہلاک کرنے کا ارادہ کر لو تو اس سے تمہیں اللہ کی خوشنودی حاصل

ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی دنیا کی نایاب ترین دولت ہے جو
قسمت والوں کو نصیب ہوتی ہے اور تم دنیا کے خوش قسمت انسان
ہو لیکن اگر تم خود ہی اس دولت کے حصول سے بھاگنا چاہتے ہو تو
اس کے لئے کوئی تمہیں مجبور نہیں کر سکتا"...... شاہ صاحب نے
سنجیدگی سے کہا۔
"تو آپ کا کیا حکم ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لے
کر کہا۔
"میں اللہ کا عاجز بندہ ہوں۔ میں حکم دینے والا کون ہوتا ہوں۔
میرا کام مشورہ دینا ہے اور میرا یہی مشورہ ہے کہ جب بھی موقع
ملے اللہ کی خوشنودی حاصل کرو۔ کامیابیاں ہمیشہ تمہارے قدم
چومیں گی۔ انشاء اللہ"...... شاہ صاحب نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر
کھڑے ہو گئے۔
"تو کیا اب آپ واپس جا رہے ہیں"...... عمران نے انہیں
اٹھتے دیکھ کر چونک کر پوچھا۔
"ہاں۔ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اب مجھے جانا ہے۔
اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔ میں عاجز بھی تمہارے حق میں دعائے
خیر کرتا رہوں گا۔ اللہ حافظ"...... شاہ صاحب نے کہا اور پھر
مڑے اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران بھی ان
کے ہمراہ چل پڑا۔
"کیا میں آپ کو آپ کے گاؤں تک چھوڑنے ساتھ چل سکتا

ہوں"...... عمران نے ان کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔
"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ جوزف سے کہو۔ وہ مجھے
گاؤں چھوڑ آئے گا"...... شاہ صاحب نے کہا تو عمران نے اثبات
میں سر ہلا دیا۔ اس نے جوزف کو بلایا جو سلیمان کے ساتھ دوسرے
کمرے میں موجود تھا۔ عمران نے اسے چند ہدایات دیں اور پھر وہ
شاہ صاحب کو دروازے تک چھوڑنے آیا۔ شاہ صاحب نے ایک
بار پھر اللہ حافظ کہا اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ جوزف بھی ان کے
ہمراہ چلا گیا۔
"مجھے تو اس بدروح کو دیکھ کر بے حد خوف محسوس ہوا تھا
صاحب جسے میں نے اپنی آنکھوں سے جوزف کے جسم سے نکلتے
ہوئے دیکھا تھا"...... سلیمان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔
"شکر کرو وہ جوزف کے جسم سے نکل کر تمہارے جسم میں نہیں
سما گئی تھی ورنہ تم سلیمان سے مس سلیمانی ہو جاتے"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
"مس سلیمانی۔ کیا مطلب"...... سلیمان نے چونک کر کہا۔
"اس کوجائی کا نام دشالا تھا اور شاہ صاحب کے کہنے کے
مطابق وہ مردوں کی زمرے میں نہیں آتی تھی"...... عمران نے اسی
طرح مسکراتے ہوئے کہا۔
"ارے باپ رے۔ تو کیا اس نے جوزف کے دل و دماغ پر
قبضہ کر کے اسے بھی نر سے مادہ بنا دیا تھا"...... سلیمان نے چونک

کر کہا تو عمران ہنس پڑا۔

"اس نے جوزف کے دل اور دماغ پر قبضہ کیا تھا اس کے پورے جسم پر نہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر وہ تمہارے جسم پر قبضہ کرتی تو تمہیں ضرور نر سے مادہ بنا دیتی"...... عمران نے کہا اور سپیشل روم کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان نے اسے سپیشل روم میں جاتے دیکھ کر ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ مڑ کر کچن کی طرف چلا گیا۔ عمران نے سپیشل روم میں آ کر سپیشل فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

"گرین سٹار ہوٹل"...... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ناٹران سے بات کراؤ۔ پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ناٹران بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ناٹران کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ناٹران عجیب سا نام ہے۔ اس سے بہتر تو تم اپنا نام نیوٹران رکھ لو۔ کم از کم بولنے میں اچھا بھی لگتا ہے اور اس نام کی کوئی افادیت تو موجود ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں آپ کو میرے نام پر کیا اعتراض ہے"...... دوسری طرف سے ناٹران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اعتراض تو کوئی نہیں ہے لیکن جب بھی تمہارا نام ناٹران لیتا ہوں تو مجھے کنویں کا مینڈک یاد آ جاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کنویں کا مینڈک۔ کیا مطلب۔ میرے نام سے کنویں کے مینڈک کا کیا تعلق"...... دوسری طرف سے ناٹران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کا کام صرف ٹرٹرانا ہوتا ہے اور تمہارے نام میں بھی ایک ٹر موجود ہے۔ اگر کوئی رک رک کر بولنے والا ہو تو تمہارا نام ناٹرٹران لے سکتا ہے۔ ایسی صورت میں یہی لگے گا کہ تم نے بھی مینڈکوں کی طرح ٹرٹرانا شروع کر دیا ہے۔ اب ٹرٹرانے والا مینڈک کنویں کا ہو یا جوہڑوں کا۔ کیا فرق پڑتا ہے"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف موجود ناٹران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اب میں کیا کہوں۔ آپ کہاں کی بات نجانے کہاں لے جاتے ہیں"...... ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بات ہی لے جاتا ہوں اگر کسی دن میں تمہیں کسی نئی اور انوکھی دنیا میں لے گیا تو تم حقیقت میں ٹرٹراتے ہی رہ جاؤ گے"...... عمران نے کہا۔

"نئی اور انوکھی دنیا۔ میں کچھ سمجھا نہیں"...... ناٹران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہ ہی سمجھو تو بہتر ہو گا۔ بہرحال میں نے تمہیں کرنل بھرت

راج کے بارے میں معلوم کرنے کے لئے فون کیا ہے۔ جانتے ہو اسے"...... عمران نے کہا۔

"کرنل بھرت راج۔ نام تو سنا ہوا ہے۔ لیکن یاد نہیں آ رہا ہے کہ اس کا تعلق کافرستانی فوج کے کس شعبے سے یا کس ایجنسی سے ہے"...... ناٹران نے جواب دیا۔

"اس کا تعلق کافرستانی ایجنسی ریڈ پاور سے ہے اور اس کے بارے میں اتنا ہی پتہ چل سکا ہے کہ حال ہی میں اس ایجنسی کو قائم کیا گیا ہے۔ اب یہ ایجنسی کس مقصد کے لئے بنائی گئی ہے اور اس کو کیا ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں اس کے بارے میں میرے پاس کوئی تفصیل موجود نہیں ہے۔ تم فوراً اس ایجنسی کے بارے میں معلومات حاصل کرو کہ اس ایجنسی کی کارکردگی کیا ہے اور اسے کیوں قائم کیا گیا ہے۔ خاص طور پر مجھے کرنل بھرت راج کے بارے میں معلومات چاہئیں کہ وہ ان دنوں کن سرگرمیوں میں مصروف ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کراتا ہوں"...... ناٹران نے کہا۔

"کب تک یہ تمام معلومات حاصل کر لو گے"...... عمران نے پوچھا۔

"نئی اور سیکرٹ ایجنسی ہے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے مجھے خاصے ہاتھ پاؤں مارنے پڑیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک دو دن لگ ہی جائیں"...... ناٹران نے کہا۔

"میں تمہیں تین دن کا وقت دیتا ہوں۔ تین دن میں یہ تمام تفصیلات معلوم ہو جانی چاہئیں۔ تین دن بعد میں تمہیں اسی وقت کال کروں گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تین دن بہت ہیں۔ میں ریڈ پاور ایجنسی کے بارے میں ساری معلومات حاصل کر لوں گا"...... ناٹران نے کہا۔

"اگر ساری معلومات پہلے معلوم ہو جائیں تو چیف کو کال کر کے بتا دینا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے ناٹران نے کہا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ وہ اٹھا اور پھر کچھ سوچ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ ڈریسنگ روم میں پہنچ کر اس نے لباس بدلا اور پھر وہ باہر آ گیا۔

"میں باہر جا رہا ہوں سلیمان"...... عمران نے کچن کے قریب سے گزرتے ہوئے اندر موجود سلیمان کو بتایا اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ فلیٹ سے نکل کر گیراج میں آیا اور اپنی کار لے کر دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں سید چراغ شاہ کی باتیں تھیں۔ ایک طرف ایک شیطان پجاری اس کا دل اور آنکھوں حاصل کرنے کے لئے اسے ہلاک کرنا چاہتا تھا اور ایسی ہی خواہش کافرستان کی ایک نئی ایجنسی کے سربراہ کی بھی تھی جس کا نام کرنل بھرت راج تھا۔ وہ اسے کیوں ہلاک کرانا چاہتا تھا۔ یہ

بات عمران کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ نئی ایجنسی کے چیف کو اس سے کیا دشمنی ہو سکتی تھی۔ وہ یہی سب سوچ کر سبک رفتار سے کار دوڑاتا ہوا جا رہا تھا کہ اچانک اس کے عقب میں ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ عمران کو زور دار جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے اس کی کار تیزی سے فضاء میں بلند ہوتی چلی گئی۔ کار ہوا میں اٹھتے ہی قلابازیاں کھاتی ہوئی سڑک پر گری اور پھر ترچھی ہو کر گھسٹتی ہوئی ایک عمارت کی دیوار سے ٹکرائی اور دیوار توڑتی ہوئی اندر گھستی چلی گئی۔ درد کی تیز لہر عمران کو اپنے رگ و پے میں دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے سر جھٹک کر درد کا احساس مٹانا چاہا لیکن لاحاصل۔ دوسرے لمحے اس کے ذہن میں اندھیرے کی دبیز چادر پھیلتی چلی گئی۔

جولیا اپنے فلیٹ میں بیٹھی ٹی وی پر خبریں دیکھ رہی تھی۔ ان دنوں چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کام نہ تھا اس لئے راوی نے ان کے لئے چین ہی چین لکھ دیا تھا۔ جولیا فراغت کے دنوں میں بہت کم اپنے فلیٹ سے باہر جاتی تھی۔ وہ فلیٹ میں رہ کر یا تو ٹی وی دیکھتی رہتی تھی یا پھر اخبارات اور رسائل کا مطالعہ کرتی رہتی تھی۔ کبھی کبھار اس سے سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر ملنے آ جاتا تو وہ سارا دن اسی کے ساتھ گزارتی تھی۔ اس کے فلیٹ میں زیادہ تر صفدر اور صالحہ کا ہی آنا ہوتا تھا۔ صالحہ اور صفدر کے ساتھ مل کر وہ ممبران کی دعوت کرتے تھے اور وہ سب مل کر فلیٹ میں خوب ہلہ گلہ کرتے تھے۔

جب تمام ممبران جولیا کے فلیٹ میں ہوتے تھے تو سوائے تنویر کے سب کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ عمران کو بھی بلا لیں لیکن عمران کو جب بھی کال کی جاتی تھی سلیمان ہی کال رسیو کرتا تھا اور عمران

کے فلیٹ میں نہ ہونے کا کہہ دیتا تھا۔ عمران کے سیل فون پر کی
جانے والی کال پر بھی ریکارڈر لگا ہوتا تھا کہ پیغام ریکارڈ کرا دیا
جائے۔ عمران جلد ہی کال کرنے اور پیغام دینے والے کو خود کال کر
لے گا لیکن جواب میں عمران نے نہ کسی کے پیغام کا کبھی جواب دیا
تھا اور نہ پلٹ کر کال کی تھی۔ عمران کے اس رویئے پر سب خاموش
ہو جاتے تھے۔ جولیا کا چہرہ بھی بجھ جاتا تھا لیکن اس کے باوجود وہ
سب کے سامنے یوں ظاہر کرتی تھی جیسے اسے عمران کی کوئی پرواہ نہ
ہو جبکہ سب اس کا بدلا ہوا چہرہ اور اس کے چہرے پر مایوسی اور دکھ
کے تاثرات کا واضح اندازہ لگا لیتے تھے۔

جولیا ابھی ٹی وی دیکھ رہی تھی کہ اچانک سامنے میز پر پڑے
ہوئے اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑی۔ اس نے
ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی کا والیوم کم کیا
اور ہاتھ بڑھا کر سیل فون اٹھا لیا۔ اسکرین پر صفدر کا نمبر ڈسپلے ہو
رہا تھا۔ جولیا نے سیل فون کا بٹن پریس کیا اور اسے کان سے لگا
لیا۔

''یس''...... جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''صفدر بول رہا ہوں مس جولیا''...... دوسری طرف سے صفدر کی
آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ صفدر تم۔ بولو کیسے فون کیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ایک بری خبر ہے مس جولیا''...... صفدر کی تشویش زدہ آواز

سنائی دی تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

''کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے''...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب پراسرار طور پر غائب ہو گئے ہیں''...... دوسری
طرف سے صفدر نے کہا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

''عمران غائب ہو گیا ہے۔ کیا۔ کیا مطلب۔ کہاں غائب ہوا
ہے اور یہ تم نے پراسرار طور پر غائب ہونے کی کیا بات کی
ہے''...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب اپنی کار میں جا رہے تھے۔ میں اور تنویر بھی
اتفاق سے اسی سڑک پر سفر کر رہے تھے جس سڑک پر عمران
صاحب کی کار تھی۔ سڑک پر زیادہ رش نہ تھا۔ ہماری کار عمران
صاحب کی کار سے تقریباً پچاس فٹ کے فاصلے پر تھی۔ ہم ابھی
عمران صاحب کی کار کو دیکھ ہی رہے تھے کہ عقب سے اچانک ایک
سیاہ رنگ کی تیز رفتار کار آئی اور ہماری کار کو اوورٹیک کرتے ہوئے
آگے نکل گئی۔ کار کا ڈرائیور کوئی پاگل انسان معلوم ہو رہا تھا جو اس
سڑک پر طوفانی رفتار سے کار چلا رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ ہم کچھ
کرتے سیاہ کار نے ہماری کار کے آگے مزید دو کاروں کو اوورٹیک
کیا اور پھر اس نے پوری قوت سے اپنی کار عمران صاحب کی کار
کے عقب سے ٹکرا دی۔ بڑا ہولناک ٹکراؤ تھا۔ ٹکر کھاتے ہی عمران
صاحب کی کار کو زور دار جھٹکا لگا اور وہ سڑک سے کئی فٹ اونچا
اچھلی اور پھر قلابازی کھاتی ہوئی دور سڑک پر گری اور دوسری کاروں

سے ٹکراتی ہوئی ایک عمارت کی دیوار میں جا گھسی۔ اس ایکسیڈنٹ کی وجہ سے سڑک پر موجود دوسری کاریں بھی رک گئیں۔ چونکہ ہم نے دیکھ لیا تھا کہ جس کار کو ٹکر ماری گئی تھی وہ عمران صاحب کی کار تھی اس لئے ہم بوکھلا گئے اور ہم نے اپنی کار کا رخ فوراً موڑ دیا اور پھر ہم نے کار اس عمارت کے پاس لے جا کر روکی جس کی دیوار توڑ کر کار اندر گھس گئی تھی۔ ہم کار سے نکل کر تیزی سے عمران صاحب کی مدد کے لئے پہنچے۔ کار کا آدھا حصہ عمارت کی دیوار سے باہر تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ عمران صاحب اس ٹکراؤ کی وجہ سے شدید زخمی ہوئے ہوں گے۔ لیکن جب ہم نے کار میں دیکھا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ڈرائیونگ سیٹ خالی تھی۔ کار میں عمران صاحب موجود نہ تھے"۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو جولیا کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عمران اس ایکسیڈنٹ کے بعد کار سے غائب ہو گیا ہو"۔۔۔ جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی سچ ہے مس جولیا۔ کار کی حالت خراب ہے اور کار کی ونڈ اسکرین بھی ٹوٹ چکی تھی۔ عمران صاحب کو کار میں نہ پا کر ہم نے سوچا کہ شاید عمران صاحب سیٹ سے اچھل کر ونڈ اسکرین توڑتے ہوئے کار سے باہر جا گرے ہوں گے لیکن ایسا بھی کوئی واقعہ رونما

نہ ہوا تھا۔ کسی نے عمران صاحب کو کار کی ونڈ اسکرین کے ٹوٹنے پر باہر گرتے نہ دیکھا تھا"۔۔۔ صفدر نے کہا تو جولیا کے چہرے پر موجود حیرت میں مزید اضافہ ہو گیا۔

"تو پھر عمران کہاں گیا"۔۔۔ جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا ہے مس جولیا۔ عمران صاحب کو ہم نے ڈرائیونگ سیٹ پر ہی دیکھا تھا وہی کار چلا رہے تھے لیکن ایکسیڈنٹ ہونے کے بعد وہ ڈرائیونگ سیٹ پر موجود نہ تھے۔ ہم نے کار کے اندر اور اس عمارت کے اندر جا کر بھی چیک کیا تھا"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"عمران کی کار جس عمارت کی دیوار سے ٹکرائی تھی وہ کون سی عمارت تھی"۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

"یہ ایک ریسٹورنٹ کی عمارت تھی۔ اتفاق سے ریسٹورنٹ میں چند افراد ہی موجود تھے جو اس دیوار سے دور موجود تھے۔ کار دیوار سے ٹکرائی تو دیوار کے قریب موجود میزیں اور کرسیاں اچھل کر دور جا گری تھیں لیکن کوئی زخمی نہ ہوا تھا۔ ان لوگوں کے کہنے کے مطابق جب کار دیوار سے ٹکرائی اور دیوار توڑتی ہوئی اندر آئی تو کار کی ونڈ اسکرین پہلے ہی ٹوٹ چکی تھی لیکن اندر کوئی موجود نہ تھا۔ ہم نے ارد گرد ہر جگہ کا جائزہ لیا ہے لیکن ہمیں عمران صاحب کہیں دکھائی نہیں دیئے ہیں البتہ ڈرائیونگ سیٹ پر خون ضرور موجود تھا جو

ظاہر ہے عمران صاحب کا ہی ہو سکتا ہے لیکن عمران صاحب ......'' صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور خاموش ہو گیا۔

''بڑی حیرت انگیز بات کر رہے ہو تم صفدر۔ جب عمران کی کار سڑک پر تھی تو تم نے اور تنویر دونوں نے عمران کو ہی کار میں دیکھا تھا۔ ایکسیڈنٹ کے بعد کار دیوار سے ٹکرائی اور دیوار توڑتی ہوئی اندر گھس گئی تو کار میں سے عمران غائب تھا۔ ایسا کیسے ممکن ہے''...... جولیا نے صفدر کے جملوں کو دوہراتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی بات تو ہماری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ متعلقہ علاقے کی پولیس موقع پر پہنچ چکی ہے اور انہوں نے کار کو دیوار سے باہر بھی کھینچ نکالا ہے لیکن عمران صاحب غائب ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''کہیں ایسا تو نہیں کہ جب عمران کی کار کو عقب سے ٹکر ماری گئی تھی تو عمران نے کار اچھلتے ہی کار کا دروازہ کھول کر زخمی ہونے سے بچنے کے لئے کار سے باہر چھلانگ لگا دی ہو''...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اگر ایسا ہوتا تو ہمیں نظر آ جاتا لیکن ہم نے کار کا دروازہ کھلتے اور عمران صاحب کو کار سے باہر کودتے بھی نہیں دیکھا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''حیرت ہے۔ پھر واقعی عمران گیا تو گیا کہاں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''معلومات حاصل کرتے ہوئے ایک عجیب سی بات ضرور سامنے آئی تھی''...... صفدر نے کہا۔

''کون سی بات''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''ریسٹورنٹ میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے بتایا ہے کہ جب کار ریسٹورنٹ کی دیوار توڑتی ہوئی اندر داخل ہوئی تو وہ بوکھلا کر پیچھے کی دیوار کے ساتھ جا لگا تھا۔ کار کا فرنٹ جیسے ہی دیوار کے اندر آیا اس نے ایک سایہ سا کار کی ونڈ اسکرین کی طرف لپکتے دیکھا تھا۔ سایہ انتہائی برق رفتاری سے اندر گیا اور پھر غائب ہو گیا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''مطلب تو ہمیں بھی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ ہم نے آپ کو رپورٹ دینا مناسب سمجھا اس لئے کال کر رہا ہوں۔ ہم ابھی تحقیقات کر رہے ہیں۔ آپ چیف کو اطلاع کر دیں اور ممکن ہو سکے تو آپ خود بھی یہاں آ جائیں''...... صفدر نے کہا۔

''پتہ بتاؤ''...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اسے پتہ بتا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں چیف کو کال کر کے تھوڑی دیر تک وہاں پہنچ رہی ہوں''...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے سیل فون میز پر رکھ کر لینڈ لائن فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے کریڈل پر ہاتھ رکھ لیا۔ اس کے چہرے پر بدستور حیرت کے تاثرات تھے۔ صفدر کی بتائی ہوئی

حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا نے اسے صفدر کی دی ہوئی رپورٹ کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

''میں نے تم سے یہ پوچھنے کے لئے فون کیا ہے کہ عمران کہاں جا رہا تھا۔ کیا اس نے تمہیں اس بارے میں کچھ بتایا تھا''...... جولیا نے اسے ساری باتیں بتاتے ہوئے کہا۔

''انہوں نے اتنا ہی کہا تھا کہ وہ باہر جا رہے ہیں اور بس''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''کیا تم بتا سکتے ہو کہ وہ کس وقت فلیٹ سے نکلا تھا''...... جولیا نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ گیارہ، ساڑھے گیارہ بجے یہاں سے نکلے ہیں۔ اور......'' سلیمان نے کہا اور پھر کہتے کہتے رک گیا۔

''اور۔ اور کیا''...... جولیا نے پوچھا۔

''اگر صاحب۔ اپنی کار اور جائے حادثہ سے غائب ہیں تو پھر اس کا ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے کہ سید چراغ شاہ صاحب کی بات درست ہو گئی ہے''...... سلیمان نے تشویش بھرے لہجے میں کہا تو جولیا، شاہ صاحب کا نام سن کر چونک پڑی۔

''شاہ صاحب۔ کیا مطلب۔ کیا کہا تھا شاہ صاحب نے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے سلیمان نے اسے شاہ صاحب کی آمد، ان کی باتیں اور پھر جوزف کے بارے میں ساری تفصیل بتانی شروع کر دی جسے سن کر جولیا کے

باتیں اس کے ذہن میں گردش کر رہی تھیں۔

''پہلے مجھے عمران کے فلیٹ میں فون کرنا چاہئے۔ سلیمان سے پوچھنا چاہئے کہ عمران آخر جا کہاں رہا تھا''...... جولیا نے ہونٹ بھینچ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کریڈل سے ہاتھ ہٹایا اور نمبر پریس کرنے لگی۔

''السلام علیکم۔ سلیمان بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''وعلیکم السلام۔ جولیا بول رہی ہوں سلیمان۔ کیسے ہو''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ۔ مس جولیا آپ۔ میں ویسا ہی ہوں جیسا پہلے تھا''...... دوسری طرف سے سلیمان کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''کیا تم جانتے ہو کہ عمران کی کار کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے''۔ جولیا نے اس کے مذاق کو نظرانداز کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تو دوسری طرف سے سلیمان کی اچھلنے کی آواز سنائی دی۔

''کک کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ کہاں ہیں صاحب اور وہ کس حالت میں ہیں''...... سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''فی الحال یہ نہیں بتایا جا سکتا ہے کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں''...... سلیمان نے

چہرے پر حیرت کے تاثرات مزید گہرے ہوتے چلے گئے۔

''تمہارا کہنے کا مطلب ہے کہ عمران کی کار کے حادثے کے پیچھے سفلی طاقتوں کا ہاتھ ہو سکتا ہے''...... جولیا نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ ورنہ صاحب کی کار کا اس طرح حادثے کا شکار ہونا اور ان کا پراسرار انداز میں کار سے غائب ہونے کا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کیا تمہارے پاس شاہ صاحب کا رابطہ نمبر ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''جی ہاں''...... سلیمان نے کہا۔

''تو پھر انہیں کال کرو اور اس صورتحال سے آگاہ کرو۔ ہو سکتا ہے کہ اس سلسلے میں وہ ہماری کوئی رہنمائی فرما دیں''...... جولیا نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی کال کر لیتا ہوں اور پھر آپ کو بتاتا ہوں''...... سلیمان نے کہا تو جولیا نے ایک بار پھر کریڈل پر ہاتھ مارا اور ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے لگی۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ملتے ہی چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''جولیا بول رہی ہوں چیف''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس۔ کیوں کال کی ہے''...... دوسری طرف سے چیف نے

مخصوص لہجے میں کہا تو جولیا نے چیف کو صفدر کی بتائی ہوئی پوری تفصیل بتا دی۔

''مجھے اطلاع مل چکی ہے۔ تم فوراً صفدر اور تنویر کے ساتھ مل کر تحقیقات کرو تب تک میں بھی دیکھتا ہوں کہ اس سلسلے میں کیا ہو سکتا ہے''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف''...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور تیز تیز چلتی ہوئی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈریسنگ روم سے باہر آئی تو اس نے نیا لباس پہنا ہوا تھا اور اس کے چہرے پر بھی میک اپ تھا۔ وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھی اور پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ فلیٹ لاک کر کے اپنی کار میں نہایت تیز رفتاری سے اس ریسٹورنٹ کی طرف بڑھی جا رہی تھی جس کی دیوار سے عمران کی کار ٹکرائی تھی اور جہاں صفدر اور تنویر پہلے سے موجود تھے۔

ریسٹورنٹ کے باہر خاصا رش تھا۔ وہاں پولیس کے ساتھ بے شمار افراد بھی موجود تھے جو اس عجیب و غریب صورتحال پر آپس میں تذکرہ کرنے میں مصروف تھے۔ پولیس نے ریسٹورنٹ اور اس کے اردگرد کے علاقے کو اپنے حصار میں لے رکھا تھا اور عام لوگوں کو جائے حادثہ سے دور رکھا ہوا تھا۔ عمران کی کار سڑک کے کنارے پر کھڑی تھی جو بری طرح سے پچکی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ جولیا نے اپنی کار سائیڈ پر پارک کی اور کار سے نکل کر باہر آ گئی۔ جیسے

ہی وہ باہر آئی ایک طرف سے صفدر تیز تیز چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

''آپ پہنچ گئیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن یہاں اتنی بھیڑ کیوں جمع ہے''...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ایکسیڈنٹ کا معاملہ ہے۔ عمران صاحب کی کار سڑک پر موجود جن کاروں سے ٹکرائی تھی ان کاروں کے افراد اور کچھ راہ چلتے راہگیر بھی زخمی ہوئے ہیں اس لئے لوگ یہاں چہ مگوئیوں میں مصروف ہیں''...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا ہم ریسٹورنٹ تک جا سکتے ہیں''...... جولیا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ متعلقہ تھانے کا انچارج میرا دوست ہے۔ اس کا نام انسپکٹر ساحر ہے۔ وہ مجھے کسی خفیہ ایجنسی کا ایجنٹ سمجھتا ہے اور وہ عمران صاحب سے بھی بخوبی واقف ہے اس لئے وہ ہمارے ساتھ خاصا تعاون کر رہا ہے''...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر صفدر، جولیا کو لے کر بھیڑ سے نکالتا ہوا ریسٹورنٹ کی اس دیوار کے پاس لے آیا جو بری طرح سے ٹوٹی ہوئی تھی اور اس میں کار گھسنے کا ہول دکھائی دے رہا تھا۔

''کوئی نئی بات معلوم ہوئی ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''نہیں۔ پولیس کے ساتھ مل کر ہم نے ارد گرد کے تمام علاقے

کو چیک کر لیا ہے لیکن عمران صاحب کو کسی نے نہیں دیکھا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو پھر وہ جا کہاں سکتا ہے''...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ایک اور صاحب نے بھی دعویٰ کیا ہے کہ اس نے بھی ایک سائے کو کار میں داخل ہوتے دیکھا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''مجھے تو یہ پراسرار جادو کا ہی چکر معلوم ہو رہا ہے''...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''جادو۔ کیا مطلب''...... صفدر نے چونک کر کہا تو جولیا نے سلیمان سے ہونے والی بات چیت کی ساری تفصیل اسے بتا دی۔

''اوہ۔ تو سلیمان کے کہنے کے مطابق عمران صاحب پر اس پراسرار مخلوق کوجائی نے حملہ کیا ہے اور وہی عمران صاحب کو یہاں سے لے گئی ہے''...... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سائیڈ سے تنویر بھی نکل کر ان کے پاس آ گیا۔ اس نے صفدر کے آخری الفاظ سنے تو وہ چونک پڑا۔

''کوجائی۔ پراسرار مخلوق۔ کیا مطلب''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر نے اسے بھی ساری تفصیل بتا دی۔

''تو پھر ان دو افراد نے جس سائے کے بارے میں بتایا تھا وہ درست تھا''...... تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

"تو پھر کیا کریں۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر ہمارا عمران صاحب کو یہاں ڈھونڈھنا بے کار ہی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہمیں سلیمان کے پاس جانا چاہئے۔ اس سے بات کرتے ہیں اور پھر اس کے ذریعے ہم شاہ صاحب سے بھی فون پر بات کریں گے۔ اس معاملے میں اب وہی ہماری صحیح رہنمائی کر سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ یہی مناسب ہے"...... صفدر نے کہا۔

"تم اپنے دوست انسپکٹر سے بات کرو۔ وہ تحقیقات جاری رکھے اور اگر اسے کوئی نئی بات معلوم ہو تو وہ تمہیں اس سے آگاہ کر دے پھر ہم عمران کے فلیٹ کی طرف چلتے ہیں"...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔

"آؤ"...... جولیا نے کہا تو تنویر اس کے ساتھ ہو لیا۔ جولیا اسے لے کر اپنی کار کے پاس آ گئی۔

"تم اپنی کار میں آئے ہو یا صفدر کی کار میں ہی تھے"...... جولیا نے پوچھا۔

"میں صفدر کے ساتھ اس کی کار میں یہاں نئے کھلنے والے ریسٹورنٹ میں لنچ کے لئے آ رہا تھا تو یہ سب کچھ ہو گیا"...... تنویر نے جواب دیا۔

"ایسے معاملات میں اسی طرح عجیب و غریب اور ناقابل یقین

واقعات ہی رونما ہوتے ہیں۔ شاہ صاحب کے کہنے کے مطابق اگر کافرستان کے کسی معبد کے پجاری نے عمران کے خلاف سفلی ذریعوں سے کارروائی کرائی ہے تو یہ معاملہ ہمارے لئے شدید پریشانیاں کھڑی کر سکتا ہے۔ نجانے ہمیں عمران کی تلاش میں کہاں کہاں بھٹکنا پڑے"...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو اب تک اس بات کا یقین نہیں آ رہا ہے کہ عمران کو غائب کرنے میں کسی پراسرار طاقت کا ہاتھ ہو سکتا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"تو پھر عمران ایکسیڈنٹ کے بعد اس طرح اچانک کہاں غائب ہو سکتا ہے اور ان دو افراد کے بارے میں کیا کہو گے جنہوں نے سائے کو کار میں جاتے دیکھا تھا"...... جولیا نے کہا تو تنویر خاموش ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی۔ ایک بوڑھا اور دبلا پتلا سا آدمی تیزی سے ان کی طرف آیا۔ اس آدمی نے پرانا سا لباس پہنا ہوا تھا اور اس کے بال بھی بکھرے ہوئے تھے۔ شکل و صورت سے وہ مجہول صورت بھکاری معلوم ہو رہا تھا۔

"سنو۔ میری بات سنو"...... اس آدمی نے جولیا اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ دونوں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کون ہو تم"...... تنویر نے چونک کر اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں کون ہوں یہ مت پوچھو۔ میں تمہارے ساتھی کے بارے

میں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ تمہارا وہ ساتھی جسے تم ڈھونڈھ رہے ہو"...... بوڑھے آدمی نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے ہمارے ساتھی کو دیکھا ہے"...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ کافرستان کے سیاہ جنگل کے تاریک کنویں میں ہے۔ اسے تاریکی میں چھپا دیا گیا ہے۔ اس کی حالت اچھی نہیں ہے۔ جاؤ جا کر اس کی مدد کرو۔ وہ تمہاری مدد کا منتظر ہے۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ۔ مدد کرو اس کی"...... بوڑھے آدمی نے کہا تو تنویر اور جولیا کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"میں سمجھی نہیں۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"سمجھنے کی کوشش کرو۔ تمہارا ساتھی شدید مشکل میں ہے۔ اسے تمہاری مدد کی ضرورت ہے اور اس تک کیسے پہنچنا ہے اس کے لئے تم جا کر حافظ عبدالکریم کو ڈھونڈھو۔ حافظ عبدالکریم تمہیں تمہارے ساتھی کے بارے میں ساری تفصیل بتا سکتا ہے اور وہ اس سلسلے میں تمہاری مدد بھی کر سکتا ہے۔ جاؤ۔ جاؤ"...... بوڑھے آدمی نے کہا۔

"کون ہیں یہ حافظ عبدالکریم صاحب اور کہاں ملیں گے"...... جولیا نے پوچھا۔

"وہ ایک حکیم ہے۔ اسے ڈھونڈھنا ہے تو الخیر بستی میں جا کر ڈھونڈھو"...... بوڑھے آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

"ارے ارے۔ محترم کہاں جا رہے ہیں۔ میری بات سنیں"...... جولیا نے اسے آگے جاتے دیکھ کر کہا لیکن بوڑھا آدمی نہ رکا۔ تنویر بھی اس کے پیچھے لپکا لیکن اسی لمحے بوڑھا تیزی سے سامنے کھڑی چند کاروں کے عقب میں چلا گیا۔ جولیا اور تنویر تیزی سے آگے آئے اور پھر یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گئے کہ وہ بوڑھا آدمی وہاں موجود نہ تھا۔

"یہ بوڑھا آدمی کہاں غائب ہو گیا ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہیں ہو گا۔ میں دیکھتا ہوں"...... تنویر نے کہا اور پھر وہ کاروں کے ارد گرد اس بوڑھے کو ڈھونڈھنے لگا لیکن وہ بوڑھا آدمی اسے کہیں نہ ملا۔ اسی دوران صفدر وہاں پہنچ گیا۔

"آپ دونوں یہاں کیا کر رہے ہیں"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا اسے اس بوڑھے اور اس کی بتائی ہوئی باتیں بتانے لگی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کوئی خاص آدمی تھا جو ہمیں یہ پیغام دے کر گیا ہے"...... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس نے واضح طور پر کہا تھا کہ ہم اپنے جس ساتھی کو یہاں ڈھونڈھ رہے ہیں وہ کافرستان کے سیاہ جنگل کے تاریک کنویں میں ہے اور مصیبت میں ہے۔ وہ ہماری مدد کا منتظر ہے۔ اب اس نے جنگل کا نام بھی نہیں بتایا اور نہ یہ بتایا ہے کہ یہ جنگل

کافرستان کے کس حصے اور کس علاقے میں موجود ہے"...... جولیا نے کہا۔

"لیکن وہ بوڑھا آدمی ہے کہاں"...... صفدر نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں۔ تنویر اسے ڈھونڈھ رہا ہے"...... جولیا نے کہا۔

چند لمحوں بعد تنویر واپس آ گیا۔ اس کے چہرے پر بدستور حیرت کے تاثرات تھے۔

"وہ بوڑھا آدمی حیرت انگیز طور پر غائب ہو گیا ہے۔ میں نے ہر طرف دیکھ لیا ہے لیکن وہ کہیں دکھائی نہیں دیا"...... تنویر نے کہا۔

"اس نے جس حافظ عبدالکریم صاحب کا نام لیا تھا اس کے بارے میں کوئی اور بات نہیں بتائی کہ وہ کون ہیں اور کہاں رہتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اس نے کہا ہے کہ وہ الخیر بستی میں رہتے ہیں اور حکیم ہیں بس اور اس بوڑھے نے یہ بھی کہا تھا کہ ہمیں اپنے ساتھی کے بارے میں تفصیل معلوم کرنے کے لئے حافظ عبدالکریم کو ڈھونڈھنا ہو گا وہ ہمیں سب کچھ بتا سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"تو کیا ہم حافظ عبدالکریم کو ڈھونڈھنے اور ان سے بات کرنے کے لئے الخیر بستی چلیں"...... صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"چیف سے بات کریں"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ اس معاملے میں چیف سے بات کرنا عجیب سا لگتا

ہے۔ ہمیں اس بوڑھے آدمی کی بات کو معمولی نہیں لینا چاہئے۔ جس پراسرار انداز میں عمران صاحب یہاں سے غائب ہوئے ہیں اور دو لوگوں نے سیاہ سایہ سا کار کے اندر جاتے دیکھا تھا اس کے علاوہ سلیمان کی باتیں۔ یہ سب کچھ اسی طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ یہ سارا ماورائی چکر ہے اور اس کے لئے ہمیں نہایت سوچ سمجھ کر اور انتہائی احتیاط سے کام لینا پڑے گا۔ اس سلسلے میں ہماری مدد یہ حافظ عبدالکریم صاحب کر سکتے ہیں یا پھر سید چراغ شاہ صاحب۔ اب ہم حافظ عبدالکریم صاحب کے بارے میں تو نہیں جانتے لیکن سید چراغ شاہ صاحب سے ہم مل بھی سکتے ہیں اور ان سے بات بھی کر سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"تو پھر ہم شاہ صاحب کے گاؤں چلتے ہیں۔ وہی اس سارے راز سے پردہ اٹھائیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ اس بوڑھے نے ہمیں واضح پیغام دیا ہے کہ عمران کے بارے میں ہمیں حافظ عبدالکریم بتا سکتے ہیں۔ انہوں نے الخیر بستی کا کہا ہے اور میں جانتا ہوں الخیر بستی کہاں ہے۔ وہ ایک چھوٹا سا علاقہ ہے۔ اگر وہاں کوئی حافظ عبدالکریم صاحب موجود ہیں تو انہیں ڈھونڈھنا ہمارے لئے مشکل نہ ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"تو تم اس بوڑھے آدمی کی بات کو سچ مان رہے ہو"...... تنویر نے چونک کر کہا۔

"نہ ماننے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ ایک بار الخیر بستی میں

جانے اور حافظ عبدالکریم صاحب کو ڈھونڈنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے"...... صفدر نے کہا۔

"صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے تنویر۔ یہ انتہائی نازک مسئلہ ہے۔ عمران پراسرار طور پر غائب ہوا ہے اور اس کے بارے میں جو تفصیلات سلیمان نے بتائی ہیں وہ حیران کن ہیں۔ ایسے معاملات ہمارے ساتھ پہلے بھی کئی بار پیش آ چکے ہیں۔ پیغام بر کسی نہ کسی روپ میں ہمارے پاس آتے رہے ہیں اور ہمیں پیغام دے کر چلے گئے ہیں۔ مجھے لگ رہا ہے کہ ہمیں الخیر بستی میں جا کر حافظ عبدالکریم صاحب کو ڈھونڈھ کر ان سے بات کرنی چاہئے"...... جولیا نے کہا۔

"آپ ایسا سمجھتی ہیں تو مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے"...... تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تو ہم الخیر بستی میں جا کر حافظ عبدالکریم صاحب کو تلاش کرتے ہیں۔ آپ رکیں میں اپنی کار نکال کر لاتا ہوں"...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران کے ذہن میں جھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے تاریک ذہن میں نہ صرف روشنی سی پھیل گئی بلکہ اس کے ساتھ ہی اسے اپنے پورے جسم میں درد کی تیز لہریں دوڑتی ہوئی محسوس ہوئیں اور اس کے منہ سے بے اختیار کراہ نکل گئی۔ اس کے ساتھ ہی عمران کو محسوس ہوا کہ اس کے منہ میں اس کے اپنے خون کا ذائقہ بھی موجود ہے۔ اب سر میں بھی شدید درد اسے محسوس ہونے لگ گیا تھا۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا جسم حرکت ہی نہ کر سکا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اسے وہاں ہر طرف سے عجیب سی بو محسوس ہو رہی تھی۔

بو کس چیز کی تھی اسے کوئی اندازہ نہ ہو رہا تھا۔ اسے اپنے جسم پر بے پناہ بھاری پن بھی محسوس ہو رہا تھا۔ جب اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو اسے بھاری زنجیریں ہلنے کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ اسے صاف محسوس ہو گیا کہ وہ کسی پتھریلی جگہ پر لیٹا ہوا ہے اور

اس کا سارا جسم مضبوط اور بھاری زنجیروں سے بندھا ہوا ہے۔ چند لمحے وہ لاشعوری کیفیت میں پڑا رہا پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا اس کے ذہن میں سابقہ منظر کسی فلمی منظر کی طرح ابھرتا چلا گیا۔ اسے یاد آ گیا کہ وہ سید چراغ شاہ صاحب کے جانے اور ٹائران سے فون پر بات کر کے اور اسے ریڈ پاور ایجنسی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی ہدایات دینے کے بعد فلیٹ سے تیار ہو کر دانش منزل جانے کے لئے نکلا تھا۔ وہ اپنی کار میں سوار دانش منزل کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک اس کی کار کے پیچھے کوئی دوسری کار پوری قوت سے ٹکرائی تھی۔ اس کی کار ہوا میں اچھلی تو کار کے ساتھ اس کا دماغ بھی گھوم گیا تھا۔ پھر اس نے اپنی کار کو سڑک پر گھسٹتے اور ایک عمارت کی دیوار سے ٹکراتے دیکھا تھا۔ اس کے بعد اس کے دماغ میں اندھیرا بھر گیا تھا۔ اب وہ ہوش میں تو آ گیا تھا لیکن اس کی آنکھوں کے سامنے بدستور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

''یہ کون سی جگہ ہے۔ کوئی ہے یہاں''...... عمران نے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے انتہائی نقاہت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں یہاں موجود ہوں''...... اچانک عمران نے اپنے قریب سے ایک غراہٹ بھری آواز سنی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے بولنے والا انسانی روپ میں بھیڑیا ہو۔ اس کی آواز بھیڑیئے کی غراہٹ جیسی ہی تھی۔

''کون ہو تم''...... عمران نے پوچھا۔

''میں دھانگا ہوں''...... اس آواز نے جواب دیا۔

''دھانگا۔ کیا مطلب۔ کون دھانگا''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں کوجائی نسل سے ہوں اور دھانگا میرا نام ہے۔ میں گرو مہاراج کی طاقت ہوں''...... دھانگا نے جواب دیا تو گرو مہاراج کا نام سن کر عمران بری طرح سے چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ تو کیا میں گرو مہاراج کی قید میں ہوں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ شاہ صاحب نے اسے بتایا تھا کہ گرو مہاراج کا تعلق کافرستان سے ہے جبکہ وہ پاکیشیا میں تھا۔

''ہاں۔ گرو مہاراج کے کہنے پر میں ہی تمہیں یہاں لایا ہوں''...... دھانگا نے جواب دیا۔

''تمہارے اس گرو مہاراج کا نام کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''اس کا نام گھنشام ہے''...... دھانگا نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ یہ وہی گرو مہاراج تھا جو اسے کوجائیوں کی مدد سے ہلاک کرنا چاہتا تھا اور جس کا تعلق کافرستان کے علاقے منگلا سے تھا۔

''لیکن یہ کون سی جگہ ہے اور تم مجھے یہاں کیسے لائے ہو''......

عمران نے پوچھا۔

''گرو مہاراج نے مجھے تمہیں ہلاک کرنے اور تمہارا دل اور آنکھیں نکال کر لانے کا حکم دیا تھا۔ جب میں تمہارے پاس پہنچا تو میں نے تمہارے قریب آنے کی بے حد کوشش کی لیکن ایک تو تم پاکیزہ تھے اور دوسرا تمہارے گرد روشن طاقتوں کا حصار تھا اس لئے میرے لئے تم تک پہنچنا مشکل تھا لیکن مجھے ہر صورت میں تم تک پہنچنا تھا اور میں تم تک اس صورت میں پہنچ سکتا تھا جب تمہاری پاکیزگی ختم ہو جاتی اور تم سے روشن طاقتیں دور ہو جاتیں لیکن یہ سب مجھے آسانی سے ہوتا ہوا دکھائی نہ دے رہا تھا۔ پھر جب تم اپنے فلیٹ سے باہر نکلے تو میں نے تمہارا تعاقب کیا۔ تم ایک کار میں جا رہے تھے۔ مجھے ایک راستہ مل گیا۔ میں نے اس سڑک پر موجود ایک اور کار کو دیکھا تو میں نے اس کار کے ڈرائیور کے دماغ پر قبضہ کر لیا اور پھر میں نے اس آدمی کے ذریعے تمہاری کار کے پیچھے کار تیزی سے دوڑانی شروع کر دی اور پھر میں نے اس آدمی کے ذریعے تمہاری کار کو پیچھے سے ٹکر مار دی۔ تمہاری کار ہوا میں اٹھی، قلابازی کھاتی ہوئی سڑک پر گری اور دوسری کاروں سے ٹکراتی ہوئی ایک عمارت کی دیوار سے جا ٹکرائی۔ تم اس حادثے میں زخمی ہو گئے۔ چونکہ تمہارا جسم خون آلود ہو گیا تھا اس لئے تمہاری پاکیزگی سلامت نہ رہی تھی۔ تمہارے پاکیزہ نہ ہونے کی وجہ سے روشن طاقتیں بھی تم سے دور ہٹ گئی تھیں۔ مجھے موقع ملا تو میں فوراً

تمہاری کار میں داخل ہوا اور پھر میں تمہیں وہاں سے غائب کر کے یہاں لے آیا''...... دھانگا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو تم مجھے ماورائی طاقتوں سے یہاں لائے ہو''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... دھانگا نے جواب دیا۔

''لیکن یہ جگہ ہے کون سی اور کیا تم نے مجھے زنجیروں سے جکڑ رکھا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ بھنگاشا جنگل ہے۔ تاریک جنگل۔ جس کے وسط میں ایک گہرا اور تاریک کنواں موجود ہے۔ تم اسی کنوئیں میں قید ہو اور تمہارے جسم کو بھی میں نے مضبوط سیاہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے''...... دھانگا نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''بھنگاشا جنگل۔ کیا مطلب۔ یہ جنگل تو کافرستان کے مہاشٹر کے علاقے کومگا میں ہے۔ جو کافرستان کے ساندر بن جنگل کے بعد دوسرا بڑا جنگل کہلاتا ہے''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تمہیں اسی جنگل میں لایا گیا ہے''...... دھانگا نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو کیا تم نے مجھے اتنی دور لانے کے لئے تیز رفتار ہیلی کاپٹر کا استعمال کیا تھا یا کسی جیٹ جہاز کا''...... عمران نے کہا۔

''ہمیں ان چیزوں کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہماری طاقتیں ہمیں

ایک لمحے میں کہیں بھی پہنچا سکتی ہے"...... دھانگا نے منہ بنا کر کہا۔

"لیکن تم تو کہہ رہے تھے کہ تمہارے گرو مہاراج نے تمہیں حکم دیا تھا کہ تم مجھے ہلاک کر دو کیونکہ اسے میری آنکھوں اور دل کی ضرورت تھی۔ پھر تم نے مجھے اب تک ہلاک کیوں نہیں کیا۔ کیوں اب تک زندہ رکھا ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں چاہتا تو تمہیں اسی وقت ہلاک کر سکتا تھا جب تمہاری کار کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا لیکن مجھے گرو مہاراج نے ہدایات دی تھیں کہ میں تمہیں اس انداز میں ہلاک کروں کہ تمہارے جسم کو معمولی سا بھی گزند نہ پہنچے۔ جس طرح بے عیب جانور کی قربانی دی جاتی ہے اسی طرح گرو مہاراج کو تمہاری آنکھوں اور دل کا فائدہ اسی صورت میں ہو سکتا تھا جب تم تندرستی کی موت مرو۔ تمہارے جسم پر کوئی زخم نہ ہو۔ لیکن ایکسیڈنٹ کی وجہ سے تم شدید زخمی ہو گئے تھے۔ ایسی حالت میں نہ میں تمہیں ہلاک کر سکتا تھا اور نہ ہی تمہاری آنکھیں اور دل نکال سکتا تھا۔ تمہیں تندرست کرنے کے لئے مجھے تمہیں زندہ رکھنا ضروری تھا۔ اس لئے میں نے تمہیں یہاں لا کر باندھ دیا ہے۔ اب جب تمہارے سارے زخم مندمل ہو جائیں گے تو میں تمہیں ہلاک کر کے تمہاری آنکھیں اور دل نکال لوں گا"...... دھانگا نے جواب دیا تو عمران یہ جان کر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ گرو مہاراج نے جو اسے ہر صورت میں ہلاک کرا کر اس کے جسم سے اس کا دل اور اس کی آنکھیں نکلوانا چاہتا تھا اسے اب

تک زندہ کیوں رکھا ہوا ہے۔

"کیا میرے جسم کے زخم زیادہ خطرناک ہیں"...... عمران نے کہا۔ اسے اپنے جسم میں تکلیف تو محسوس ہو رہی تھی لیکن وہ چونکہ مضبوط اور بھاری زنجیروں میں بندھا ہوا تھا اس لئے اسے اپنے جسم کے زخموں کی نوعیت کا پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ کتنے خطرناک اور گہرے ہیں۔ اسے اپنی کمر، سر اور جسم کے مختلف حصوں سے ٹیسیں اٹھتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔ یہ ٹیسیں ایسی تھیں جو اس کے جسم کے باہر والے حصے میں تھیں۔ اندرونی طور پر اسے کوئی تکلیف محسوس نہ ہو رہی تھی اور نہ ہی یہ تکلیف اسے اپنے جسم کی کسی ہڈی میں محسوس ہو رہی تھی۔ جس سے اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے لگنے والے زخم معمولی نوعیت کے تھے، اس کی نہ تو کوئی ہڈی فریکچر ہوئی تھی اور نہ ہی اسے کوئی گہرا زخم آیا تھا۔

"تمہارے جسم پر زخم زیادہ گہرے اور خطرناک نہیں ہیں لیکن میں تمہیں اس وقت تک ہلاک نہیں کر سکتا ہوں جب تک تمہارے جسم کی ایک ایک خراش تک صاف نہ ہو جائے"...... دھانگا نے جواب دیا۔

"پھر بھی مجھے پتہ تو چلنا چاہئے کہ میرے جسم پر زخموں کی تعداد کتنی ہے اور یہ زخم کہاں کہاں ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا تم اپنے جسم پر موجود زخموں کو دیکھنا چاہتے ہو"...... دھانگا نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ میں اندرونی زخم تو نہیں دیکھ سکتا لیکن جسم پر لگے ہوئے زخم دیکھ کر تمہیں یہ ضرور بتا سکتا ہوں کہ مجھے ٹھیک ہونے میں کتنا وقت لگے گا اور تمہیں کب مجھے ہلاک کرنے اور میرے جسم سے دل اور آنکھیں نکالنے کا موقع ملے گا''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں روشنی کر دیتا ہوں۔ تم دیکھ لو اپنے زخم''۔ دھانگا نے کہا۔ اسی لمحے اچانک وہاں تیز روشنی پھیل گئی۔ روشنی اتنی تیز تھی کہ ایک لمحے کے لئے عمران کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور پھر کچھ دیر بعد جب اس کی آنکھیں روشنی میں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں۔ یہ دیکھ کر وہ چونک پڑا کہ وہ ایک بڑے مگر گول سے کمرے میں تھا۔ اس کے سر کے عین اوپر ایک چمنی سی بنی ہوئی تھی جو اوپر نجانے کہاں تک جا رہی تھی۔ چمنی یا کنویں کا نچلا حصہ کافی کھلا اور سیاہ پتھروں کا بنا ہوا تھا۔ سیاہ پتھروں میں اب جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے سوراخ سے بن گئے تھے جہاں سے نہ صرف تیز روشنی اندر آ رہی تھی بلکہ عمران تازہ ہوا کے جھونکے بھی صاف محسوس کر رہا تھا۔ اس نے سر گھما کر دیکھا تو اسے چھوٹے چھوٹے گول پتھروں کے بنے ہوئے ایک چبوترے پر لٹایا گیا تھا اور اس کے سارے جسم پر سیاہ رنگ کی موٹی موٹی زنجیریں باندھ دی گئی تھیں۔ زنجیریں اس کی گردن، جسم اور ہاتھوں اور پیروں کے ساتھ اس انداز میں لپیٹ

دی گئی تھیں کہ وہ کوشش کے باوجود بھی اپنی جگہ سے نہ مل سکتا تھا۔ جن زنجیروں سے عمران کو جکڑا گیا تھا ان زنجیروں کے سرے دور سیاہ رنگ کے کڑوں سے بندھے ہوئے تھے جو دیوار میں دھنسے ہوئے تھے۔ عمران سر اٹھا کر اپنے جسم کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کے جسم پر جگہ جگہ خون کے دھبے دکھائی دے رہے تھے۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا لیکن جو دھانگا اس سے بات کر رہا تھا وہ اسے اپنے ارد گرد کہیں دکھائی نہ دے رہا تھا۔

''میرا سارا جسم تو ان زنجیروں میں ڈھکا ہوا ہے۔ کیا تم تھوڑی دیر کے لئے مجھے ان زنجیروں سے آزاد کر سکتے ہو تاکہ میں تسلی سے اپنے زخموں کا جائزہ لے سکوں''...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ تمہیں زنجیروں سے آزاد نہیں کیا جا سکتا''...... اسے اپنے دائیں طرف سے دھانگا کی آواز سنائی دی۔ عمران نے سر گھمایا لیکن اس طرف اسے دھانگا دکھائی نہ دیا۔ وہ شاید غیبی حالت میں اس کے پاس کھڑا تھا۔

''کیوں''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''گرو مہاراج کا حکم ہے کہ تم انتہائی خطرناک انسان ہو۔ تمہیں اس وقت تک اس جگہ ان زنجیروں سے باندھ کر رکھا جائے گا جب تک تمہارے جسم کے زخم ٹھیک نہیں ہو جاتے۔ جیسے ہی تمہارے زخم ٹھیک ہوں گے تمہیں ہلاک کر دیا جائے گا اور تمہارا دل اور آنکھیں

نکال لی جائیں گی"...... دھانگا نے کہا۔

"تمہارے آقا کو میرے دل اور آنکھوں کی کیوں ضرورت ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا"...... دھانگا نے کہا۔

"تو کون جانتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"گرو مہاراج"...... دھانگا نے جواب دیا۔

"کیا تمہارا گرو مہاراج بھی یہیں اس جنگل میں موجود ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ یہاں نہیں اپنے اصل ٹھکانے پر موجود ہے"...... دھانگا نے کہا۔

"کہاں ہے اس کا اصل ٹھکانہ"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ منگالا میں رہتا ہے"...... دھانگا نے کہا۔

"اگر میں تمہارے گرو مہاراج سے ملنا چاہوں تو"...... عمران نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

"نہیں۔ گرو مہاراج تم سے نہیں ملے گا"...... دھانگا نے جواب دیا۔

"کیوں۔ کیا وہ مجھ سے ڈرتا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ گرو مہاراج تم سے نہیں ملے گا"...... دھانگا نے جواب دیا۔

"اچھا یہ تو بتا سکتے ہو کہ یہ کنواں جس میں مجھے قید کیا گیا ہے بھنگاشا جنگل کے کس حصے میں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ جنگل کے اس حصے میں کافرستان کا کون سا علاقہ ہے جہاں آبادی ہے"...... عمران نے کہا۔

"تمہیں آبادی والے حصے سے دور رکھا گیا ہے۔ یہ کنواں جنگل کے وسط میں ہے۔ ساناری جھیل کے پاس"...... دھانگا نے جواب دیا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اسے واقعی انسانی آبادی سے دور ایک ویران اور سنسان علاقے میں رکھا گیا تھا۔ عمران اس جنگل کے بارے میں جانتا تھا کہ یہ کافرستان کا گھنا اور انتہائی وسیع و عریض رقبے پر پھیلا ہوا جنگل تھا جہاں دنیا بھر کے خطرناک جانوروں اور درندوں کی کثرت تھی۔ اس جنگل میں حشرات الارض کی بھی کمی نہیں تھی جو زہریلے بھی تھے اور گوشت خور بھی۔ جن میں زہریلے سانپ، بچھو اور سیاہ چیونٹوں کی بہتات تھی۔ اس جنگل کے خطرناک حشرات الارض سیاہ بچھوؤں اور سیاہ چیونٹوں کو سمجھا جاتا تھا۔ سیاہ بچھو ایک بار جسے کاٹ لیتے اسے دوسرا سانس لینے کا موقع بھی نہ ملتا تھا اور سیاہ چیونٹے جس ذی روح پر یلغار کر دیتے تھے اس کے جسم کی کھال اور گوشت کے ساتھ ہڈیاں بھی چبا ڈالتے تھے۔ ان زہریلے چیونٹوں سے بھی بچنا ناممکن تھا۔ یہ عمران کی خوش قسمتی ہی تھی کہ اسے جس کنویں میں قید کر کے جکڑا گیا تھا۔ وہاں اسے ایک معمولی چیونٹی بھی دکھائی نہ دے رہی تھی۔ ورنہ

جس طرح عمران زخمی تھا اور اس کا جسم خون سے بھرا ہوا تھا سیاہ چیونٹے اس کے خون کی بو پا کر اس تک پہنچ چکے ہوتے اور یہاں عمران کی ہڈیوں کا نام و نشان بھی ختم ہو چکا ہوتا۔

''کیا تم میرے سامنے ظاہر ہو سکتے ہو''...... عمران نے چند لمحے وقف کے بعد پوچھا۔

''نہیں۔ مجھے اس کی اجازت نہیں دی گئی ہے''...... دھانگا نے جواب دیا۔

''تو تمہیں کس بات کی اجازت دی گئی ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''تم پر نظر رکھنے اور تمہاری ہر ضرورت پوری کرنے کی''۔ دھانگا نے جواب دیا۔

''ہر ضرورت پوری کرنے کی۔ کیا مطلب۔ کیا تم میری ہر ضرورت پوری کرو گے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ تمہارے کھانے پینے کا خیال رکھنا میری ذمہ داری ہے۔ جب تک میں تمہارے کھانے پینے کا خیال نہیں رکھوں گا تم جلد صحت مند کیسے ہو گے''...... دھانگا نے جواب دیا تو عمران خاموش ہو گیا۔ اس نے چند مقدس نام ذہن میں لانے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ کیونکہ اس کے ذہن میں نہ تو کوئی مقدس نام آ رہا تھا اور نہ ہی کوئی مقدس کلام۔

''یہ۔ یہ۔ یہ میرے ذہن کو کیا ہوا ہے۔ مجھے کوئی مقدس نام

اور کلام یاد کیوں نہیں آ رہا ہے''...... عمران نے سوچا۔ اس نے فوراً اپنا ذہن ایک نقطے پر لانا چاہا لیکن اسی لمحے اسے اپنے سارے جسم میں شدید تکلیف کا احساس ہوا۔ اسے یوں لگا جیسے اس کا جسم کسی بڑے شکنجے میں کسا جا رہا ہو۔ اسے اپنی ہڈیاں تک چٹختی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔

''یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے''...... عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''تم جس کنویں میں قید ہو اس کا اصل نام چاہ طاغوت ہے۔ چاہ طاغوت میں تمہیں نہ تو کوئی مقدس نام یاد آئے گا نہ مقدس کلام اور اگر تم اسے یاد کرنے کی زیادہ کوشش کرو گے تو طاغوتی طاقتیں تمہارے دماغ کے ساتھ تمہارے جسم پر بھی دباؤ ڈالیں گی اور تمہیں شدید اذیت میں مبتلا کر دیں گی۔ اس لئے ان باتوں سے اجتناب کرو''...... دھانگا نے کہا تو عمران کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

''تو تم مجھے طاغوتی طاقتوں سے ڈرانے کی کوشش کر رہے ہو''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میرا تعلق بھی شیطان سے ہے اور یہی میرا کام ہے''...... دھانگا نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے جسم میں تکلیف بڑھتی جا رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم کی ایک ایک ہڈی پر دباؤ ڈال کر اسے

توڑنے کی کوشش کی جا رہی ہو۔ وہ کافی دیر تک دانتوں پر دانت جمائے تکلیف برداشت کرتا رہا لیکن پھر اس کی قوت برداشت جواب دے گئی اور اس کے منہ سے بے اختیار کراہیں نکلنا شروع ہو گئیں۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں کہتا ہوں رک جاؤ۔ مجھے شدید اذیت ہو رہی ہے"...... اچانک عمران نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو اسی لمحے اسے اپنے جسم پر سے دباؤ کم ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ جیسے جیسے اس کے جسم سے دباؤ کم ہوتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر موجود تکلیف کے تاثرات کم ہوتے جا رہے تھے۔

"سنو۔ مجھے گرو مہاراج بلا رہا ہے۔ میں اس سے ملنے جا رہا ہوں۔ تم یہیں رہو گے۔ یہاں تم جتنا ذہن پر زور ڈالنے کی کوشش کرو گے تمہارے لئے اتنا ہی مشکل ہو گا اور تمہیں خواہ مخواہ کی اذیت برداشت کرنا پڑے گی۔ اس اذیت سے بچنے کا یہی حل ہے کہ اپنے ذہن پر زیادہ زور نہ ڈالنا اور بس"...... دھاگا کی آواز سنائی دی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا اسی لمحے اسے زناٹے دار تیز آواز سنائی دی جیسے کوئی بڑا سا پرندہ اس کے قریب سے پھڑپھڑاتا ہوا اُڑتا چلا گیا ہو۔ جیسے ہی زناٹے دار آواز ختم ہوئی وہاں روشنی بھی ختم ہو گئی اور عمران کی آنکھوں کے سامنے ایک بار پھر تاریکی پھیل گئی۔

کافرستان کی نئی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا چیف کرنل بھرت راج اپنے آفس میں بیٹھا ایک سرکاری فائل دیکھ رہا تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ زور دار دھماکے سے کھلا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر غصے اور کبیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن دوسرے لمحے جب اس کی نظریں دروازے سے اندر داخل ہونے والی ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی پر پڑیں تو اس کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدل گئے۔

"مہالکشمی تم۔ یہ کیا طریقہ ہے میرے آفس میں آنے کا"...... کرنل بھرت راج نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے لئے ایک بڑی خوشخبری لائی ہوں کرنل بھرت راج۔ سنو گے تو خوشی سے اچھل پڑو گے"...... آنے والی لڑکی نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے سامنے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں میں سے

ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

"اچھا۔ کیا ہے وہ خوشخبری جو تم تمام ادب و آداب ہی بھول گئی ہو"...... کرنل بھرت راج نے اس کی بات سن کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"گرو مہاراج نے عمران کا شکار کر لیا ہے اور اب وہ گرو مہاراج کے قبضے میں ہے"...... لڑکی نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا جس کا نام مہا لکشمی تھا تو کرنل بھرت راج بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ۔ کیا۔ کیا کہا تم نے۔ گرو مہاراج نے عمران کا شکار کر لیا ہے۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو۔ کیا واقعی گرو مہاراج نے عمران جیسے خطرناک انسان کا شکار کر لیا ہے اور یہ تم کیا کہہ رہی ہو کہ وہ گرو مہاراج کے قبضے میں ہے۔ شکار کا مطلب تو ہلاک ہونا ہوتا ہے تو کیا گرو مہاراج نے ابھی اسے ہلاک نہیں کیا ہے"...... کرنل بھرت راج نے پہلے مسرت بھرے لہجے میں اور پھر اچانک ہی چونکتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں ساری بات بتاتی ہوں"...... مہا لکشمی نے کہا۔

"بتاؤ"...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

"تم نے گرو مہاراج سے بات کی تھی اور اسے عمران کے بارے میں بتایا تھا اور اسے اس کی ایک تصویر بھی فراہم کی تھی۔ تم نے گرو مہاراج کو یہ درخواست کی تھی کہ یہ تمہارا ہی نہیں بلکہ پورے کافرستان کا دشمن نمبر ایک ہے۔ اس نے اور اس کے

ساتھیوں نے متعدد بار کافرستان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ تم نے گرو مہاراج سے کہا تھا کہ تم اسے ہر صورت ہلاک کرانا چاہتے ہو اور اسے ہلاک کرنے کے لئے تمہیں گرو مہاراج اور اس کی مہان شکتیوں کی ضرورت ہے"...... مہا لکشمی نے کہا۔

"ہاں۔ عمران کو ہلاک کرنے کے لئے کافرستان کی بے شمار ایجنسیاں اور ایجنٹ کوششیں کر چکے ہیں لیکن ہر بار وہ حیرت انگیز طور پر نہ صرف بچ نکلتا ہے بلکہ ہر بار اپنے جس مشن پر آتا ہے اس میں کامیاب بھی ہو جاتا ہے۔ اس بار مجھے پرائم منسٹر نے ایک خصوصی ٹاسک دیا ہے اور پرائم منسٹر کے ساتھ کافرستان کی بے شمار ایجنسیوں کا کہنا ہے کہ اگر اس ٹاسک کے بارے میں عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو علم ہو گیا تو وہ یقینی طور پر یہاں پہنچ جائیں گے اور ہمارے لئے انہیں روکنا مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے تمام ایجنسیوں اور ان کے عہدے داروں نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ مجھے اگر خود کو اور اپنی ایجنسی کو عمران اور اس کے ساتھیوں سے بچانا ہے تو مجھے ان کا فوراً کوئی نہ کوئی ٹھوس انتظام کرنا ہوگا ورنہ وہ یہاں آ کر نہ صرف اپنا مشن بھی مکمل کر لیں گے بلکہ مجھے اور میری ایجنسی کا بھی تار و پود بکھیر کر رکھ دیں گے۔ پرائم منسٹر صاحب نے بھی مجھے خصوصی طور پر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بچنے کی ہدایات دی تھیں۔ پھر میں نے جب ان کی ہسٹری نکالی تو میں ان کے کارنامے پڑھ کر دنگ رہ گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی واقعی

سمجھے جانے والے مافوق الفطرت ٹاپ
ناقابل تسخیر حد تک کامیاب
کے ایجنٹ ہیں جن کے مقابلے میں دنیا کی بڑی سے بڑی ایجنسیاں
اور مجرم تنظیمیں تک ناکام ہو چکی ہیں۔ مجھے واقعی ایسا محسوس ہونا
شروع ہو گیا کہ عمران اور اس کے ساتھی اگر یہاں آ دھمکے تو وہ میرا
اور میری ایجنسی کا ناطقہ بند کر سکتے ہیں۔ مجھے خصوصی طور پر جو
ٹاسک سونپا گیا ہے میں اس کی حفاظت نہ کر سکوں گا اور عمران اور
اس کے ساتھی وہاں پہنچ جائیں گے جس کے نتیجے میں وہ ہر طرف
تباہی اور بربادی پھیلا کر رکھ دیں گے۔ میں نے ان کے بارے
میں بہت سوچا اور پھر مجھے گرو مہاراج کا خیال آیا کہ اگر عمران کو
کسی اور طریقے سے ہلاک نہیں کیا جا سکتا ہے تو اسے ہلاک کرنے
کے لئے مجھے گرو مہاراج کی خدمات حاصل کرنی چاہئیں۔ گرو
مہاراج کے پاس مہان شکتیاں ہیں۔ اگر انہوں نے میری بات
مان کر عمران کو ہلاک کرنے کی حامی بھر لی تو وہ آسانی سے عمران کو
پاکیشیا میں ہی اپنی مہان شکتیوں سے ہلاک کرا سکتے ہیں۔ چنانچہ
میں نے ان سے وقت لیا اور ان سے باقاعدہ ملاقات کی۔ میں
اپنے ساتھ عمران کی تصویر بھی لے گیا تھا تاکہ وہ اسے اچھی طرح
سے دیکھ لیں اور پھر اپنی سب سے مہان اور خطرناک شکتیوں کو اس
عمران کے پیچھے لگا دیں تاکہ وہ ہر صورت میں اس کا خاتمہ کر
دیں''...... کرنل بھرت راج نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔
''تمہارے لئے عمران محض ایک ٹارگٹ تھا لیکن تمہارے جانے

کے بعد جب گرو مہاراج نے عمران کی تصویر دیکھی تو وہ چونک پڑا
تھا۔ عمران اس کے لئے ایک ایسی ہستی تھی جس کی اسے برسوں
سے تلاش تھی''...... مہا لکشمی نے کہا تو کرنل بھرت راج چونک پڑا۔
''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... کرنل بھرت راج نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔
''میں گرو مہاراج کے آشرم میں گئی تھی۔ وہ مجھے بے حد پسند
کرتا ہے اور مجھ سے اپنی ہر بات شیئر کرتا ہے۔ انہوں نے مجھے
بتایا ہے کہ وہ ایک شکتی کو جو سفلی ذریت ہے، زندہ کرنا چاہتے
ہیں۔ اگر وہ اس شکتی کو زندہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پوری دنیا
ان کی مٹھی میں ہو گی۔ وہ شکتی گرو مہاراج کا کوئی بھی کام آسانی
سے اور چند لمحوں میں کر سکتی ہے۔ اس شکتی کی مدد سے وہ پوری دنیا
کا کنٹرول بھی سنبھال سکتا ہے۔ اس شکتی سے وہ پوری دنیا تسخیر کر
سکتا ہے اور خاص طور پر وہ اس شکتی کو اگر استعمال کرے تو اس کی
مدد سے وہ پاکیشیا کو مکمل طور پر نیست و نابود بھی کر سکتا ہے''...... مہا
لکشمی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
''اوہ۔ ایسی کون سی شکتی ہے اس کے پاس جسے زندہ کر کے وہ
پوری دنیا کو تسخیر کر سکتا ہے''...... کرنل بھرت راج نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔
''اس شکتی کا مجھے اس نے اصل نام تو نہیں بتایا لیکن وہ اسے
مثالی شکتی کہتا ہے اور اس مثالی شکتی کو زندہ کرنے کے لئے اسے

ایک ایسے انسان کی تلاش تھی جو باکردار ہو، نیک ہو اور جس پر خصوصی طور پر روشن دنیا کی طاقتوں کا سایہ ہو۔ تصویر دیکھتے ہی گرو مہاراج سمجھ گئے کہ وہ انسان عمران ہی ہے جس کی آنکھیں اور دل نکال کر اگر وہ مثالی شکتی کو لگائیں گے تو وہ طاقت نہ صرف زندہ ہو جائے گی بلکہ اس کے تابع ہو کر اس کا ہر حکم بجا لائے گی"...... مہا لکشمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مثالی شکتی۔ حیرت ہے۔ کیا جادو کی دنیا میں اس قدر جدت موجود ہے کہ کسی دوسرے انسان کے عضو نکال کر اگر کسی سفلی ذریت کو لگا دیئے جائیں تو وہ پھر سے زندہ ہو جاتی ہے"...... کرنل بھرت راج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کالا جادو لامحدود طاقتوں کا حامل ہے کرنل بھرت راج۔ یہ مہا شیطان کا خاص حربہ ہے جو وہ اپنے کسی خاص پجاری کو ہی دیتا ہے اور گرو مہاراج اس کا خاص الخاص پجاری ہے"...... مہا لکشمی نے جواب دیا۔

"پھر تو بہت اچھا ہوا ہے کہ میں نے گرو مہاراج کو عمران کی تصویر فراہم کر دی ہے۔ اب وہ اس عمران کو ہلاک کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت صرف کر دے گا اور عمران کو اس سے کوئی نہیں بچا سکے گا"...... کرنل بھرت راج نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گرو مہاراج نے عمران کو اپنی کوجائی طاقت کے ذریعے اغوا کرا لیا ہے اور اسے کسی خاص مقام پر قید کر دیا ہے۔ عمران نے

اپنی حفاظت کے لئے کوئی انتظام کر رکھا تھا کہ کوئی سفلی طاقت اس کے قریب نہ پہنچ سکتی تھی لیکن اس کی ایک طاقت کوجائی نے عمران کی کار کو سڑک پر دیکھ کر دوسری کار کے ڈرائیور کے دماغ پر قبضہ کیا اور پھر اس نے پوری قوت سے عمران کی کار کو عقب سے ٹکر مار دی جس کے نتیجے میں عمران کی کار الٹ گئی اور ایک عمارت کی دیوار میں جا گھسی۔ عمران زخمی ہو گیا۔ اس کا جسم خون آلود ہو گیا۔ چونکہ خون ناپاک ہوتا ہے اس لئے گرو مہاراج کی طاقت کوجائی کو اس کے قریب جانے اور اسے اٹھانے کا موقع مل گیا اور اس نے یہی کیا۔ عمران کو اٹھایا اور کسی نامعلوم مقام پر لے جا کر زنجیروں میں جکڑ دیا۔ اب بس عمران کے جسم پر لگنے والے زخم ٹھیک ہونے کی دیر ہے۔ گرو مہاراج اسے خود اپنے ہاتھوں سے جا کر ہلاک کر کے اس کا دل اور آنکھیں نکال لائے گا"...... مہا لکشمی نے باقی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ وہ زخمی ہے۔ اس لئے گرو مہاراج نے اسے ابھی تک زندہ رکھا ہوا ہے"...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

"ہاں"...... مہا لکشمی نے کہا۔

"تو کب تک عمران ٹھیک ہو جائے گا اور کب گرو مہاراج اسے ہلاک کرے گا"...... کرنل بھرت راج نے بے چینی سے کہا۔

"اس کے بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ ایکسیڈنٹ میں عمران خاصا زخمی ہوا ہے۔ جب تک اس کے جسم پر زخم ہیں تب

تک اسے مجبوراً زندہ رکھنا ہی پڑے گا"...... مہا لکشمی نے کہا۔

"چلو یہ بھی بڑی بات ہے کہ عمران جیسے انسان کو گرو مہاراج نے اپنی قید میں کر لیا ہے۔ اب کم از کم اس کا یہاں آنے کا تو خطرہ نہیں رہے گا۔ ہم اپنا کام آسانی سے کر سکتے ہیں۔ اب ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی"...... کرنل بھرت راج نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"خطرہ تو ابھی باقی ہے کرنل"...... مہا لکشمی نے کہا تو کرنل بھرت راج بے اختیار چونک پڑا۔

"وہ کیسے۔ جب عمران قید میں ہے تو پھر اور کس سے خطرہ ہو سکتا ہے"...... کرنل بھرت راج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میری گرو مہاراج سے اس معاملے پر بھی بات ہوئی ہے۔ گرو مہاراج کا کہنا ہے کہ عمران کے ساتھی اس کی تلاش کے لئے دوڑتے بھاگتے پھر رہے ہیں۔ انہیں اس بات کا جلد علم ہو جائے گا کہ ان کا ساتھی عمران کہاں ہے۔ وہ اس کی تلاش میں کافرستان ضرور آئیں گے۔ عمران کی تلاش کے ساتھ ساتھ ان کا ٹکراؤ تم سے بھی ہو سکتا ہے کیونکہ جس جگہ کی تم حفاظت کر رہے ہو اس کے بارے میں بھی ساری حقیقت ان کے سامنے آشکار ہو جائے گی"...... مہا لکشمی نے کہا تو کرنل بھرت راج چونک پڑا۔

"حقیقت آشکار ہو جائے گی۔ کیا مطلب۔ کیسے۔ انہیں کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ میں اور میری ایجنسی کیا کر رہے ہیں اور کس جگہ

کی حفاظت کر رہے ہیں"...... کرنل بھرت راج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس سلسلے میں مجھے گرو مہاراج نے کچھ نہیں بتایا۔ ان سے ملنے کے بعد میں اتفاق سے ریڈ انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ میں اپنے ایک دوست سے ملنے گئی تھی جو ڈیپارٹمنٹ کا ریکارڈ کیپر ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ تمہارے بارے میں اور ریڈ پاور ایجنسی کے بارے میں معلومات حاصل کی جا رہی ہیں"...... مہا لکشمی نے کہا تو کرنل بھرت راج بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کون حاصل کر رہا ہے ہمارے بارے میں معلومات"...... کرنل بھرت راج نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ تو معلوم نہیں ہو سکا ہے کیونکہ میرے دوست راہول کو پرائم منسٹر ہاؤس سے کال کی گئی تھی اور کہا گیا تھا کہ بات کرنے والا پرائم منسٹر کا ملٹری سیکرٹری ہے۔ اس نے ہی ساری معلومات حاصل کی گئی تھیں۔ راہول کی اتفاق سے ملٹری سیکرٹری کے اسسٹنٹ کیپٹن ارون سے دوستی تھی۔ اس نے معلومات دینے کے بعد جب اسے کال کر کے بتایا کہ ملٹری سیکرٹری نے اس سے ریڈ پاور ایجنسی اور تمہارے بارے میں معلومات لی ہیں تو کیپٹن ارون نے اس بات سے صاف انکار کر دیا تھا کہ اسے پرائم منسٹر ہاؤس سے کوئی کال نہیں کی گئی ہے کیونکہ ملٹری سیکرٹری کرنل اوبرائے تو پرائم منسٹر کے ہمراہ کل رات سے پالینڈ گئے ہوئے ہیں۔ جس پر راہول بے حد

پریشان ہوا کہ اگر کرنل اوبرائے بیرون ملک ہے تو پھر اسے کال کرنے والا کون تھا۔ جب میں اس کے پاس پہنچی تو وہ پریشان تھا۔ میرے پوچھنے پر اس نے مجھے سب کچھ بتا دیا۔ میں نے فوری طور پر اس سے وہ نمبر لیا جس سے اسے کال کیا گیا تھا۔ میں نے اس نمبر کا پتہ چلایا تو یہ نمبر دارالحکومت کے ایک پبلک بوتھ کا تھا۔ اس نمبر سے پہلے انکوائری کو کال کی گئی تھی۔ انکوائری سے سپیشل ریڈ انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کا نمبر حاصل کیا گیا تھا اور پھر ریڈ انفارمیشن آفس کی ایکسچینج سے ریکارڈ کیپر راہول کا نمبر ملایا گیا تھا"...... مہا لکشمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی بے حد خطرناک صورتحال ہے۔ تمہارے اس دوست راہول نے میرے بارے میں اور میری ایجنسی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے والے کو کیا معلومات فراہم کی ہیں"...... کرنل بھرت راج نے پوچھا۔

"تم شاید بھول رہے ہو یہ ریڈ انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ پرائم منسٹر سے منسلک ہے اور یہاں سے صرف پرائم منسٹر یا ان کا ملٹری سیکرٹری ہی معلومات حاصل کرتے ہیں۔ تمہاری اور تمہاری ایجنسی کی فائل بھی اسی ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہے۔ جس میں تمہارا اصل نام، تمہارے ایجنٹوں کی تعداد کے ساتھ تمہارے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلات موجود ہیں۔ کال کرنے والے نے خود کو ملٹری سیکرٹری کہا تھا اس لئے راہول نے اسے ساری معلومات فراہم کر

دی تھیں"...... مہا لکشمی نے کہا تو کرنل بھرت راج نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ریڈ انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کا تعلق پرائم منسٹر ہاؤس سے ہے تو یہ راہول کیا کرنل اوبرائے کی آواز نہیں پہچانتا"...... کرنل بھرت راج نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"راہول نے مجھے بتایا ہے کہ فون میں کھڑکھڑاہٹ کی آواز تھی اور آواز بھی کافی مدہم تھی لیکن بولنے والے کا لب و لہجہ اور انداز کرنل اوبرائے جیسا ہی تھا"...... مہا لکشمی نے کہا۔

"اوہ۔ آوازیں بدلنا تو عمران کا کام ہے۔ عمران، گرو مہاراج کی قید میں ہے پھر راہول سے اس طرح کرنل اوبرائے کی آواز میں کون بات کر سکتا ہے"...... کرنل بھرت راج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بات کرنے والا آواز بدلنے کا ماہر معلوم نہیں ہوتا۔ اسی لئے وہ فون سے چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا تاکہ راہول کو واضح آواز سنائی نہ دے اور وہ اسے فون کی خرابی سمجھے۔ بہرحال ان باتوں کو چھوڑو۔ تمہارے بارے میں اور تمہاری ایجنسی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہی فائدہ ہو سکتا ہے جس کا مطلب واضح ہے کہ انہیں اس بات کی خبر مل چکی ہے کہ تم کہاں مصروف ہو اور کیا کر رہے ہو"...... مہا لکشمی نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بلیک اسٹیشن کا

علم ہو چکا ہے۔ جس کی حفاظت کے لئے پرائم منسٹر نے ہماری ایجنسی کو ٹاسک دیا ہے"...... کرنل بھرت راج نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ظاہری بات ہے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بلیک اسٹیشن کا علم نہ ہوا ہوتا تو وہ تمہارے بارے میں اور تمہاری ایجنسی کے بارے میں اس طرح سے معلومات کیوں حاصل کرتے اور پھر گرو مہاراج کا بھی یہی کہنا ہے کہ جلد ہی تمہارا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ٹکراؤ ہونے والا ہے۔ ظاہر ہے یہ ٹکراؤ بلیک اسٹیشن کے لئے ہی ہو سکتا ہے"...... مہا لکشمی نے کہا۔

"تو اب میں کیا کروں۔ میں نے تو پرائم منسٹر سے وعدہ کیا ہے کہ میں ہر صورت میں بلیک اسٹیشن کی حفاظت کروں گا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس معاملے کی ہوا بھی نہ لگنے دوں گا۔ اسی پریشانی سے بچنے کے لئے میں نے گرو مہاراج سے رابطہ کیا تھا کہ اگر وہ عمران کا خاتمہ کرا دیں تو میں عمران اور اس کے ساتھیوں سے بلیک اسٹیشن کو محفوظ رکھ سکتا ہوں لیکن عمران کے قید میں ہونے کے باوجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس بات کا علم ہو گیا ہے تو میرے لئے واقعی تشویش ناک بات ہے"...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

"کیوں۔ کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ڈرتے ہو"...... مہا لکشمی نے منہ بنا کر کہا۔

"میں ان کے کام کرنے کے انداز اور مسلسل ملنے والی

کامیابیوں سے ڈرتا ہوں۔ وہ انتہائی خطرناک اور مافوق الفطرت ٹائپ کے انسان ہیں۔ ان سے کچھ بعید نہیں کہ وہ کب کیا کر گزریں۔ ان سے دور رہنا ہی ہمارے لئے اچھا تھا لیکن اب......" کرنل بھرت راج نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں گرو مہاراج سے جا کر بات کرتی ہوں اور اس سے کہتی ہوں کہ وہ اپنی شکتیاں پاکیشیا بھیج دے تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آنے کی کوشش کرے تو مہا شکتیاں انہیں روک سکیں"...... مہا لکشمی نے کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسا ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ گرو مہاراج کی شکتیاں انہیں پاکیشیا میں بھی تو ہلاک کر سکتی ہیں"...... کرنل بھرت راج نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... مہا لکشمی نے کہا۔

"اس کے باوجود وہ مہا شکتیوں سے بچ کر یہاں پہنچ گئے تو"...... کرنل بھرت راج نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اس بات کی تم فکر نہ کرو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آتی ہے تو آنے دو۔ انہیں بلیک اسٹیشن سے دور رکھنے اور ہلاک کرنے کی ذمہ داری میں لیتی ہوں۔ وہ نہ تمہارے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ سکیں گے نہ تم تک اور نہ ہی میں انہیں ایسا کوئی موقع دوں گی کہ وہ بلیک اسٹیشن کے قریب بھی پھٹک سکیں"...... مہا لکشمی نے بے حد ٹھوس لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم ان کا مقابلہ کرنا چاہتی ہو"...... کرنل بھرت راج نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیا حرج ہے۔ دشمن جتنا طاقتور اور خطرناک ہو اس کا مقابلہ کرنے میں اتنا ہی لطف آتا ہے۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مجھ سے آج تک ٹکراؤ نہیں ہوا ہے اور یہ میری حسرت ہے کہ ایک بار میرا ان سے ٹکراؤ ہو تو میں انہیں ناکوں چنے چبوا سکتی ہوں۔ مجھے ان کے کام کرنے کے انداز اوران کی کارکردگی کا علم ہے کہ وہ کس طریقے سے کام کرتے ہیں اور ان کی کامیابی کا راز کیا ہے۔ اگر تم مجھے اجازت دو تو میں ان کا حقیقت میں ناطقہ بند کرسکتی ہوں بلکہ انہیں زندہ انسانوں سے لاشوں میں بھی تبدیل کر سکتی ہوں"...... مہالکشمی نے کہا۔

"اگر تمہیں اپنی صلاحیتوں پر اتنا ناز ہے اور تم سمجھتی ہو کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نہ صرف مقابلہ کرسکتی ہو بلکہ انہیں ہلاک بھی کرسکتی ہو تو میں انہیں روکنے اور انہیں ہلاک کرنے کی ذمہ داری تمہیں دیتا ہوں۔ تم اپنے ساتھ جتنی مرضی فورس لے جاؤ لیکن تمہیں مجھ سے یہ وعدہ کرنا ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک بھی ایجنٹ یہاں سے بچ کر زندہ واپس نہیں جائے گا اور نہ ہی وہ بلیک اسٹیشن یا میرے ہیڈ کوارٹر تک پہنچے گا"...... کرنل بھرت راج نے متانت سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہیں اس کے لئے مجھے فل پاور دینی ہو گی۔ میرا

مطلب ہے تمہیں مجھے اس کے لئے پاور فورس کا پورا اختیار دینا ہو گا تا کہ میں اس فورس سے جو چاہے اور جہاں چاہے کام لے سکوں تو میرا وعدہ کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی بھی ممبر کو یہاں سے زندہ نہ جانے دوں گی۔ ان کا بلیک اسٹیشن اور تمہارے ہیڈ کوارٹر پہنچنا ناممکن بنا دوں گی"...... مہالکشمی نے کہا۔

"پکا وعدہ"...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

"ہاں۔ پکا وعدہ"...... مہالکشمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تو میں آج سے بلکہ ابھی سے تمہیں پاور فورس کا انچارج بناتا ہوں۔ جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مکمل طور پر خاتمہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک تم پاور فورس کی فل انچارج رہو گی۔ اس فورس کے تینوں سیکشنوں کے انچارجوں کو میں ابھی سرکلر جاری کر دیتا ہوں۔ وہ میرے بعد تمہارے تابع ہوں گے اور تمہارے ہر حکم پر عمل کریں گے اور تمہارے کہنے پر اپنا سر بھی کٹانے سے دریغ نہیں کریں گے"...... کرنل بھرت راج نے کہا تو مہالکشمی کے لبوں پر فتح مندی کی مسکراہٹ آ گئی۔

جولیا چونکہ کار میں اکیلی تھی اس لئے اس نے الخیر بستی کی طرف جانے سے پہلے اپنے ساتھ صالحہ اور کیپٹن شکیل کو بھی لے لیا تھا۔ کیپٹن شکیل صفدر کی کار میں بیٹھ گیا تھا جبکہ صالحہ، جولیا کی کار میں آ گئی تھی۔ صفدر نے کیپٹن شکیل کو اور جولیا نے صالحہ کو اس ساری حقیقت سے آگاہ کر دیا تھا۔ پراسرار اور ماورائی معاملے کا سن کر وہ دونوں بھی حیران رہ گئے تھے۔

''بڑی حیرت انگیز بات ہے کہ عمران صاحب کا اس طرح ایکسیڈنٹ ہوا اور انہیں زخمی حالت میں ایک سایہ نکال کر لے گیا''...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ جولیا کے ساتھ کار میں سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔

''ہاں۔ مجھے ابھی تک اس بات کا یقین نہیں آ رہا ہے کہ عمران کے ساتھ یہ سب کچھ ہوا ہے لیکن حالات اور واقعات اسی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ یہ ساحرانہ معاملہ ہے۔ عمران کو غائب کرنے

میں اسی گرو مہاراج کا ہاتھ ہے جو کافرستان کا مہا ساحر بھی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اس کے بارے میں آپ کو سلیمان نے بتایا تھا''...... صالحہ نے پوچھا۔

''ہاں۔ سید چراغ شاہ صاحب اس بار خود عمران کے فلیٹ میں آئے تھے۔ ان کے کہنے کے مطابق وہ عمران کے لئے فکر مند تھے وہ گرو مہاراج ہلاک کرنے کے درپے ہے''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور جوزف بھی اسی گرو مہاراج کی ماورائی طاقت کا شکار ہو کر عمران صاحب کو ہلاک کرنے ان کے فلیٹ میں پہنچ گیا تھا''...... صالحہ نے کہا۔

''ہاں بالکل''...... جولیا نے جواب دیا۔

''لیکن آپ کہہ رہی ہیں کہ شاہ صاحب نے جاتے ہوئے عمران صاحب کو اسماء اعظم کی ایک تختی گلے میں ڈالنے اور انہیں باوضو بھی رہنے کا کہا تھا۔ عمران صاحب نے یقیناً ان کی ہدایات پر عمل بھی کیا ہو گا۔ ایسی صورت میں ان پر کوئی سفلی طاقت کیسے حملہ کر سکتی ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات میری سمجھ میں بھی نہیں آ رہی ہے کہ عمران اگر باوضو تھا اور اس کے پاس اسماء اعظم کی تختی تھی تو پھر اس پر سفلی طاقت نے حملہ کیسے کر دیا اور عمران اس کا شکار کیسے بن گیا''......

جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس بات کا پتہ کیسے چلے گا کہ عمران صاحب کے ساتھ یہ سب کیوں اور کیسے ہوا ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"یہ سب معلوم کرنے کے لئے ہی ہم الخیر بستی کے حکیم حافظ عبدالکریم سے ملنے جا رہے ہیں۔ اس بوڑھے آدمی کے کہنے کے مطابق اس معاملے میں وہی ہماری صحیح رہنمائی کر سکتے ہیں"...... جولیا نے جواب دیا۔

"اس کار اور کار کے ڈرائیور کے بارے میں کیا معلوم ہوا ہے جس نے عمران صاحب کی کار کو ٹکر ماری تھی۔ کیا وہ زندہ بچ گیا ہے"...... صالحہ نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس کی کار بری طرح سے تباہ ہوئی ہے۔ وہ بھی زخمی ہوا ہے لیکن معمولی۔ ہم نے اس سے بھی بات کی تھی۔ اس کے کہنے کے مطابق اس کی آنکھوں کے سامنے اچانک اندھیرا آ گیا تھا اور نجانے اس نے کار کی رفتار میں کیوں اضافہ کر دیا تھا۔ اسے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کی کار کسی کار سے ٹکرائی تھی"...... جولیا نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس سفلی طاقت نے عمران صاحب کی کار کو ٹکر مارنے کے لئے اس آدمی کے دماغ پر قبضہ کیا تھا اور اس نے جان بوجھ کر عمران صاحب کی کار کو ٹکر ماری تھی تا کہ وہ زخمی ہو ئیں اور ان کی پاکیزگی ختم ہو جائے۔ ظاہر ہے زخمی ہونے کے

بعد عمران صاحب کے جسم سے خون نکلا ہو گا اور خون نکلنے سے یقینی طور پر وضو ختم ہو جاتا ہے"...... صالحہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

"ہاں۔ ممکن ہے ایسا ہی ہوا ہو"...... جولیا نے کہا۔

"ایسا ہی ہوا ہو گا۔ عمران صاحب پر سفلی طاقت اسی صورت میں حملہ کر سکتی تھی۔ عمران صاحب باوضو تھے اور ان کے پاس اسماء اعظم کی تختی تھی اس لئے وہ سفلی طاقت ان پر ڈائریکٹ حملہ نہیں کر سکتی تھی اس لئے اس نے سب سے پہلے عمران صاحب کی پاکیزگی کو ختم کرنا مناسب سمجھا ہو گا اور اس نے یہی کیا ہو گا"...... صالحہ نے کہا۔

"خون نکلنے سے ظاہر ہے عمران کا وضو ختم ہو گیا ہو گا لیکن وہ اسماء اعظم کی تختی۔ وہ تو اس کے کوٹ کے جیب میں ہو گی۔ اس کی موجودگی میں سفلی طاقت کا اس تک پہنچنا آسان کیسے ہو سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ممکن ہے حادثے کے بعد جس طرح عمران صاحب کی کار الٹی پلٹی تھی اور ریسٹورنٹ کی دیوار توڑ کر اندر جا گھسی تھی تو عمران صاحب کی جیب سے وہ اسماء اعظم کی تختی نکل گئی ہو"...... صالحہ نے اپنا خیال پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اگر ایسا ہوا ہے تو پھر اس سفلی طاقت کے لئے عمران تک پہنچنا ممکن ہو سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"تو کیا آپ نے عمران صاحب کی کار کی چیکنگ نہیں کی تھی۔ آپ کو وہاں سے اسماء اعظم کی تختی نہیں ملی تھی"...... صالحہ نے کہا۔

"میرے وہاں پہنچنے سے پہلے پولیس نے کار کو ریسٹورنٹ کی دیوار سے باہر نکال لیا تھا۔ پولیس کے ساتھ صفدر اور تنویر نے کار کی چیکنگ کی تھی لیکن اس وقت شاید ان کے ذہن میں عمران کی پراسرار گمشدگی کے اور کچھ نہ ہو گا۔ ہو سکتا ہے انہوں نے کار میں ایسی کوئی چیز تلاش ہی نہ کی ہو"...... جولیا نے کہا۔

"تو آپ صفدر اور تنویر سے پوچھیں۔ اگر اسماء اعظم کی تختی انہیں کار میں ملی ہے تو پھر یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ واقعی عمران صاحب کو کوئی سفلی طاقت ہی اپنے ساتھ لے گئی ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"تو کیا کار روکوں"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ میں صفدر سے واچ ٹرانسمیٹر پر بات کرتی ہوں"...... صالحہ نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ جس سڑک پر سفر کر رہے تھے اس کے ایک طرف کھائی تھی اور دوسری طرف اونچی پہاڑیاں جن کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ سڑک بار بار ٹرن لے رہی تھی اور اس کے موڑ انتہائی خطرناک تھے۔ صالحہ نے واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور صفدر کے واچ ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگی۔ اس سے پہلے کہ وہ صفدر کو کال کرتی اچانک جولیا نے کار کو ایک موڑ کی طرف موڑتے ہوئے پوری قوت سے بریک لگا

دیئے۔ فل بریک لگانے کی وجہ سے کار کے ٹائر سڑک پر لمبی لکیریں کھینچتے اور چیختے ہوئے یکلخت جم گئے۔ کار کو زور دار جھٹکا لگا اور جولیا کا سر اسٹیرنگ وہیل اور صالحہ کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔ انہیں سیٹ بیلٹوں نے بچا لیا تھا۔ اگر انہوں نے سیٹ بیلٹیں نہ باندھی ہوتی تو دونوں یقیناً شدید زخمی ہو سکتی تھیں۔ جولیا کے اس طرح بریک لگانے پر ان کے پیچھے آنے والے صفدر کو بھی اپنی کار کو اسی انداز میں بریک لگانی پڑی اور اس کی کار جولیا کی کار کے عقبی حصے سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔

"کیا ہوا"...... صالحہ نے چونک کر کہا۔

"سامنے دیکھو"...... جولیا نے کہا جس کی نظریں ونڈ اسکرین کے باہر جمی ہوئی تھیں۔ صالحہ نے سامنے دیکھا اور پھر وہ بھی بری طرح سے چونک پڑی۔ سڑک پر پہاڑی کا ملبہ گرا ہوا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے لینڈ سلائیڈنگ ہوئی ہو اور پہاڑی کا کچھ حصہ ٹوٹ کر سڑک پر آ گرا ہو۔ سڑک مکمل طور پر اس ملبے میں چھپ گئی تھی۔ وہاں اتنا بھی راستہ نہ تھا کہ کوئی پیدل انسان بھی دوسری طرف پہنچ سکے۔ سڑک کی دوسری طرف گہری کھائی بھی موجود تھی۔

"لگتا ہے یہاں لینڈ سلائیڈنگ ہوئی ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"ایسا ہی لگ رہا ہے"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ کار سے نکل کر باہر آ گئی۔ اس کے ساتھ ہی صالحہ اور دوسری کار میں آنے والے صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل بھی کار سے باہر نکل آئے۔

"کیا ہوا"...... صفدر نے پوچھا۔ چونکہ آگے جولیا کی کار تھی اس
لئے اسے اور اس کے ساتھیوں کو سڑک پر بکھرا ہوا ملبہ دکھائی نہ دیا
تھا۔
"لینڈ سلائیڈنگ ہوئی ہے اور پوری سڑک پر ملبہ بکھرا ہوا ہے"۔
جولیا نے کہا تو وہ تینوں آگے آ کر ملبہ دیکھنے لگے۔
"یہ کیسے ہو گیا"...... تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"پہاڑی علاقہ ہے۔ ایسا تو ہوتا ہی رہتا ہے"...... صفدر نے
ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
"اب ہم دوسری طرف کیسے جائیں گے"...... صالحہ نے کہا۔
"ظاہر ہے ملبہ زیادہ ہے۔ ہم کاریں اٹھا کر دوسری طرف تو
لے کر جا نہیں سکتے اس لئے اب ہمیں آگے کا سفر پیدل ہی طے
کرنا ہو گا"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
"یہ اکبر بستی یہاں سے کتنی دور ہے"...... کیپٹن شکیل نے
پوچھا۔
"تین کلو میٹر کا فاصلہ ابھی باقی ہے"...... صفدر نے کہا۔
"تو ہم دوسری طرف جا کر رکنے والی کسی کار سے لفٹ لے
لیتے ہیں۔ ظاہر ہے اس ملبے کی وجہ سے وہ بھی پھنس گئے ہوں
گے۔ انہوں نے واپس تو جانا ہی ہے"...... تنویر نے کہا۔
"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ یہاں ہماری کاریں بھی محفوظ ہیں۔ ہم
انہیں لاک لگا کر چلے جاتے ہیں"...... صفدر نے کہا تو ان سب نے

اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ان کے پیچھے مزید کاریں آ کر رکنا شروع
ہو گئی تھیں۔ وہ سب آگے بڑھے اور ملبے پر چڑھنے لگے۔ ملبے
پر چڑھ کر انہوں نے دوسری طرف دیکھا تو انہیں وہاں بھی دو تین
کاریں کھڑی دکھائی دیں۔ ان کاروں کے افراد بھی کاروں سے
باہر نکلے ہوئے تھے اور پریشانی کے عالم میں اس ملبے کو دیکھ رہے
تھے۔ وہ سب دوسری طرف آ گئے۔
"جب تک یہاں ہیوی مشینری نہیں لائی جائے گی اس ملبے کو
یہاں سے ہٹانا مشکل ہے"...... صفدر نے دوسری طرف آ کر ایک
ادھیڑ عمر آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔
"اس کا مطلب ہے ہم بری طرح سے پھنس گئے ہیں"...... اس
آدمی نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ اب آپ کو یہاں سے واپس ہی جانا پڑے گا"......
تنویر نے کہا۔
"ہم یہاں سے واپس بھی نہیں جا سکتے"...... ایک دوسرے
آدمی نے آگے آتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔
"کیا مطلب۔ کیوں"...... جولیا نے چونک کر کہا۔
"پیچھے بھی لینڈ سلائیڈنگ ہوئی ہے اور راستہ بند ہو چکا
ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا تو ان کے چہروں پر حیرت کے
ساتھ تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔
"ایک ساتھ پہاڑیاں ٹوٹ کر گری ہیں"...... کیپٹن شکیل نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اور یہ ہمارے لئے بڑی حیران کن بات ہے کیونکہ یہ ساری پہاڑیاں چٹیل ہیں اور ان کے پتھر انتہائی مضبوط ہیں۔ شدید ترین زلزلے میں بھی یہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتیں لیکن آج نہ تو کوئی زلزلہ آیا ہے اور نہ خوفناک طوفان پھر یہ پہاڑیاں کیسے ٹوٹ گئیں کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے''...... اس آدمی نے پریشانی کے عالم میں کہا تو وہ چونک پڑے۔

''ایسے حادثات قدرتی طور پر رونما ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے برسوں پرانی بلکہ ہزاروں سال پرانی پہاڑیاں سالخوردہ ہو گئی ہوں اور قدرتی طور پر ڈھے گئی ہوں''...... صفدر نے کہا تو وہ آدمی خاموش ہو گیا۔

''لگتا ہے اب ہمیں پیدل ہی جانا پڑے گا''...... کیپٹن شکیل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ نے جانا کہاں ہے''...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے پوچھا جس سے صفدر نے پہلے بات کی تھی۔

''الخیر بستی''...... جولیا نے جواب دیا۔

''وہ یہاں سے دور نہیں ہے۔ اگر آپ لوگ سڑک کے کنارے کنارے چلتے جائیں تو یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک چھوٹا سا لکڑی کا پل ہے جو آپ کو اس کھائی سے دوسری طرف لے جائے گا۔ سامنے سیاہ پہاڑی ہے۔ اس پہاڑی کے پاس سے گزر کر آپ

دوسری طرف جائیں گے تو تھوڑی سی مسافت کے بعد آپ الخیر بستی پہنچ جائیں گے''...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

''کیا آپ وہاں آتے جاتے رہتے ہیں''...... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایک دو بار جا چکا ہوں''...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

''کیا اس بستی میں ایسا کوئی حکیم ہے جس کا نام عبدالکریم ہے۔ حافظ عبدالکریم''...... صفدر نے کہا۔

''میں نہیں جانتا''...... اس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ نے ہمیں راستہ بتایا اس کے لئے شکریہ۔ ہم خود ہی ڈھونڈ لیں گے''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ سب سڑک کے دوسری طرف چلنا شروع ہو گئے۔ تھوڑے فاصلے پر انہیں واقعی ایک اور لینڈ سلائیڈنگ نظر آئی۔ یہاں بھی کافی ملبہ تھا۔ وہ ملبے کے اوپر سے ہوتے ہوئے پھر سڑک پر آ گئے۔ ہر پانچ سو میٹر کے فاصلے پر انہیں لینڈ سلائیڈنگ سے بکھرا ہوا ملبہ دکھائی دے رہا تھا۔ وہ پانچ ملبے کے ڈھیروں سے گزر کر سڑک پر آئے اور کھائی کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔

''وہ رہا پل''...... اچانک تنویر نے کہا تو وہ سب چونک کر اس طرف دیکھنے لگے۔ انہیں کھائی پر لکڑی کے تختوں اور رسیوں سے بندھا ہوا ایک پل دکھائی دیا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھے اور پل

کے قریب آ گئے۔ پل خاصا بڑا اور مضبوط تھا۔ وہ پل کی طرف
بڑھے ہی تھے کہ اچانک انہیں گڑگڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ
زمین ہلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے"...... جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"زلزلہ آ رہا ہے"...... تنویر نے کہا۔ زمین کی لرزش زیادہ تیز
نہیں تھی لیکن لکڑی اور رسیوں سے بندھا پل اس بری طرح سے
لرزنا شروع ہو گیا تھا جیسے اس کے دونوں طرف طاقتور دیو کھڑے
ہوں اور وہ پوری قوت سے اس پل کو ہلا رہے ہوں۔ ابھی وہ یہ
سب دیکھ ہی رہے تھے کہ تیز کڑاکوں کی آوازیں سنائی دیں اور
انہوں نے پل کی رسیاں ٹوٹتے اور انہیں کھائی میں گرتے دیکھا۔
دیکھتے ہی دیکھتے سارے کا سارا پل ٹوٹ کر کھائی میں گرتا چلا گیا۔
جیسے ہی پل ٹوٹا اسی لمحے زمین کی لرزش ختم ہو گئی۔ ہر طرف یکلخت
گہری خاموشی چھا گئی۔

"یہ کیا ہوا"...... صفدر نے حیرت سے چاروں طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔

"ہونا کیا ہے۔ زلزلہ آیا ہے اور یہ پل بھی گر گیا ہے"......
صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیوں۔ پہلے راستے میں لینڈ سلائیڈنگ کا ہونا، سڑک کا
مکمل طور پر بند ہو جانا اور اب اس پل کا گرنا۔ کیا یہ سب عجیب
نہیں ہے"...... صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"عجیب تو ہے مگر......" جولیا نے کہنا چاہا۔

"مگر کیا"...... صفدر نے کہا۔

"شاید ہمیں روکنے کی کوشش کی جا رہی ہے"...... کیپٹن شکیل
نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"روکنے کی کوشش۔ کیا مطلب"...... تنویر نے چونک کر کہا۔

"کوئی چاہتا ہے کہ ہم کسی بھی طرح الخیر بستی نہ پہنچ سکیں"......
کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن کیوں اور ایسا کون کر سکتا ہے"...... جولیا نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"وہی سفلی طاقتیں جنہوں نے عمران صاحب کو غائب کیا ہے
اور اس نیک بزرگ نے آپ کو بتایا تھا کہ الخیر بستی کا حکیم حافظ
عبدالکریم اس معاملے میں ہماری مدد کر سکتا ہے۔ وہ ہمیں بتا سکتا
ہے کہ عمران صاحب کہاں ہیں اور ہم ان کی کیسے مدد کر سکتے ہیں۔
سفلی طاقتیں چاہتی ہیں کہ ہم حافظ صاحب تک نہ پہنچ سکیں تاکہ
ہمیں عمران صاحب کے بارے میں کچھ بھی پتہ نہ چل سکے کہ وہ
کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا سفلی طاقتیں اتنی طاقتور ہوتی ہیں کہ وہ زمین ہلا
سکیں اور یہ سب کر سکیں"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سفلی طاقتوں کے مخصوص درجے ہوتے ہیں۔ ان میں سے
چند عام سی ہوتی ہیں جو سایوں اور بدروحوں کی شکلوں میں نمودار ہو

کر ڈراتی دھمکاتی ہیں لیکن ان میں کچھ طاقتیں ایسی ہوتی ہیں جو
طاقتور ہونے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی بہت کچھ کر سکتی ہیں۔
ان کے لئے عمارتوں کو گرا دینا۔ پہاڑیوں کی چٹانوں کو توڑنا اور
زمین ہلانا بھی آسان ہوتا ہے۔ لیکن ایسی طاقتیں ظاہری طور پر وار
نہیں کرتیں ہمیشہ چھپ کر رہتی ہیں اور اپنی طرف سے پوری کوشش
کرتی ہیں کہ وہ جنہیں ڈرا رہی ہیں وہ حقیقت میں ڈر جائیں اور
وہ سب کچھ چھوڑ کر بھاگ جائیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تمہیں یہ سب کس نے بتایا ہے"...... تنویر نے پوچھا۔

"ایک مرتبہ عمران صاحب سے میری اس معاملے میں ڈسکس
ہوئی تھی تو انہوں نے مجھے بتایا تھا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اگر تمہاری بات کو سچ مان لی جائے کہ ہمیں روکنے کی کوشش
کی جا رہی ہے تو تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم رک جائیں گے"......
صفدر نے پوچھا۔

"یہ تو ہماری مرضی پر منحصر ہے اور اس کے لئے مضبوط قوت
ارادی کا مالک ہونا ضروری ہے۔ جتنا ہمارا دل گردہ مضبوط ہو گا ہم
ان کے کسی بھی بہکاوے میں نہیں آئیں گے۔ اس کے لئے ہمارا
ایمان بھی پختہ ہونا ضروری ہے۔ خیر اور شر کے راستے میں یہی ایک
دیوار ہے جو انہیں ہماری طرف بڑھنے اور نقصان پہنچانے سے روکتی
ہے اور ایسی سفلی قوتیں ایسے افراد کے سامنے بے بس ہو جاتی ہیں
جو باکردار ہوں اور جن کے دل ایمان کی روشنی سے منور ہوں"......

کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تو کیا یہ طاقتیں جو ہمیں ڈرانے اور روکنے کی کوشش کر رہی
ہیں ہمیں کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں"...... جولیا نے کہا۔

"پہنچا بھی سکتی ہیں لیکن ہم اس سے بچ سکتے ہیں"...... کیپٹن
شکیل نے کہا۔

"وہ کیسے"...... تنویر نے پوچھا۔

"ہمیں اسماء اعظم کا ورد کرتے رہنا چاہئے۔ اگر ہم دل ہی دل
میں یہ ورد جاری رکھیں گے تو وہ ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گی اور
اگر ہم اونچی آواز میں اسماء اعظم کا ورد شروع کر دیں تو ان کے
کانوں کے پردے پھٹنا شروع ہو جاتے ہیں اور وہ چیخنے چلانے لگتی
ہیں اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اتنی دور چلی جائیں کہ ہماری
آوازیں ان کے کانوں تک نہ پہنچ سکیں۔ جب وہ دور چلی جاتی
ہیں تو ان کی طاقت بھی کم ہو جاتی ہے اور وہ ڈری ہوئی ہونے کی
وجہ سے اپنی سفلی طاقتوں کا استعمال بھی نہیں کر سکتی ہیں"...... کیپٹن
شکیل نے کہا۔

"لیکن اسماء اعظم کے پڑھنے یا سفلی طاقتوں کو دور بھگانے سے
ہمارے راستے کی رکاوٹیں تو دور نہیں ہو سکتیں۔ جیسے انہوں نے لینڈ
سلائیڈنگ کی اور اب یہ پل گرا دیا۔ یہ سب تو ٹھیک نہیں ہو سکتا
ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ سب تو ٹھیک نہیں ہو سکتا ہے لیکن وہ ہمارے راستے

سکیں گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ اسی لمحے اچانک وہاں تیز ہوا چلنا شروع ہو گئی۔ انہوں نے مٹی کے جھکڑ اٹھتے دیکھے۔ وہاں موجود مٹی صاف تھی لیکن جیسے ہی مٹی نے چکر کھانا شروع کیا انہوں نے مٹی کو سیاہ رنگ میں بدلتے دیکھا۔ سڑک پر جگہ جگہ گرد باد بن رہے تھے اور وہ تیزی سے چکراتے ہوئے ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔

''سب ایک ساتھ قدرے اونچی آواز میں اسماء اعظم کا ورد کرنا شروع کر دو۔ اگر یہ واقعی سفلی طاقتیں ہیں تو یہ ہم سے دور چلی جائیں گی۔ آزمائش شرط ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اس نے بسم اللہ پڑھ کر اونچی آواز میں اسماء اعظم کا ورد شروع کر دیا۔ ان سب نے بھی کیپٹن شکیل کے ساتھ ہم آواز ہو کر اسماء اعظم کا ورد کرنا شروع کر دیا اور یہ دیکھ کر وہ بری طرح سے چونک پڑے کہ جیسے ہی انہوں نے ایک ساتھ اسماء اعظم کا ورد کرنا شروع کیا۔ گرد باد تیزی سے پیچھے ہٹے اور ان کی رفتار کم ہوتی چلی گئی اور پھر وہ سڑک پر چکرانے کی بجائے تیزی سے کھائی میں اترتے چلے گئے۔ ابھی وہ یہ سب دیکھ ہی رہے تھے کہ اچانک ان کے عقب میں ایک زور دار دھماکہ ہوا اور ایک پہاڑی کا اوپر والا حصہ یوں پھٹ پڑا جیسے وہاں طاقتور ڈائنا مائٹ پھٹا ہو اور اس کا ملبہ انہیں اپنے سروں پر گرتا ہوا محسوس ہوا۔ دوسرے لمحے ماحول ان کی تیز چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

گرو مہاراج کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں اس وقت انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں اور اس کا چہرہ بھی غصے سے لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔

''ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن''...... اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔ چند لمحے وہ اسی طرح غصے سے تلملاتا رہا پھر اچانک اس نے ہوا میں ہاتھ مارتے ہوئے یکلخت مٹھی بند کر لی جیسے اس نے ہوا میں اُڑتی ہوئی مکھی پکڑ لی ہو۔ اس نے مٹھی اپنے منہ کے پاس کی۔ آنکھیں بند کیں اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگا پھر اس نے آنکھیں کھول کر یکلخت مٹھی کھول کر سامنے کی طرف جھٹک دی۔ اس کی مٹھی سے ایک چنگاری سی نکل کر زمین کی طرف گئی اور جیسے ہی چنگاری زمین سے ٹکرائی ایک جھماکا سا ہوا۔ شعلہ بنا اور شعلہ تیزی سے بلند ہوتا چلا گیا۔ بلند ہوتے ہی شعلہ تیزی سے بھڑکنے لگا اور اس میں سے تیز آوازیں آنے لگیں جیسے بے شمار

خشک لکڑیاں چیخ رہی ہوں۔

"بھاسم"...... گرو مہاراج نے شعلے کی طرف دیکھتے ہوئے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"بھاسم حاضر ہے آقا"...... شعلے سے تیز اور گرجدار آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے اس شعلے نے ایک انسانی وجود کا روپ دھار لیا۔ یہ وجود انسانی قد کاٹھ جیسا تھا لیکن یہ انتہائی سیاہ وجود تھا جو بے حد پھیلا ہوا تھا۔ اس وجود کا سر گنجا تھا اور اس کے کان اس کے سر پر سینگوں کی طرح کھڑے دکھائی دے رہے تھے۔ اس کی آنکھیں گول اور سرخ تھیں اور اس کے دونوں ہونٹ کٹے ہوئے تھے۔ جہاں سے اس کے منہ کے لمبے اور نوکیلے دانت باہر کی طرف نکلے دکھائی دے رہے تھے۔ اس بھیانک مخلوق کا جسم جتنا پھیلا ہوا تھا اس کے ہاتھ اور پاؤں اتنے ہی پتلے تھے۔ اس کی ٹانگیں قدرے پیچھے کی طرف مڑی ہوئی تھیں اور اس کے پیر بیلوں کے پیر جیسے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ مجسم شیطان دکھائی دے رہا تھا اور اس کے پورے وجود میں آگ کے شعلے جلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

"یہ مجھے کیا بتایا جا رہا ہے بھاسم۔ عنقال کہاں چلا گیا ہے۔ کس نے غائب کیا ہے اسے تاریک غار سے"...... گرو مہاراج نے خوفناک مخلوق کی طرف دیکھ کر چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"اسے کوبلا اپنے ساتھ لے گیا ہے آقا۔ کوبلا کو پتہ چل گیا تھا

کہ تم نے عنقال کو کہاں چھپایا ہوا ہے۔ اس نے تاریک غار کو کھولنے کا راستہ بھی ڈھونڈھ لیا تھا۔ وہ رات کی تاریکی میں آیا اور غار کا دہانہ کھول کر عنقال کو وہاں سے نکال کر لے گیا اور اب عنقال کا وجود اسی کوبلا کے پاس ہے"......اس مخلوق نے چیختی ہوئی آواز میں کہا تو گرو مہاراج کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"یہ کوبلا، دشنام قبیلے کا سردار ہے نا"...... گرو مہاراج نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں غراہٹ تھی۔

"ہاں"...... اس مخلوق نے جس کا نام بھاسم تھا، کہا۔

"مجھے اس قبیلے کے بارے میں تفصیل بتاؤ"...... گرو مہاراج نے کہا۔

"دشنام قبیلہ کافرستان کے شمالی مہاشٹر کے گھناری جنگل میں موجود ہے۔ اس جنگل میں یہی ایک قبیلہ ہے۔ قبیلے کا پورے جنگل پر راج ہے۔ اس قبیلے کی آبادی ایک لاکھ نفوس پر مشتمل ہے جن میں ساٹھ فیصد نوجوان افراد ہیں۔ قبیلے کے دو حصے ہیں۔ ایک وسطی جنگل میں رہتا ہے جبکہ دوسرا حصہ جنگل کے شمالی کونے میں۔ وسطی جنگل میں صرف نوجوان افراد رہتے ہیں جو لڑاکا ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی خونخوار اور ظالم ہیں۔ یہ کسی کو اپنے قبیلے میں گھسنے نہیں دیتے۔ اگر کوئی غلطی سے اس قبیلے میں داخل ہو جائے تو وہ اسے پکڑ کر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور اسے اپنے دیوتا کے قدموں میں بے رحمانہ انداز میں بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ قبیلے کے

دوسرے حصے میں اسی قبیلے کے بوڑھے، بچے اور عورتیں رہتی ہیں۔ انہیں بھی جنگل کے وسط میں آنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ قبیلے کا سردار نوجوان ہے۔ اس کا نام کوبلا ہے اور وہ انتہائی طاقتور ہے۔ اس کے پاس سفلی اور پراسرار علوم کا اس کے پاس خزانہ ہے۔ اس کے پاس کالے جادو کا سب سے بڑا منتر ہے جس کے استعمال سے وہ کسی بھی انسان کو اپنا غلام بنا کر اسی کے ہاتھوں اس کی گردن کٹوا سکتا ہے۔ تمہاری طرح وہ بھی عتقال کو زندہ کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ جنگل کی دنیا کے ساتھ ساتھ جدید دنیا کے انسانوں کو بھی اپنا غلام بنا سکے اور پورے کافرستان پر قبضہ کر کے اس پر راج کر سکے۔ اسے عتقال کی تلاش تھی۔ اس کی پراسرار طاقتیں مسلسل مردہ عتقال کو تلاش کر رہی تھیں۔ کوبلا کو اس بات کا بھی علم تھا کہ تاریک کنویں سے تم نے عتقال کو نکال لیا تھا اور اس کی لاش کو کسی خفیہ جگہ چھپایا ہوا تھا۔ اس نے ہر جگہ اسے تلاش کرایا اور پھر اس کی طاقتیں اس تاریک غار تک پہنچ گئیں جہاں تم نے عتقال کو چھپایا ہوا تھا۔ اس نے رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھایا اور اپنی طاقتوں سے غار کا دہانہ کھولا اور پھر اندر گھس گیا اور وہاں سے عتقال کی لاش اٹھا کر اپنے قبیلے میں لے گیا''...... بھاسم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ یہ سب کر کے اس نے مجھ سے دشمنی مول لی ہے۔ گرو مہاراج سے دشمنی جو اسے بہت مہنگی پڑنے والی ہے۔ میں اسے اس کے سارے قبیلے سمیت بھسم کرا دوں گا۔ اسے مکمل طور پر

نیست و نابود کر دوں گا''...... گرو مہاراج نے غراتے ہوئے کہا۔

''اس کی اور تمہاری طاقتیں برابر ہیں آقا۔ تمہارے پاس کوجائی کی طاقتیں ہیں تو اس کے پاس نہجانا کی طاقتیں ہیں جو کوجائیوں کی ہم پلہ طاقتیں ہیں۔ اگر تم نے انہیں آپس میں لڑانے کی کوشش کی تو اس کا بھی نقصان ہو گا اور تمہارا بھی۔ اس کی جتنی نہجانا طاقتیں کم ہوں گی اس کی طاقتوں میں بھی کمی آ جائے گی اور جتنی تمہاری کوجائیاں فنا ہوں گی تمہاری طاقتوں میں بھی نمایاں کمی آتی جائے گی۔ تم دونوں جتنا مرضی لڑ لو لیکن ایک دوسرے سے جیتنا تم دونوں کے بس کی بات نہیں ہے''...... بھاسم نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ وہ میری مثالی شکتی عتقال کو چھین کر لے گیا ہے۔ یہ میں کیسے برداشت کر سکتا ہوں۔ عتقال کو سب سے پہلے میں نے ڈھونڈھا تھا۔ اس پر میرا قبضہ تھا۔ مجھے اس سے ہر حال میں عتقال کی لاش واپس حاصل ہے۔ اسے زندہ کرنے کا طریقہ میرے پاس ہے اور مجھے وہ مہا رشی بھی مل گیا ہے جس کی آنکھیں اور دل نکال کر جب میں عتقال کو لگاؤں گا تو وہ زندہ ہو کر میرے بس میں آ جائے گا۔ کوبلا کو اس لاش کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ کبھی نہیں ہو گا پھر وہ اس لاش کو یہاں سے کیوں لے گیا ہے''...... گرو مہاراج نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جس مہا رشی کی آنکھیں اور دل لگا کر تم عتقال کو زندہ کرنا چاہتے ہو اس کے بارے میں بھی کوبلا کو پتہ چل گیا ہے اور اسے

یہ بھی پتہ چل گیا ہے کہ تمہاری کوجائی نے کس طرح اس مہارشی کو پاکیشیا سے غائب کیا ہے اور زنجیروں سے باندھ کر کہاں چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ اس نے اپنے قبیلے کے چند لڑاکوں کو بھنگاشا جنگل کی رف روانہ کر دیا ہے۔ بھنگاشا جنگل میں تمہاری دس کوجائیاں ہیں جو اس جنگل اور اس مہارشی کی حفاظت پر مامور ہیں۔ لڑاکے اس جنگل میں پہنچ کر تمہاری کوجائیوں کو فنا کر دیں گے۔ کوبلا نے انہیں سنگانا کے سینگ دے دیئے ہیں۔ سینگ سب کے پاس ہیں۔ ان سینگوں کی وجہ سے قبیلے کے لڑاکا نہ صرف کوجائیوں کو دیکھ سکیں گے بلکہ ان پر حملہ کر کے اور انہیں سینگ مار کر ایک لمحے میں فنا بھی کر دیں گے۔ چونکہ لڑاکوں کے پاس سنگانا کے سینگ ہیں اس لئے تمہاری کوجائیاں ان پر جوابی حملہ بھی نہ کر سکیں گی اور وہ اس تاریک کنویں میں اتر کر مہارشی کو بھی زنجیروں سے آزاد کرا کر لے جائیں گے“...... بھاسم نے جواب دیتے ہوئے کہا تو گرو مہاراج یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”اوہ اوہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ یہ کیسے ہو گیا۔ یہ کوبلا کو مہارشی کا کیسے پتہ چل گیا۔ اوہ اوہ“...... گرو مہاراج نے خوف اور پریشانی سے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

”اس نے اپنی سب سے بڑی نجانا طاقت جاری کو اس کام کے لئے آگے کیا تھا اور جاری زمین کے نیچے اور تاریکی میں بھی دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ وہ ہر اس مقام پر گئی تھی جہاں اسے عنقال

کی لاش موجود ہونے کا شبہ ہوا تھا اور پھر آخر کار وہ اس تاریک غار تک پہنچ گئی“...... بھاسم نے کہا۔

”تو اب تم بتاؤ میں کیا کروں۔ مجھے ہر صورت میں عنقال واپس چاہئے“...... گرو مہاراج نے کہا۔

”تم جدید دنیا کے اپنے دوست کرنل بھرت راج سے بات کرو۔ اب وہی تمہاری مدد کر سکتا ہے“...... بھاسم نے کہا تو گرو مہاراج چونک پڑا۔

”وہ کیسے“...... گرو مہاراج نے چونک کر کہا۔

”اس کے پاس جدید ہتھیار ہیں اور اس کے پاس اڑنے والی مشینیں بھی ہیں۔ اس سے کہو کہ وہ اپنا ایک گروپ بھیجے۔ اُڑنے والی مشینوں سے وہ گھناری جنگل میں جائے اور طاقتور ہتھیاروں سے اس جنگل میں موجود دشام قبیلے پر حملہ کر دے۔ قبیلے والے جدید ہتھیاروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کے پاس ایسی صلاحیتیں ہیں کہ ہوا سے ہونے والے حملے کو روک سکیں یا ان پر جوابی حملہ کر سکیں۔ ہوائی حملے میں سارا قبیلہ مارا جائے گا اور پورا قبیلہ تباہ ہو جائے گا۔ تب ہوا میں اُڑنے والی مشینوں سے چند افراد اتر کر نیچے جائیں اور کوبلا کی جھونپڑی میں پڑی ہوئی عنقال کی لاش نکال لائیں اور وہ ایسا کر سکتے ہیں“...... بھاسم نے کہا تو گرو مہاراج کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

”کیا کوبلا کی نجانا طاقتیں اس حملے کو روکنے کی کوشش نہیں

کریں گی''...... گرومہاراج نے پوچھا۔

''جب تک وہ سب آسمان کی بلندیوں پر رہیں گے ننجانا ان تک نہیں پہنچ سکیں گی۔ تمہاری کوجائیوں کی طرح ننجانا بھی زمین پر رہ سکتی ہیں آسمان پر نہیں اڑ سکتیں''...... بھاسم نے کہا تو گرو مہاراج نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی کرنل بھرت راج سے بات کرتا ہوں اور اسے حکم دیتا ہوں کہ وہ ہیلی کاپٹروں کا اسکوارڈ لے کر گھناری جنگل پہنچ جائے اور اس سارے علاقے کو تباہ کر دے جہاں دشام قبیلہ موجود ہے۔ اس حملے میں یقیناً سردار کوبلا بھی مارا جائے گا۔ وہ مارا گیا تو میرا خطرناک ترین دشمن ختم ہو جائے گا اور پھر میرا کوئی مدمقابل نہیں رہے گا''...... گرومہاراج نے کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ سردار کوبلا کے ہلاک ہوتے ہی تم پر اس تاریک کمرے سے باہر جانے کی پابندی بھی ختم ہو جائے گی۔ پھر تم اپنی بستی میں آزادی سے رہ سکتے ہو۔ تمہیں اس لئے اس تاریک کمرے میں رہنے کا حکم دیا گیا تھا کہ سردار کوبلا کو تم پر کبھی حملہ کرنے اور تمہیں نقصان پہنچانے کا موقع نہ مل سکے کیونکہ وہ ہر وقت اس تاڑ میں رہتا تھا کہ تم پر حملہ کر سکے اور تمہیں ہلاک کر کے تمہاری سفلی طاقتیں حاصل کر کے مہان بن جائے۔ اب اگر تم نے اسے ہلاک کرا دیا تو اس کی ساری سفلی طاقتیں بشمول ننجانا طاقتیں بھی تمہیں مل جائیں گی اور تم پہلے سے بھی زیادہ شکتی

شالی بن جاؤ گے''...... بھاسم نے کہا تو گرومہاراج اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ یکلخت فرطِ مسرت سے چمک اٹھا تھا۔

''یہ بات تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتائی کہ اگر میں سردار کوبلا کو ہلاک کر دوں تو اس کی ساری شکتیاں اور سفلی ذریتیں ننجانا مجھے مل سکتی ہیں اور میں اور زیادہ شکتی شالی ہو سکتا ہوں''...... گرو مہاراج نے کہا۔

''اس کے بارے میں اگر تم نے مجھ سے پہلے پوچھا ہوتا تو میں بتا دیتا لیکن تم نے کبھی اس بارے میں نہیں پوچھا''...... بھاسم نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔ بہرحال اب جب میرے علم میں آ گیا ہے تو میں اس بات کا ضرور فائدہ اٹھاؤں گا۔ سردار کوبلا اور اس کے پورے قبیلے کا خاتمہ کرا کر میں سردار کوبلا کی ساری سفلی طاقتوں کو بھی حاصل کر لوں گا۔ جس سے میری طاقتیں دوگنی تگنی ہو جائیں گی اور میں مہا مہان گرومہاراج بن جاؤں گا''...... گرومہاراج نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جو کرنا ہے جلدی کرو۔ ابھی سردار کوبلا کے ساتھی بھنگاشا جنگل میں نہیں پہنچے ہیں۔ اگر وہ پہنچ گئے تو وہ تمہاری کوجائیوں کو فنا کر کے مہارشی کو بھی تاریک کنوئیں سے نکال کر لے جائیں گے اور اگر مہارشی، سردار کوبلا تک پہنچ گیا تو وہ اسے ہلاک کرنے اور اس کی

آنکھیں اور دل نکال کر مہاکال کو لگانے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ لگائے گا۔ اگر ایسا ہوا اور اس نے مہاکال کو زندہ کر لیا تو پھر تم اور تمہارے جدید دنیا کے انسان بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ وہ ناقابل تسخیر قوتوں کا مالک بن جائے گا"...... بھاسم نے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ میں ابھی کرنل بھرت راج سے بات کرتا ہوں۔ ابھی اور اسی وقت۔ تم جاؤ اب"...... گرو مہاراج نے کہا۔

"جو حکم"...... بھاسم نے کہا اور پھر اچانک اس کا بھیانک وجود پھر سے شعلے میں تبدیل ہوا۔ شعلہ سمٹا اور چنگاری بن گیا اور پھر وہ چنگاری بھی وہاں سے غائب ہوتی چلی گئی۔

ابھی ان پر ملبے کی چھوٹی چھوٹی کنکریاں گری ہی تھیں کہ اچانک ہوا کا تیز جھونکا سا آیا اور یہ دیکھ کر وہ سب حیران رہ گئے کہ بھاری پتھر اور ملبہ ہوا کے اس جھونکے سے ہوا میں بلند ہوا اور پھر کھائی میں گرتا نظر آیا۔

"وہاں مت رکو۔ جلدی کرو۔ سب اس طرف آ جاؤ"...... اسی لمحے انہیں ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو انہوں نے چونک کر دیکھا تو انہیں پل کی دوسری طرف ایک بوڑھا آدمی دکھائی دیا۔ یہ بوڑھا آدمی انہیں چیخ چیخ کر اپنی طرف بلا رہا تھا۔ اس بوڑھے پر نظر پڑتے ہی جولیا اور تنویر چونک پڑے۔

"یہ تو وہی بوڑھا آدمی ہے جس نے ہمیں حافظ عبدالکریم کے پاس جانے کا کہا تھا"...... اس بوڑھے کو دیکھ کر جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بوڑھے آدمی کو چھوڑیں اور اس پل کی طرف دیکھیں"......

صفدر نے کہا تو ان کی نظریں پل پر جم گئیں اور یہ دیکھ کر وہ محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑے کہ انہوں نے جس پل کو ٹوٹ کر کھائی میں گرتے دیکھا تھا وہ پل اب کھائی پر سلامت دکھائی دے رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس پل کو سرے سے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے تو یہ پل ہماری نظروں کے سامنے ٹوٹ کر کھائی میں گر گیا تھا پھر یہ خود بخود ٹھیک کیسے ہو گیا"...... صالحہ نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"تم لوگ اپنی باتیں بند کرو اور اس پل سے فوراً میرے پاس آ جاؤ۔ جلدی کرو۔ دشمن تمہارے سروں پر ہے۔ وہ دوبارہ بھی تم پر حملہ کر سکتا ہے۔ آؤ۔ فوراً میری طرف آ جاؤ"...... اس بوڑھے نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"چلو جلدی کرو۔ ہمیں پل سے ہوتے ہوئے اس کے پاس جانا ہے"...... جولیا نے کہا اور تیزی سے پل کی طرف بڑھی۔

"رک جائیں مس جولیا"...... اس سے پہلے کہ جولیا پل پر پیر رکھتی صفدر نے آگے بڑھ کر یکلخت اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیا ہوا"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے یہ پل ہماری نظروں کا فریب ہو"...... صفدر نے کہا تو جولیا کے ساتھ ساتھ اس کے باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔

"نظروں کا فریب۔ کیا مطلب"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"اگر ہم پر سفلی طاقتیں حملہ کر رہی ہیں تو اس بات پر بھروسہ کیسے کیا جا سکتا ہے کہ یہ پل اصلی ہے۔ ممکن ہے کسی سفلی طاقت نے اس بوڑھے آدمی کا روپ دھار لیا ہو اور یہاں ہماری نظروں کو فریب دینے کے لئے پل باندھ دیا ہو تاکہ ہم اس کی بات سن کر پل پر آئیں اور پھر جیسے ہی ہم آگے بڑھیں یہ پل پھر سے گر جائے۔ اگر ایسا ہوا تو اتنی بلندی سے گرنے کے بعد ہمارا کیا حشر ہو گا یہ سب کو معلوم ہے"...... صفدر نے کہا۔

"تم سب غلط سوچ رہے ہو۔ میں کوئی سفلی طاقت نہیں ہوں۔ میں حاجی بابا ہوں۔ جلدی کرو۔ اس پل سے میری طرف آ جاؤ میں تمہیں حافظ عبدالکریم صاحب کے پاس لے جاؤں گا۔ وہ تمہارے ہی منتظر ہیں"...... بوڑھے آدمی نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔ صفدر نے نہایت آہستہ آواز میں بات کی تھی لیکن بوڑھے حاجی بابا کی بات سن کر انہیں یوں لگ رہا تھا جیسے انہوں نے ساری بات سن لی ہو۔

"مجھے تو ان پر کوئی شک نہیں ہو رہا ہے کہ یہ اصل نہیں ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ اب مجھے بھی یہی لگ رہا ہے۔ بہرحال پل پر پہلے میں جاؤں گا۔ میں اسماء اعظم کا ورد جاری رکھوں گا آپ بھی پل پر آ کر اسماء اعظم پڑھتے رہنا"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور قدرے اونچی آواز میں اسماء اعظم پڑھتا ہوا پل پر آ

گیا۔ پل اس کے وزن سے ایک لمحے کے لئے ڈگمگایا لیکن دوسری طرف حاجی بابا نے فوراً پل کی رسی پر ہاتھ رکھ دیا تو پل یوں سیدھا ہو گیا جیسے اس کی رسیاں تن گئی ہوں۔ صفدر اسماء اعظم پڑھتا ہوا آسانی سے تختوں پر پیر رکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسے اطمینان سے پل پر جاتے دیکھ کر تنویر آگے بڑھا اور اس نے بھی اسماء اعظم کا ورد کرتے ہوئے پل پر چلنا شروع کر دیا۔ اس کے پیچھے جولیا پھر صالحہ اور آخر میں کیپٹن شکیل بھی پل پر آ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ پانچوں پل کی دوسری طرف موجود تھے۔ انہوں نے حاجی بابا کو سلام کیا تو حاجی بابا انہیں لے کر ایک پہاڑی کی طرف بڑھے۔

''آ جاؤ''...... حاجی بابا نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور وہ اس کے پیچھے چل پڑے۔ جولیا نے مڑ کر اس کھائی کی طرف دیکھا جس پر موجود پل سے گزر کر وہ اس طرف آئے تھے اور پھر وہ یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ پل پھر وہاں سے غائب ہو چکا تھا۔ اس کی ٹوٹی ہوئی رسی اور چند تختے پہلے کی طرح لٹک رہے تھے۔

''پل پھر ٹوٹ گیا ہے''...... جولیا نے کہا تو وہ سب مڑ کر پل کی طرف دیکھنے لگے اور ٹوٹے ہوئے پل کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں حیرت لہرانے لگی۔ تنویر نے کچھ کہنا چاہا لیکن صفدر نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا۔ تنویر ایک طویل سانس لے کر چپ ہو گیا۔ وہ چلتے رہے۔ پہاڑی کے عقب سے نکل کر وہ ایک کھلے میدان میں آئے۔ سامنے گھنی جھاڑیاں تھیں۔ حاجی بابا

انہیں لئے ہوئے ان جھاڑیوں میں آئے اور جھاڑیاں ہٹاتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔

''یہاں مسلسل اسماء اعظم پڑھتے رہو۔ جھاڑیوں میں سفلی ذریات پہنچتی ہیں وہ پھر سے حملہ کرنے کے لئے یہاں آ سکتی ہیں۔ ایسی جگہوں پر انہیں حملہ کرنے کا اچھا موقع مل سکتا ہے لیکن تم اگر اسماء اعظم کا ورد کرتے رہو گے تو انہیں یہاں آنے کا موقع نہیں ملے گا''...... حاجی بابا نے پلٹ کر ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب ایک ساتھ اسماء اعظم کا ورد کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد وہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں داخل ہوئے۔ یہ سادہ سا دیہاتی علاقہ تھا جہاں بنے ہوئے مکانات کچے پکے ہی تھے۔ سڑکیں بھی کچی تھیں۔ سائیڈ کے علاقے میں کھیت تھے جہاں خاصی گرمی میں بھی کسان اپنا کام کرنے میں مصروف تھے۔ حاجی بابا انہیں لئے ہوئے کچے مکانوں کی طرف آ گئے اور پھر دو تین گلیوں سے گزرنے کے بعد وہ گارے اور اینٹوں کے بنے ہوئے ایک مکان کے دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ یہ دروازہ لوہے کی چادر کا تھا جو سالخوردہ ہو کر جگہ جگہ سے گل چکی تھی۔ دروازہ بند تھا۔ حاجی بابا نے بڑھ کر دروازے پر دستک دی۔

''دروازہ کھلا ہے۔ اندر آ جاؤ''...... اندر سے ایک بلغم زدہ بوڑھی سی آواز سنائی دی تو حاجی بابا نے دروازے پر دباؤ ڈالا اور

دروازہ کھول دیا۔ سامنے ایک چھوٹا سا صحن تھا۔ صحن کی زمین پکی تھی جس پر دو بڑی اور ایک چھوٹی چارپائی رکھی ہوئی تھی۔ چارپائیوں پر سفید رنگ کی چادریں تھیں جو بے حد اجلی دکھائی دے رہی تھیں۔ دونوں بڑی چارپائیاں خالی تھیں جبکہ چھوٹی چارپائی پر ایک بے حد بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس بوڑھے آدمی کی داڑھیں مونچھیں برف کی طرح سفید تھیں۔ اس نے سفید رنگ کا عام دیہاتیوں والا کرتہ پاجامہ پہنا ہوا تھا۔ اس کے سر پر سفید رنگ کی ہی پگڑی تھی اور اس کی کمر کافی حد تک جھکی ہوئی تھی۔ بوڑھا آدمی خاصا عمر رسیدہ تھا اور وہ چارپائی پر آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں بڑے دانوں والی تسبیح تھی جس پر اس کے ہاتھ مسلسل چل رہے تھے۔ حاجی بابا اندر داخل ہوئے تو وہ سب بھی ایک ایک کر کے گھر میں آ گئے۔ گھر میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ شاید چارپائی پر بیٹھے بوڑھے آدمی کے سوا وہاں کوئی موجود نہ تھا۔

"السلام علیکم حافظ صاحب۔ میں آپ کے مہمانوں کو لے آیا ہوں"...... حاجی بابا نے اونچی آواز میں بوڑھے آدمی کو سلام کرتے ہوئے کہا تو بوڑھے آدمی نے آواز سن کر سر اٹھایا اور ان سب کی طرف دیکھنے لگا۔ بوڑھے آدمی کے چہرے پر عجیب سا نور تھا۔ انہیں دیکھ کر ان سب کے چہروں پر بوڑھے آدمی کے لئے مرعوبیت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ ان سب نے بھی حافظ عبدالکریم صاحب کو مکمل سلام کرنا شروع کر دیا۔ جواب میں حافظ عبدالکریم

صاحب بھی ان کے سلام کا مکمل جواب دینے لگے۔

"لڑکیاں ایک چارپائی پر اور تم سب دوسری چارپائی پر بیٹھ جاؤ"...... حافظ عبدالکریم نے ان سے مخاطب ہو کر لرزتی ہوئی آواز میں کہا تو وہ سب الگ الگ چارپائیوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ ان سے بات کریں تب تک میں ان کے لئے مشروب کا انتظام کرتا ہوں"...... حاجی بابا نے کہا تو حافظ عبدالکریم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ حاجی بابا صحن کی دوسری طرف موجود ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ نے ہمیں یہاں خصوصی طور پر بلایا ہے حافظ صاحب۔ اس کے لئے ہم آپ کا تہہ دل سے مشکور ہیں"...... صفدر نے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"اس میں شکریہ کی بات نہیں ہے بیٹے۔ تمہیں یہاں بلایا جانا ضروری تھا۔ مجھے اس کے لئے خصوصی ہدایات ملی تھیں"...... حافظ عبدالکریم صاحب نے اسی طرح کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ان کے ہاتھ بھی کانپ رہے تھے اور ان کے جسم میں بھی نمایاں لرزش دکھائی دے رہی تھی جو پیرانہ سالی میں پیدا ہونے والی رعشہ کی بیماری کی مخصوص علامت تھی۔

"حاجی بابا نے کہا تھا کہ آپ ہمیں ہمارے ساتھی کے بارے میں کچھ بتانا چاہتے ہیں جو کافرستان کے کسی جنگل کے تاریک کنویں میں قید ہے"...... جولیا نے بے تابانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں نے عمران بیٹے کے بارے میں ہی بتانے کے لئے تمہیں یہاں بلایا ہے۔ عمران واقعی اس وقت شدید مصیبت میں ہے۔ اسے جنگل کے وسط میں موجود ایک گہرے اور تاریک کنویں میں زنجیروں سے باندھ کر رکھا گیا ہے جہاں اس کی حفاظت پر کافرستانی پجاری گرو مہاراج گمنشام کی سفلی ذریتیں کوجائیاں موجود ہیں۔ وہاں ان کوجائیوں کا حصار ہے''...... حافظ عبدالکریم نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''اوہ۔ تو کیا انہیں وہاں سے نکالا نہیں جا سکتا ہے۔ وہاں تو ان کی زندگی کو شدید خطرہ لاحق ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''زندگی اور موت کا اختیار اللہ تعالٰی کے پاس ہے۔ کوئی انسان اس معاملے میں معمولی سی بھی مداخلت نہیں کر سکتا ہے۔ لیکن میں نے جو بتایا ہے وہ درست بتایا ہے''...... حافظ عبدالکریم نے کہا۔

''حافظ صاحب۔ آپ کا درجہ بے حد بلند معلوم ہوتا ہے۔ آپ کچھ کریں۔ مہربانی فرما کر عمران صاحب کو وہاں سے نکال لانے میں ہماری مدد کریں''...... جولیا نے کہا۔

''میرا کوئی درجہ نہیں ہے۔ میں ایک عاجز اور بوڑھا سا دیہاتی ہوں۔ آئندہ میرے بارے میں تم ایسا کچھ نہیں کہو گے سمجھے تم''...... حافظ عبدالکریم نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو وہ سہم سے گئے۔

''میں معافی چاہتی ہوں حافظ صاحب۔ آئندہ محتاط رہوں

گی''...... جولیا نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہی تمہارے حق میں بہتر ہو گا۔ بہرحال عمران خطرے میں ضرور ہے لیکن شیطان کی ایک انتہائی طاقتور سطح کے خلاف جنگ کے لئے اس کا انتخاب کیا گیا ہے اور اس کا انتخاب اس لئے کیا گیا ہے کہ وہ دونوں جہتوں سے مکمل شخصیت کا حامل انسان ہے۔ دونوں جہتوں سے مراد اس کی ذہانت، کارکردگی اور روحانی معاملات ہیں اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک باکردار انسان ہے۔ اسی لئے اس سفلی سطح سے مقابلے کے لئے اس کا انتخاب ہوا ہے۔ لیکن چونکہ اس بارے میں کچھ بتانے سے پہلے ہی سفلی طاقتوں نے اسے اغوا کر لیا ہے اس لئے اس کے لئے حالات خاصے مشکل ہو گئے ہیں۔ اس کی پشت پر خیر کی طاقتیں نہیں ہوں گی۔ یہ ساری لڑائی عمران بیٹے کو اپنی ذہانت اور اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر خود اور اکیلے ہی لڑنا پڑے گی۔ تم سب جا کر اس کی مدد تو کر سکتے ہو لیکن اگر تم نے اس کی مدد کی تو وہ قدرے غافل ہو جائے گا اور اس کی صلاحیتوں میں انتہائی حد تک کمی واقع ہو جائے گی۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم اس معاملے میں عمران بیٹے کی کوئی بھی مدد نہ کرو۔ وہ انتہائی ذہین ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ جس قید خانے میں قید ہے وہاں سے وہ باہر بھی نکل آئے گا اور جس سفلی سطح سے اس کی لڑائی کا انتخاب کیا گیا ہے اس کے خلاف اس کی جنگ بھی شروع ہو جائے گی۔ یقیناً اللہ تعالٰی اس کی مدد کرے گا۔ تم سب

اس کے لئے دعا کرو اور تیار رہو۔ ضرورت کے وقت وہ تمہیں خود
ہی بلا لے گا اور پھر تم سب مل کر اس کے شانہ بشانہ سفلی طاقتوں کا
مقابلہ کرو گے۔ اس معاملے میں تم سب کا بھی اتنا ہی کردار ہو گا
جتنا کہ عمران کا اور میں جانتا ہوں کہ صلاحیتوں، کارکردگی اور
ذہانت میں تم بھی عمران بیٹے سے کسی لحاظ سے کم نہیں ہو۔ اس
لئے بے فکر ہو جاؤ''...... حافظ عبدالکریم نے کہا تو ان سب کے
ہروں پر سکون کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ حافظ عبدالکریم کی باتوں
ے انہیں خاصی تقویت ملی تھی کہ عمران جس سفلی سطح سے مقابلے
ے لئے منتخب کیا گیا ہے اس میں وہ سرخرو ہو گا اور کامیابی اس کے
ے میں ہی آئے گی۔

''کیا آپ ہمیں شیطان کی اس سطح کے بارے میں کچھ بتا سکتے
ہیں جس کے لئے عمران صاحب کا خاص طور پر انتخاب کیا گیا
ہے''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''ہاں ضرور۔ میں تمہیں اس کے بارے میں ضرور بتاؤں
گا''...... حافظ عبدالکریم نے کہا اور پھر وہ خاموش ہو گئے۔ ان کا
ہاتھ تسبیح پر مسلسل چل رہا تھا۔ وہ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ بھی رہے
تھے۔ انہوں نے تسبیح ختم کی اور پھر اسے چارپائی کے کنارے پر
رکھ دیا۔

''سفلی سطح پر اس وقت بے شمار ذریتیں اور شیطان کے
نمائندے کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے کچھ سفلی ذریات زندہ

حالت میں ہیں اور کچھ ذریات ایسی ہیں جن پر شیطان نے مخصوص
مدت کے لئے گہری نیند طاری کر رکھی ہے۔ وہ ان ذریات کو خاص
مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ جن ذریات کو وہ گہری نیند
سلا دیتا ہے انہیں جگانے یا پھر سے زندہ کرنے کے لئے ایک
مخصوص مدت اور مخصوص چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب اسے
پتہ چلتا ہے کہ سوئی ہوئی کسی بھی طاقتور سفلی ذریت کے جاگنے کا
وقت آ گیا ہے تو وہ اسے تاریکیوں سے نکال کر دنیاوی سطح پر لے
آتا ہے اور پھر اس سفلی ذریت کو زندہ کرنے یا جگانے کے لئے وہ
کسی ایسے نیک اور باکردار انسان کی تلاش شروع کر دیتا ہے جو اس
ذریت کو جگانے کے معیار پر پورا اترتا ہو۔ اگر صدیوں سے سوئی
ہوئی کسی سفلی ذریت کو کسی ایسے انسان کا دل اور آنکھیں لگا دی
جائیں جس نے نہ برا دیکھا ہو اور نہ برا سوچا ہو۔ اس کا دل اور
آنکھیں نور سے منور ہوں۔ دین و دنیا کی روشنی سے بھرا ہو اور
سب سے بڑھ کر اس کا دل ایمان اور جذبے سے پر ہو۔ ایسے
انسان کو شیطان جب اپنے مقصد کے لئے استعمال کرتا ہے تو اس
سفلی ذریت کی طاقت میں ہزاروں گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ جس
ذریت کو باکردار، پاکیزہ اور نور بھرا دل لگا دیا جائے تو پھر اسے کسی
بھی صورت میں مٹایا نہیں جا سکتا ہے اور نہ فنا کیا جا سکتا ہے۔
کافرستان کے ایک پجاری نے اس ذریت کو حاصل کر لیا ہے جس
کا نام عنقال ہے۔ اسے اس بات کا بھی علم ہو چکا ہے کہ اگر وہ

اس سوئی ہوئی ذریت کو عمران کا دل اور اس کی آنکھیں لگا دے گا تو یہ طاقت جاگ جائے گی اور اس کے تابع ہو جائے گی۔ اس کے بعد وہ پوری دنیا کو مسخر کر لے گا اور اس کی سب سے بڑی خواہش اس ذریت کے ذریعے پاکیشیا کو تباہ و برباد کرنا ہے۔ یہ ذریت جہاں بھی جائے گی وہاں ہر طرف تباہی اور بربادی پھیلا دے گی۔ اس طاقت کو کافرستان کا شیطان پجاری مثالی شکتی کہتا ہے جس سے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے اور یہ درست ہے کہ اگر یہ سفلی ذریت جاگ گئی تو پھر اسے روکنا اور اس کی تباہ کاریوں سے بچنا مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے عمران بیٹے کو اس سفلی ذریت اور اس پجاری گرو مہاراج کو ختم کرنے کا کام سونپا گیا ہے۔ سفلی ذریت عنقال چونکہ ایک لاش کی شکل میں ہے اس لئے عمران کو اسے اسی حالت میں جلا کر بھسم کرنا پڑے گا جبکہ گرو مہاراج انسانی روپ میں ایک شیطان ہے جس کا خاتمہ وہ عام انداز میں بھی کر سکتا ہے۔ چونکہ یہ سفلی ذریت اور گرو مہاراج، شیطان کی بڑی سطح سے تعلق رکھتے ہیں اس لحاظ سے عمران کا ڈائریکٹ شیطان سے مقابلہ متوقع ہے۔ گرو مہاراج عنقال کو مثالی شکتی کہتا ہے لیکن وہ مثالی نہیں سفلی طاقت ہے۔ صرف ایک سفلی طاقت اور اس سفلی طاقت اور گرو مہاراج کے خاتمے سے عمران شیطان کو بڑی شکست دے سکتا ہے"...... حافظ عبدالکریم نے مخصوص لرزتی ہوئی آواز میں ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو عمران صاحب کو اس سفلی طاقت عنقال کو جگانے کے لئے اغوا کیا گیا ہے تاکہ انہیں ہلاک کر کے ان کا دل اور آنکھیں نکالی جا سکیں"...... کیپٹن شکیل نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ باقی سب بھی حافظ عبدالکریم کی باتیں سن کر مبہوت رہ گئے تھے جیسے حافظ عبدالکریم انہیں کوئی دیو مالائی کہانی سنا رہے ہوں۔

"ہاں"...... حافظ عبدالکریم نے کہا۔

"تو کیا ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ گرو مہاراج واقعی عمران صاحب کو ہلاک کر دیں اور وہ ان کی آنکھیں اور دل......" صالحہ نے کہا اور کہتے کہتے رک گئی۔

"یہ عمران کی کارکردگی پر منحصر ہے کہ وہ گرو مہاراج کے سفلی حصار سے کیسے نکلتا ہے۔ ویسے وہ ایک مکمل شخصیت کا حامل انسان ہے۔ اس میں اتنی قوت اور ذہانت موجود ہے کہ وہ گرو مہاراج اور اس کی سفلی طاقتوں کا مقابلہ کر کے انہیں زیر کر سکے"...... حافظ عبدالکریم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اس سلسلے میں ہم عمران صاحب کی کیا مدد کر سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"پہلے مجھے پیغام دیا گیا تھا کہ اس کی مدد کے لئے میں تمہیں بلاؤں اور سب کچھ بتا کر اس جگہ پہنچا دوں جہاں عمران بیٹا موجود ہے لیکن اس کے بعد مجھے بتایا گیا کہ عمران بیٹے کو ابھی کسی کی مدد درکار نہیں ہے۔ اسے اپنی مدد آپ کرنی ہو گی۔ اکیلے ہی کام کرنا

ہو گا ہاں اسے جب تمہاری ضرورت ہو گی تو وہ خود تمہیں بلا لے گا
اور میرا تم سب کو یہی مشورہ ہے کہ تم عمران کے بلاوے کا انتظار
کرو"...... حافظ عبدالکریم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر آپ مطمئن ہیں تو ہم بھی مطمئن ہیں۔ ہم
عمران صاحب کے بلاوے تک ان کی کامیابی کے لئے دعا گو رہیں
گے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ اس وقت عمران بیٹے کو دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔ تم
بھی کرو۔ میں عاجز بھی اس کے حق میں شر کے خلاف اس کی جیت
کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ جیسے وہ پہلے سفلی معاملات
میں کامیابیاں حاصل کرتا آیا ہے اسی طرح اس معاملے میں بھی وہ
سرخرو ہو گا"...... حافظ عبدالکریم نے کہا تو ان کے چہروں پر اطمینان
کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"اس سفلی ذریت کی ماہیت کیا ہے۔ کیا وہ کسی خوفناک مخلوق
کی شکل میں ہے"...... کیپٹن شکیل نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

"نہیں۔ وہ ذریت ایک انسانی لاش کی شکل میں ہے۔ یہ لاش
اصل میں اہرام مصر سے تعلق رکھتی ہیں اور یہ ایک حنوط شدہ لاش
ہے جو حضرت موسیٰؑ کے دور کے شداد جادوگر کے شاگرد سامون کی
لاش ہے۔ اس لاش کو حنوط کر کے مکمل طور پر محفوظ رکھا گیا تھا۔ اس
لاش کی صرف آنکھیں اور دل نہیں ہے جبکہ اس کا باقی جسم مکمل طور
پر محفوظ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس جادوگر نے اپنی سفلی طاقتوں سے

خود پر عارضی موت طاری کی تھی۔ اس نے ساحرانہ طاقتوں سے اپنا
دل اور آنکھیں نکال کر پھینک دی تھیں اور پھر یہ ساکت ہو گیا
تھا۔ اس کے شاگردوں نے اس کے بے جان جسم کو حنوط کیا اور پھر
اسے مصر سے نکال کر ایک خفیہ مقام پر لے جا کر ایک غار میں چھپا
دیا تھا۔ سامون کے اندازے کے مطابق دس صدیوں بعد کوئی دوسرا
بڑا ساحر اس کے جسم میں دل اور آنکھیں لگا کر اسے زندہ کر سکتا
تھا۔ وہ نئے دور میں نئی زندگی حاصل کر کے پوری دنیا پر قبضہ کرنا
چاہتا تھا۔ لیکن یہ اس کا وہم تھا کہ وہ پھر سے زندہ ہو سکتا ہے اور
دنیا پر قبضہ کر سکتا ہے۔ اس کی لاش صدیوں تک تاریکیوں میں پڑی
رہی جس پر شیطان نے قبضہ کر لیا اور شیطان نے اسے اپنے طور پر
نئی زندگی دینے کا فیصلہ کر لیا جس کے بارے میں شیطان نے گرو
مہاراج کو بتا دیا اور اسے وہ سب طاقتیں دے دیں کہ وہ اس سفلی
لاش کو پھر سے زندہ کر سکے"...... حافظ عبدالکریم نے کہا تو وہ سب
چونک پڑے۔

"اوہ۔ تو وہ گرو مہاراج، عمران صاحب کو ہلاک کر کے اس کا
دل اور اس کی آنکھیں اس حنوط شدہ لاش کو لگانا چاہتا ہے تاکہ
رذیل لاش زندہ ہو جائے"...... ان کی بات سن کر جولیا نے خوف
بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں"...... حافظ عبدالکریم نے کہا تو وہ سب خاموش ہو گئے۔

"آپ سے ایک بات پوچھ سکتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں

تو"...... تنویر نے کہا جو اتنی دیر سے خاموش تھا۔

"ہاں۔ ضرور پوچھو"...... حافظ عبدالکریم نے نہایت حلیم بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں آپ تک پہنچنے سے روکا جا رہا تھا۔ کیا یہ واقعی سچ ہے کہ ہمیں روکنے کے لئے سفلی طاقتیں ہی کام کر رہی تھیں"...... تنویر نے کہا تو حافظ عبدالکریم کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

"ہاں۔ یہ سچ ہے۔ تمہیں روکنے کی کوششیں کی گئی ہیں اور تمہیں روکنے والی گرو مہاراج کی سفلی ذریتیں کوجائیاں ہی تھیں"...... حافظ عبدالکریم نے کہا تو ان سب نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"لیکن کیوں۔ کیا وہ یہ چاہتی ہیں کہ ہمیں عمران صاحب کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکے کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہیں"...... صالحہ نے کہا۔

"ان کا ایک مقصد یہ بھی تھا اور دوسرا مقصد کچھ اور بھی تھا۔ وہ تمہیں مجھ تک پہنچنے سے روکنے کے لئے آئی تھیں۔ چونکہ تمہارے دل بھی ایمان کی روشنی سے منور ہیں اس لئے وہ براہ راست تمہارے سامنے نہ آئی تھیں اور چھپ کر تمہیں ڈرانے اور یہاں تک پہنچنے سے روکنے کی سعی کر رہی تھیں۔ ان کا ارادہ تھا کہ تم خوفزدہ ہو کر واپس لوٹ جاؤ۔ اسی لئے انہوں نے تمہارے راستے بند کرنے کی کوشش کی اور جب تم نہ رکے تو انہوں نے پہاڑی کو توڑ کر تمہیں ملبہ گرا کر زخمی کرنے کی کوشش کی لیکن میں نے حاجی

بابا کو تمہارے پاس بھیج دیا تاکہ یہ تمہاری مدد کر سکے اور کوجائیوں کو بھگا سکے"...... حافظ عبدالکریم نے کہا۔

"تو کیا کوجائیاں بھاگ گئی ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ وقتی طور پر وہ بھاگ گئی ہیں"...... حافظ عبدالکریم نے جواب دیا۔

"تب تو وہ پھر سے واپس آ سکتی ہیں۔ آپ اور حاجی بابا ہمیں ان کوجائیوں سے کب تک بچاتے رہیں گے"...... صالحہ نے کہا۔

"جب تک ممکن ہو سکا میں اور حاجی بابا ان کوجائیوں کو تم سے دور رکھنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ اس کے علاوہ میں تم سب کو اسماء اعظم کی تختیاں دے دیتا ہوں۔ جب تک وہ تختیاں تمہارے پاس رہیں گے کوجائیاں نہ تمہارے قریب آئیں گی اور نہ چھپ کر تم پر حملہ کر سکیں گی۔ تختیوں کے ساتھ ساتھ تم سب کو باوضو رہنا ہو گا، خوشبویات کا استعمال کرنا ہو گا اور جس قدر ممکن ہو سکے اسماء اعظم کا ورد بھی کرتے رہنا ہو گا"...... حافظ عبدالکریم نے کہا۔

"یہ سب تو ہم دن کے وقت اور جاگتی حالت میں کر سکتے ہیں لیکن جب ہم سو جائیں گے تو نہ ہم اسماء اعظم کا ورد کر سکیں گے اور نہ ہی ہمارا وضو قائم رہ سکتا ہے۔ اگر اس صورت میں کوجائیوں نے ہم پر حملہ کیا تو"...... صفدر نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ تم سب کی حفاظت کا ذمہ میں نے اور حاجی صاحب نے لیا ہے۔ جب تم سو جاؤ گے تو ہم دونوں جاگ کر کسی

چوکیدار کی طرح تمہاری حفاظت کریں گے"...... حافظ عبدالکریم نے کہا۔ اسی لمحے حاجی بابا ایک ٹرے اٹھائے وہاں آ گئے۔ ٹرے میں سرخ شربت کے گلاس رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک ایک گلاس ان سب کو دیا اور پھر ایک گلاس حافظ عبدالکریم کے سامنے ادب سے رکھ دیا اور ٹرے میں رکھا ہوا آخری گلاس لے کر سائیڈ میں ہو گئے۔

"آپ نے کہا تھا کہ کوجائیوں کا ہمیں روکنے کا ایک اور بھی مقصد ہے۔ دوسرا کیا مقصد ہے ان کا"...... جولیا نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

"یہ ایک دنیاوی معاملہ ہے جو تمہارے محکمے سے تعلق رکھتا ہے۔ کافرستان کا ایک اعلیٰ عہدے دار اور اس کی معاونت کرنے والی ایک عورت نہیں چاہتی ہے کہ تم عمران بیٹے کو ڈھونڈنے کافرستان آؤ اور ان کے منصوبے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر سکو"...... حافظ عبدالکریم نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"منصوبہ۔ کیا مطلب۔ کیسا منصوبہ اور آپ کافرستان کے کس اعلیٰ عہدے دار مرد اور عورت کی بات کر رہے ہیں"...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اس کے بارے میں جلد ہی تم سب کو معلوم ہو جائے گا۔ تمہارے محکمے کا سربراہ تم سے رابطہ کرے گا اور کافرستان کے بھیانک منصوبے کے بارے میں تمہیں ساری تفصیل بتا دے

گا"...... حافظ عبدالکریم نے کہا۔

"لیکن......" جولیا نے کہنا چاہا۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتی اسی لمحے اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑی۔ اس نے فوراً اپنے ہینڈ بیگ سے سیل فون نکالا اور اسکرین پر ڈسپلے دیکھنے لگی۔

"چیف کا فون ہے"...... جولیا نے کہا۔

"سن لو۔ اس نے تمہیں اس منصوبے کے بارے میں ہی بتانے کے لئے کال کی ہے"...... حافظ عبدالکریم نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور سیل فون لے کر اٹھ کھڑی ہوئی اور حافظ عبدالکریم سے اجازت لے کر ان سب سے قدرے فاصلے پر چلی گئی۔ اس نے سیل فون کا بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

"لیس چیف۔ جولیا بول رہی ہوں"...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کہاں ہو تم سب"...... دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی تو جولیا نے مختصر طور پر چیف کو تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"ٹھیک ہے۔ تم سب فوراً دانش منزل کے میٹنگ ہال میں پہنچ جاؤ۔ مجھے تمہیں ایک مشن کے بارے میں بریفنگ دینی ہے"...... دوسری طرف سے چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا

تو جولیا نے ایک طویل سانس لیا اور سیل فون آف کر کے واپس اپنے ساتھیوں کے پاس آ گئی۔

"کیا ہوا مس جولیا"...... تنویر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"چیف نے سب کو میٹنگ کے لئے بلایا ہے۔ وہ کسی مشن کے سلسلے میں ہمیں بریف کرنا چاہتے ہیں"...... جولیا نے کہا تو وہ سب چونک پڑے جبکہ حافظ عبدالکریم کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

عمران اسی تاریک کنویں میں موجود تھا۔ وہ بدستور پتھروں کے چبوترے پر پڑا تھا اور اس کا جسم زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ دھانگا کے جاتے ہی وہاں تاریکی چھا گئی تھی۔ تاریکی کے ساتھ ہی وہاں گہری خاموشی بھی مسلط ہو گئی تھی۔

عمران نے دھانگا کے جانے کے بعد زنجیروں سے خود کو آزاد کرانے کی ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن اسے جس بری طرح ان بھاری زنجیروں سے جکڑا گیا تھا اس کی کوئی بھی کوشش کامیاب نہ ہو رہی تھی ۔ اسے جسم کے مختلف حصوں میں ابھی تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ وہ جب جب خود کو زنجیروں سے آزاد کرانے کی کوشش کرتا اس کے جسم پر موجود زخم جیسے چیخ اٹھتے اور اس کے منہ سے نہ چاہتے ہوئے بھی کراہیں نکلنا شروع ہو جاتیں۔ جب عمران نے محسوس کیا کہ وہ ازخود ان زنجیروں سے خود کو آزاد نہیں کرا سکتا تو اس نے تگ و دو چھوڑ دی اور اندھیرے میں ادھر ادھر دیکھنے کی

ناکام کوشش کرنے لگا۔ اس نے اپنا ذہن کئی بار ایک نقطے پر لانے اور اسماء اعظم یاد کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہی ڈھاک کے تین پات والا معاملہ تھا اسے اسماء اعظم یاد نہ آ رہے تھے۔ عمران نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ وہ جب جب اسماء اعظم ذہن میں لانے کی کوشش کرتا تھا تو اس کے جسم میں شدید دباؤ پڑتا تھا اور اس کی تکلیف میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ تکلیف کے باعث وہ دماغ کو زیادہ دیر تک ایک نقطے پر مرکوز نہ رکھ پا رہا تھا۔ اچانک عمران کو ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔

''اوہ۔ مجھے یہ خیال پہلے کیوں نہیں آیا''...... عمران نے کہا۔ اس کے دونوں ہاتھ دائیں اور بائیں کر کے پھیلا کر باندھے گئے تھے یعنی عمران کا ایک ہاتھ دائیں طرف سیدھا رکھا گیا تھا اور دوسرا بائیں طرف۔ عمران نے تیز تیز سانس لینا شروع کر دیا اور ساتھ ہی اس نے بازوؤں پر بندھی ہوئی زنجیروں کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر لپیٹ لیا۔ جب روشنی تھی تو اس نے بازوؤں سے بندھی ہوئی زنجیروں کے سرے دونوں طرف الگ الگ چٹانوں میں گڑے ہوئے کڑوں میں بندھے ہوئے دیکھے تھے۔ جن چٹانوں میں کڑے گڑے ہوئے تھے ان چٹانوں پر عمران نے بے شمار سوراخ دیکھے تھے۔ یہ نشان پتھروں اور چٹانوں پر تب نمودار ہوتے ہیں جب وہ سینکڑوں سال سمندری پانی میں پڑے رہیں۔ بظاہر یہ پتھر اور چٹانیں انتہائی مضبوط اور ٹھوس دکھائی دیتی ہیں لیکن ان کے

درمیانی حصوں میں اتنی طاقت نہیں ہوتی۔ اگر ان چٹانوں کے درمیانی حصوں میں فولادی ہتھوڑے سے چوٹ لگائی جائے تو وہ پتھر ٹوٹ کر کئی حصوں میں تقسیم ہو جاتے تھے۔ چونکہ ان چٹانوں کے درمیانی حصے کمزور تھے شاید اسی لئے ان پتھروں کو یہاں لا کر ان میں کھونٹے گاڑے گئے تھے۔

عمران کچھ دیر تیز تیز سانس لیتا رہا پھر اس نے اپنے پھیپھڑوں میں سانس بھرا اور ہاتھوں مین پکڑی ہوئی زنجیروں کو پوری قوت سے اپنی طرف کھینچنا شروع ہو گیا۔ زنجیریں تن گئی تھیں۔ عمران سانس روکے پوری قوت سے ان زنجیروں کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ وہ کچھ دیر زنجیروں کو کھینچ کر ان کی اور دونوں طرف چٹانوں میں گڑے ہوئے کڑوں کی مضبوطی کا اندازہ لگانے کی کوشش کرتا رہا پھر اس نے ان زنجیروں کو چھوڑا اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے زنجیروں کو زور زور سے جھٹکنا شروع کر دیا۔ اندھیرے میں ماحول زنجیروں کے چھن چھن کی آوازوں سے گونجنے لگا۔ زور لگانے کی وجہ سے عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم پر لگے ہوئے زخموں کے منہ کھل گئے ہوں۔ اسے اپنے جسم پر چپچپاہٹ سی محسوس ہونے لگی تھی جو ظاہر ہے اس کے خون کی ہی ہو سکتی تھی۔ اس کے پورے جسم میں ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ وہ دانتوں پر دانت جمائے ہاتھ روکے بغیر ان زنجیروں کو جھٹکے لگا رہا تھا۔

''میں ان زنجیروں کو توڑ کر رہوں گا۔ یہ زنجیریں زیادہ دیر تک

نہ بک سکیں گی۔ انہیں ٹوٹنا ہو گا۔ ہر صورت میں ٹوٹنا ہو گا“.....
عمران نے تیز آواز میں بولتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ تیزی سے
چل رہے تھے۔ وہاں چونکہ اندھیرا تھا اس لئے وہ یہ نہیں دیکھ سکتا
تھا کہ جھٹکے لگنے سے چٹانوں میں گڑے ہوئے کڑوں پر کیا اثر ہو
رہا ہے لیکن وہ اپنی کوشش میں لگا ہوا تھا۔

”میری محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔ مجھے یہ تکلیف برداشت
کرنی ہو گی۔ مجھے یقین ہے کہ میں ان زنجیروں سے آزاد ہو جاؤں
گا۔ ہمت اور جنون سے محنت کرنے والوں کی کبھی ہار نہیں ہوتی۔
میں بھی نہیں ہاروں گا۔ میں ان سفلی طاقتوں کے سامنے کسی بھی
صورت میں گھٹنے نہیں ٹیکوں گا۔ انہوں نے مجھے یہاں لا کر جس
مقصد کے لئے قید کیا ہے میں ان کا مقصد پورا نہیں ہونے دوں گا
اور اللہ نے چاہا تو میں اس تاریک کنوئیں سے بھی نکل جاؤں
گا“..... عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس کے دماغ کو ایک زور
دار جھٹکا لگا اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے تاریک ذہن میں
یکلخت تیز روشنی پھیل گئی ہو۔ صرف دماغ میں ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ
کا مقدس نام زبان سے ادا ہوتے ہی اس کے سارے جسم میں
توانائی کی لہریں سی سرایت کرنا شروع ہو گئیں۔ اس نے زنجیروں کو
جھٹکنا روک دیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے دماغ کے پردے
پر بدستور روشنی موجود تھی۔ اس کے دل اور دماغ میں اللہ کا نام
اجاگر ہو گیا تھا اور اس نام کے اجاگر ہوتے ہی جیسے اس کے دماغ

پر پڑی ہوئی گرہیں خود بخود کھلنا شروع ہو گئی تھیں۔

”یا اللہ مدد۔ یا اللہ مدد“..... اس کے منہ سے نکلا اور اسی لمحے
کنوئیں میں ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے وہاں ہر طرف
سانپ ہی سانپ نکل آئے ہوں اور انہوں نے غصے کی شدت سے
پھنکاریں مارنی شروع کر دی ہوں۔ سانپوں کی پھنکاروں کی
آوازیں سنتے ہی عمران نے انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ اسماء
اعظم کا ورد شروع کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے کنواں عمران کے منہ سے
نکلنے والے اسماء اعظم کی آوازوں سے گونجنے لگا اور عمران کی آواز
جیسے جیسے تیز ہوتی جا رہی تھی کنوئیں میں سانپوں کے پھنکارنے کے
ساتھ ساتھ انتہائی خوفناک اور ڈرا دینے والی چیخیں گونجنا شروع ہو
گئیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہاں بے شمار غیر مرئی قوتیں ہوں جن
پر کوئی پوری قوت سے ہنٹر برسا رہا ہو اور وہ سب غیر مرئی قوتیں
چیختی چلاتی ہوئیں وہاں سے بھاگ رہی ہوں۔ ابھی عمران اسماء
اعظم پڑھ رہا تھا کہ اسے اچانک زنجیریں جھٹکنے کے ساتھ تیز
کڑاکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ دوسرے لمحے اسے ایسا
محسوس ہوا جیسے بازوؤں پر بندھی ہوئی زنجیروں کے کڑے ان
چٹانوں سے نکل آئے ہوں۔ عمران نے فوراً زنجیروں کو پکڑ کر اپنی
طرف کھینچا تو اس بار زنجیریں ڈھیلے ڈھالے انداز میں اس کی
طرف کھنچتی چلی آئیں۔ جس کا مطلب واضح تھا کہ عمران نے جھٹکے
دے دے کر ان کڑوں کو چٹانوں سے کھینچ نکالا تھا۔ بازوؤں کی

زنجیریں کھینچتے ہی عمران کے جسم پر بندھی ہوئی زنجیریں بھی ڈھیلی ہوتی چلی گئیں۔ شاید یہ ایک بڑی زنجیر تھی جس کا ایک سرا چٹان سے باندھ کر باقی زنجیر سے عمران کا جسم باندھا گیا تھا اور پھر زنجیر کے دوسرے سرے کو دوسری طرف دوسری چٹان سے باندھ دیا گیا تھا۔ چونکہ جھٹکے دے دے کر عمران نے زنجیر کے دونوں سروں کو چٹانوں سے نکال لیا تھا اس لئے اس کے جسم پر لپٹی ہوئی باقی زنجیر بھی ڈھیلی ہو گئی تھی۔ عمران نے اپنا جسم سیدھا کیا اور اپنی گردن اور پھر اپنے سینے پر لپٹی ہوئی زنجیروں کو کھینچنے لگا۔ زنجیر آسانی سے اس کے جسم سے ہٹتی چلی گئیں۔ تھوڑی ہی دیر میں عمران ان زنجیروں سے آزاد تھا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے اپنے جسم پر لگے ہوئے زخموں میں شدید آگ بھرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے ہاتھ لگا کر ان زخموں کو چیک کیا تو یہ محسوس کر کے اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کہ اس کے جسم کے زخم کھل گئے تھے اور ان سے خون رسنا شروع ہو گیا تھا۔ عمران نے دانتوں پر دانت جمائے اور اندھیرے میں چاروں طرف دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ وہاں گھپ اندھیرا تھا۔ اس قدر اندھیرا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے رہا تھا۔ عمران اچھل کر چبوترے سے نیچے آیا اور اس نے ہاتھ آگے بڑھائے اور کنویں کی ایک دیوار کے پاس آ گیا اور پھر وہ ہاتھوں سے کنویں کی دیواریں ٹٹولنے لگا۔ کنویں کی دیواریں پتھریلی تھیں۔ ان میں جگہ جگہ پتھر باہر کی طرف بھی ابھرے ہوئے تھے اور اندر کی

طرف بھی دبے ہوئے تھے۔ عمران نے کچھ سوچ کر سر اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھا لیکن اسے اوپر بھی تاریکی ہی تاریکی دکھائی دے رہی تھی۔ اگر وہ کسی کنویں میں تھا تو یہ کنواں اس قدر گہرا تھا کہ اسے اوپر موجود دہانہ تک دکھائی نہ دے رہا تھا۔

”میرے لئے اس کنویں سے نکلنا بے حد ضروری ہے۔ مجھے کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔ میں یہاں نہیں رہ سکتا“...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے اپنے پیروں کے پاس تیز پھنکاروں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ بے اختیار اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا۔ دوسرے لمحے اسے کنویں سے ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے وہاں متعدد زہریلے سانپ موجود ہوں اور وہ پھنکاریں مارتے ہوئے عمران کی طرف بڑھ رہے ہوں۔ عمران نے ایک بار پھر اونچی آواز میں اسماء اعظم کا ورد شروع کر دیا۔ جیسے ہی اس نے اسماء اعظم کا ورد شروع کیا پھنکاروں کی آوازیں نہ صرف کم ہو گئیں بلکہ عمران نے صاف محسوس کیا جیسے سانپ اس سے دور ہٹتے جا رہے ہوں۔ یہ محسوس کرتے ہی عمران نے اور اونچی آواز میں اسماء اعظم کا ورد شروع کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہاں پھر خاموشی چھا گئی۔ شاید یہ اصل سانپ نہ تھے بلکہ سفلی طاقتیں سانپوں کا روپ دھار کر وہاں آئی تھیں اور عمران نے جیسے ہی ورد شروع کیا وہ ڈر کر واپس بھاگ گئی تھیں۔

عمران نے ورد جاری رکھتے ہوئے دیوار کا ایک پتھر پکڑا اور پھر

اس نے ٹانگ اٹھائی اور ایک ابھرے ہوئے پتھر پر پیر جمایا اور اپنا جسم آہستہ آہستہ اوپر اٹھانے لگا۔ زخموں میں تیز ٹیس اٹھی تو اس کے منہ سے بے اختیار سسکاری نکل گئی لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور پتھروں کو پکڑ کر اور ان پر پیر جماتا ہوا دیوار کے ساتھ لگا اوپر چڑھنا شروع ہو گیا۔ ہر قدم اٹھانے کے ساتھ اس کے خون کا اخراج بڑھتا جا رہا تھا اور اس کے زخموں سے خون نکل کر اس کے جسم پر پھیل رہا تھا لیکن اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔ تکلیف اور اذیت کے باوجود وہ قدم اٹھا رہا تھا اور چھپکلی کی طرح دیوار سے چپکا پتھروں کو پکڑتا اور ان پر پیر رکھتا ہوا اوپر چڑھ رہا تھا۔ اس کنویں سے نکلنے کے لئے اس کے علاوہ اسے اور کوئی طریقہ سجھائی نہ دیا تھا۔ وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ کنواں کتنا گہرا ہے اسے دہانے تک پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا۔ وہ دہانے تک پہنچ بھی پائے گا یا نہیں لیکن اس نے اپنا دماغ اب ایک نقطے پر مرتکز کر رکھا تھا۔ اس کی زبان سے ورد جاری تھا اور اس کے دماغ میں صرف ایک ہی بات تھی کہ اسے دیوار پر چڑھتے ہوئے اوپر جانا ہے اور اس کنویں سے نکلنا ہے۔ اس نے اپنے دماغ کو ایک نقطے پر مرتکز کرتے ہوئے اپنے جسم کے زخموں کو یکسر بھلا دیا تھا۔ ایسا کرنے سے اس کی تکلیف کا احساس کم ہو گیا تھا لیکن بہرحال زخم تو تھے جن سے خون کا اخراج بھی ہو رہا تھا۔ جسم سے نکلنے والا خون اس کے پیروں تک آ رہا تھا اور اس کے پیروں سے ٹپکتا ہوا دیواروں پر لگ رہا تھا اور

نیچے گر رہا تھا۔

"اللہ پاک پر مجھے بھروسہ ہے۔ وہ میری مدد کرے گا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے زنجیروں سے آزادی دلائی ہے وہ یہاں بھی میری مدد فرمائے گا اور میں یقیناً اس کنویں سے باہر بھی نکل جاؤں گا۔ یااللہ مدد۔ یا پروردگار مدد، میری مدد کر میرے مالک۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر"...... عمران نے کہا اور پھر وہ اوپر چڑھتے ہوئے مسلسل اللہ اکبر کہنا شروع ہو گیا۔ اللہ کا نام لیتے ہی اس کے جسم میں جیسے نئی جان سی آ گئی اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں نئی توانائی بھر گئی ہو۔ پھر اس نے خشوع و خضوع سے بلند آواز میں اسماء اعظم کا ورد شروع کر دیا۔ ایسا کرنے سے اس کے دیوار پر چڑھنے کی رفتار بھی تیز ہو گئی۔ اب اسے اپنے جسم میں ہونے والی تکلیف اور اینٹھن بھی کم ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس کا جوش بڑھ گیا اور وہ اب تیزی سے اوپر چڑھ رہا تھا۔

جیسے جیسے عمران اوپر چڑھ رہا تھا اس کے جسم سے رسنے والے خون میں اضافہ ہو گیا تھا لیکن عمران کو کوئی پرواہ نہ تھی۔ وہ ہر قیمت پر اس کنویں سے نکلنا چاہتا تھا اور وہ جیسے جیسے اسماء اعظم کا ورد کر رہا تھا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اوپر چڑھنے میں اس کی کوئی غیر مرئی طاقت بھی مدد کر رہی ہو۔ حیرت اس بات کی تھی کہ زخمی ہونے، خون رسنے اور تکلیف میں ہونے کے باوجود عمران ابھی تک ایک بار بھی سانس لینے کے لئے نہیں رکا تھا۔ وہ کسی تیز رفتار چھپکلی

کی طرح مسلسل اوپر چڑھا جا رہا تھا۔ اسے خود بھی اس بات کا احساس نہیں تھا کہ وہ کتنی دیر سے کنویں کی دیوار پر چڑھ رہا ہے۔ پھر اچانک اسے ہوا کے تیز جھونکے کا احساس ہوا تو وہ چونک پڑا۔ ٹھنڈی ہوا کا تھپیڑا اس کے چہرے سے ٹکرایا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو اسے آسمان کا ایک حصہ دکھائی دیا جہاں تارے چمک رہے تھے۔ تارے دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''اوہ۔ تو یہ رات کا وقت ہے۔ اسی لئے مجھے نیچے سے کنویں کا دہانہ دکھائی نہ دے رہا تھا''۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ دہانہ زیادہ چوڑا نہ تھا لیکن بہرحال آسمان اور آسمان پر چمکتے ہوئے ستارے دیکھ کر عمران کو سکون آ گیا تھا کہ وہ دہانے تک پہنچ گیا ہے۔ اس نے ایک بار پھر اللہ کا نام لیا اور دیوار پر چڑھنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ کنویں کی منڈیر کے قریب تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ منڈیر کی طرف بڑھائے اور پھر منڈیر پکڑتے ہی اس نے ایک لمحے کے لئے خود کو روک لیا۔ اس کا پورا جسم پسینے اور اس کے اپنے خون سے لتھڑا ہوا تھا۔ وہ چند لمحے رک کر گہرے گہرے سانس لیتا رہا پھر اس نے اپنے ہاتھوں کا زور لگایا اور ہاتھوں کے بل اپنے جسم کو اوپر اٹھانے لگا۔ اس نے جسم اٹھا کر اپنا سینہ کنویں کی منڈیر پر رکھا اور پھر اپنے جسم کا پورا زور لگاتے ہوئے وہ منڈیر پر آ گیا۔ باہر تیز اور انتہائی مسحور کن ہوا چل رہی تھی۔ تازہ ہوا میں

آتے ہی جیسے عمران کے جسم میں نئی توانائی بھر گئی۔

کنویں کی منڈیر زمین سے زیادہ بلند نہیں تھی۔ اینٹوں کو جوڑ کر دائرے نما ایک چھوٹی سی دیوار بنائی گئی تھی۔ عمران ان اینٹوں پر ہی بیٹھا ہوا تھا۔ آسمان پر تارے ضرور روشن تھے لیکن چاند شاید کسی بادل کی ٹکڑی میں چھپا ہوا تھا اس لئے وہاں روشنی کا فقدان تھا اس لئے عمران کو اپنے ارد گرد کا ماحول دکھائی نہ دے رہا تھا البتہ وہاں ہر طرف سے مختلف جانوروں اور پرندوں کے ساتھ جھینگروں اور دوسرے بہت سے حشرات الارض کے بولنے کی آوازیں ضرور سنائی دے رہی تھی لیکن یہ آوازیں کنویں سے کافی دور تھیں اور چاروں طرف سے آتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

کنویں کے پاس جو زمین تھی وہ عمران کو قدرے دکھائی دے رہی تھی وہاں ہر طرف جھاڑیاں ہی جھاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران کچھ دیر وہاں بیٹھا اپنا سانس بحال کرتا رہا۔ جب اس کا سانس بحال ہو گیا تو وہ کنویں کی منڈیر سے اتر کر زمین پر آ گیا اور ادھر ادھر دیکھتا ہوا آگے بڑھنے لگا لیکن اب اس پر نقاہت غالب آ گئی تھی۔ اس کا سارا جسم جیسے اکڑ سا گیا تھا۔ آگے بڑھتے ہوئے اس کے قدم بری طرح سے ڈگمگا رہے تھے۔ وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اب واقعی اس کی ہمت جواب دے گئی تھی۔ اسے اس بات کا خود بھی احساس نہ تھا کہ وہ کنویں کی کس قدر گہرائی سے نکل کر باہر آیا ہے۔ وہ ڈگمگاتا ہوا آگے بڑھا

جھٹکا سا لگا اور اسے اپنا دماغ ماؤف
لیکن اسی لمحے اسے ایک خالی ہوتی ہوئی ریت کی بوری کی
ہوا محسوس ہوا۔ وہ لہرایا اور کسی
طرح گرتا چلا گیا۔

جس طرح اندھیرے میں دور کہیں جگنو چمکتا ہے بالکل ایسے ہی روشنی کا ایک چھوٹا سا نقطہ عمران کے دماغ پر نمودار ہوا۔ عمران نے بے ہوشی کی حالت میں ہی اس روشن نقطے پر اپنا دماغ مرکوز کر لیا اور پھر یہ روشن نقطہ آہستہ آہستہ اس کے دماغ کے تاریک پردے پر پھیلنے لگا اور چند لمحوں بعد عمران کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آتے ہی اسے محسوس ہوا کہ وہ کسی نرم و ملائم بستر پر چت لیٹا ہوا تھا۔ پہلے وہ خالی خالی نظروں سے اوپر دیکھتا رہا پھر اس کی آنکھوں کے سامنے سے لاشعوری کی دھند چھٹی تو یہ دیکھ کر وہ چونک پڑا کہ اس کے سر پر گھاس پھونس کی جھونپڑی کی چھت تھی۔ عمران نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا تو وہ واقعی گھاس پھونس کی بنی ہوئی ایک جھونپڑی میں موجود تھا۔ اس کے نیچے نرم و ملائم اور تازہ گھاس کا بستر تھا۔

جھونپڑی زیادہ بڑی نہ تھی۔ ایک کونے پر گھڑا اور اس پر مٹی کا چھوٹا سا کٹورا پڑا ہوا تھا۔ زمین پر خشک گھاس بچھی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ جھونپڑی میں اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ عمران جس جگہ لیٹا ہوا تھا وہاں تازہ گھاس پھونس کا ڈھیر تھا جو عمران کو کسی نرم و ملائم بستر جیسا محسوس ہو رہا تھا۔ عمران پہلے حیرت سے جھونپڑی دیکھتا رہا

پھر اسے اپنے زخموں کا خیال آیا تو اس نے اپنا جسم دیکھا اور یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر اور زیادہ حیرت لہرانے لگی کہ اس کا سارا جسم سبز رنگ کے خوشبودار لیپ سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر محض ایک لنگوٹ تھا جبکہ اس کے باقی سارے جسم کو سبز رنگ کے گاڑھے لیپ سے ڈھک دیا گیا تھا۔ لیپ جگہ جگہ سے سوکھا ہوا تھا جس سے عمران کو اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کافی وقت تک بے ہوش پڑا رہا ہے اور اس لیپ کو بھی لگے کافی وقت گزر چکا ہے۔ اسے اپنے جسم میں نہ تو کوئی زخم دکھائی دے رہا تھا اور نہ ہی کسی تکلیف کا احساس ہو رہا تھا اور اسے پہلے اپنے جسم میں جو کمزوری اور نقاہت محسوس ہو رہی تھی اس کا بھی اب اسے کوئی احساس نہیں ہو رہا تھا بلکہ اب وہ پہلے سے زیادہ فریش دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ کون سی جگہ ہے اور مجھے یہاں کون لایا ہے اور یہ کیسا لیپ ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ جس جھونپڑی میں تھا اس کا ایک دروازہ تھا جس پر دری نما بھاری پردہ پڑا ہوا تھا۔ عمران چند لمحے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اسی لمحے پردہ ہٹا اور ایک مجہول سا بوڑھا اندر داخل ہوا۔ بوڑھے آدمی کو دیکھ کر عمران ٹھٹھک گیا۔ بوڑھا آدمی دبلا پتلا تھا۔ اس کے سر اور داڑھی مونچھوں کے بال بڑھے ہوئے تھے اور برف کی طرح سفید تھے۔ بوڑھے آدمی نے سفید احرام سا باندھا ہوا

تھا۔ اس کے ہاتھوں میں مٹی کا ایک کٹورا تھا جس میں ہلکے سرخ رنگ کا سیال سا بھرا ہوا تھا۔ عمران کو دیکھ کر بوڑھا آدمی بھی چونک پڑا۔

''تمہیں ہوش آ گیا بیٹا''...... بوڑھے آدمی نے عمران کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ لیکن آپ کون ہیں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بیٹھو۔ بتاتا ہوں''...... بوڑھے آدمی نے کہا اور آگے بڑھ آیا۔ عمران چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر وہ مڑا اور واپس اسی گھاس پھوس پر آ کر بیٹھ گیا جس سے وہ اٹھا تھا۔ بوڑھا آدمی اس سے کچھ فاصلے پر ایک مسطح پتھر پر بیٹھ گیا۔ اس نے کٹورا ایک طرف رکھ دیا تھا۔ عمران غور سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس بوڑھے آدمی کے چہرے پر عجیب سی طمانیت اور نور دکھائی دے رہا تھا۔

''کیا میں آپ کا نام پوچھ سکتا ہوں''...... عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں کیوں نہیں۔ میرا نام شاہ عبدالرحمٰن ہے اور سب مجھے شاہ بابا کہتے ہیں''...... بوڑھے آدمی نے کہا۔

''تو کیا میں بھی آپ کو شاہ بابا کہہ سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''جیسا تم چاہو''...... شاہ بابا نے مسکرا کر کہا۔

''تو مجھے بتائیں شاہ بابا کہ میں یہاں کیسے آ گیا اور یہ کون سی جگہ ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم اس وقت گھناری جنگل میں ہو بیٹا اور تمہیں یہاں میں لایا ہوں''...... شاہ بابا نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''گھناری جنگل۔ کیا مطلب۔ میں یہاں کیسے پہنچ گیا۔ میں تو مہاشٹر کے بھنگاشا جنگل کے وسط میں تھا جبکہ گھناری جنگل تو وہاں سے سینکڑوں کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ دھانائی کی ریاست کے آخری سرے پر''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... شاہ بابا نے کہا۔

''لیکن اتنی دور آپ کیسے مجھے لا سکتے ہیں''...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''یہ سب اللہ کا کرم ہے بیٹا۔ جس نے مجھے اتنی قوت اور اتنی طاقت دی ہے کہ میں ایسے چھوٹے موٹے کام بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے بھی کر سکتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز سا بندہ ہوں۔ اس ذات پاک کا مجھ پر خاص کرم ہے اور پھر مجھے خاص طور پر اس کام کے لئے یہاں بھیجا گیا ہے تاکہ میں تمہاری ہر ممکن مدد کر سکوں''...... شاہ بابا نے سنجیدگی سے کہا۔

''مدد۔ کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔ شاہ بابا نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے کٹورا اٹھایا اور اس کی طرف بڑھا دیا۔

"پہلے یہ پی لو۔ اسے میں خاص طور پر تمہارے لئے بنا کر لایا ہوں۔ اسے پینے کے بعد تمہاری رہی سہی ساری جسمانی کمزوری بھی ختم ہو جائے گی اور تم ہشاش بشاش ہو جاؤ گے۔ تمہارے تمام بیرونی زخم تو ٹھیک ہو چکے ہیں بس اندر کچھ کمی ہے جو اس جڑی بوٹیوں کے مشروب کے پیتے ہی ختم ہو جائے گی"...... شاہ بابا نے کہا تو عمران نے ان سے کٹورا لے لیا۔ کٹورے میں مشروب ہی تھا اور اس میں سے بھینی بھینی مہک اٹھ رہی تھی۔

"پی لو بسم اللہ پڑھ کر اور تین گھونٹ میں۔ اس میں شفاء ہے"...... شاہ بابا نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے بسم اللہ پڑھی اور پھر اس نے کٹورے سے منہ لگا لیا۔ پہلا گھونٹ بھرتے ہی عمران کو اپنا دماغ تک تر و تازہ ہوتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ اسے یوں لگا جیسے اس کا سارا وجود یکلخت لطافت کی اس نہج پر پہنچ گیا ہو جہاں نور اور روحانی حساسیت کا احساس ہوتا ہے۔ عمران نے تین گھونٹ میں مشروب پیا اور پھر وہ واقعی ریلیکس ہوتا چلا گیا۔ اسے پہلے بھی اپنے جسم میں کوئی تکلیف یا کوئی کمزوری محسوس نہیں ہو رہی تھی اب جیسے اس کے جسم میں توانائی اور طاقت کا خزانہ بھر گیا تھا اور وہ اپنے آپ کو انتہائی حد تک فریش اور توانا محسوس کر رہا تھا۔ اس کے چہرے پر سرخی اور آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔

"اب کیسا محسوس کر رہے ہو بیٹا"...... شاہ بابا نے جو اس کی

طرف غور سے دیکھ رہے تھے، مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"بہت ہلکا پھلکا، انتہائی تر و تازہ اور جسم میں جیسے طاقت بھر گئی ہو اور ایسا لگ رہا ہو جیسے میرے ارد گرد صرف خوشبو ہی خوشبو پھیلی ہوئی ہو"...... عمران نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب۔ اس احساس کا مطلب ہے کہ بدصورت اور بدکار سفلی طاقتیں تم سے کافی دور چلی گئی ہیں اور میں یہی چاہتا تھا"...... شاہ بابا نے کہا۔

"سفلی طاقتیں۔ کیا آپ کوجائیوں کی بات کر رہے ہیں"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں"...... شاہ بابا نے کہا۔

"تو کیا وہ اب بھی میرے پیچھے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ تم جب سے کنویں سے باہر آئے تھے وہ مسلسل تمہارے پیچھے لگی ہوئی تھیں۔ اگر تم نے اسماء اعظم کا ورد جاری نہ رکھا ہوتا تو وہ تمہیں پھر سے پکڑ لیتیں اور پھر لے جا کر اسی کنویں میں پھینک کر زنجیروں میں جکڑ دیتیں"...... شاہ بابا نے کہا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔

"اوہ۔ تو آپ سب جانتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے کہا ہے نا مجھ ناچیز پر اللہ کا خاص کرم ہے۔ مجھے تمہاری مدد کے لئے ہی بھیجا گیا تھا۔ میں بھنگاشا کے جنگل میں اس کنویں کے آس پاس ہی موجود تھا کہ کسی طرح اس کنویں میں

جا کر تمہاری مدد کر سکوں۔ تمہیں زنجیروں سے رہائی دلا سکوں اور
کنویں سے باہر لا سکوں لیکن ہر طرف غلیظ سفلی ذریتیں پھیلی ہوئی
تھیں۔ ان کی وجہ سے مجھے کنویں تک آنے کا موقع نہیں مل رہا
تھا۔ مجھے روشنی کی ایک کرن کی تلاش تھی جو مجھے تم تک پہنچا سکتی
ہو۔ یہ روشنی کی کرن مجھے تب ہی مل سکتی تھی جب تمہارے باندھے
ہوئے دماغ کو کھول دیا جاتا۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہیں زنجیروں میں
باندھا گیا تھا اور تمہارے دماغ کو بھی ان سفلی طاقتوں نے جکڑ لیا
تھا تاکہ تم نہ تو کوئی مقدس کلام پڑھ سکو نہ کوئی مقدس نام زبان پر
لا سکو کیونکہ ایسا ہو جاتا تو ان سفلی طاقتوں کو تم سے دور بھاگنا پڑتا
اور پھر وہ تمہیں اذیت میں مبتلا نہ رکھ سکتی تھیں۔ میں انتظار کرتا رہا
اور پھر مجھے وہ روشنی کی کرن نظر آ گئی۔ تم نے ہمت کا مظاہرہ کیا
اور آخر کار لاشعوری طور پر اللہ کا پاک اور مقدس نام تمہاری زبان
پر آ ہی گیا۔ یہ مقدس نام جیسے ہی تمہاری زبان پر آیا تمہارے ذہن
کے تاریک پردے روشن ہو گئے اور تمہارے دماغ کی ساری بند
رگیں کھل گئیں اور پھر تم نے میری مشکل اور آسان کر دی۔ جب تم
نے باقاعدہ مقدس اسماء اعظم کا ورد کرنا شروع کر دیا۔ تمہارے اس
ورد نے تاریک کنویں اور جنگل میں ہلچل سی مچا دی اور یہاں جتنی
بھی سفلی طاقتیں موجود تھیں چیختی چلاتی ہوئیں بھاگ گئیں۔ مجھے
کنویں میں جھانکنے کا موقع مل گیا۔ تم زنجیریں توڑنے کے لئے
زور لگا رہے تھے اور پھر میں نے ان زنجیروں کو توڑنے میں تمہاری

مدد کی اور پھر جب تم دیوار پر چڑھنا شروع ہوئے تو تمہاری حالت
انتہائی نازک تھی۔ تمہارے زخم کھلے ہوئے تھے اور ان سے خون رس
رہا تھا۔ کنواں پانچ سو فٹ گہرا تھا۔ اس کنویں سے دیوار پر چڑھتے
ہوئے باہر آنا تمہاری نازک حالت کی وجہ سے ناممکن تھا لیکن میں
نے یہاں بھی تمہاری مدد کی اور تمہیں کنویں سے باہر آتے نیچے
گرنے اور بے ہوش ہونے سے بچائے رکھا اور تمہاری ہمت بنائے
رکھی۔ کنویں سے باہر آتے ہی تمہاری ہمت اور طاقت جواب دے
گئی اور تم چند قدم اٹھاتے ہی گرے اور بے ہوش ہو گئے۔ تب
میں آیا اور تمہیں وہاں سے اٹھا کر یہاں لے آیا۔ میں نے یہاں
لا کر تمہارے زخم صاف کئے۔ ان پر جڑی بوٹیوں کا لیپ لگایا اور
تمہارے حلق میں بھی جڑی بوٹیوں کا رس ٹپکاتا رہا جس سے
تمہارے اندرونی زخم بھی ٹھیک ہونا شروع ہو گئے۔ تم یہاں پچھلے
تین روز سے بے ہوش پڑے ہو۔ میں نے مسلسل تمہارا علاج کیا
ہے اور تم اب مکمل طور پر روبصحت ہو۔ نہ صرف تمہارے بیرونی
زخم بلکہ اندرونی چوٹیں بھی مکمل طور پر ٹھیک ہو گئی ہیں اور تم پہلے
جیسے چاک و چوبند ہو چکے ہو“...... شاہ بابا نے کہا تو عمران ان کی
جانب ممنونیت بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔ یہ سن کر اسے واقعی بے
حد مسرت ہو رہی تھی کہ ان نیک بزرگ نے تاریک کنویں سے
نکلنے میں اس کی مدد کی تھی ورنہ کنویں سے نکلتے ہوئے واقعی اسے
خود بھی اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ وہ کس قدر گہرائی میں موجود

ہے۔

"میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں شاہ بابا کہ آپ نے مجھے تاریک کنویں میں زنجیروں سے نجات دلانے اور کنویں سے باہر لانے میں میری مدد کی اور یہاں لا کر میرا علاج کیا۔ اب میں واقعی خود کو بے حد پرسکون اور مکمل طور پر صحت یاب محسوس کر رہا ہوں۔ میرے جسم پر کسی زخم کا کوئی نشان نہیں ہے اور نہ ہی مجھے اب کوئی تکلیف محسوس ہو رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہی میں چاہتا تھا"...... شاہ بابا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن میری سمجھ میں اب تک نہیں آ رہا کہ آپ اکیلے مجھے اتنی دور سے یہاں تک لائے کیسے تھے"...... عمران نے کہا اس کے چہرے پر اب بھی الجھن کے تاثرات تھے۔

"بیٹا۔ مجھ جیسے ناچیز اور عاجز بندے کے لئے زماں و مکاں کی کوئی قید نہیں ہوتی۔ میں جہاں چاہوں ایک لمحے میں پہنچ سکتا ہوں اور چاہوں تو اس جگہ سے غائب بھی ہو سکتا ہوں۔ مجھ ناچیز اور عاجز بندے کو یہ صلاحیت بھی حاصل ہے کہ میں کسی اور کو بھی لے کر دنیا کے کسی بھی کونے میں پہنچ سکتا ہوں چاہے وہ لاکھوں کلو میٹر دور کیوں نہ ہو۔ اب یہ سب کیسے ممکن ہے یہ قدرت کے پوشیدہ راز ہیں جو ہم جیسے عاجزوں کو بتانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ تم یہ سمجھ لو کہ تمہیں یہاں لانا مقصود تھا اس لئے تمہیں یہاں لایا گیا ہے"...... شاہ بابا نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ آپ مجھے یہاں روحانی عمل سے لائے ہیں جس کے بارے میں آپ کو کچھ بتانے کی اجازت نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہے"...... شاہ بابا نے کہا۔

"لیکن مجھے یہاں لایا کیوں گیا ہے۔ کیا مجھے یہاں لانے کی خاص وجہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ایک بے حد خاص وجہ ہے"...... شاہ بابا نے کہا اور پھر وہ عمران کو گرو مہاراج اور اس کے عزائم کے ساتھ ساتھ عنقال کے بارے میں تفصیل بتانے لگے جس کے بارے میں سید چراغ شاہ صاحب بھی عمران کو بتا چکے تھے۔

"اوہ۔ تو مجھے یہاں اس عنقال کی لاش کو جلانے کے لئے بھیجا گیا ہے"...... ساری تفصیل سن کر عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اس سفلی ذریت کو جل کر بھسم ہو جانا چاہئے۔ جب تک اس کا وجود باقی ہے تمہاری زندگی کو خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ اس سفلی ذریت کے ساتھ ساتھ گرو مہاراج کو بھی ٹھکانے لگانے کے لئے تمہیں منتخب کیا گیا ہے"...... شاہ بابا نے کہا۔

"لیکن اس عنقال کی لاش ہے کہاں اور میں اسے کیسے جلا کر بھسم کر سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"عنقال کی لاش یہاں اسی جنگل میں موجود ہے"...... شاہ بابا نے کہا اور پھر وہ عمران کو اس جنگل میں موجود دشنام قبیلے اور اس

کے سردار کوبلا کے بارے میں بتانے لگے۔ انہوں نے عمران کو یہ
بھی بتایا کہ کس طرح کوبلا نے گرو مہاراج کی چھپائی ہوئی جگہ سے
عنقال کو حاصل کیا تھا۔

"تو اب عنقال کی حنوط شدہ لاش اس کوبلا کے پاس ہے"......
عمران نے کہا۔

"ہاں۔ تمہیں اس قبیلے میں جانا ہے اور وہاں جا کر کسی بھی
طرح سردار کوبلا کی جھونپڑی سے عنقال کو لانا ہے۔ جب تم اسے
میرے پاس لے آؤ گے تو میں تمہارے ساتھ اس جنگل کے
دوسرے حصے میں جاؤں گا جہاں ایک چھوٹا آتش فشاں موجود
ہے۔ گو یہ آتش فشاں کبھی پھوٹا نہیں ہے لیکن اس کے اندر ہر وقت
آگ ابلتی رہتی ہے اور لاوا بھی بھرا ہوا ہے۔ تمہیں عنقال کی لاش
اس آتش فشاں پہاڑ میں پھینکنی ہے جہاں یہ فوراً بھسم ہو جائے گی
اور عنقال کا عذاب اس دنیا سے ٹل جائے گا"...... شاہ بابا نے کہا۔

"جب میں دشنام قبیلے سے عنقال کی لاش لے جانے کے لئے
وہاں جاؤں گا تو کیا کوجائیاں اور سردار کوبلا کی سفلی طاقتیں میرا
راستہ نہیں روکیں گی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہ تمہارے راستے میں بے شمار روڑے اٹکانے کی
کوشش کریں گی۔ وہ ظاہری طور پر تمہارے سامنے تو نہیں آئیں گی
لیکن تمہیں پریشان کرنے اور تمہیں آگے بڑھنے سے روکنے کے
لئے وہ کچھ بھی کر سکتی ہیں۔ اس لئے تمہیں بے حد محتاط رہنا ہوگا

اور ہر صورت میں اپنی منزل تک پہنچنا ہوگا۔ تمہارے لئے یہ
کامیابی حاصل کرنا بے حد ضروری ہے"...... شاہ بابا نے کہا۔

"تو کیا عنقال صرف میری آنکھیں اور میرا دل لگنے سے ہی
زندہ ہو سکتا ہے۔ اس کے زندہ ہونے کا اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔
اگر شیطان نے اسے گہری نیند سلایا ہے تو وہ اسے پھر سے جگانے
کا کوئی اور طریقہ بھی تو اختیار کر سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو شاہ
بابا ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

"تم واقعی بے حد ذہین ہو اور بہت دور کی سوچتے ہو۔ مجھے
یقین تھا کہ تم مجھ سے یہ سوال ضرور کرو گے"...... شاہ بابا نے کہا تو
عمران کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"تو کیا جواب ہے آپ کے پاس"...... عمران نے کہا۔

"اس حنوت شدہ لاش کو زندہ کرنے یا جگانے کا صرف یہی
ایک طریقہ نہیں ہے کہ اسے تمہاری آنکھیں اور دل لگا دیا جائے۔
اسے زندہ کرنے یا جگانے کے لئے ایک اور ساحرانہ طریقہ بھی ہے
لیکن اس طریقے کے بارے میں نہ سردار کوبلا جانتا ہے اور نہ ہی
گرو مہاراج۔ لیکن مستقبل قریب میں اندیشہ ہے کہ گرو مہاراج کو
اس طریقے کا بھی علم ہو جائے گا۔ اگر اسے وہ طریقہ معلوم ہو گیا تو
پھر اسے عنقال کو جگانے میں زیادہ دیر نہ لگے گی اور اس سے پہلے
کہ گرو مہاراج کو وہ ساحرانہ طریقہ معلوم ہو اور وہ عنقال کو پھر سے
جگا لے تمہیں اس عنقال کو ہر حال میں لے جا کر آتش فشاں میں

پھینکنا ہوگا"...... شاہ بابا نے کہا۔

"آپ نے بتایا ہے کہ دشام قبیلہ یہاں اسی جنگل میں ہے۔ یہ قبیلہ یہاں سے کتنی دور ہے اور قبیلے کے وحشیوں کی تعداد کتنی ہے اور یہ کہ یہ قبیلہ جدید اسلحہ استعمال کرتا ہے یا وہی پرانا روائتی اسلحہ، تلوار، نیزے، کلہاڑے اور تیر کمان"...... عمران نے پوچھا۔

"قبیلہ قدیم ضرور ہے لیکن اس کے پاس جدید دور کا اسلحہ موجود ہے جس کا استعمال وہ بخوبی جانتا ہے اور سردار کوبلا کے ساتھیوں کے پاس ہر قسم کا بھاری اور ہلکا اسلحہ موجود ہے"...... شاہ بابا نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ مجھے قبیلے کی فوج سے مقابلہ کرنا پڑ سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں بالکل"...... شاہ بابا نے کہا۔

"آپ نے مجھے بتایا ہے کہ وسطی جنگل میں ساٹھ فیصد قبیلہ رہتا ہے جو نوجوان اور طاقتور وحشیوں پر مشتمل ہے جبکہ قبیلے کا دوسرا حصہ جنگل کے دوسرے کونے میں ہے جہاں اس قبیلے کے بوڑھے، بچے اور عورتیں رہتی ہیں۔ کیا یہ بوڑھے بچے اور عورتیں، نوجوانوں کے قبیلے میں آتے جاتے ہیں یا یہ قبیلے والے ہی ان کے پاس جاتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کو بڑے قبیلے میں آنے کی اجازت نہیں ہے البتہ بڑے قبیلے کے وحشی چھوٹے قبیلے میں جاتے رہتے

ہیں"...... شاہ بابا نے کہا۔

"اس قبیلے کے وحشیوں کا طرز زندگی کیا ہے۔ انہوں نے اپنی رہائش کے لئے جھونپڑیاں بنائی ہوئی ہیں یا لکڑی کے تختوں کے کیبن نما مکان"...... عمران نے پوچھا۔

"قبیلہ جھونپڑیوں پر مشتمل ہے لیکن قبیلے کے وحشیوں نے اونچے درختوں پر مچانیں بھی بنا رکھی ہیں تاکہ وہ اردگرد پر نظر رکھ سکیں اور اگر کوئی دشمن ان کے قبیلے کی طرف آئے تو وہ اسے آسانی سے دیکھ سکیں۔ انہوں نے قبیلے کی حفاظت کا بھی خاطر خواہ انتظام کر رکھا ہے۔ قبیلے کے گرد مچانوں کے ساتھ ساتھ انہوں نے روشنی کے مینار بھی بنائے ہوئے ہیں جنہیں تمہاری زبان میں سرچ ٹاور کہا جاتا ہے۔ وہاں طاقتور روشنیاں کی جاتی ہیں تاکہ جنگل میں رینگنے والے ایک ایک حشرات الارض پر بھی وہ نظر رکھ سکیں۔ قبیلے کے گرد انہوں نے کانٹوں والی باڑ بھی باندھ رکھی ہے۔ جہاں جگہ جگہ مسلح وحشی پہرہ دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی انہوں نے اپنے قبیلے کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کر رکھا ہے۔ جس میں سرخ سر والے سبز ناگ بھی شامل ہیں۔ انہوں نے قبیلے کے گرد ایک بڑے دائرے میں خندق بنائی ہوئی ہے۔ اس خندق میں ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے اور خندق کے باہر ہر طرف زہریلے ناگ موجود ہیں۔ آگ کی وجہ سے ناگ قبیلے میں داخل نہیں ہو سکتے اور ان ناگوں کی موجودگی میں کوئی قبیلے کے قریب نہیں پہنچ سکتا ہے۔ یہ

جنگل گھنا ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی خطرناک ہے۔ یہاں ہر قسم کے جانوروں اور درندوں کی بہتات ہے۔ زیادہ تر درندے وحشی جنگل میں ہی موجود ہیں۔ اس لئے شام قبیلے تک پہنچنا واقعی انتہائی دشوار ہو سکتا ہے"...... شاہ بابا نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اگر قبیلے تک جانا اس قدر دشوار ہے تو قبیلے والے قبیلے سے باہر کیسے جاتے ہوں گے"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"قبیلے والوں نے درختوں پر مضبوط رسیوں کے جال باندھے ہوئے ہیں۔ وہ درختوں پر اور ان رسیوں کے جال پر ہی سفر کرتے ہیں اور زمین پر تب آتے ہیں جب وہ خطرناک علاقے سے باہر آ جاتے ہیں"...... شاہ بابا نے جواب دیا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"تو مجھے بھی اس قبیلے تک پہنچنے کے لئے درختوں پر ہی سفر کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ضروری ہے کیونکہ زمینی راستے پر سفر کرتے ہوئے تمہیں بے شمار خطرات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جبکہ درختوں اور رسیوں کے جال والا راستہ قدرے کم پر خطر ہے"...... شاہ بابا نے کہا۔

"درختوں پر سفر کرنے کے لئے مجھے اپنے اندر چھپے ٹارزن کو جگانا پڑے گا۔ وہی جنگل میں رہ کر تیز رفتاری سے سفر کرنے کے

لئے درختوں کی چھالوں پر جھولتا ہوا اپنی منزلوں کی طرف سفر کرتا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو شاہ بابا بھی مسکرا دیئے۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اچانک انہوں نے دور سے ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنیں تو وہ دونوں چونک پڑے۔

"یہ تو ہیلی کاپٹروں کی آوازیں ہیں"...... عمران نے کہا اور فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ شاہ بابا بھی اٹھے اور پھر وہ دونوں جھونپڑی سے باہر آ گئے۔ شاہ بابا کی جھونپڑی ایک صاف ستھری زمین پر تھی۔ سامنے جنگل تھا جبکہ دائیں طرف ایک جھیل تھی۔ جھیل کا پانی صاف اور شفاف تھا۔ عمران کی نظریں دور آسمان پر تھیں۔ وہ اس طرف دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا جس طرف سے اسے متعدد ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اچانک اس نے جھیل کی دوسری طرف آسمان کی بلندیوں پر بے شمار سیاہ نقطوں کو ابھرتے ہوئے دیکھا۔ نقطے تیزی سے آگے بڑھے چلے آ رہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں نقطے واضح ہوئے تو عمران نے دیکھا یہ دس کوبرا ہیلی کاپٹر تھے جو گن گرج کے ساتھ تیزی سے اسی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔

"یہ تو جنگی ہیلی کاپٹر ہیں۔ یہ اس طرف کیوں آ رہے ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم یہیں باہر رکو۔ میں ابھی آتا ہوں"...... شاہ بابا نے کہا اور پھر وہ عمران کا جواب سنے بغیر مڑے اور تیزی سے جھونپڑی میں

چلے گئے۔ عمران نے دائیں بائیں دیکھا اور پھر جھیل کے کنارے ایک بڑی چٹان دیکھ کر اس کی طرف بڑھ گیا۔ وہ چٹان کی آڑ میں چھپ گیا اور چٹان کی سائیڈ سے سر نکال کر ان دس ہیلی کاپٹروں کو دیکھنے لگا جو جنگل کی طرف ہی بڑھ رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر جیسے جیسے آگے آ رہے تھے ان کی بلندی کم ہوتی جا رہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ گڑگڑاتے ہوئے عین عمران کے سر کے اوپر سے گزرتے ہوئے جنگل کی طرف بڑھ گئے۔ قریب آتے دیکھ کر عمران نے خود کو اچھی طرح سے چٹان کی اوٹ میں چھپا لیا تھا تا کہ ہیلی کاپٹروں میں موجود افراد اسے نہ دیکھ سکیں۔ تھوڑی ہی دیر میں دس کے دس ہیلی کاپٹر اس کے اوپر سے گزرتے ہوئے جنگل کی طرف چلے گئے۔ ہیلی کاپٹروں پر سرخ رنگ کا ایک بڑا سا دائرہ بنا ہوا تھا جس کے عین درمیان میں ایک سیاہ رنگ کی بند مٹھی یا مکے کا نشان بنا ہوا تھا۔

ابھی ہیلی کاپٹروں کو جنگل میں گئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک جنگل میں ہیوی مشین گنوں کے چلنے اور زور دار دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے جنگی ہیلی کاپٹروں نے جنگل کے کسی حصے میں یکلخت دھاوا بول دیا ہو اور وہاں شدید فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ بم اور میزائل بھی برسانا شروع ہو گئے ہوں۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ جنگی ہیلی کاپٹروں نے جنگل میں کہاں

جا کر حملہ کیا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے شاہ بابا جھونپڑی سے نکل کر باہر آ گئے۔

"میری بات سنو بیٹا"...... شاہ بابا نے جھونپڑی سے نکلتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران چونک کر ان کی طرف مڑا۔ شاہ بابا تیز تیز چلتے ہوئے اس کی طرف آ گئے۔ ان کے چہرے پر تشویش کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا ہوا"...... عمران نے پوچھا۔

"تمہیں ابھی اور اسی وقت دشنام قبیلے کی طرف روانہ ہونا ہے۔ یہ حملہ اسی قبیلے پر کیا گیا ہے اور اس حملے کے پیچھے اسی گرو مہاراج کا ہاتھ ہے۔ اسے معلوم ہو گیا ہے کہ سردار کوبلا نے اس کے چھپائے ہوئے عنقال کے وجود کو حاصل کر لیا ہے اور وہ اسے اپنے قبیلے میں لے گیا ہے۔ گرو مہاراج کا چونکہ ایک سرکاری ایجنسی سے رابطہ ہے اس لئے اس نے اس سرکاری ایجنسی کے سربراہ سے بات کر کے اسے اس بات کے لئے مجبور کیا ہے کہ وہ اس جنگل میں موجود دشنام قبیلے پر حملہ کرے اور اس قبیلے کو مکمل طور پر نیست و نابود کر دے۔ یہ لوگ قبیلے کو تباہ و برباد کرنے کے لئے آئے ہیں اور یہاں سے عنقال کو بھی واپس لے جائیں گے۔ اس سے پہلے کہ یہ لوگ قبیلے والوں کو ہلاک کر کے قبیلے میں داخل ہوں اور سردار کوبلا کی جھونپڑی سے عنقال کو نکال کر لے جائیں تمہیں فوراً وہاں پہنچنا ہو گا تا کہ ان سے پہلے تم عنقال کو وہاں سے حاصل کر

سکو''...... شاہ بابا نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''لیکن قبیلہ تو یہاں سے کافی دور ہے۔ میرے پہنچنے سے پہلے ہیلی کاپٹروں کا اسکوارڈ اس قبیلے کو تباہ کر دے گا اور پھر ہیلی کاپٹروں سے مسلح افراد اتر کر قبیلے میں پھیل جائیں گے اور......'' عمران نے کہا۔

''ہیلی کاپٹروں میں موجود افراد اتنی جلدی قبیلے میں نہیں اتریں گے۔ قبیلے والوں کے پاس بھی اسلحہ ہے وہ اس اسلحے سے ہیلی کاپٹروں پر حملہ کریں گے اس لئے ہیلی کاپٹروں میں موجود افراد ان سے بچتے ہوئے دور جا کر واپس آ آ کر حملے کریں گے۔ اس وقت تک تم آسانی سے قبیلے تک پہنچ سکتے ہو''...... شاہ بابا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر آپ کا یہی حکم ہے تو میں ابھی قبیلے کی طرف روانہ ہو جاتا ہوں لیکن کیا جانے سے پہلے میں جھیل میں نہا کر اپنے جسم پر لگے ہوئے اس لیپ کو صاف کر سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ اس لیپ کو لگا رہنے دو۔ جب تم قبیلے کے قریب پہنچو گے تو وہاں درختوں پر قبیلے کے افراد بھی موجود ہوں گے۔ تمہارا جسم اس لیپ میں چھپا ہوا ہو گا تو وہ تمہیں آسانی سے نہ پہچان سکیں گے کیونکہ وہ بھی ہمیشہ اسی رنگ کا لیپ استعمال کرتے ہیں۔ ان کے جسموں پر اس رنگ کی لگی ہوئی لیپ ہی ان کی اصل پہچان ہیں۔ اس لیپ سے وہ تمہیں اپنا ہی آدمی سمجھیں گے''...... شاہ بابا

نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''مجھے جانا کس طرف ہے۔ اس سلسلے میں میری رہنمائی کر دیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا تمہیں اب بھی کسی رہنمائی کی ضرورت ہے''...... شاہ بابا نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ آپ کا اشارہ فائرنگ اور دھماکوں کی طرف ہے کہ میں اسی طرف جاؤں''...... عمران نے کہا تو شاہ بابا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''جتنی جلد ممکن ہو سکے قبیلے میں پہنچ جاؤ۔ تم اس وقت تک زمین پر رہ سکتے ہو جب تک تمہارے سامنے خشک جھاڑیوں کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ جیسے ہی تمہیں سرسبز جھاڑیاں اور جڑی بوٹیوں سے بھری زمین نظر آئے تم فوراً زمین چھوڑ دینا کیونکہ آگے وہاں ہر طرف ناگ اور ہر قسم کے حشرات الارض موجود ہیں اور جنگل کا وہ حصہ خطرناک جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ درختوں پر سفر کرنے سے تم ان سب سے بچ سکتے ہو''...... شاہ بابا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تو پھر میں چلتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''رکو۔ یہ اپنے پاس رکھ لو۔ تمہارے کام آئے گا''...... شاہ بابا نے کہا اور پھر انہوں نے اپنے جھولے نما لباس سے ایک پرانا سا خنجر نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ خنجر سالخوردہ تھا لیکن اس کی

دھار اب بھی بنی ہوئی تھی۔ عمران نے ان سے خنجر لیا اور اسے ہاتھ میں لئے مڑ کر اس طرف بڑھنے لگا جس طرف سے اسے مسلسل فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ چونکہ آگے جنگل گھنا تھا اس لئے اسے آگ اور دھواں دکھائی نہ دے رہا تھا جو ظاہر ہے دھماکوں کی صورت میں پیدا ہوتا تھا۔ عمران کچھ دیر تیز تیز قدم اٹھاتا رہا پھر اس کی رفتار میں مزید تیزی آ گئی اور اس نے بھاگنا شروع کر دیا۔ اس کے دوڑنے کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی اور پھر کچھ ہی دیر میں وہ جیسے ہوا میں اُڑتا ہوا دوڑنا شروع ہو گیا۔ وہ دوڑنے میں اپنی پوری قوت لگا رہا تھا۔ جیسے جیسے وہ دوڑتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ فائرنگ اور دھماکوں کی آوازوں میں شدت کے ساتھ اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔

کافرستانی دارالحکومت کے ہوٹل ڈریم لینڈ کے ایک کمرے میں جولیا، صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ وہ چاروں میک اپ میں تھے۔ انہیں یہاں پہنچے ہوئے ابھی ایک گھنٹہ ہی ہوا تھا۔ کاغذات کے مطابق وہ کاروباری افراد تھے اور نوادارت کا بزنس کرتے تھے۔ دارالحکومت میں ان کی آمد بھی بزنس کے سلسلے میں ہی تھی۔ چیف نے انہیں میٹنگ روم میں بلا کر کافرستان میں ایک اہم مشن کے بارے میں بریف کیا تھا۔

چیف کے کہنے کے مطابق کافرستان نے ایک بار پھر پاکیشیا کو نشانہ بنانے کے لئے کافرستان کے ایک گھنے جنگل میں میزائل اسٹیشن تیار کرنا شروع کر دیا تھا جہاں وہ طاقتور ترین میزائل نصب کر کے پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات کو نشانہ بنانے کی تیاری کر رہا تھا۔ کافرستان کا یہ منصوبہ انتہائی خفیہ تھا اور اس کے لئے وہ دن رات کام کر رہا تھا۔ چیف کے کہنے کے مطابق اسے یہ اطلاع کافرستان

کے فارن ایجنٹ ناٹران نے دی تھیں جس نے اپنے ذرائع سے یہ معلومات حاصل کی تھیں کہ اس میزائل اسٹیشن کو بلیک اسٹیشن کا نام دیا گیا تھا اور یہ میزائل اسٹیشن کافرستان کے شمالی علاقے بھوربھم کے جنگل جسے عام طور پر بلیک فورسٹ کہا جاتا تھا کے وسط میں میزائل اسٹیشن تیار کرنا شروع کر دیا تھا اور یہ میزائل اسٹیشن آخری مراحل میں تھا۔

اگلے چند روز تک نہ صرف میزائل اسٹیشن تیار ہو جاتا بلکہ وہاں طاقتور ایٹمی میزائل کی تنصیب بھی شروع ہو سکتی تھی۔ یہ ایک ایسا لاقہ تھا جہاں سے پاکیشیا کی کسی بھی تنصیب کو آسانی سے نشانہ ایا جا سکتا تھا جس سے ملک کی سلامتی کو خطرات لاحق ہو گئے تھے ونکہ کافرستان کا یہ انتہائی خفیہ پلان تھا اس لئے پاکیشیا اس سلسلے ں بین الاقوامی سطح پر بھی آواز نہ اٹھا سکتا تھا اور نہ ہی کافرستان کے اس اقدام کو بین الاقوامی سطح پر چیلنج کر سکتا تھا۔ اس لئے چیف نے ناٹران کی اطلاع پر فوراً انہیں کال کیا اور ان کے سامنے ساری صورتحال رکھ دی۔

ناٹران کی اطلاع کے مطابق بھوربھم کے جنگل میں بننے والے اس میزائل اسٹیشن کی حفاظت کی ذمہ داری ریڈ پاور ایجنسی کی تھی جو ایک طاقتور اور انتہائی باوسائل ایجنسی تھی اور اس کی انتہائی تربیت یافتہ فورس بھوربھم کے اطراف اور جنگل میں پھیلی ہوئی تھی تاکہ اگر کوئی غیر ملکی ایجنٹ اس طرف آئیں تو انہیں نہ صرف روکا جا سکے

ان کا قلع قمع بھی کیا جا سکے۔ چونکہ ناٹران کو جنگل اور بھوربھم کے علاقے کی زیادہ تفصیلات کا علم نہ تھا اس لئے اسے جو بھی معلوم ہوا تھا وہ سب اس نے چیف کو بتا دیا تھا۔ اس کے کہنے کے مطابق وہ اور اس کے ساتھی اکیلے میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کی کوشش تو کر سکتے ہیں لیکن اگر عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران یہاں آ جائیں تو وہ ناممکن کو بھی ممکن کر سکتے تھے۔ چونکہ معاملہ گمبھیر تھا اور عمران بھی یہاں موجود نہ تھا اس لئے چیف نے ان چاروں کو فوری طور پر کافرستان روانہ ہونے کا حکم دیا تھا۔ چیف کے کہنے کے مطابق اس نے ان کے کافرستان جانے کے تمام انتظامات مکمل کر دیئے تھے۔ انہیں دارالحکومت پہنچ کر اس ہوٹل میں قیام کرنا تھا۔

ناٹران نے ان سے اسی ہوٹل میں آ کر ملنا تھا کیونکہ بھوربھم کے علاقے، بلیک فورسٹ اور میزائل اسٹیشن کے ساتھ ساتھ ریڈ پاور ایجنسی کی بھی اس کے پاس کافی معلومات تھیں جو وہ ان کے ساتھ شیئر کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ سب طویل راستے سے سفر کرتے اور میک اپ بدلتے ہوئے یہاں پہنچے تھے۔

”اس بار چیف نے ہمیں نہایت تیز رفتاری سے مشن مکمل کرنے کی ہدایات دی ہیں اور اس بار اس مشن کا ساری ذمہ داری ہم پر ہی ہے کیونکہ ہمارے ساتھ عمران صاحب موجود نہیں ہیں“...... صفدر نے کہا۔

"اچھا ہی ہے کہ عمران ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ اس کی موجودگی میں ہم بس اس کے ساتھ دوڑتے بھاگتے ہی رہ جاتے ہیں اور اپنے طور پر کوئی کام کر ہی نہیں سکتے۔ اس بار اس کی غیر موجودگی میں ہمیں کھل کر کام کرنے کا موقع ملے گا اور ہم چیف سے اپنی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"یہ مت بھولو کہ عمران پراسرار حالات کا شکار ہے۔ ہمیں اس سے اختلاف کرنے کی بجائے اس کی فکر کرنی چاہئے۔ اس بار اس کے مقابلے پر ایک بڑا شیطان کام کر رہا ہے۔ عمران اس کی قید میں ہے۔ نجانے وہ کس حال میں ہے"...... جولیا نے تنویر کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں اس کے لئے دعا گو ہوں اور مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی حفاظت کرتے ہوئے شیطان کو بھی فنا کر دے گا۔ یہ نہ سمجھیں کہ میں عمران کے لئے متفکر نہیں ہوں۔ میں نے بس ایک نظریاتی بات کی ہے کہ ہم نے یہ مشن اپنی مدد آپ کے تحت مکمل کرنا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"چیف نے ہمیں مشن کی تقریباً تمام معلومات فراہم کر دی ہیں۔ چیف کے کہنے کے مطابق میزائل اسٹیشن بھوربھم کے بلیک فورسٹ میں موجود ہے۔ ہمیں کسی طرح وہاں پہنچنا ہے اور اس میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنا ہے۔ چیف نے جب ہمیں ساری معلومات دے دی ہیں تو پھر ہمیں یہاں ناٹران سے مزید کون سی معلومات

لینے کا کہا گیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"چیف کے کہنے کے مطابق ناٹران کے پاس ریڈ پاور ایجنسی کی معلومات ہیں جن سے ہمیں اس بات کا پتہ چل سکتا ہے کہ ریڈ پاور ایجنسی نے بھوربھم اور بلیک فورسٹ کی حفاظت کے لئے کیا انتظامات کئے ہیں۔ ہمیں ان انتظامات کو مدنظر رکھ کر ہی اپنا کام کرنا ہوگا تاکہ ہم ہرصورت ان انتظامات سے بچ کر میزائل اسٹیشن تک پہنچ سکیں اور اسے تباہ کر سکیں"...... جولیا نے جواب دیا تو کیپٹن شکیل نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

"اب ناٹران کا نجانے کب تک انتظار کرنا پڑے گا"...... تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑے۔

"کون ہے"...... صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔

"روم سروس"...... باہر سے ایک انجان سی آواز سنائی دی۔

"یہ تو ناٹران کی آواز نہیں ہے۔ بہرحال سب ہوشیار رہیں۔ میں دیکھتا ہوں"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ اٹھا اور تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے فوراً مشین پسٹل نکال کر ہاتھوں میں لے لئے اور اپنی پوزیشنیں سنبھال لیں۔ صفدر نے مڑ کر ان کی طرف دیکھا اور پھر انہیں تیار دیکھ کر اس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور

دروازے کا لاک کھول دیا۔ اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا تو باہر واقعی ایک ویٹر موجود تھا۔ ویٹر ایک ٹرالی لایا تھا۔ ٹرالی پر چائے کا سامان اور سنیکس رکھے ہوئے تھے۔

"یہ کس کا آرڈر ہے۔ ہم نے تو کوئی آرڈر نہیں دیا"...... صفدر نے کہا۔

"سپیشل آرڈر ہے جناب"...... ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی مسکراہٹ دیکھ کر صفدر کچھ سوچ کر ایک طرف ہٹ گیا تو ویٹر ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آ گیا۔ صفدر نے دروازہ بند کر دیا۔ ویٹر ٹرالی دھکیلتا ہوا میز کے پاس آیا اور پھر ٹرالی روک کر وہ ٹرالی سے سامان اٹھا کر میز پر رکھنے لگا۔ سب کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں۔

"کس نے دیا ہے یہ سپیشل آرڈر"...... صفدر نے اس کے قریب آ کر قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"سپیشل آرڈر دینے والے اپنا نام نہیں بتایا کرتے۔ بہرحال آپ کے لئے پیغام ہے کہ آپ ایک گھنٹے کے بعد ہوٹل چھوڑ کر ہوٹل کے عقب میں پہنچ جائیں۔ ہوٹل کے عقب میں سیاہ رنگ کی ایک بند باڈی والی وین ہے۔ اس کا عقبی دروازہ کھلا ہو گا۔ آپ کو اس وین میں سوار ہونا ہے۔ وین آپ کو لے کر یہاں سے نکل جائے گی اور باس کے محفوظ ٹھکانے تک پہنچا دے گی۔ میری باس سے مراد ناٹران ہے"...... ویٹر نے دھیمی آواز میں کہا تو اس کے

منہ سے ناٹران کا نام سن کر ان کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"تو تم ناٹران کے ساتھی ہو"...... تنویر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو یہاں موجود ہوں اور آپ کو سپیشل آرڈر سرو کر رہا ہوں"...... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"اس قدر خفیہ طریقہ کیوں۔ کیا یہاں کوئی خطرہ ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ یہاں حالات بے حد سخت ہے۔ ہر طرف ریڈ پاور فورس پھیلی ہوئی ہے جو ہر نئے آنے جانے والے خاص طور پر غیر ملکیوں کی کڑی چیکنگ کر رہی ہے۔ ان کے پاس جدید ترین میک اپ واشر بھی ہیں اور ڈیجیٹل کیمرے بھی جن سے کسی بھی قسم کا میک اپ چھپا نہیں رہ سکتا ہے۔ وہ ابھی بڑے بڑے ہوٹلوں اور ریسٹورنٹس کی چیکنگ کر رہے ہیں لیکن انہیں یہاں پہنچنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی اور ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے آپ کو یہاں سے نکال لیا جائے گا"...... نوجوان نے جواب دیا۔

"اگر یہاں اتنا ہی خطرہ ہے تو پھر ایک گھنٹے بعد کیوں۔ ہم ابھی یہاں سے نکل جاتے ہیں۔ تم ہمیں ناٹران کے ٹھکانے کے بارے میں بتا دو ہم الگ الگ راستوں سے ہوتے ہوئے وہاں پہنچ

جائیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ یہاں کوئی راستہ سیف نہیں ہے۔ باس کا ایک خاص آدمی ہے جس کا اصل نام تو کچھ اور ہے لیکن وہ قلندر کہلانا پسند کرتا ہے اور باس بھی اسے قلندر ہی کہتے ہیں۔ وہ چند ایسے راستے جانتا ہے جہاں پر خطرہ نہیں ہے۔ وہ انہی راستوں سے آپ کو خاص ٹھکانے پر پہنچا سکتا ہے"...... نوجوان نے کہا۔

"تمہارا کیا نام ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"محسن علی"...... نوجوان نے کہا۔

"تو کیا ہمیں اب ایک گھنٹہ یہیں رکنا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ یہاں میرے ساتھ اور بھی افراد موجود ہیں جو ہوٹل کے ہر حصے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جب تک قلندر وین لے کر نہیں آ جاتا آپ سب کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے"...... نوجوان نے جواب دیا۔

"تو کیا قلندر کی وین میں تم سب بھی ہمارے ساتھ جاؤ گے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"نہیں۔ ہم بعد میں آئیں گے لیکن آپ بے فکر رہیں۔ قلندر انتہائی ذمہ دار اور دلیر آدمی ہے۔ وہ آپ کو آسانی سے یہاں سے نکال کر لے جائے گا"...... محسن علی نے جواب دیا۔ پھر وہ مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور کمرے سے باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا۔

"اس آدمی کے کہنے کے مطابق ریڈ پاور ایجنسی کی پاور فورس پورے شہر میں پھیلی ہوئی ہے اور کڑی چیکنگ کر رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ریڈ پاور ایجنسی کو ہماری آمد کی اطلاع مل چکی ہے جو وہ اس قدر کڑی چیکنگ کر رہی ہے"...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ واقعی یہ عجیب بات ہے کہ اس ایجنسی کو ہماری آمد کی اطلاع مل چکی ہے جبکہ ہم نہایت خفیہ طور پر پاکیشیا سے روانہ ہوئے تھے اور ہم نے یہاں تک پہنچنے کے لئے طویل سفر بھی کیا ہے۔ پورے راستے ہم چوکنا تھے اور ہمیں کسی بھی مقام پر اس بات کا شبہ تک نہ ہوا تھا کہ ہم پر نظر رکھی جا رہی ہے"...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تو پھر انہیں کیسے پتہ چلا کہ ہم یہاں ہیں اور اب وہ ہماری تلاش میں لگے ہوئے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"محسن علی نے ہم سے یہ نہیں کہا ہے کہ وہ ہماری ہی تلاش کر رہے ہیں۔ اس نے یہ کہا ہے کہ یہاں آنے والے ہر نئے آدمی کی چیکنگ کی جا رہی ہے خاص طور پر غیر ملکیوں کی۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں کسی اور کی تلاش ہو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بھی ممکن ہے۔ لیکن اگر ایسی بات ہوتی تو ناٹران ہمیں اس طرح خفیہ طور پر یہاں سے نکلنے کا پیغام نہ بھجواتا۔ ہو سکتا ہے اسے اس بات کی بھی اطلاع ملی ہو کہ پاور فورس ہماری ہی

تلاش میں ہے"...... صفدر نے کہا۔

"تو پھر بات گھوم پھر کر وہیں آ جاتی ہے کہ ریڈ پاور ایجنسی کو اس بات کا علم کیسے ہوا کہ ہم یہاں پہنچ چکے ہیں یا پہنچنے والے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"یہ تو سوچنے کی بات ہے۔ کہیں نہ کہیں سے تو ہمارے بارے میں کوئی بات لیک آؤٹ ہوئی ہے جو ریڈ پاور ایجنسی تیزی سے حرکت میں آ گئی ہے"...... صفدر نے کہا۔ انہوں نے چائے پی اور سنیکس کھائے اور پھر وہ انتظار کرنے لگے۔ انہوں نے ایک گھنٹہ اسی کمرے میں گزارا اور پھر ایک گھنٹے بعد دوبارہ دروازے پر دستک ہوئی تو وہ چونک پڑے۔

"کون ہے"...... صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔

"روم سروس"...... باہر سے اسی نوجوان محسن علی کی آواز سنائی دی تو صفدر اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ کھولا تو باہر واقعی وہی ویٹر محسن علی موجود تھا۔ صفدر نے راستہ دیا تو وہ اندر آ گیا۔

"قلندر وین لے کر پہنچ چکا ہے۔ آپ دس دس منٹ کے وقفے سے باہر نکلیں گے اور وین میں پہنچ جائیں گے۔ میں نے آپ کے لئے ہوٹل کا عقبی راستہ کھلوا دیا ہے اس لئے آپ کو یہاں سے نکلنے اور وین تک پہنچنے میں دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے گا"...... محسن علی نے میز پر پڑے ہوئے خالی برتن اٹھا کر ٹرالی میں رکھتے ہوئے

کہا۔

"وین کا رنگ اور اس کا نمبر تو بتاؤ"...... جولیا نے کہا۔

"سیاہ رنگ کی بند باڈی والی وین ہے"...... محسن علی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے وین کا رجسٹریشن نمبر بھی بتا دیا۔ اس نے جلدی جلدی سامان سمیٹا اور پھر ٹرالی دھکیلتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ محسن علی کے جاتے ہی انہوں نے اپنا سامان سمیٹا اور پھر سب سے پہلے تنویر بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور چار لمبے تڑنگے اور نہایت طاقتور آدمی اچھل کر اندر آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

"خبردار۔ جہاں ہو وہیں رہو ورنہ بھون کر رکھ دیں گے"...... ان میں سے ایک آدمی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ ان چاروں افراد کو اس طرح اندر آتے دیکھ کر وہ سب جیسے اپنی جگہوں پر ساکت ہو گئے۔

"کیا مطلب۔ کون ہو تم اور اس طرح اندر آنے کا مطلب"...... تنویر نے فوراً خود کو سنبھالتے ہوئے انتہائی تلخ اور سخت لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق پاور فورس سے ہے"...... اس آدمی نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"میں یہ نہیں پوچھ رہا کہ تمہارا تعلق کس ایجنسی یا کس فورس سے ہے۔ میں پوچھ رہا ہوں۔ تم یہاں اس طرح کیوں آئے ہو۔ کیا

یہاں غیر ملکیوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہے۔ تم جانتے نہیں
ہمارا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے اور ہم گریٹ لینڈ سے یہاں بزنس
کے سلسلے میں آئے ہیں“...... تنویر نے اسی طرح غصیلے لہجے میں
کہا۔
”تم کون ہو اور کیا کرنے آئے ہو۔ اس کے بارے میں ابھی
پتہ چل جائے گا“...... اس آدمی نے تلخ لہجے میں کہا۔
”کیا پتہ چل جائے گا۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ کیا ہمارا تعلق کسی
عسکریت پسند تنظیم سے ہے یا ہم کرمنل ہیں جو تم ہمارے ساتھ
اس انداز میں پیش آ رہے ہو۔ کیا تمہارے ملک کا یہی قانون ہے
کہ ہم جیسے غیر ملکی بزنس مینز سے اس انداز میں پیش آیا
جائے“...... صفدر نے آگے آ کر غصیلے لہجے میں کہا۔
”شٹ اپ۔ تم سب خاموش ہو جاؤ ورنہ ہم ٹریگر دبا دیں گے
اور تم سب کی لاشیں گر جائیں گی“...... اس آدمی نے کہا۔
”یہ تو زور زبردستی والی بات ہو گئی۔ ٹھہرو میں ابھی اپنے
سفارت خانے میں بات کرتی ہوں“...... جولیا نے کہا اور اپنے ہینڈ
بیگ کی طرف بڑھی۔ اسی لمحے اس بولنے والے نے جولیا کی طرف
ایک فائر کر دیا۔ گولی زائیں کی آواز کے ساتھ جولیا کے عین سر
کے قریب سے گزرتی چلی گئی اور جولیا وہیں رک گئی۔
”اپنی جگہ سے ایک انچ بھی ہلی تو اس بار گولی ٹھیک تمہارے سر
میں گھس جائے گی“...... اس آدمی نے غراتے ہوئے کہا۔

”یہ سب تم اچھا نہیں کر رہے ہو۔ ہماری بھی عزت ہے۔ ہم
بھی اپنے ملک کے باعزت شہری ہیں اور تمہارے ملک سے باقاعدہ
ویزہ لے کر یہاں بزنس کے لئے آئے ہیں پھر تم ہمارے ساتھ
اس قدر ناروا سلوک کیسے کر سکتے ہو“...... کیپٹن شکیل نے احتجاج
بھرے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی بات کرتے اسی
لمحے بولنے والے آدمی کی جیب میں موجود سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی
تو وہ چونک پڑا۔
”ان پر نظر رکھو۔ اگر یہ کوئی حرکت کریں تو انہیں گولی مار
دینا“...... اس آدمی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے جدید
ساخت کا سیل فون نکال لیا۔
”یس مادام۔ دھارو بول رہا ہوں“...... اس آدمی نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف کی بات سننے لگا۔
”یس مادام۔ چاروں اپنے کمرے میں ہی موجود ہیں۔ تین مرد
ہیں جبکہ ایک عورت ہے اور یہ چاروں گریٹ لینڈ کے میک اپ
میں ہیں“...... اس آدمی نے کہا اور میک اپ کا سن کر وہ چاروں
چونک پڑے۔
”یس مادام۔ اوکے مادام“...... دھارو نے کہا اور پھر وہ چند
لمحے دوسری طرف کسی مادام سے بات کرتا رہا پھر اس نے اوکے کہا
اور سیل فون کان سے ہٹا کر اس کا بٹن پریس کیا اور اسے جیب
میں رکھ لیا۔

"یہ تم کس مادام سے بات کر رہے تھے اور تم نے اپنی مادام کو یہ کیوں کہا ہے کہ ہم گریٹ لینڈ کے افراد کے میک اپ میں ہیں"...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں اپنی مادام مہا لکشمی سے بات کر رہا تھا جو پاور فورس کی نئی سربراہ ہے"...... دھارو نے جواب دیا۔

"کہاں ہے تمہاری مادام۔ میری اس سے بات کراؤ۔ ابھی اور اسی وقت۔ میں اس سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہاں آنے والے غیر ملکیوں سے ایسا سلوک کیوں کیا جا رہا ہے۔ ہم نے ایسا کون سا جرم کیا ہے کہ تم لوگ اس طرح بغیر اجازت ہمارے کمرے میں گھس آئے ہو اور ہمیں گن پوائنٹ پر لے کر کھڑے ہو گئے ہو"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہو۔ مادام نے تم سب کو اپنے پاس بلایا ہے اور اب ہم تمہیں مادام کے پاس لے جائیں گے"...... دھارو نے کہا تو وہ سب چونک پڑے اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی بات کرتے، دھارو نے اچانک ہاتھ میں پکڑی ہوئی کوئی چیز پوری قوت سے زمین پر مار دی۔ اس سے پہلے کہ جولیا اور اس کے ساتھی کچھ سمجھتے اچانک ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور دھماکا ہوتے ہی جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی ان دیکھی طاقت نے یکلخت اس کی گردن پکڑ لی ہو۔

جولیا کو جھٹکا لگا وہ لڑکھڑاتی ہوئی کئی قدم پیچھے ہٹی اور پھر اسے اپنے دماغ پر اندھیرے کی یلغار ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے

سر جھٹک کر دماغ پر چھانے والا اندھیرا دور کرنے کی کوشش کی لیکن لا حاصل۔ دھماکے کے بعد جولیا کو نہ کوئی بو محسوس ہوئی تھی اور نہ ہی کوئی دوسرا احساس۔ بس ایک لمحہ مزید گزرا ہو گا اور وہ لہراتی ہوئی فرش پر پڑے ہوئے قالین پر گرتی چلی گئی۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے اپنے ساتھیوں کے گرنے کی آوازیں بھی سنی تھیں۔

دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو کرنل بھرت راج جو اپنے آفس
میں میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا
یکلخت چونک پڑا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سے اس کے چہرے پر غصہ
ابھر آیا تھا لیکن جب اس نے دروازہ کھلنے کے بعد مہا لکشمی کو اندر
آتے دیکھا تو اس کے چہرے کے خدوخال نرم پڑ گئے۔

''تم ہمیشہ اسی طرح دھماکے سے دروازہ کھول کر آتی ہو۔ ایسا
لگتا ہے جیسے کسی نے اچانک میرے سر پر بم مار دیا ہو''...... کرنل
بھرت راج نے مسکراتے ہوئے کہا تو مہا لکشمی بے اختیار مسکرا دی۔
وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھی اور عادت کے مطابق کرنل بھرت
راج سے اجازت لئے بغیر میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسی پر
بیٹھ گئی۔

''میں بلاسٹ گرل ہوں اور جہاں جاتی ہوں ایسے ہی دھماکا کر
کے جاتی ہوں تاکہ سب کو پتہ چل سکے کہ آنے والی بلاسٹ گرل

ہے''...... مہا لکشمی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل بھرت راج بے
اختیار مسکرا دیا۔

''میری حالت پر تو رحم کیا کرو۔ تم جانتی ہو کہ میں ویسے ہی
کمزور دل کا مالک ہوں۔ تم اس طرح دروازے پر دھماکے کرتی
ہوئی اندر آؤ گی تو میرا دل ہی دھڑکنا بھول جائے گا''...... کرنل
بھرت راج نے کہا تو مہا لکشمی ہنس پڑی۔

''تمہارا دل تو مجھے دیکھ کر بھی دھڑکنا بھول جاتا ہے''...... مہا
لکشمی نے برجستہ کہا تو اس کے برجستہ جواب پر کرنل بھرت راج
بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''یہ تمہارے حسن کا قصور ہے کہ میں تو کیا جو بھی تمہیں دیکھتا
ہے اس کے دل کی دھڑکن یا تو تیز ہو جاتی ہے یا پھر وہ دھڑکنا ہی
بھول جاتا ہے''...... کرنل بھرت راج نے جواب دیا تو مہا لکشمی بے
اختیار کھلکھلا کر ہنسنا شروع ہو گئی۔

''کافی خوش دکھائی دے رہی ہو۔ کوئی کارنامہ سرانجام دے کر
آئی ہو کیا''...... کرنل بھرت راج نے اس کی طرف غور سے دیکھتے
ہوئے کہا۔

''میرے پاس تمہارے لئے کئی اہم خبریں ہیں کرنل بھرت
راج۔ سنو گے تو حیرت سے بے ہوش ہی ہو جاؤ گے''...... مہا لکشمی
نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ارے باپ رے۔ میں پہلے ہی تمہارے حسن کی تاب نہ

لاتے ہوئے اپنے ہوش و حواس میں نہیں رہتا اب تم خبریں سنا کر مجھے بے ہوش کرنا چاہتی ہو پھر تو مجھے جلد سے جلد اپنی لائف کا بیمہ کرا لینا چاہئے"...... کرنل بھرت راج نے کہا تو مہا لکشمی ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"بیمہ۔ وہ کیوں"...... مہا لکشمی نے چونک کر کہا۔

"بار بار بے ہوش ہونا خطرناک بیماری ہوتی ہے۔ کسی دن یہ جان بھی لے سکتی ہے اور جان نکلنے سے پہلے لائف انشورنس کرا لینا ضروری ہوتا ہے تاکہ بعد میں تم جیسی حسیناؤں کے اخراجات تو پورے ہوتے رہیں ورنہ تم نے یہی کہنا ہے کہ جانا تھا تو کچھ تو میرے نام کر جاتے"...... کرنل بھرت راج نے ہنستے ہوئے کہا تو مہا لکشمی ایک بار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تمہاری ہر چیز پر میں پہلے سے ہی قابض ہوں۔ اب واقعی تمہارے پاس مجھے دینے کے لئے کچھ نہیں ہے اس لئے مرنے سے پہلے واقعی اپنی لائف انشورنس کرا لو تاکہ تمہارے مرنے کے بعد تمہاری ہی بیمہ پالیسی سے میں تمہارے مرنے کی رسومات تو ادا کر سکوں ورنہ سب نے ہی اعتراض کرنا ہے کہ تمہاری سب سے چہیتی گرل فرینڈ ہونے کے باوجود میں نے تمہارے مرنے پر نہ افسوس کیا اور نہ موت کی رسومات ادا کیں"...... مہا لکشمی نے ہنستے ہوئے کہا تو کرنل بھرت راج ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تو تم میرے مرنے کے بعد بھی میرا جوتا ہی میرے سر پر

ارنے کا سوچ رہی ہو"...... کرنل بھرت راج نے کہا تو مہا لکشمی کی ہی تیز ہو گئی۔

"زمانہ ہی ایسا ہے ڈیئر۔ جس کا جوتا اسی کا سر"...... مہا لکشمی نے کہا تو کرنل بھرت راج ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"اچھا اب بتاؤ۔ کیا خبریں ہیں"...... کرنل بھرت راج نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"سب سے پہلی خبر تو یہ ہے کہ گرو مہاراج سے میری بات ہو گئی تھی۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے یہاں آنے کا اندیشہ ہے۔ یا تو وہ انہیں پاکیشیا میں ہی روکنے کے لئے کوئی اقدام کرے یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو اپنی سفلی طاقتوں سے پاکیشیا میں ہی ہلاک کرا دے تاکہ ان کا کافرستان میں آنے کا اندیشہ ہی نہ رہے اور اگر ایسا کرنا اس کے لئے مشکل ہو تو وہ کسی ایک سفلی طاقت کو میرے ساتھ کر دے تاکہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھ سکے اور ان کی ہر موومنٹ کے بارے میں مجھے خبر دیتی رہے۔ گرو مہاراج نے دونوں کام ہی ایک ساتھ کر ڈالے تھے۔ اس نے اپنی چند سفلی طاقت کو جائیوں کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا راستہ روکنے اور انہیں ہلاک کرنے کے لئے پاکیشیا بھیج دیا تھا اور ایک مہان طاقتوں کی مالکہ کو جائی کو انسانی روپ میں مجھے بھی سونپ دیا تھا۔ اس کو جائی کا نام ہماشی ہے۔ جو انسانی روپ میں میرے ساتھ رہتی ہے۔ وہ مجھے

ہر بات تفصیل سے بتا سکتی ہے اور مشکل وقت میں میری مدد بھی کر
سکتی ہے اس لئے میں نے اسے اپنا نمبر ٹو بنا لیا ہے اور وہ ہر وقت
میرے ساتھ رہتی ہے۔ اس کی مدد سے مجھے پتہ چلا کہ گرو مہاراج
نے پاکیشیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہلاک کرنے کے
لئے جن کوجائیوں کو بھیجا تھا انہوں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو
ہلاک کرنے اور ان کا راستہ روکنے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن ان
کی حفاظت روشنی کی طاقتیں کر رہی تھیں اس لئے کوجائیاں نہ تو ان
کے قریب جا سکیں اور نہ انہیں نقصان پہنچا سکیں۔ پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے ممبران عمران کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے
لئے ایک نیک بزرگ کے پاس جانا چاہتے تھے اور کوجائیوں کی
کوشش تھی کہ انہیں اس نیک بزرگ سے نہ ملنے دیا جائے تاکہ وہ
انہیں کسی بھی صورت میں یہ نہ بتا سکے کہ عمران کہاں اور کس حالت
میں ہے لیکن کوجائیوں نے جب انہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی تو
روشنی کی طاقتیں ظاہری حالت میں ان کی مدد کو پہنچ گئیں اور انہوں
نے نہ صرف ممبران کو کوجائیوں کے حملوں سے بچا لیا بلکہ کوجائیوں
کو بھی دور بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ بہرحال ممبران اس نیک بزرگ
تک پہنچ گئے اور اس طرح انہیں اس بات کا علم ہو گیا کہ عمران
کہاں اور کس حالت میں ہے۔ وہاں کیا باتیں ہوئیں اور کیا پلاننگ
کی گئی اس کے بارے میں تو ہاشی کو پتہ نہیں چل سکا ہے لیکن
ہاشی نے مجھے بتایا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس پر وہ مسلسل نظریں

رکھے ہوئے ہے اور اگر وہ پاکیشیا سے کافرستان آئے تو وہ ان کے
بارے میں مجھے سب کچھ بتا دے گی۔ ایک طرف یہ صورت حال
ہے تو دوسری طرف گرو مہاراج نے مجھے کال کر کے خصوصی طور پر
ایک اسکوارڈ منگوایا تھا۔ وہ گھناری جنگل میں موجود دشنام قبیلے پر
حملہ کرنا چاہتا ہے۔ گھناری جنگل کے قبیلے کا سردار کوبلا اس کے
خلاف کام کر رہا ہے اور اس کے پاس ایک ساحر کی حنوط شدہ لاش
موجود ہے جسے وہ زندہ کر کے گرو مہاراج اور اس کے کاز کو نقصان
پہنچا سکتا ہے۔ گرو مہاراج نے مجھے حکم دیا کہ میں مسلح فورس کو بھیج
کر گھناری جنگل میں موجود دشنام قبیلے کو مکمل طور پر ختم کر دوں اور
کوبلا کے پاس موجود اس لاش کو حاصل کر کے اسے پہنچا دوں۔
چونکہ یہ گرو مہاراج کا حکم تھا اس لئے مجھے فوراً اس پر عمل کرنا پڑا۔
میں نے دس گن شپ ہیلی کاپٹروں کا اسکوارڈ فوری طور پر گھناری
جنگل کی طرف روانہ کر دیا ہے جس کی کمانڈ اسکوارڈن لیڈر کیپٹن
دلیپ کر رہا ہے۔ میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ گھناری جنگل میں
موجود دشنام قبیلے کی اینٹ سے اینٹ بجا دے اور سارے قبیلے کو
نیست و نابود کر دے اور جب سارا قبیلہ ختم ہو جائے تو وہ ٹروپرز کو
نیچے اتارے اور قبیلے میں اس لاش کو تلاش کرے جس کی گرو
مہاراج کو ضرورت ہے۔ اب تک وہ یقیناً گھناری جنگل میں پہنچ چکا
ہو گا اور اس نے دشنام قبیلے کی اینٹ سے اینٹ بجائی شروع کر
دی ہو گی۔ اس کے علاوہ عمران کے بارے میں خبر ملی ہے کہ اسے

ایک تاریک کنویں میں زنجیروں میں باندھ کر رکھا گیا تھا۔ اس نے حیرت انگیز طور پر نہ صرف زنجیریں توڑ دی ہیں بلکہ وہ پانچ سو فٹ سے زیادہ گہرے کنویں سے نکل بھاگا ہے۔ کوجائیوں نے اس کے دماغ پر قبضہ کیا ہوا تھا اس لئے اس کے ذہن میں کوئی مقدس نام اور مقدس کلام نہ آ رہا تھا لیکن پھراچانک لاشعوری طور پر عمران کی زبان پر مقدس نام آ گیا اور پھر اس نے زور وشور سے مقدس کلام پڑھنا بھی شروع کر دیا جس کے نتیجے میں وہاں پہرا دینے والی کوجائیاں ڈر کر بھاگ گئیں۔ عمران کنویں سے نکلا اور پھر وہ نجانے جنگل میں جا کر کہاں گم ہو گیا۔ کوجائیاں اسے ہر طرف تلاش کرتی پھر رہی ہیں لیکن تاحال عمران کا ابھی تک کچھ علم نہیں ہو سکا ہے کہ وہ کہاں پر موجود ہے''...... مہا لکشمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ تو ساری کی ساری بری خبریں ہیں۔ کوجائیاں پاکیشیا جا کر نہ تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کر سکی ہیں اور یہاں عمران کو انہوں نے قید کیا ہوا تھا اس کی بھی حفاظت وہ نہ کر سکیں اور وہ انہیں جل دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے''...... کرنل بھرت راج نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ ساری بری خبریں ہیں لیکن اس کے باوجود مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی جہاں مرضی جا کر چھپ جائیں لیکن وہ میرے ساتھ موجود کوجائی سے خود کو نہ چھپا سکیں گے۔ وہ جہاں بھی جائیں گے اور جس حلیئے میں بھی ہوں گے

کوجائی ہماشی مجھے ان کے بارے میں بتا دے گی اور میں مسلح افراد کو وہاں بھیج کر ان سب کا خاتمہ کر دوں گی۔ عمران کو ہلاک کرنے سے مجھے گرو مہاراج نے منع کر رکھا ہے ورنہ اسے بھی ہلاک کرنا میرے لئے مشکل ثابت نہ ہوتا۔ مجھے اس کے بارے میں بھی ہماشی نے بتایا ہے کہ اس کے ساتھ روشن دنیا کا ایک نمائندہ ہے جو اسے اپنی روحانی طاقتوں سے اٹھا کر گھناری جنگل میں لے گیا ہے۔ چونکہ عمران اس وقت گھناری جنگل میں اس نیک آدمی کے ساتھ ہے اس لئے ہماشی کو وہ دکھائی نہیں دے رہا ہے لیکن اسے عمران کی بو اسی جنگل سے محسوس ہو رہی ہے۔ ایک بار عمران اس نیک آدمی سے دور ہٹ جائے تو ہماشی اسے آسانی سے دیکھ لے گی اور پھر میں اس کے ذریعے دوسری کوجائیوں کو اطلاع دے کر اسے پھر سے پکڑ لوں گی اور کوجائیاں اس بار اسے ایسی جگہ لے جا کر قید کریں گی جہاں سے وہ آزاد ہونے کا سوچ بھی نہ سکے گا اور دوسری طرف ہماشی کے کہنے کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چار افراد جن میں تین مرد اور ایک عورت شامل ہے۔ کافرستان آنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ میک اپ بدل بدل کر دوسرے ممالک سے ہوتے ہوئے کافرستان پہنچیں گے اور ان کے پاس ایسے سفری دستاویزات موجود ہوں گے جن سے وہ خود کو نہ صرف بزنس مین ثابت کر سکیں بلکہ ان کے پاس ورلڈ ٹور کا اجازت نامہ بھی ہو گا۔ وہ جیسے ہی کافرستان پہنچیں گے ہماشی ان کے بارے

میں مجھے مطلع کر دے گی اور پھر میں ان کی سرکوبی کے لئے فورس بھیج دوں گی۔ میں انہیں زندہ گرفتار کراؤں گی تا کہ انہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر سکوں''...... مہا لکشمی نے کہا۔

''کیا اب بھی ہماشی تمہارے ساتھ ہے''...... کرنل بھرت راج نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ وہ ظاہری حالت میں کم اور غیبی حالت میں زیادہ رہتی ہے لیکن جب میں اسے آواز دیتی ہوں تو وہ میرے سامنے فوراً ظاہر ہو جاتی ہے اور میرے ہر حکم پر عمل کرتی ہے''...... مہا لکشمی نے کہا۔

''بہت خوب۔ کیا تم اسے یہاں بھی بلا سکتی ہو''...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

''تم شاید اسے دیکھنا چاہتے ہو''...... مہا لکشمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے سفلی ذریات کے بارے میں سنا تو بہت ہے لیکن انہیں آج تک دیکھا نہیں ہے۔ اگر سچ مچ تمہارے پاس کوئی سفلی طاقت موجود ہے تو میں چاہتا ہوں کہ تم اسے بلاؤ۔ میں اسے ایک بار اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں''...... کرنل بھرت راج نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اسے بلا تو سکتی ہوں لیکن......'' مہا لکشمی نے کہا اور پھر لیکن کہہ کر وہ خاموش ہو گئی۔

''لیکن۔ لیکن کیا''...... کرنل بھرت راج نے پوچھا۔

''وہ ایک سفلی طاقت ہے اور سفلی طاقتوں کو بھینٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بھینٹ میں وہ انسانی خون مانگتی ہیں جو انہیں ہر صورت دینا پڑتا ہے۔ جب تک وہ غائب ہے اسے نہ تو بھوک لگتی ہے اور نہ پیاس لیکن جب وہ ظاہر ہوتی ہے تو اس کی حالت عام انسانوں جیسی ہو جاتی ہے پھر وہ اپنی بھوک پیاس مٹانے کے لئے خون مانگتی ہے اور جب تک وہ شکم سیر ہو کر خون نہ پی لے اسے سکون نہیں آتا۔ تم اگر اسے دیکھنا چاہتے ہو تو اس کے لئے ایک بھرا ہوا خون کا مٹکا منگوا لو۔ جب وہ تمہارے سامنے آئے تو تم اسے وہ مٹکا دے دینا۔ وہ تمہاری بھی دوست بن جائے گی اور اگر تم ایسا نہ کر سکے تو پھر وہ بھینٹ کے طور پر تمہارا بھی خون پی سکتی ہے''...... مہا لکشمی نے کہا تو اس کی بات سن کر کرنل بھرت راج کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''کک کک۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو۔ اگر میں نے اسے خون سے بھرا مٹکا نہ دیا تو میرا ہی خون پی جائے گی''...... کرنل بھرت راج نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ بالکل سچ ہے''...... مہا لکشمی نے کہا۔

''ارے باپ رے۔ پھر میں اس کے لئے خون سے بھرا ہوا مٹکا کہاں سے لاؤں۔ رہنے دو۔ میں اسے پھر کبھی دیکھ لوں گا''...... کرنل بھرت راج نے کہا تو مہا لکشمی اس کا خوف دیکھ کر

بے اختیار کھلکھلا کر ہنسنا شروع ہو گئی۔

"لیکن تم۔ تم بھی تو اسے بلاتی ہو گی۔ جب وہ تمہارے سامنے آتی ہے تو کیا وہ تم سے خون کی بھینٹ نہیں مانگتی"...... کرنل بھرت راج نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میرا اس سے معاہدہ ہو چکا ہے۔ میں نے اس سے وعدہ کر رکھا ہے کہ خون سے بھرا ہوا ایک منکا میں اسے صبح اور ایک شام کو دیا کروں گی اور میں ایسا ہی کرتی ہوں۔ ہر صبح میں اسے خون سے بھرا ہوا ایک منکا دیتی ہوں اور ایک شام کو۔ اس کے علاوہ وہ مجھ سے بھینٹ نہیں مانگتی"...... مہا لکشمی نے کہا۔

"دو وقت خون سے بھرا ہوا منکا تم کہاں سے لاتی ہو اور وہ خون کس کا ہوتا ہے"...... کرنل بھرت راج نے چونک کر کہا۔

"ہماشی صرف انسانی خون پسند کرتی ہے۔ خون کا ایک منکا بھرنے کے لئے مجھے سو پاؤنڈ خون کی ضرورت ہوتی ہے جو ظاہر ہے میں بلڈ بنک سے ہی حاصل کرتی ہوں۔ میں نے اپنے چند ساتھیوں کو خون جمع کرنے کے پر ہی لگایا ہوا ہے۔ وہ ملک کے مختلف حصوں سے خون کے دو سو بیگ حاصل کرتے ہیں اور مجھ تک پہنچاتے ہیں اور میں سارا خون دو منکوں میں بھر کر ہماشی کو دے دیتی ہوں اور بس"...... مہا لکشمی نے جواب دیا۔

"تمہارے ساتھی بلڈ بنکوں سے خون حاصل کرتے ہیں تو انہیں حیرانی نہیں ہوتی کہ تم روزانہ دو سو بیگ خون کا کیا کرتی ہو"......

کرنل بھرت راج نے حیرت سے کہا۔

"ان کے سروں پر ہماشی کا قبضہ ہے۔ انہیں ایسا کچھ سوچنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔ وہ وہی کرتے ہیں جو ہماشی ان سے کرانا چاہتی ہے۔ ان بے چاروں کو تو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ کب کس بلڈ بنک میں گئے تھے اور کب وہاں سے گن پوائنٹ پر بلڈ سے بھرے ہوئے بیگ اٹھا کر فرار ہو گئے تھے۔ پورے ملک میں اس وقت کہرام مچا ہوا ہے کہ چند نامعلوم افراد بلڈ بنکوں پر حملے کر رہے ہیں اور وہاں سے بلڈ بیگ اٹھا کر بھاگ رہے ہیں"...... مہا لکشمی نے جواب دیا تو کرنل بھرت راج ایک طویل سانس لے کر رہ گیا لیکن اسی لمحے مہا لکشمی بے اختیار زور زور سے کھلکھلا کر ہنسنا شروع ہو گئی تو کرنل بھرت راج چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"اب کیا ہوا۔ تم اس طرح کیوں ہنس رہی ہو"...... کرنل بھرت راج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تم جیسے احمق کی حماقت پر ہنس رہی ہوں"...... مہا لکشمی نے کہا تو کرنل بھرت راج کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"یہ تم کیا بکواس کر رہی ہو۔ تم میری گرل فرینڈ ہو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم مجھے احمق کہنا شروع کر دو"...... کرنل بھرت راج نے غراتے ہوئے کہا تو مہا لکشمی کی ہنسی رک گئی۔

"اوہ۔ تم سنجیدہ ہو گئے ہو۔ میں تو مذاق کر رہی تھی ڈیئر۔ مجھے

تم پر اس لئے ہنسی آ رہی تھی کہ میں اتنی دیر سے تمہارے سامنے بکواس کرتی جا رہی ہوں اور تم اسے سچ سمجھ رہے ہو''...... مہا لکشمی نے کہا تو کرنل بھرت راج چونک پڑا۔

''کیسی بکواس''...... کرنل بھرت راج نے چونک کر کہا۔

''یہی کہ میرے ساتھ جو سفلی طاقت ہماشی ہے وہ خون پیتی ہے اور میں اسے روزانہ دو سو پیکٹ خون دو مٹکوں میں بھر کر پلاتی ہوں''...... مہا لکشمی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل بھرت راج چونک پڑا اور حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''میں سمجھا نہیں۔ تم کہنا کیا چاہتی ہو''...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

''میں یہ سب مذاق میں کہہ رہی تھی ڈیئر۔ ہماشی انسانی خون کی پیاسی ضرور ہے اور وہ اپنی پیاس بجھانے کے لئے انسانی خون بھی پیتی ہے لیکن اس کے لئے خون مجھے مہیا نہیں کرنا پڑتا ہے اور نہ ہی میرے ساتھی اس کے لئے بلڈ بنک سے جا کر خون حاصل کرتے ہیں''...... مہا لکشمی نے کہا تو کرنل بھرت راج ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''تو تم یہ سب جھوٹ بول رہی تھی''...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

''ہاں۔ میں دیکھنا چاہتی تھی کہ تم میری باتوں پر کتنا یقین کرتے ہو''...... مہا لکشمی نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم جانتی ہو کہ میں تم پر بے حد ٹرسٹ کرتا ہوں اور تمہاری ہر بات پر آنکھیں بند کر کے یقین کر لیتا ہوں''...... کرنل بھرت راج نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ جانتی ہوں۔ بہرحال ہماشی کے لئے مجھے خون مہیا کرنے کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ وہ اپنی یہ ضرورت خود پوری کرتی ہے۔ گرو مہاراج نے اسے میرے احکامات پر عمل کرانے کے لئے میرے پاس بھیجا ہے اور بس''...... مہا لکشمی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا تو کرنل بھرت راج نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تو اگر میرے کہنے پر تم اسے یہاں بلاؤ تو کیا وہ مجھے نقصان تو نہیں پہنچائے گی''...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

''نہیں۔ بالکل بھی نہیں''...... مہا لکشمی نے کہا تو کرنل بھرت راج کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''تو بلاؤ اسے''...... کرنل بھرت، راج نے کہا۔ اس نے احتیاطاً اپنی میز کی دراز کھولا اور پھر اس کا ہاتھ بے اختیار میز کی دراز میں چلا گیا جہاں اس کا سرکاری ریوالور پڑا ہوا تھا۔ اس کا ہاتھ ریوالور پر جم گیا تاکہ اگر ہماشی نے اس کے سامنے آ کر اس پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو وہ فوراً ریوالور نکال کر اس پر بے دریغ فائرنگ کرنا شروع کر دے گا۔

''ہماشی''...... مہا لکشمی نے دائیں طرف دیکھ کر قدرے تحکمانہ آواز میں کہا تو اسی لمحے اچانک دھواں سا پھیلا اور دوسرے لمحے یہ

دیکھ کر کرنل بھرت راج اچھل پڑا کہ میز کی دوسری طرف ایک نوجوان لڑکی نمودار ہوئی۔ اس نوجوان لڑکی کا رنگ روپ اور اس کی شکل ہو بہو مہا لکشمی جیسی تھی۔ اس کی آنکھیں، سر کے بال اور قد کاٹھ بھی مہا لکشمی جیسا تھا یہاں تک کہ اس نے جو لباس پہنا ہوا تھا وہ بھی بالکل ایسا ہی تھا جیسا مہا لکشمی نے پہنا ہوا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ہماشی یا تو مہا لکشمی کی جڑواں بہن ہو یا پھر کسی قد آدم آئینے کے سامنے مہا لکشمی کھڑی ہو گئی ہو اور کرنل بھرت راج اس کا عکس دیکھ رہا ہو لیکن ایسا نہیں تھا کیونکہ مہا لکشمی اس کے سامنے کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی جبکہ اس کی ہمشکل لڑکی میز سے کافی فاصلے پر کھڑی تھی۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تو بالکل تمہاری ہمشکل ہے''...... کرنل بھرت راج نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس کا اصل وجود بے حد ڈراؤنا ہے جسے دیکھ کر تم بے ہوش ہو جاؤ گے اس لئے میرے کہنے پر یہ ہمیشہ میرے ہی روپ میں رہتی ہے اسی حالت میں ظاہر ہوتی ہے''...... مہا لکشمی نے کہا۔

کرنل بھرت راج بدستور اسے پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ مہا لکشمی اور اس کی ہمشکل کو جانچنے میں صرف آنکھوں کا فرق واضح تھا۔ مہا لکشمی کی آنکھیں نارمل تھیں لیکن اس کی ہمشکل کی آنکھیں گول اور سرخ تھیں اور وہ پلکیں بھی نہ جھپکا رہی تھی۔

''اسے دیکھ کر تو مجھے واقعی خوف محسوس ہو رہا ہے۔ اسے جانے

کا ہو۔ ابھی اور اسی وقت''...... کرنل بھرت راج نے کہا۔ اس کے لہجے میں واقعی خوف جھلک رہا تھا۔

''ٹھیک ہے ہماشی۔ تم جاؤ''...... مہا لکشمی نے کہا تو اس کی ہمشکل ہماشی جس طرح ظاہر ہوئی تھی اسی طرح وہاں سے غائب ہو گئی۔

''کیا وہ یہاں سے چلی گئی ہے''...... کرنل بھرت راج نے خوف سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ وہ یہیں ہے لیکن غیبی حالت میں''...... مہا لکشمی نے جواب دیا تو کرنل بھرت راج یکلخت کانپ اٹھا۔

''اسے اس کمرے سے باہر بھیج دو''...... کرنل بھرت راج نے اس بار منت بھرے لہجے میں کہا۔

''بے فکر رہو۔ وہ یہاں ہوتے ہوئے بھی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ تم یہی سمجھو کہ وہ یہاں سے چلی گئی ہے''...... مہا لکشمی نے کہا۔

''لیکن مجھے بدستور اس کی موجودگی کا احساس ہو رہا ہے۔ تم اسے باہر بھیج دو پلیز''...... کرنل بھرت راج نے کہا تو اس کا خوف دیکھ کر مہا لکشمی کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''ٹھیک ہے''...... مہا لکشمی نے کہا۔ اس نے گردن موڑ کر اس طرف دیکھا جہاں ایک لمحہ قبل اس کی ہمشکل ہماشی موجود تھی۔

''ہماشی۔ تم اس کمرے سے باہر چلی جاؤ۔ جب مجھے ضرورت

ہو گی تو میں تمہیں بلا لوں گی''...... مہا لکشمی نے کہا۔ کرنل بھرت راج آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس طرف دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا جہاں مہا لکشمی دیکھ رہی تھی لیکن اسے وہاں کچھ بھی دکھائی نہ دے رہا تھا۔

''لو۔ وہ اس کمرے سے باہر چلی گئی ہے''...... مہا لکشمی نے کرنل بھرت راج سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ اب مجھے بھی خوف کا احساس نہیں ہو رہا ہے۔ اس کی موجودگی میں میرا رواں رواں کھڑا ہو رہا تھا اس لئے مجھے عجیب سا خوف محسوس ہو رہا تھا''...... کرنل بھرت راج نے مسکراتے ہوئے کہا تو مہا لکشمی بے اختیار ہنس پڑی۔

''اچھا۔ اب میں چلتی ہوں۔ میں تمہیں یہ سب کچھ بتانے اور خاص طور پر ہماشی سے ملانے کے لئے ہی یہاں آئی تھی۔ میری اطلاع کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران جلد ہی کافرستان پہنچنے والے ہیں۔ وہ یہاں آئیں گے تو ہماشی مجھے ان کے بارے میں بتا دے گی پھر میں ان کے خلاف بھرپور انداز میں کارروائی کروں گی اور انہیں ان کے انجام تک پہنچا دوں گی۔ اس کے بعد بس تمہیں خود ہی رپورٹ دے دوں گی''...... مہا لکشمی نے کہا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ کرنل بھرت راج نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ مہا لکشمی کے پاس سفلی طاقت دیکھ کر اس سے بے حد مرعوب دکھائی دے رہا تھا۔ مہا لکشمی نے اسے ٹاٹا کیا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد مہا لکشمی، کرنل بھرت راج کے ہیڈ کوارٹر سے نکل کر اپنی کار میں کافرستان کے دارالحکومت کی سڑکوں پر اڑی جا رہی تھی۔ وہ ابھی تھوڑی ہی دور گئی ہو گی کہ اسی لمحے اس کی کار کی سائیڈ سیٹ پر اس کی ہمشکل لڑکی نمودار ہو گئی۔ اسے دیکھ کر مہا لکشمی مسکرانے لگی۔ اس کی ہمشکل لڑکی ہماشی کے لبوں پر بھی اس جیسی مسکراہٹ ابھر آئی۔

''مجھے دیکھ کر کرنل بھرت راج کافی ڈر گیا تھا''...... ہماشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں جانتی تھی کہ وہ ڈر جائے گا۔ میرا اس کے پاس جانے کا مقصد بھی یہی تھا کہ میں تمہارے بارے میں اسے بتاؤں اور جب میں تمہیں اس کے سامنے لاؤں تو وہ تمہیں دیکھ کر ڈر جائے۔ وہ ریڈ پاور ایجنسی کا چیف ہے لیکن عملی طور پر میں ریڈ پاور کی چیف بننا چاہتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں وہ ہمیشہ میرا محکوم بن کر رہے اور میری کسی بھی بات پر اختلاف نہ کرے''...... مہا لکشمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اسے ڈرانا تھا تو تم نے مجھے اس کے سامنے اپنے روپ میں آنے کا کیوں کہا تھا۔ مجھے اس کے سامنے میرے اصل روپ میں آنے دیتی''...... ہماشی نے کہا۔

''نہیں۔ وہ دل کا کمزور آدمی ہے۔ اگر تم اس کے سامنے اصل روپ میں آتی تو اسے ہارٹ اٹیک آ جاتا اور وہ وہیں ہلاک ہو

جاتا''...... مہا لکشمی نے کہا تو ہماشی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اچھا میں تمہیں یہ بتانے کے لئے آئی ہوں کہ پاکیشیائی ایجنٹ کافرستان پہنچ چکے ہیں''...... ہماشی نے کہا تو مہا لکشمی بے اختیار چونک پڑی۔

''اوہ۔ کہاں ہیں وہ''...... مہا لکشمی نے پوچھا۔

''وہ چاروں دارالحکومت کے ڈریم لینڈ ہوٹل میں موجود ہیں۔ تھرڈ فلور۔ روم نمبر سات، آٹھ، نو اور دس لیکن اس وقت وہ روم نمبر سات میں ایک ساتھ موجود ہیں''...... ہماشی نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی ان کا انتظام کرتی ہوں''...... مہا لکشمی نے کہا اور پھر اس نے فوراً کار سڑک کی سائیڈ پر کر کے روک دی۔ کار روکتے ہی اس نے ڈیش بورڈ سے جدید ساخت کا ایک سیل فون نکالا اور اسے آن کر کے تیزی سے نمبر پریس کرنے لگی۔

''دھارو بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''مہا لکشمی بول رہی ہوں''...... مہا لکشمی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس مادام۔ حکم''...... دوسری طرف سے دھارو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''وہ چاروں پاکیشیائی ایجنٹس یہاں پہنچ چکے ہیں''...... مہا لکشمی نے کہا۔

''اوہ۔ کہاں ہیں وہ مادام۔ کیا ان کا پتہ معلوم ہے''...... دوسری طرف سے دھارو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ پتہ نوٹ کرو۔ وہ چاروں دارالحکومت کے ڈریم لینڈ ہوٹل میں موجود ہیں۔ تھرڈ فلور، روم نمبر سات، آٹھ، نو اور دس لیکن وہ چاروں تمہیں روم نمبر سات میں ملیں گے''...... مہا لکشمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے مادام۔ میں ابھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچتا ہوں اور ان چاروں کو جاتے ہی گولیاں مار کر ہلاک کر دیتا ہوں''...... دھارو نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی انہیں گولیاں مارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم ان چاروں کو زندہ پکڑ کر ایس ایس پوائنٹ پر لے جاؤ گے۔ میں وہاں پہنچ کر ان چاروں سے بات کروں گی اور اپنے ہاتھوں سے انہیں ہلاک کروں گی''...... مہا لکشمی نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس مادام۔ آپ کے حکم کی تعمیل کی جائے گی''...... دھارو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

''جلد سے جلد وہاں پہنچ جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے وہاں پہنچنے سے پہلے وہ نکل جائیں''...... مہا لکشمی نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں مادام۔ میں صرف پندرہ منٹ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اگر آپ مجھے ان کے حلیئے بتا دیں تو انہیں پہچاننے میں ہمیں زیادہ آسانی ہو گی''...... دھارو نے کہا۔ دھارو کی بات سن

کر مہا لکشمی نے ساتھ بیٹھی ہوئی ہماشی کی طرف دیکھا تو ہماشی اسے
آہستہ آواز میں ان چاروں کے حلیئے بتانے لگی اور مہا لکشمی، ہماشی
کے بتائے ہوئے حلیئے دھارو کو بتانے لگی۔

"بس مادام۔ میرے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ اب میں آسانی
سے انہیں پہچان لوں گا"...... دوسری طرف سے دھارو نے کہا تو
مہا لکشمی نے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا اور سیل فون کان سے ہٹا
کر اسے آف کیا اور ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔

"میں خود جا کر ان کی نگرانی کرتی ہوں تاکہ وہ انہیں چکمہ دے
کر نکلنے کی کوشش کریں تو میں تمہارے ساتھیوں کی مدد کر
سکوں"...... ہماشی نے کہا تو مہا لکشمی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور
اسے سر ہلاتے دیکھ کر ہماشی یکلخت غائب ہو گئی۔ اسے غائب ہوتا
دیکھ کر مہا لکشمی نے ایک طویل سانس لیا اور کار کو گیئر لگا کر آگے
بڑھا دیا۔ اس کے چہرے پر اب بے پناہ اطمینان کے تاثرات
تھے۔

عمران بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا چلا جا رہا تھا۔ وہ اس قدر
تیزی سے دوڑ رہا تھا جیسے وہ زمین پر دوڑنے کی بجائے ہوا میں اُڑا
جا رہا ہو۔ اپنی زندگی میں اس قدر تیزی سے دوڑنے کا یہ اس
کا پہلا موقع تھا۔ خشک جھاڑیوں سے بھری ہوئی زمین پر دوڑتا ہوا
وہ جلد ہی گھنے درختوں اور سرسبز گھاس پھونس اور جنگلی پودوں کے
علاقے میں پہنچ گیا۔

عمران نے ان پودوں کو دیکھا تو اس نے اپنا رخ موڑا اور ایک
طرف قطار کی شکل میں موجود درختوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ
درخت گھنے تھے اور طویل قطار کی شکل میں دور تک جاتے ہوئے
دکھائی دے رہے تھے۔ درخت کافی اونچے تھے اور ان کا اوپر سے
پھیلاؤ بھی اتنا زیادہ تھا کہ عمران آسانی سے ان پر چڑھ بھی سکتا تھا
اور ایک درخت سے دوسرے درخت پر چھلانگ بھی لگا سکتا تھا۔

ایک بڑے سے درخت کے قریب پہنچتے ہی عمران رکے بغیر

درخت پر چڑھنا شروع ہو گیا۔ اس قدر تیزی سے اور مسلسل دوڑتے رہنے کے باوجود اسے نہ تو تھکاوٹ ہوئی تھی اور نہ ہی اس کا سانس پھولا تھا۔ یہ شاید اس مشروب کا اثر تھا جو شاہ بابا نے اسے پلایا تھا۔ مسلسل اور کافی دیر تک دوڑتے رہنے کے باوجود اسے یہی محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا آیا ہو۔

وہ درخت پر کسی بندر کی سی پھرتی سے چڑھا اور پھر وہ درخت کی شاخوں پر ہوتا ہوا آگے آیا اور اس نے دوسرے درخت کی شاخ پر چھلانگ لگا دی۔ درخت کی شاخ پکڑتے ہی اس نے اپنا جسم لہرایا اور ساتھ والی بڑی شاخ پر ہاتھ ڈال دیا۔ اس نے اپنا جسم سنبھالا اور پھر بڑی شاخ پر آتے ہی وہ سیدھا ہوا اور درخت کے اگلے حصے کی طرف بڑھا۔ دو تین شاخوں کو پکڑتا ہوا وہ آگے بڑھا اور اس نے تیسرے درخت کی شاخ پر چھلانگ لگا دی۔

جنگل کی طرف سے اسے بدستور فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ درختوں پر چھلانگیں لگاتا اور شاخیں پکڑتا ہوا مسلسل آگے بڑھا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اسے جنگل میں شدید ہلچل دکھائی دی اور ساتھ ہی جانوروں کے چیخنے چلانے اور دوڑنے بھاگنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اس نے نیچے دیکھا تو اسے بہت سے جانور اور درندے وہاں بھاگتے ہوئے دکھائی دیے۔ جن میں شیر، ہاتھی، بن مانس اور چیتوں کی بھی بڑی

تعداد شامل تھی۔ شاید یہ سب جنگل میں ہونے والے دھماکوں کی آوازیں سن کر بھاگ رہے تھے۔ عمران نے نیچے پودوں پر جگہ جگہ عجیب و غریب کیڑے مکوڑے بھی دیکھے اور اسے جگہ جگہ مختلف رنگ و نسل کے ناگ بھی رینگتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

عمران جن درختوں پر سفر کر رہا تھا یہ بھوبھاگ کے مخصوص درخت تھے جن کے پتے سبز اور ہلکے زرد رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان درختوں کی خصوصیت یہ تھی کہ ان پر دیمک نہ لگتی تھی اور درخت کے پتوں سے ہلکی ہلکی ایسی بو پھوٹتی رہتی تھی جو ناگوں اور حشرات الارض کے لئے انتہائی ناگوار ہوتی تھی۔ ناگ حتیٰ کہ چیونٹیاں بھی اس بو کی وجہ سے ان درختوں پر آنا پسند نہیں کرتی تھیں اور گھنے جنگل میں ہونے کے باوجود یہ درخت ہر قسم کے حشرات الارض سے پاک رہتے تھے۔ ان پتوں سے نکلنے والی بو کی وجہ سے کوئی پرندہ بھی ان درختوں پر نہ بیٹھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عمران ان درختوں پر آسانی سے آگے بڑھ رہا تھا اور اس کے راستے میں کوئی ناگ تک نہ آیا تھا۔

قطار کی شکل میں بھوبھاگ کے درختوں پر سفر کرتا رہا وہ کافی دور نکل آیا تو اسے دور سے ہر طرف آگ کے شعلے بھڑکتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔ درختوں کے جھنڈ سے اس نے آسمان پر ان کوبرا ہیلی کاپٹروں کو بھی دیکھ لیا جو تیزی سے جنگل کے مخصوص حصے

ں رب ا رہے تھے اور جھپٹ جھپٹ کر فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ میزائل داغ رہے تھے۔ جنگل کے اس حصے میں جیسے قیامت سی مچی ہوئی تھی۔ دور سے ہی وحشیوں کے چیخنے چلانے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

ان آوازوں کو سن کر عمران نے اپنی رفتار اور تیز کر دی۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہوگا کہ اچانک اس نے دو لمبے تڑنگے وحشیوں کو درختوں پر چھلانگیں لگا کر اس طرف آتے دیکھا۔ وہ شاید ہیلی کاپٹروں سے ہونے والی فائرنگ سے بچ کر اس طرف آ نکلے تھے۔ ان کے کاندھوں پر مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔ ان کے جسموں پر سرخ رنگ کے لنگوٹ تھے اور ان کے جسم بھی سبز رنگ کی مٹی سے رنگے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

''رک جاؤ۔ اس طرف مت جاؤ۔ ادھر ہر طرف موت ناچ رہی ہے۔ حکومت نے ہمارے قبیلے پر حملہ کر دیا ہے اور وہ ہمارے سارے قبیلے پر فائرنگ کر رہے ہیں اور میزائل برسا رہے ہیں''...... ان میں سے ایک وحشی نے عمران کو دیکھا تو درختوں پر چھلانگیں لگاتا ہوا اس کے قریب آ گیا جبکہ دوسرا وحشی وہیں رک گیا تھا۔

''لیکن یہ سب کیوں ہو رہا ہے۔ حکومت نے ہمارے قبیلے پر حملہ کیوں کیا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا۔ ہم قبیلے میں موجود تھے کہ اچانک ہر طرف سے ہیلی کاپٹر آئے اور انہوں نے یکلخت قبیلے میں مسلسل فائرنگ

کرنی شروع کر دی۔ پھر انہوں نے بم اور میزائل برسائے اور ہمارے قبیلے پر قیامت توڑ دی''...... اس وحشی نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تو کیا سردار اور ہمارے قبیلے والوں نے ہیلی کاپٹروں کو تباہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ہمارے پاس بھی تو ہتھیاروں کی کوئی کمی نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہمارے پاس ہر قسم کا اسلحہ موجود ہے۔ ہمارے ساتھیوں نے بذوقہ گنوں اور منی میزائلوں سے ان ہیلی کاپٹروں کو نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی۔ ہم دو ہیلی کاپٹروں کو مار گرانے میں کامیاب بھی ہوگئے تھے لیکن پھر اچانک ان ہیلی کاپٹروں سے گیس بم فائر ہونے لگے، ہر طرف گیس پھیل گئی۔ گیس اس قدر زہریلی تھی کہ ہمارے لئے وہاں سانس لینا مشکل ہوگیا تھا۔

اس گیس سے بچنے کے لئے ہم ساکاہو جھیل میں کود گئے۔ جھیل میں رہنے کی وجہ سے ہم پر گیس کا اثر نہ ہو رہا تھا لیکن شاید ہیلی کاپٹر والوں نے ہمیں جھیل میں جاتے دیکھ لیا تھا۔ انہوں نے جھیل کا گھیراؤ کیا اور پھر انہوں نے جھیل میں طاقتور بم پھینکنا شروع کر دیئے۔ جھیل میں طوفان سا اٹھا اور ہم نے اپنے بے شمار ساتھیوں کے ٹکڑے اُڑتے دیکھے۔ جھیل میں بم گرتے دیکھ کر میں اور کوشا گہرائی میں چلے گئے اور پھر ہم جھیل کے دوسرے کنارے پر آئے اور ایک دلدل سے گزرتے ہوئے وہاں سے بچ کر اس طرف آ

گئے“...... اس وحشی نے جواب دیا۔ وہ عمران سے یوں باتیں کر رہا تھا جیسے وہ عمران کو بخوبی جانتا ہو۔ عمران سمجھ گیا کہ ان کے جسموں پر لگی ہوئی سبز مٹی اسی دلدل کی ہو سکتی ہے جس سے نکل کر وہ آئے تھے۔

”اب کیا صورتحال ہے قبیلے کی اور سردار کو بلا کہاں ہے“...... عمران نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

”قبیلہ مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ ہر طرف آگ لگی ہوئی ہے۔ آگ نے جنگل کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور قبیلے میں جانے کے سارے راستے بند ہو گئے ہیں۔ آخری بار میں نے سردار کو قبیلے میں ہی بھاگتے دیکھا تھا۔ اب وہ کہاں ہے میں نہیں جانتا“...... وحشی نے جواب دیا۔

”تو اب تم دونوں کہاں جا رہے ہو“...... عمران نے پوچھا۔

”چھوٹے قبیلے کی طرف۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہیلی کاپٹروں نے وہاں جا کر ہمارے بیوی بچوں کو بھی تو نقصان نہیں پہنچایا“...... اس وحشی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جاؤ میں قبیلے کی طرف جاتا ہوں اور آگ سے بچ کر قبیلے میں پہنچ کر سردار کو بلا کو ڈھونڈھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ زندہ ہو اور کسی محفوظ مقام پر ہو“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ وہ اپنے ساتھ ایک لاش لے جا رہا تھا۔ میں نے اسے

کالی پہاڑی کی طرف جاتے دیکھا تھا۔ اگر وہ کالی پہاڑی تک پہنچ گیا ہے تو پھر سمجھو وہ اس کالی پہاڑی کی سیاہ غار میں ہو گا“...... وحشی نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”لاش“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ وہ عجیب سی لاش تھی جو وہ نجانے کہاں سے لایا تھا۔ لاش انتہائی پرانی معلوم ہو رہی تھی۔ اس کے سارے جسم پر میلی کچیلی پٹیاں لپٹی ہوئی ہیں۔ پہلے اس نے اس لاش کو اپنی جھونپڑی میں رکھا ہوا تھا اور اب وہ اسے لے کر کالی پہاڑی کی طرف دوڑ رہا تھا“...... وحشی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”لیکن تم کون ہو۔ تمہارا حلیہ تو ہمارے قبیلے والوں جیسا ہے لیکن میں نے تمہیں پہلے کبھی اپنے قبیلے میں نہیں دیکھا۔ کیا نام ہے تمہارا“...... اس وحشی کو اچانک خیال آیا تو وہ چونک کر عمران سے پوچھنے لگا۔

”یہ سب بتانے کا ابھی میرے پاس وقت نہیں ہے۔ مجھے سردار کو بلا کو ڈھونڈھنا ہے اور اسے وہاں سے بچا کر نکالنا ہے۔ تم جاؤ اور جا کر چھوٹے قبیلے کو دیکھو“...... عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور دوسرے درخت پر چھلانگ لگاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ وحشی حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران رکے بغیر درختوں پر چھلانگیں لگاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

''آؤ کوشا۔ جلدی کرو۔ ہمیں جلد سے جلد چھوٹے قبیلے میں پہنچنا ہے''...... عمران نے اس وحشی کی آواز سنی تو اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اس کے انداز سے عمران سمجھ گیا کہ اس نے اس پر زیادہ توجہ نہ دی تھی۔ عمران نے سر گھما کر دیکھا تو وہ دونوں تیزی سے درختوں پر چھلانگیں لگاتے دوسری طرف جاتے دکھائی دیئے۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور ایک بار پھر آگے بڑھنے لگا۔ وہ درختوں سے ہوتا ہوا جنگل کے اس حصے میں پہنچ گیا جہاں قبیلہ آباد تھا۔ قبیلے میں اب بھی ہر طرف ہڑبونگ مچی ہوئی تھی۔ پورے قبیلے میں آگ بھڑک رہی تھی اور زمین پر موجود جھاڑیوں کے ساتھ قبیلے کے اردگرد درخت بھی جل رہے تھے۔ قبیلے میں بچنے والے وحشی اب بھی ہر طرف جانیں بچانے کے لئے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے لیکن درختوں کے اوپر موجود کوبرا ہیلی کاپٹر لمبے لمبے چکر کاٹتے اور غوطہ لگاتے ہوئے اس طرف آ کر قبیلے کے وحشیوں پر فائرنگ کر رہے تھے۔

ہیلی کاپٹر والوں کے پاس شاید میزائل ختم ہو چکے تھے اس لئے اب وہ صرف فائرنگ کر رہے تھے اور فائرنگ کی زد میں آنے والے وحشی اچھل اچھل کر گر رہے تھے۔ وحشیوں کے پاس بھی اسلحہ تھا اور وہ بھی ان ہیلی کاپٹروں کو دیکھ کر پوزیشن سنبھال کر فائرنگ کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن ان کے پاس عام مشین گنیں تھیں جبکہ ہیلی کاپٹروں سے انہیں ہیوی مشین گنوں سے نشانہ

بنایا جا رہا تھا۔ عمران گھنے درختوں کی آڑ میں قبیلے کو دور سے دیکھ رہا تھا۔

وہاں اتنی آگ تھی کہ اب عمران کے لئے بھی آگے بڑھنا مشکل ہو گیا تھا۔ اسے وہ جھیل بھی دکھائی دے رہی تھی جس کے بارے میں اسے راستے میں ملنے والے وحشی نے بتایا تھا۔ جھیل کا پانی سرخی مائل تھا اور جھیل میں جگہ جگہ وحشیوں کی کٹی پھٹی لاشیں تیرتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران کچھ دیر وہاں رکا رہا پھر وہ گھنے درختوں میں گھستا ہوا ہیلی کاپٹر والوں کی نظروں سے بچنے کے لئے دائرے کی شکل میں آگے بڑھنے لگا۔ وہ جلتے ہوئے درختوں سے کافی فاصلے پر تھا۔ درختوں پر سے ہوتا ہوا وہ اس کالی پہاڑی کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا جس کے بارے میں وحشی نے اسے بتایا تھا کہ اس نے سردار کوبلا کو پرانی پٹیوں میں چھپی ہوئی ایک لاش کو اٹھا کر اس پہاڑی کی طرف جاتے دیکھا تھا۔

عمران ابھی تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اس نے دو ہیلی کاپٹروں کو قبیلے کے درمیان میں آتے دیکھا۔ ہیلی کاپٹر قبیلے کے عین اوپر ہوا میں معلق ہو گئے اور پھر عمران نے ان ہیلی کاپٹروں سے بڑی بڑی رسیاں لٹکتے دیکھیں۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹروں سے ٹروپرز نکلے اور وہ رسیوں پر مخصوص انداز میں پھسلتے ہوئے نیچے آتے دکھائی دیئے۔ عمران سمجھ گیا کہ ہیلی کاپٹر والوں نے پورے قبیلے کو تباہ کر دیا ہے اور اب وہ قبیلے میں ٹروپرز کو اتار کر باقی ماندہ وحشیوں

کو ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ عمران کے پاس پرانے اور زنگ آلود خنجر کے سوا کچھ نہ تھا۔ وہ آگے بڑھتا رہا۔ اسے اب قبیلے اور قبیلے والوں سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ وحشی اسے بتا چکا تھا کہ سردار کوبلا عتقال کی لاش کو کالی پہاڑی کی طرف لے گیا تھا۔ وہ اب اس کالی پہاڑی تک پہنچنا چاہتا تھا۔

مسلسل اور کافی دیر قبیلے کے گرد درختوں پر چھلانگیں لگانے کے بعد جب وہ قبیلے کے عقبی حصے میں آیا تو اسے قبیلے کی دوسری طرف ایک چھوٹی سی پہاڑی دکھائی دی۔ اس پہاڑی کی چٹانیں سیاہ رنگ کی تھیں۔ پہاڑی چونکہ چٹیل تھی اور اس پر درخت اور جھاڑیاں نہ تھیں اس لئے وہ دور سے ہی اسے دکھائی دے گئی تھی۔ اس پہاڑی کو دیکھتے ہی عمران کی رفتار اور تیز ہو گئی اور اس نے درختوں پر چھلانگیں لگاتے اور شاخوں کو پکڑ کر ان پر جھولتے ہوئے کالی پہاڑی کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔

قبیلے کے گرد ایک بڑے دائرے کی شکل میں خندق بنی ہوئی تھی جس میں آگ جل رہی تھی۔ قبیلے والوں نے خندق کے باہر دور دور تک درخت کاٹ کر زمین صاف کر رکھی تھی اس لئے جنگل کے اس طرف آگ نہ پہنچی تھی۔ آگ خندق کے درمیان میں قبیلے کے درختوں تک محدود تھی۔ اگر خندق نہ ہوتی اور قبیلے والوں نے درخت کاٹ کر میدان نہ بنایا ہوتا تو یہ آگ جنگل میں پہنچ سکتی تھی اور پورے جنگل میں ہر طرف آگ ہی آگ پھیل جاتی۔ چونکہ

قبیلے کو دور سے آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا اسی لئے ہیلی کاپٹر والوں کو اس قبیلے پر حملہ کرنے اور وہاں تباہی مچانے کا موقع مل رہا تھا۔ عمران تھوڑی دیر بعد اس کالی پہاڑی کے قریب پہنچ گیا۔ کالی پہاڑی کے قریب چونکہ کوئی درخت نہ تھا اس لئے عمران کو درخت سے نیچے آنا پڑا۔ اس کے سامنے تقریباً دو سو میٹر کے فاصلے پر قدرے صاف میدان تھا اور اس میدان میں بھی اسے بے شمار وحشیوں کی لاشیں دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران جھکے جھکے انداز میں آگے بڑھا اور اس نے آگے بڑھ کر ایک وحشی کی لاش کے قریب پڑی ہوئی اس کی مشین گن اٹھا لی اور پھر وہ ادھر ادھر دیکھتا ہوا پہاڑی کی طرف بڑھا۔ ابھی وہ تھوڑا ہی آگے گیا ہو گا کہ اچانک دائیں طرف سے ایک ہیلی کاپٹر گڑگڑاتا ہوا اس طرف آ گیا۔ ہیلی کاپٹر کافی نیچی پرواز کر رہا تھا۔

ہیلی کاپٹر کو اس طرح اچانک نمودار ہوتا دیکھ کر عمران نے فوراً زمین پر چھلانگ لگائی اور گھنی جھاڑیوں میں گھستا چلا گیا لیکن شاید اسے دیکھ لیا گیا تھا کیونکہ جیسے ہی عمران نے جھاڑیوں میں چھلانگ لگائی اسی لمحے ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گنوں کے دہانے کھلے اور آگ کی دو لمبی لمبی لکیریں نکل کر ٹھیک اس طرف آئیں جس طرف عمران نے چھلانگ لگائی تھی۔ گولیاں عمران کے بالکل قریب سے لمبی لکیریں بناتی ہوئی گزر گئیں۔ عمران نے تیزی سے کروٹ بدلی اور پھر وہ اٹھا اور تیزی سے مڑ کر دوسری طرف بھاگنے لگا۔

ہیلی کاپٹر گولیاں برساتا ہوا عین اس کے اوپر سے گزرا اور پھر وہ آگے جا کر مڑا اور مڑتے ہی اس نے عمران کی طرف ایک بار پھر گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ ہیلی کاپٹر کا اگلا حصہ نیچے کی طرف جھکا ہوا تھا اور وہ فائرنگ کرتا ہوا تیزی سے عمران کی طرف آ رہا تھا۔

عمران زگ زیگ انداز میں واپس جنگل کی طرف دوڑ رہا تھا لیکن ظاہر ہے اس کی رفتار گولیوں کی رفتار سے زیادہ نہ ہو سکتی تھی۔ ہیلی کاپٹر سے نکلنے والی گولیاں لکیریں بناتی ہوئیں اس کے دائیں بائیں سے گزریں اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر گزگزاتا ہوا عین عمران کے سر پر آ گیا۔ عمران نے فوراً دوسری طرف چھلانگ لگائی اور زمین پر گرتے ہی اس نے قلابازی کھائی اور اپنا جسم سیدھا کرتے ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ اوپر کیا اور اپنے اوپر سے گزرتے ہوئے ہیلی کاپٹر پر مسلسل فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ تڑتڑاہٹ کی مخصوص آواز کے ساتھ مشین گن کی گولیاں ہیلی کاپٹر کے نیچے حصے سے ٹکرائیں لیکن ہیلی کاپٹر تیزی سے جنگل کے درختوں کی طرف چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر کو آگے جاتا دیکھ کر عمران تیزی سے اٹھا اور پھر جھاڑیوں میں اس طرف دوڑتا چلا گیا جہاں اس نے وحشیوں کی لاشیں دیکھی تھیں۔ اس نے ایک وحشی کے پاس بذوقہ گن بھی دیکھی تھی جس کے آگے مخصوص گولا لگا ہوا تھا۔ وہ ابھی وحشیوں کی

لاشوں کی طرف آیا ہی تھا کہ اسی لمحے ہیلی کاپٹر درختوں کے اوپر سے گھومتا ہوا نکلا اور مڑ کر اس کی طرف بڑھا۔ ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی گنوں سے پھر آگ کی دھاریں نکلیں اور عمران کی طرف بڑھیں۔ عمران نے ایک بار پھر چھلانگ لگائی اور گولیاں عین اس کے پہلو کے قریب سے گزرتی چلی گئیں۔ عمران کی یہ پھرتی کام آ گئی ورنہ اس بار ہیلی کاپٹر سے اس کا نشانہ لے کر فائرنگ کی گئی تھی۔ عمران کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو یقیناً ان گولیوں سے اس کے چیتھڑے اڑ گئے ہوتے۔ چھلانگ لگا کر عمران جیسے ہی زمین پر آیا وہ تیزی سے کروٹیں بدلتا چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر اس سے کچھ فاصلے سے گزرا اور پھر آگے جا کر مڑنے ہی لگا تھا کہ عمران کروٹیں بدلتا ہوا ایک وحشی کی لاش کے قریب آیا تو اس لاش کے پاس بذوقہ گن دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ اس نے کروٹیں بدلتے ہوئے تیزی سے بذوقہ گن اٹھائی اور کسی سانپ کی طرح پلٹا کھا کر سیدھا ہو گیا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر مڑا اور اس نے ایک بار پھر عمران کی طرف رخ کر کے اس کی طرف فائرنگ کرنی شروع کر دی اور گولیاں اس بار اس کے دائیں بائیں سے گزری تھیں۔

وہ پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ اس نے بذوقہ گن سیدھی کی اور پھر اپنی طرف بڑھتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھتے ہوئے بذوقہ گن کے ٹریگر پر انگلی جما دی۔ ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے شاید اس

کے ہاتھ میں بذوقہ گن دیکھ لی تھی۔ اس نے فوراً ہیلی کاپٹر گھمانا چاہا لیکن اسی لمحے عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ گن کو زوردار جھٹکا لگا اور گولا نکل کر آگ اور دھواں اگلتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا۔

دوسرے لمحے بذوقہ گن کا گولا ہیلی کاپٹر کی فرنٹ ونڈ اسکرین سے ٹکرایا اور اسکرین توڑتا ہوا ہیلی کاپٹر میں گھس گیا۔ ہیلی کاپٹر لہرایا اور پھر یکلخت ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر کے پرزے بکھرتے چلے گئے۔ ہیلی کاپٹر کے بیشمار ٹکڑے بکھرتے ہوئے عمران کی طرف بھی آئے تھے۔ عمران نے فوراً اپنا سر جھکا لیا۔ ہیلی کاپٹر کا ایک بڑا سا فولادی ٹکڑا عین اس کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر کا بچا کھچا حصہ آگ کا الاؤ بن کر عمران سے کچھ فاصلے پر زمین پر گرتا نظر آیا۔ عمران نے فوراً خالی بذوقہ گن ایک طرف پھینکی اور کروٹیں بدلتا ہوا دور ہٹتا چلا گیا۔ ہیلی کاپٹر کی آگ زمین پر پھیلی ہوئی جھاڑیوں پر تیزی سے پھیل گئی تھی۔ عمران کچھ دیر کروٹیں بدلتا رہا پھر وہ اٹھا اور اس نے مڑ کر ایک بار پھر کالی پہاڑی کی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔

وہ پہاڑی تک پہنچا اور پھر ایک اور ہیلی کاپٹر کی آواز سن کر فوراً ایک چٹان کی آڑ میں ہو گیا۔ اس کا چٹان کی آڑ میں ہونے کی دیر تھی کہ پہاڑی کے عقب سے ایک اور کوبرا ہیلی کاپٹر نکل کر اس طرف آ گیا۔ ہیلی کاپٹر شاید قریب ہی موجود تھا اور اس ہیلی کاپٹر کو

تباہ ہوتا دیکھ کر اس طرف آیا تھا۔ عمران جس چٹان کے پاس تھا وہاں چھوٹے بڑے پتھر بھی پڑے تھے۔ عمران نے خود کو ان پتھروں میں چھپا لیا تھا۔ اب اگر ہیلی کاپٹر والے نیچے آتے تب ہی وہ انہیں دکھائی دے سکتا تھا ورنہ ہیلی کاپٹر والے اسے بلندی سے کسی طور پر نہ دیکھ سکتے تھے۔ ہیلی کاپٹر قدرے بلندی پر رہ کر تباہ ہونے والے ہیلی کاپٹر کے اردگرد چکر لگانے لگا اور پھر اچانک اس ہیلی کاپٹر نے جلتے ہوئے ہیلی کاپٹر اور اس کے اردگرد کے علاقے میں بے تحاشہ فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ وہ شاید اس وحشی کو ہلاک کرنے کی کوشش کر رہے تھے جس نے ان کے خیال میں ہیلی کاپٹر کو بذوقہ گن سے تباہ کیا تھا۔

ہیلی کاپٹر کافی دیر تک اردگرد کے علاقے میں فائرنگ کرتا رہا پھر وہ تیزی سے مڑ کر ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب عمران نے ہیلی کاپٹر کے دور جانے کی آواز سنی تو وہ پتھروں اور چٹان کی آڑ سے نکلا اور کالی پہاڑی کے ساتھ ساتھ جھکے جھکے انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اسے اس پہاڑی کے اس غار کی تلاش تھی جس میں کوبلا، عنقال کی لاش کے ساتھ موجود تھا۔ اس نے پوری پہاڑی کا چکر لگا لیا لیکن اسے اس پہاڑی میں کسی غار کا دہانہ دکھائی نہ دیا۔

''یہ کیسے ممکن ہے۔ اس وحشی نے تو کہا تھا کہ اس پہاڑی میں غار موجود ہے اور اس نے کوبلا کو لاش لے کر اسی طرف جاتے

دیکھا ہے لیکن یہاں تو کوئی غار موجود نہیں ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے ایک بار پھر پہاڑی کا چاروں طرف چکر لگایا لیکن وہاں واقعی کوئی غار موجود نہ تھا۔

"شاید یہ وہ پہاڑی نہیں ہے جس کے بارے میں وحشی نے بتایا تھا"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ابھی وہ وہاں کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ اس نے اچانک دائیں طرف سے چند انسانوں کے دوڑتے قدموں کی آوازیں سنیں۔ ان آوازوں کو سن کر عمران فوراً ایک چٹان کی آڑ میں آ گیا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو جنگل کی طرف سے اسے چار وحشی دوڑ کر اس طرف آتے دکھائی دیئے۔

"یہ تو وشام قبیلے کے وحشی معلوم ہوتے ہیں"...... عمران نے کہا۔ وحشیوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور وہ جھکے جھکے انداز میں تیزی سے دوڑتے ہوئے اسی کالی پہاڑی کی طرف دوڑے آ رہے تھے جہاں چٹان کے پیچھے عمران چھپا ہوا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں چاروں وحشی عمران سے کچھ فاصلے پر آ کر رک گئے اور دوسری چٹانوں کے پیچھے چھپ گئے۔

"تجاشا۔ غار کا دہانہ کھولو۔ جلدی کرو۔ اس سے پہلے کہ کوئی ہیلی کاپٹر اس طرف آئے اور ہمیں دیکھ لے ہمیں سردار کوبلا کے پاس غار میں جانا ہے"...... اسی لمحے عمران کو ایک وحشی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ عمران نے دیکھا ایک وحشی اس سے کچھ فاصلے پر ایک بڑی چٹان کے پاس موجود تھا۔ اس کا رخ دوسری طرف تھا اس

لئے وہ عمران کو نہ دیکھ سکتا تھا لیکن عمران اسے بخوبی دیکھ رہا تھا۔

"میں غار کا دہانہ کھول رہا ہوں"...... اس وحشی نے جواب دیا جسے عمران بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ وحشی نے دونوں ہاتھ چٹان پر رکھے ہوئے تھے چٹان کے اس حصے میں دو بڑے بڑے پتھر سے ابھرے ہوئے تھے اور وحشی دونوں ہاتھوں سے ان پتھروں کو دائیں بائیں گھمانے کی کوشش کر رہا تھا۔ چند لمحے وہ پتھروں کو دائیں بائیں گھماتا رہا پھر اس نے دونوں پتھروں کو ایک ساتھ اندر کی طرف دبا دیا۔ دوسرے لمحے ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ عمران نے بڑی چٹان کو اندر کی طرف دبتے دیکھا۔ جیسے ہی چٹان اندر کی طرف دبی وہاں ایک غار کا بڑا سا دہانہ نمودار ہو گیا۔ اس دہانے کو دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"آ جاؤ غار کا دہانہ کھل گیا ہے"...... اس وحشی نے چیختی ہوئی آواز میں کہا تو دوسری طرف چھپے ہوئے وحشی تیزی سے نکل کر دہانے کی طرف بڑھے۔ اس سے پہلے کہ وہ دہانے کے قریب پہنچتے اچانک جنگل کی طرف سے ایک میزائل اڑتا ہوا آیا۔ عمران نے میزائل دیکھ کر فوراً خود کو زمین سے چپکا لیا۔ میزائل ٹھیک غار کے دہانے کے قریب موجود چاروں وحشیوں کے قریب آ کر پھٹا اور عمران نے ان چاروں وحشیوں کے ٹکڑے ہوا میں اڑتے دیکھے۔ اسی لمحے عمران نے جنگل کی طرف سے کئی مسلح افراد کو اس طرف دوڑ کر آتے دیکھا۔

یہ ٹروپرز تھے جنہوں نے مخصوص وردیاں پہنی ہوئی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں اور میزائل گنیں تھیں۔ میزائل فائر کرنے کے باوجود وہ اس طرف مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ وہ شاید ان وحشیوں کے پیچھے آئے تھے اور وحشیوں کو پہاڑی کی طرف جاتے دیکھ کر وہ جنگل میں ہی دبک گئے تھے اور ان وحشیوں نے جیسے ہی غار کا دہانہ کھولا ٹروپرز نے ان پر میزائل فائر کر کے ان چاروں کو ہلاک کر دیا اور اب وہ اس کھلے ہوئے دہانے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ عمران دہانے سے کافی فاصلے پر تھا اس کے پاس سوائے شاہ بابا کے دیئے ہوئے خنجر کے اور کوئی اسلحہ نہ تھا۔ بزوقہ گن اٹھانے سے پہلے اس نے مشین گن وہیں پھینک دی تھی اور پھر وہ بغیر کوئی اسلحہ لئے اس پہاڑی کی طرف آ گیا تھا۔

ٹروپرز کے پاس اسلحہ تھا اور وہ مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے پہاڑی کی طرف آ رہے تھے۔ اگر عمران چٹان کے پیچھے سے نکلتا تو وہ اسے آسانی سے نشانہ بنا سکتے تھے اس لئے عمران کے پاس اب اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ اسی چٹان کے پیچھے دبکا رہتا۔ تھوڑی ہی دیر میں ٹروپرز دہانے کے پاس پہنچ گئے۔ ان کی تعداد پانچ تھی۔

"یہ ہے وہ دہانہ۔ قبیلے کا سردار یقیناً اسی غار میں موجود ہے۔ چلو جلدی کرو۔ پوزیشن لو اور غار میں فائرنگ کرو۔ ہری اپ"......

ایک آدمی نے چیختی ہوئی آواز میں کہا اور پھر وہ پانچوں غار کے دہانے کے عین سامنے آئے اور پھر انہوں نے ایک ساتھ غار کے اندر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ ماحول مشین گنوں کی مخصوص تڑتڑاہٹ کی آوازوں سے گونج اٹھا اور پھر عمران نے یکلخت غار کے اندر سے ایک انسانی چیخ کی آواز سنی۔ چیخ کی آواز سن کر عمران بے چین سا ہو کر رہ گیا۔ یہ چیخ یقیناً قبیلے کے سردار کو بلا کی تھی جو ٹروپرز کی اندھا دھند فائرنگ کی زد میں آ گیا تھا۔

"ہرا، ہرا۔ ہم نے سردار کو بلا کو ہلاک کر دیا ہے۔ چلو جلدی کرو۔ فوراً اندر جاؤ اور اندر سے سردار کو بلا اور وہ پٹیوں والی پرانی لاش نکال کر باہر لے آؤ"...... اس آدمی نے چیختے ہوئے کہا تو چار آدمی جھکے جھکے انداز میں غار میں فائرنگ کرتے ہوئے اندر جاتے دکھائی دیئے۔ اسی لمحے ایک ہیلی کاپٹر گڑگڑاتا ہوا وہاں آیا اور اس ہیلی کاپٹر نے غار سے کچھ فاصلے پر زمین پر لینڈ کرنا شروع کر دیا۔ شاید کسی نے ہیلی کاپٹر کو کال کر کے یہاں بلا لیا تھا۔

عمران ابھی یہ سب دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک تیز اور انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا اور اس نے یکلخت غار سے آگ کا الاؤ سا نکلتے دیکھا۔ آگ کے اس الاؤ کے ساتھ اس نے ان چاروں ٹروپرز کے اعضاء باہر آتے دیکھا جو غار میں گئے تھے۔ غار کے سامنے جو پانچواں آدمی موجود تھا وہ بھی آگ کی زد میں آ گیا تھا اور وہ اچھل کر پیچھے جا گرا تھا۔ زوردار دھماکے سے پہاڑی اور زمین بری

طرح ہل گئی تھی۔ جو ہیلی کاپٹر غار کے دہانے کے سامنے اترا تھا۔ زمین ہلتی دیکھ کر تیزی سے ہوا میں بلند ہونے لگا لیکن ابھی وہ تھوڑی ہی بلندی پر گیا ہو گا کہ اچانک غار کے اندر سے ایک میزائل نکل کر بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا اور اگلے ہی لمحے ہیلی کاپٹر سے ٹکرایا۔ ہولناک دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے غار کے اندر موجود کسی نے غار میں داخل ہونے والے ٹروپرز پر بم پھینکا تھا اور پھر اس نے غار کے اندر سے ہی باہر موجود ہیلی کاپٹر پر میزائل فائر کر دیا تھا۔ غار سے ابھی تک آگ کے تیز شعلے نکلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

''لگتا ہے اندر موجود کوبلا خالی ہاتھ نہیں ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ جھکا اور کرالنگ کرنے والے انداز میں غار کے دہانے کی طرف بڑھنے لگا۔ غار کے دہانے کے قریب آ کر وہ رک گیا۔ غار سے چونکہ ابھی تک چنگاریاں باہر آ رہی تھیں اس لئے عمران اندر جانے کا رسک نہ لے سکتا تھا۔ عمران کچھ سوچ کر چٹان پر چڑھا اور پھر غار کے دہانے کے عین اوپر موجود ایک چٹان پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں اردگرد کا جائزہ لے رہی تھیں کہ جنگل سے پھر ٹروپرز نہ اس طرف آ جائیں یا پھر سے کوئی ہیلی کاپٹر نہ اس طرف آ نکلے۔

''میرے قبیلے کا کوئی آدمی باہر ہے تو مجھے آواز دے۔ میں

سردار کوبلا ہوں''...... عمران ابھی چٹان پر بیٹھا ہی تھا کہ اسے اچانک غار کے اندر سے ایک تیز آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔

''میں ہوں سردار''...... عمران نے کچھ سوچ کر اس وحشی کی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا جو اسے راستے میں ملا تھا۔

''دھامبا۔ تم دھامبا ہو نا''...... اندر سے سردار کوبلا نے کہا۔

''ہاں سردار۔ میں دھامبا ہوں''...... عمران نے جواب دیا۔

''باہر کوئی دشمن تو موجود نہیں ہے''...... سردار کوبلا کی آواز سنائی دی۔

''نہیں سردار۔ یہاں کوئی دشمن زندہ نہیں ہے''...... عمران نے فوراً کہا۔

''تم اکیلے ہو یا تمہارے ساتھ کوئی اور ساتھی بھی ہے''...... سردار کوبلا نے کہا۔

''میں اکیلا ہوں سردار''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم غار کے اندر آ جاؤ جلدی کرو''...... سردار کوبلا کی آواز سنائی دی تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ چھلانگ لگا کر چٹان سے نیچے آیا اور غار کے دہانے کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

''یہاں تو آگ ہے سردار''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''کچھ دیر رک جاؤ۔ آگ ابھی ختم ہو جائے گی''...... سردار کوبلا نے جواب دیا تو عمران خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد غار کے

دہانے پر جلتی ہوئی آگ بجھ گئی۔ البتہ ارد گرد کی جھاڑیوں سے ابھی تک دھواں اٹھ رہا تھا۔

"اب آگ بجھ گئی ہے دھامبا۔ اندر آ جاؤ"...... اندر سے سردار کومبا کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے سردار۔ میں آ رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس نے ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا غار کے دہانے کی طرف بڑھنے لگا۔ غار میں شروع میں ہلکی ہلکی روشنی تھی لیکن آگے اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ عمران مشین گن اور خنجر ہاتھ میں لئے آگے بڑھتا رہا۔

"تم کہاں ہو سردار"...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے سردار کوبلا کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

"آگے بڑھے چلے آؤ"...... سردار کوبلا کی آواز سنائی دی۔ آواز خاصی دور سے سنائی دے رہی تھی۔ عمران کے چہرے پر قدرے اطمینان آ گیا کہ اندھیرے میں سردار کوبلا اسے نہ دیکھ سکے گا۔

"بس رک جاؤ"...... اچانک عمران نے قریب سے سردار کوبلا کی آواز سنی تو عمران یکلخت رک گیا۔

"کہاں ہو تم سردار"...... عمران نے اندھیرے میں دیکھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے سامنے ہی ہوں"...... سردار کوبلا کی آواز سنائی

دی۔ اسی لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی انسانی وجود اس کے عین سامنے آ کر کھڑا ہو گیا ہو۔

"دھامبا۔ کیا مطلب۔ تم دھامبا تو نہیں ہو۔ کون ہو تم"...... اچانک سردار کوبلا کی حیرت بھری چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔ اسی لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سامنے کھڑے وجود نے اس کے سینے پر زور دار لات مار دی ہو۔ عمران کو زور دار جھٹکا لگا اور وہ لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا اسی لمحے اس کے سر کے ساتھ ایک گن کی نال آ لگی۔

"تم دھامبا نہیں ہو۔ بولو۔ کون ہو تم"...... سردار کوبلا کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ تاریکی میں بھی دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور اس نے عمران کو دیکھ لیا ہو۔

جولیا کو ہوش آیا تو چند لمحے وہ خالی خالی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتی رہی پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا اور اس کی آنکھوں کے سامنے سے دھند چھٹی تو یہ دیکھ کر وہ چونک پڑی کہ وہ ایک ہال نما کمرے میں موجود تھی اور ایک راڈز والی کرسی پر جکڑی ہوئی تھی۔ اس نے سر گھما کر دیکھا تو اس کے ساتھ قطار میں مزید کرسیاں بھی موجود تھیں جن میں اس کے دوسرے ساتھی بھی راڈز میں جکڑے ہوئے تھے۔ وہاں ان کے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا۔ سامنے ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔

کمرہ ہر قسم کے ساز و سامان سے خالی تھا البتہ کمرے کی دیواروں پر ایذاء رسانی کے پرانے اور جدید آلات ضرور ٹنگے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ جولیا سے کچھ فاصلے پر ایک جدید ساخت کی مشین رکھی ہوئی تھی جس کے ساتھ ایک بڑا سا شیشے کا کنٹوپ بھی موجود تھا۔ اس مشین کو دیکھتے ہی جولیا سمجھ گئی کہ یہ

جدید میک اپ واشر ہے۔

جولیا کو سابقہ مناظر یاد آ گئے جب ہوٹل کے ایک ویٹر نے اسے پیغام پہنچایا تھا کہ انہیں اس ہوٹل کو چھوڑ کر ہوٹل کے عقب میں پہنچنا ہے جہاں ناٹران کا ایک خاص آدمی قلندر سیاہ رنگ کی باڈی والی وین لئے موجود ہیں۔ انہیں اس وین میں سوار ہونا تھا۔ قلندر انہیں وین کے ذریعے ناٹران کے کسی خفیہ ہیڈ کوارٹر میں پہنچانے والا تھا۔

وہ سب ایک ایک کر کے وہاں سے نکلنے ہی والے تھے کہ کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور چار مسلح افراد یکلخت اچھل اچھل کر کمرے میں آ گئے اور انہوں نے ان سب کو گن پوائنٹ پر لے لیا تھا۔ اس کے بعد ان میں سے ایک آدمی جس کا نام دھارو تھا، کو ایک فون کال موصول ہوئی۔ اس نے کسی مادام مہا لکشمی سے بات کی تھی اور پھر کال ختم کر کے اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کوئی چیز پوری قوت سے زمین پر مار دی تھی۔ ایک دھماکہ سا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی جولیا کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا پھیلتا محسوس ہوا تھا۔ اس نے ذہن میں چھانے والا اندھیرا دور کرنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن کامیاب نہ ہو سکی تھی اور پھر وہ گر گئی تھی۔ اس کے بعد اسے یہاں اس ہال نما کمرے میں ہوش آیا تھا جہاں وہ اپنے ساتھیوں سمیت راڈز والی کرسی پر جکڑی ہوئی تھی۔ ابھی وہ ادھر ادھر دیکھ کر کمرے کا

جائزہ لے ہی رہی تھی کہ اسی لمحے اسے ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔

جولیا نے چونک کر دیکھا تو صفدر کے جسم میں حرکت ہو رہی تھی۔ اس کے ساتھ تنویر اور کیپٹن شکیل کے جسم بھی حرکت کر رہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں ان سب نے باری باری آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آنے کے بعد ان کی بھی حالت جولیا جیسی ہی ہوئی تھی اور وہ حیرت سے اس کمرے کو دیکھ رہے تھے۔

''یہ سب کیا ہے''...... صفدر نے جولیا کا نام لئے بغیر کہا۔

''میں خود بھی حیران ہوں کہ آخر وہ لوگ کون تھے اور اس طرح ان کا ہمارے کمرے میں آنے کا کیا مطلب تھا اور یہ کہ آخر اس دھارو نے ایسا کیا کیا تھا کہ ہم ایک لمحے میں بے ہوش ہو کر گر گئے تھے۔ اب ہم اس عجیب و غریب کمرے میں ہیں اور اس طرح راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے ہیں جیسے ہم مجرم ہوں یا ہمارا تعلق کسی عسکریت پسند تنظیم سے ہو''...... جولیا نے کہا۔ جولیا نے آنکھوں کے اشارے سے ان سب کو اصل نام اور اپنی اصلیت ظاہر کرنے سے منع کر دیا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق انہیں راڈز والی کرسیوں پر جکڑ کر کمرے میں اکیلا اس لئے چھوڑ دیا تھا کہ یہ ہوش میں آ کر ایک دوسرے سے بات کر سکیں اور ایک دوسرے کو اصل نام سے پکار سکیں تاکہ یہ بات کنفرم ہو جائے کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ کمرے میں میک واشر دیکھ کر جولیا

نے اپنے ساتھیوں کے چہرے دیکھے تھے تو ان کے چہروں پر میک اپ اسی طرح موجود تھے جس کا مطلب تھا کہ ابھی تک انہیں یہاں لانے والوں نے ان کا میک اپ صاف کرنے کی کوشش ہی نہیں کی تھی یا پھر وہ ان کے میک اپ واش کرنے میں ناکام ہو گئے تھے۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے سپیشل میک اپ کر رکھے تھے۔

یہ میک اپ اسے چیف نے میٹنگ روم میں فراہم کئے تھے جو جھلی نما تھے اور جب وہ انہیں چہروں پر لگا کر تھپتھپاتے تھے تو ان کے چہرے واضح طور پر بدل جاتے تھے پھر ان کے میک اپ کو نہ تو کوئی جدید کیمرہ چیک کر سکتا تھا اور نہ ہی ان کا یہ میک اپ کسی میک اپ واشر سے صاف کیا جا سکتا تھا۔ جولیا کا اشارہ سمجھ کر ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پریشانی ظاہر کرتے ہوئے اس انداز میں باتیں کرنے لگے جیسے وہ خود کو اس نئی جگہ پر پا کر واقعی بے حد پریشان ہوں اور ان کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ کافرستان کی ریڈ پاور ایجنسی کی پاور فورس نے انہیں یہاں لا کر اس طرح کیوں قید کیا ہے۔ وہ کافی دیر تک اسی طرح پریشانی کے عالم میں باتیں کرتے رہے پھر اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور چار مشین گن بردار اندر داخل ہوئے۔ ان چاروں کے پیچھے ایک خوبصورت نقوش والی نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔

لڑکی کے چہرے پر درشتی اور غصے کے تاثرات واضح دکھائی

دے رہے تھے۔ چاروں مسلح افراد ان کے ارد گرد مشین گنیں لے کر کھڑے ہو گئے اور لڑکی ان کے سامنے آ کر انہیں تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

"تو تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"...... لڑکی نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ کیا مطلب یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کیا ہے۔ ہم تو بزنس مین ہیں اور بزنس ڈیل کے لئے کافرستان آئے ہیں۔ ہمارا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے"...... جولیا نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواباً انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"سنو۔ میرا نام مہا لکشمی ہے۔ میں کافرستانی ایجنسی ریڈ پاور کی پاور فورس کی سربراہ ہوں۔ تم مجھ سے دھوکہ فریب نہیں کر سکتے ہو۔ یہ درست ہے کہ تم سب میک اپ میں ہو اور تمہاری بے ہوشی کے دوران ہم تمہارا میک اپ صاف کرنے کی ہر ممکن کوشش کر چکے ہیں لیکن ہم تمہارے میک اپ واش نہیں کر سکے ہیں لیکن اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔

میں تم سب کے نام بھی جانتی ہوں۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف جولیانا ہو۔ جولیانا فٹز واٹر۔ تمہارے ساتھ صفدر سعید بیٹھا ہوا ہے جبکہ تیسرے نمبر پر تنویر اور چوتھے نمبر پر کیپٹن شکیل موجود ہے"...... مہا لکشمی نے ان کی طرف دیکھ کر بڑے نخوت بھرے لہجے

میں کہا اور اس کے منہ سے اپنے نام سن کر وہ سب بری طرح سے چونک پڑے لیکن انہوں نے چونکنے کے تاثرات چہروں پر ظاہر نہ ہونے دیئے تھے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا نام لے رہی ہو۔ یہ ہمارے نام نہیں ہیں۔ میرا نام ایلسیا ہے۔ یہ میرا ساتھی کریک ہے، تیسرے نمبر پر گریسن ہے اور چوتھے نمبر پر مسٹر فریشر ہیں۔ ہمارا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے اور......" جولیا نے کہا۔

"بکواس بند کرو۔ میں نے کہا ہے نا تم مجھے احمق نہیں بنا سکتی۔ میں تمہاری اصلیت جانتی ہوں"...... اس سے پہلے کہ جولیا اپنی بات مکمل کرتی مہا لکشمی نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ آخر تم اتنے وثوق سے کیسے کہہ سکتی ہو کہ ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"...... صفدر نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"تمہاری پہچان ہماشی نے کی ہے اور ہماشی مجھ سے غلط بیانی نہیں کر سکتی ہے۔ اسی نے تمہارے بارے میں بتایا تھا کہ تم کہاں موجود ہو اور تم نے کون سے میک اپ کر رکھے ہیں"...... مہا لکشمی نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"کون ہے یہ ہماشی"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اسے بلاتی ہوں۔ تم خود ہی اسے دیکھ لو"...... مہا لکشمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے اپنا چہرہ دائیں طرف

موڑا۔

''ہماشی۔ سامنے آؤ''...... مہا لکشمی نے کہا تو اسی لمحے جھماکہ ہوا اور یہ دیکھ کر ان چاروں کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کہ مہا لکشمی کے قریب ایک نوجوان لڑکی نمودار ہو گئی تھی اور یہ نوجوان لڑکی ہو بہو مہا لکشمی جیسی تھی۔ اس کا قد کاٹھ حتیٰ کہ اس نے جو لباس پہنا ہوا تھا وہ بھی بالکل اسی رنگ اور ڈیزائین کا تھا جو مہا لکشمی نے پہنا ہوا تھا۔

''کیا مطلب۔ یہ کون ہے اور یہ اس طرح کیسے ظاہر ہوئی ہے۔ کیا یہ کوئی ساحرہ ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھیوں کی آنکھوں میں بھی مہا لکشمی کو اس طرح اچانک ظاہر ہوتے دیکھ کر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''تم اسے ساحرہ ہی سمجھ سکتی ہو اور یہ بھی سن لو کہ اسی نے مجھے تمہاری آمد کا بتایا تھا۔ یہ اس وقت سے تم پر نظر رکھے ہوئے ہے جب تم کافرستان آنے کے لئے پاکیشیا سے روانہ ہوئے تھے۔ تم نے پاکیشیا سے نکل کر کس کس ملک کا سفر کیا۔ کون کون سی دستاویزات تبدیل کیں، کن حلیوں اور کن جگہوں پر رہے اس کے بارے میں اس نے مجھے ساری تفصیلات بتائی تھیں۔ اس کے کہنے پر تمہیں راستے میں ہی ہلاک نہیں کیا گیا۔ اس کا کہنا تھا کہ تم ایک بار کافرستان پہنچ جاؤ تو تمہیں یقینی طور پر ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ اسی لئے میں نے تمہارے راستے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کی تھی اور

تمہیں کافرستان اور دارالحکومت میں اس ہوٹل تک پہنچنے دیا گیا۔ جب تم یہاں پہنچ گئے تو اس نے مجھے اس ہوٹل اور کمروں کے نمبر تک بتا دیئے جہاں تم رہائش پذیر تھے۔

اس کے اطلاع دینے کے بعد ہی میں نے اپنی فورس کو تمہیں حراست میں لینے اور یہاں لانے کا حکم دیا تھا۔ اب تم یہ کہو کہ تم پاکیشیائی ایجنٹ نہیں ہو تو یہ تمہاری خوش فہمی ہو گی اور کچھ نہیں''...... مہا لکشمی نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر ان سب نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ یہ سن کر انہیں واقعی شدید جھٹکا سا لگا تھا کہ ان کی ہر موومنٹ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ایک ساحرانہ طاقت کام کر رہی تھی۔ یہ بات ان کے لئے انتہائی خطرناک تھی۔ وہ واقعی دشمنوں سے تو بچ سکتے تھے چھپ سکتے تھے لیکن ایک نادیدہ مخلوق ان پر نظر رکھتی رہے اس سے تو وہ کسی بھی صورت میں نہ چھپے رہ سکتے تھے۔ اس صورتحال میں وہ کہیں بھی چلے جاتے، کہیں بھی چھپ جاتے نادیدہ مخلوق ان کے پتے ٹھکانے کے بارے میں معلوم کر لیتی اور ریڈ پاور ایجنسی کی پاور فورس ان تک آسانی سے پہنچ سکتی تھی۔

''یہ جھوٹ بول رہی ہے۔ اسے کچھ خبر نہیں ہے کہ ہم کون ہے''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''یہ کوجائی ہے۔ مہان طاقتوں کی مالکہ، اس سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے اور یہ میری دوست ہے۔ اس کی ایک ایک بات سچ

ہے۔ تم لاکھ کوشش کر لو لیکن اس کی نظروں سے چھپنا تمہارے لئے ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن"...... مہا لکشمی نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہوتا۔ مشکلات ضرور ہوتی ہیں لیکن ناممکن کچھ نہیں۔ تم جس ساحرانہ طاقت پر اس قدر اترا رہی ہو ہم ابھی ثابت کر دیں گے کہ یہ غلط ہے۔ اسے ہماری حقیقت کا علم ہی نہیں ہے"...... اس بار صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم اسے غلط ثابت کرو گے۔ گرو مہاراج کی سفلی ذریت کو تم لوگ غلط ثابت کرو گے۔ کیسے"...... صفدر کی بات سن کر مہا لکشمی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اس سے کہو کہ یہ آگے آئے اور میرے سامنے آ کر میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی ہو جائے"...... صفدر نے سنجیدگی سے کہا تو مہا لکشمی کے ساتھ جولیا اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے کہ صفدر ایسا کیوں کہہ رہا ہے اور وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔

"کیوں۔ ایسا کرنے سے کیا ہو گا"...... مہا لکشمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو بھی ہو گا تمہارے سامنے ہو گا۔ اسے بھیجو آگے"...... صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہماشی اس کے سامنے جاؤ اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دو۔ یہ شاید تمہاری طاقت کا اندازہ لگانے کی

کوشش کر رہا ہے"...... مہا لکشمی نے کہا تو ہماشی فوراً آگے بڑھی اور صفدر کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ صفدر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔ دوسرے لمحے یہ دیکھ کر مہا لکشمی اور اس کے اپنے ساتھی بری طرح سے چونک پڑے کہ ہماشی یکلخت بوکھلائے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹی تھی۔ اس کا رنگ زرد پڑ گیا اور وہ خوف بھری نظروں سے صفدر کی طرف دیکھنے لگی۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ مم مم۔ میں جا رہی ہوں۔ میں جا رہی ہوں"...... ہماشی نے یکلخت بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مہا لکشمی اسے کچھ کہتی یا اس سے کچھ پوچھتی ہماشی یکلخت وہاں سے غائب ہو گئی۔

"کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کیا کیا ہے تم نے ہماشی کے ساتھ۔ وہ اس طرح کہاں غائب ہو گئی ہے۔ ہماشی۔ ہماشی میرے سامنے آؤ۔ فوراً"...... مہا لکشمی نے ہماشی کو اس طرح غائب ہوتے دیکھ کر پہلے صفدر کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر چاروں طرف دیکھ کر ہماشی کو آوازیں دینے لگی۔ صفدر کے لبوں پر فتحمندانہ مسکراہٹ تھی۔ اس کی مسکراہٹ پر جولیا اور اس کے ساتھی بھی حیران ہو رہے تھے۔ انہوں نے صفدر کو ہماشی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے دیکھا تھا اور ہماشی ایک لمحہ بھی صفدر کی آنکھوں میں نہ دیکھ سکی تھی اور بوکھلائے ہوئے انداز میں اس سے دور ہٹ گئی تھی اور فوراً غائب ہو گئی تھی۔

"وہ اب یہاں آنے کی ہمت نہیں کرے گی"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ آخر کیوں۔ تم نے اس کے ساتھ کیا کیا ہے۔ وہ اس طرح خوفزدہ ہو کر کیوں گئی ہے۔ بولو۔ جلدی بتاؤ ورنہ میں تمہاری بوٹیاں اُڑا دوں گی"...... مہا لکشمی نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور نہایت جارحانہ انداز میں چلتی ہوئی صفدر کے سامنے آ گئی اور صفدر کو غصیلی نظروں سے گھورنے لگی۔

"اس کا تعلق شیطان سے ہے اور شیطانی سطح کی ذریات کو کیسے بھگانا ہے یہ میں اور میرے ساتھی بخوبی جانتے ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر جولیا اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی تھی جیسے وہ صفدر کی بات کا مطلب سمجھ گئے ہوں اور انہیں معلوم ہو گیا ہو کہ صفدر نے کیا کیا ہے کہ کوجانی جیسی طاقت اس کے سامنے سے اس طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں اور خوفزدہ ہو کر بھاگنے پر مجبور ہو گئی ہے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا جانتے ہو تم سب۔ بولو۔ جواب دو"...... مہا لکشمی نے اسی طرح چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہمارے پاس مقدس کلام ہے۔ بس میں نے ہماشی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے حد ہلکی آواز میں وہی پڑھا تھا۔ اگر یہاں اصل شیطان بھی ہوتا تو اس کلام کو سنتے ہی اس کی حالت غیر ہو

جاتی بلکہ اس کلام کو سن کر اس کی ایسی حالت ہوتی جیسے اسے ہنٹر مارے جا رہے ہوں اور وہ چیختا چلاتا ہوا یہاں سے بھاگ جانے پر مجبور ہو جاتا۔ ہماشی صرف ایک سفلی طاقت تھی اس لئے اس کلام کو سنتے ہی وہ بوکھلا گئی اور ڈر کر فوراً یہاں سے بھاگ گئی ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو مہا لکشمی کی آنکھیں حیرت سے پھٹ پڑیں۔

"مقدس کلام۔ مقدس کلام سن کر ہماشی ڈر کر بھاگ گئی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیسے ممکن ہے یہ۔ کیا ہے وہ مقدس کلام"...... مہا لکشمی نے کہا تو صفدر نے اسے اسماء اعظم پڑھ کر سنا دیئے۔ اسے سن کر مہا لکشمی کے چہرے پر شدید حیرت پھیل گئی۔

"بب بب۔ بس تم نے یہی پڑھا تھا"...... مہا لکشمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور یہ ایک ایسا مقدس اور عظیم کلام ہے جو سفلی ذریتوں کو سامنے سے ہی نہیں دل و دماغ سے بھی نکال کر باہر پھینک دیتا ہے اور سفلی ذریتیں تکلیف میں مبتلا ہو کر چیختی چلاتی ہوئی بھاگ جاتی ہیں"...... صفدر نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا تو مہا لکشمی کی حالت دیدنی ہو گئی۔ اس کی آنکھیں اس قدر پھیلی ہوئی تھیں جیسے ابھی حلقے توڑ کر باہر آ گریں گی۔

"نن نن۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ صرف یہ چند حروف پڑھنے سے تم ہماشی کو نہیں بھگا سکتے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم یقیناً کوئی

ساحر ہو۔ تم نے کوئی منتر پڑھا ہوگا اس منتر سے ڈر کر ہماشی بھاگی
ہوگی۔ بولو۔ کون سا منتر پڑھا ہے تم نے۔ جلدی بولو۔ ورنہ......''
مہالکشمی نے حیرت اور غصے کے ملے جلے لہجے میں چیختے ہوئے
کہا۔

''میں سحر اور ساحر دونوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میرے سینے میں
اللہ پاک کا مقدس کلام ہے اور اس کلام پاک سے بڑھ کر اور کچھ
بھی نہیں ہے۔ سفلی ذریتوں کو مات دینے اور انہیں بھگانے کے لئے
ہمارے لئے اللہ اور اس کا کلام ہی کافی ہے۔ ہم دل میں اب جو
مقدس کلام پڑھ رہے ہیں اس کلام نے ہمارے گرد حفاظت کا ایک
حصار بنا دیا ہے۔ اب تم ہماشی تو کیا کسی اور بڑی ذریت کو بھی بلا
لو تو وہ بھی ہمارے سامنے آنے کی ہمت نہیں کرے گی۔ اگر تمہیں
یقین نہیں تو بلاؤ اس ہماشی کو''...... صفدر نے کہا تو مہالکشمی کا چہرہ
غصے سے سرخ ہو گیا اور وہ صفدر کو کھا جانے والی نظروں سے
گھورنے لگی۔

''تم سب خطرناک ہو۔ انتہائی خطرناک، میں تم میں سے کسی
ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ تم نے نجانے کیا کیا ہے کہ ہماشی
جیسی طاقت بھی یہاں سے بھاگ گئی ہے۔ اب تم سب کو میں
اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گی''...... مہالکشمی نے غصے سے چیختے
ہوئے کہا۔ پھر وہ مڑ کر تیز تیز چلتی ہوئی اپنے ایک مشین گن بردار
ساتھی کی طرف بڑھ گئی اور اس کے پاس جاتے ہی اس نے اس

کے ہاتھوں سے مشین گن چھینی اور مڑ کر ایک بار پھر ان سب کی
طرف بڑھی۔

''اگر تمہارے پاس اتنا طاقتور مقدس کلام ہے تو پڑھو اور پھر
میری چلائی ہوئی گولیوں سے بچ کر دکھاؤ۔ میں بھی دیکھنا چاہتی
ہوں کہ تمہارے پاس جو مقدس کلام ہے وہ تمہیں فائرنگ سے کیسے
بچاتا ہے''...... مہالکشمی نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے
مشین گن کا رخ جولیا کی طرف کر دیا۔ جولیا کی نظریں اس کی
مشین گن کے ٹریگر پر موجود انگلی پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کی انگلی کا
دباؤ ٹریگر پر بڑھ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ جولیا پر فائرنگ کرتی
اچانک کمرے میں کٹاک کٹاک کی ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے
ان میں سے کسی ایک کی کرسی کے راڈز کھل گئے ہوں۔ یہ آوازیں
سنتے ہی مہالکشمی کی انگلی کا دباؤ ٹریگر سے کم ہو گیا۔ اس نے چونک
کر اس طرف دیکھا جہاں سے اسے آواز سنائی دی تھی لیکن وہ
سب اسی طرح کرسیوں پر جکڑے ہوئے بیٹھے تھے۔

''کیا مطلب۔ یہ کیسی آواز تھی''...... مہالکشمی نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

''کون سی آواز''...... صفدر نے انجان بنتے ہوئے کہا حالانکہ اسی
نے مہالکشمی کی انگلی کا دباؤ ٹریگر پر بڑھتے دیکھ کر حلق سے ایسی
آوازیں نکالی تھیں جیسے اس کی کرسی کے راڈز کھل گئے ہوں۔

''مجھے ایسا لگا تھا جیسے تم میں سے کسی کی کرسی کے راڈز کھل گئے

ہوں"...... مہا لکشمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔ میں نے بھی آواز سنی تھی"...... اس کے ایک ساتھی نے کہا۔

"لیکن یہ سب تو راڈز میں جکڑے ہوئے ہیں"...... مہا لکشمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس مادام"...... اس آدمی نے کہا۔

"چیک کرو۔ یہ لوگ بے حد تیز ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کسی کے راڈز کھل گئے ہوں"...... مہا لکشمی نے کہا تو وہ آدمی اثبات میں سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے سب سے پہلے کیپٹن شکیل اور پھر تنویر کی کرسیوں کے راڈز چیک کئے اور پھر وہ گھوم کر صفدر کی کرسی کے پاس آ گیا اور جیسے ہی وہ صفدر کی کرسی کے راڈز چیک کرنے کے لئے جھکا اسی لمحے ایک بار پھر کٹاک کٹاک کی تیز آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی اچانک اس آدمی کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ جیسے ہوا میں اڑتا ہوا پیچھے کھڑی مہا لکشمی سے ٹکرایا اور مہا لکشمی چیختی ہوئی اس کے ساتھ زمین پر جا گری۔ صفدر اچھل کر کھڑا ہوا اور پھر اس نے وقت ضائع کئے بغیر پوری قوت سے مہا لکشمی کی طرف چھلانگ لگا دی۔

مہا لکشمی کے قریب گرتے ہی اس نے جھپٹ کر اس کی گری ہوئی مشین گن اٹھائی اور پھر وہ تیزی سے پلٹا اور دوسرے لمحے ماحول مشین گن کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ صفدر

نے مشین گن سے وہاں موجود مسلح افراد پر فائرنگ کر دی تھی جو اس عجیب و غریب صورتحال کو سمجھنے کے لئے آنکھیں پھاڑ رہے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے اور مشین گنوں سے صفدر پر فائرنگ کرتے صفدر نے انہیں موقع دیئے بغیر فائرنگ کر کے گرا دیا۔ اسے اپنے ساتھیوں پر فائرنگ کرتے دیکھ کر مہا لکشمی نے اپنے اوپر گرنے والے آدمی کو ٹانگیں مار کر دور ہٹایا اور پلٹ کر لیٹے لیٹے انداز میں اچھل کر صفدر کی طرف آئی لیکن صفدر تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس نے مشین گن کا ایک اور برسٹ فائر کیا اور مہا لکشمی سے ٹکرا کر گرنے والا آدمی جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا اچھل کر گرا اور تڑپے بغیر ساکت ہوتا چلا گیا۔

"بس رک جاؤ۔ ورنہ بھون دوں گا"...... صفدر نے مشین گن کا رخ مہا لکشمی کی طرف کرتے ہوئے کہا اور مہا لکشمی جو اٹھ کر اس پر ایک بار پھر چھلانگ لگانے کی تیاری کر رہی تھی ساکت ہو کر رہ گئی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات جیسے منجمد سے ہو کر رہ گئے۔ اس نے پلٹ کر اپنے ساتھیوں کی لاشوں کی طرف دیکھا پھر صفدر کی اس راڈز والی کرسی کی طرف دیکھنے لگی جس کے راڈز کھلے ہوئے تھے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ تم نے یہ راڈز کیسے کھول لئے۔ اور تم۔ تم آزاد کیسے ہو گئے"...... مہا لکشمی نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا تو صفدر کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"تم میری ساتھی پر فائرنگ کرنے لگی تو میں نے منہ سے جان بوجھ کر ایسی آواز نکالی تھی جیسے میں نے کرسی کے راڈز کھول لئے ہوں۔ جبکہ ایسا نہیں تھا۔ مجھے یقین تھا کہ تم خود ہمارے راڈز چیک کرنے کی کوشش کرو گی یا تم اپنے ساتھی کو اس کام کے لئے ہماری طرف بھیجو گی۔ تم میں سے جو بھی آتا وہ راڈز چیک کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے پینل کو بھی چیک کرتا۔ پینل میرے پہلو کے پاس دو بٹنوں کی شکل میں موجود ہے جس کا ایک بٹن پریس کرنے سے راڈز کھولے جاتے ہیں اور دوسرے سے راڈز بند کئے جاتے ہیں۔ اس آدمی نے ہاتھ بڑھایا تو میں نے اس کی ٹانگوں پر گھٹنوں کی ضرب لگا دی۔ تمہارے ساتھی کا ہاتھ پینل کی طرف تھا۔ گھٹنوں کی ضرب کھاتے ہی اس کا ہاتھ ٹھیک اس بٹن پر پڑا جس سے راڈز کھلتے ہیں۔ راڈز کھلنے کی دیر تھی میں نے اسے سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر دونوں ہاتھوں سے تمہاری طرف اچھال دیا اور بس"...... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو مہا لکشمی کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اگر یہ پینل کی طرف ہاتھ نہ بڑھاتا تو"...... مہا لکشمی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تو میرا چلایا ہوا چکر ناکام ہو جاتا اور تمہیں ہم پر فائرنگ کرنے کا موقع مل جاتا لیکن مجھے بہرحال رسک تو لینا تھا اور میں نے یہی کیا تھا"...... صفدر نے کہا تو مہا لکشمی کے چہرے پر غصے

کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ وہ صفدر کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگی۔

"تم نے میرے چار آدمیوں کو ہلاک کیا ہے۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی"...... مہا لکشمی نے غرا کر کہا۔

"فائرنگ سے بچ کر میری طرف آ سکتی ہو تو آؤ۔ میں تمہیں نہیں روکوں گا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو مہا لکشمی غرا کر رہ گئی۔

"ہماشی۔ کہاں ہو تم۔ ہماشی۔ ہماشی"...... مہا لکشمی نے دائیں طرف دیکھ کر ہماشی کو پکارتے ہوئے کہا لیکن ہماشی وہاں نمودار نہ ہوئی۔

"جب تک ہم یہاں ہیں تمہاری ہماشی یہاں آنے کی جسارت بھی نہیں کر سکتی ہے۔ اب تم بے بس ہو مہا لکشمی"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ مہا لکشمی پر نظریں جمائے آہستہ آہستہ اپنے ساتھیوں کی طرف کھسکنے لگا۔ جولیا کے قریب پہنچ کر اس نے بدستور مہا لکشمی پر نظریں رکھتے ہوئے ایک ہاتھ سے جولیا کے پہلو کے پاس پینل کے ایک بٹن کو پریس کیا تو کٹاک کٹاک کی تیز آوازوں کے ساتھ جولیا کی کرسی کے راڈز کھل گئے۔ راڈز کھلتے ہی جولیا فوراً اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"آپ ان دونوں کے راڈز کھولیں۔ میں اسے سنبھالتا ہوں"...... صفدر نے جولیا کو اٹھتے دیکھ کر کہا تو جولیا نے اثبات میں

سر ہلایا اور تنویر کی طرف بڑھ گئی جبکہ صفدر مشین گن لئے مہا لکشمی کے سامنے آ گیا جو اسے بدستور کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔

"تم نے خود کو راڈز والی کرسیوں سے تو آزاد کرا لیا ہے لیکن یہ مت بھولو کہ تم اس وقت میرے ایک خاص اڈے پر ہو۔ یہاں بے شمار مسلح افراد ہیں جو تمہیں یہاں سے کسی بھی صورت میں نہ نکلنے دیں گے"...... مہا لکشمی نے اسے گھورتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم جھوٹ بول رہی ہو مہا لکشمی۔ میں یہ مانتا ہوں کہ یہ تمہارا خاص اڈہ ہے لیکن یہاں تمہارے اور تمہارے ان چار ساتھیوں کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں ہے۔ یہ تہہ خانہ ہے اور اس کی ساری دیواریں سادہ ہیں۔ میرا مطلب ہے یہ تہہ خانہ ساؤنڈ پروف نہیں ہے۔ میں نے یہاں جو فائرنگ کی تھی اور مرتے وقت جس بری طرح سے تمہارے ساتھی چیخے تھے۔ اگر یہاں کوئی اور ہوتا تو فائرنگ اور چیخوں کی آوازیں سن کر یقیناً دوڑتا ہوا یہاں پہنچ جاتا لیکن دروازے کے باہر خاموشی چھائی ہوئی ہے جس مطلب واضح ہے کہ اس ٹھکانے پر اور کوئی نہیں ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو مہا لکشمی غرا کر رہ گئی۔ جولیا نے تنویر اور کیپٹن شکیل کو راڈز والی کرسیوں سے آزاد کرایا تو تنویر کرسی سے اٹھ کر تیزی سے مہا لکشمی کے ایک ساتھی کی لاش کی طرف بڑھا۔ اس نے آگے جا

کر اس آدمی کی مشین گن اٹھا لی۔

"اس سے زیادہ باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ابھی اسے گولیوں سے چھلنی کر دیتا ہوں"...... تنویر نے مشین گن کا رخ مہا لکشمی کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں تنویر۔ رکو۔ اسے ہلاک نہ کرو۔ یہ ہمارے بے حد کام آ سکتی ہے"...... جولیا نے کہا تو تنویر کی انگلی ٹریگر پر دباؤ ڈالتے ڈالتے رک گئی۔

"یہ تمہاری بھول ہے جولیانا فٹز واٹر کہ میں تمہارے کسی کام آ سکتی ہوں۔ میں مر تو سکتی ہوں لیکن تمہاری مدد نہیں کر سکتی۔ اگر تم یہاں سے زندہ سلامت نکلنا چاہتے ہو تو بہتر ہے کہ تم مجھے گولیاں مار کر ہلاک کر دو اور یہاں سے نکل جاؤ۔ اگر تم نے مجھے زندہ چھوڑ دیا تو یہ تمہاری زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہو گی۔ چلاؤ گولی"...... مہا لکشمی نے بلا خوف کہا تو صفدر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"میں ابھی تمہاری خواہش پوری کر دیتا ہوں"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر مشین گن کے ٹریگر پر انگلی جما دی۔

"نہیں تنویر۔ یہ ہمیں اکسانے کی کوشش کر رہی ہے"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا تو مہا لکشمی سر موڑ کر جولیا کی طرف دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں سرخی تھی۔ کیپٹن شکیل نے بھی آگے بڑھ کر دو

مشین گنیں اٹھا لی تھیں۔ اس نے ایک مشین گن دور سے ہی جولیا
کی طرف اچھال دی۔ ہوا میں اچھلی ہوئی مشین گن دیکھ کر مہا لکشمی
یکلخت اچھلی۔ اس نے قلابازی کھائی اور ہاتھ بڑھا کر تیزی سے ہوا
میں موجود مشین گن کو پکڑنا چاہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین گن
پکڑتی اسی لمحے جولیا تیزی سے اچھلی اور اس کی دونوں ٹانگیں ہوا
میں اچھلی ہوئی مہا لکشمی کے پہلو پر پڑیں۔ مہا لکشمی کے منہ سے
زور دار چیخ نکلی اور وہ ہوا میں رول ہوتی ہوئی پوری قوت سے فرش
پر گری۔ جولیا نے الٹی قلابازی کھائی اور زمین پر گرتی ہوئی مشین
گن کو دبوچ کر نہایت حیرت انگیز طور پر اپنے پیروں پر کھڑی ہو
گئی۔

"اب ہم آزاد ہیں مہا لکشمی۔ ہمارے ساتھ تمہارا کھیلا ہوا کوئی
کھیل کام نہیں آئے گا"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو فرش
پر گری ہوئی مہا لکشمی غرا کر رہ گئی۔

"تنویر۔ اسے ہاف آف کر دو"...... جولیا نے مہا لکشمی کے
عقب میں کھڑے تنویر سے مخاطب ہو کر افریقی زبان میں کہا تو مہا
لکشمی چونک پڑی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کہا ہے تم نے اور یہ کون سی زبان
ہے"...... مہا لکشمی نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں چونکہ جولیا
کی طرف تھیں اس لئے وہ تنویر کو اپنی طرف آتے نہ دیکھ سکی۔ اس
سے پہلے کہ اسے اپنے قریب تنویر کی موجودگی کا احساس ہوتا اور وہ

اس کی طرف پلٹتی اسی لمحے تنویر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن
کا دستہ پوری قوت سے اس کے سر پر مار دیا۔ مہا لکشمی کے حلق
سے زور دار چیخ نکلی وہ کسی زخمی ناگن کی طرح تنویر کی طرف پلٹی۔
اس نے تنویر کی ٹانگوں پر ہاتھ مار کر اسے گرانا چاہا لیکن تنویر اچھل
کر فوراً ایک طرف ہٹا اور اس کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا۔
مشین گن کا دستہ ایک بار پھر مہا لکشمی کے سر سے ٹکرایا اور مہا لکشمی
اس بار بغیر کوئی آواز نکالے فرش پر ڈھیر ہوتی چلی گئی۔

"میں اسے چیک کرتی ہوں کہیں یہ مکر نہ کر رہی ہو"...... جولیا
نے کہا اور پھر وہ مہا لکشمی کی طرف بڑھی۔ اس نے مہا لکشمی کا بازو
پکڑ کر اس کی نبض چیک کی اور پھر اس کی گردن پر ہاتھ رکھ کر
مخصوص انداز میں انگلیاں اس کی گردن کی مخصوص رگ پر دبا دیں۔

"یہ بے ہوش ہو چکی ہے اور اب اس کا جلد ہوش میں آنے کا
کوئی امکان نہیں ہے"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
کہا۔

"بہت تیز اور خطرناک عورت ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہ ہو۔ آخر کافرستانی ایجنسی ریڈ پاور کی پاور فورس
کی سربراہ ہے"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان سب نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب کیا کرنا ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"سب سے پہلے تو تم اور کیپٹن شکیل باہر جاؤ اور چیک کرو کہ

یہ کون سی جگہ ہے۔ اوپر جو بھی نظر آئے اسے اُڑا دیتا۔ تب تک میں اور تنویر اسے راڈز والی کرسی پر جکڑ کر اس سے معلومات حاصل کرتے ہیں۔ میزائل اسٹیشن کی حفاظت کی ذمہ داری اسی ایجنسی کی ذمہ داری ہے۔ اس سے یقیناً اس معاملے میں خاصی مفید معلومات مل سکتی ہیں''...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ کیپٹن شکیل کے ساتھ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تنویر اور جولیا نے مل کر بے ہوش مہا لکشمی کو اٹھایا اور اسے لے جا کر ایک راڈز والی کرسی پر بٹھا دیا۔ جولیا نے پینل کا ایک بٹن پریس کیا تو کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ مہا لکشمی راڈز میں جکڑتی چلی گئی۔

گرو مہاراج تاریک تہہ خانے میں بیٹھا اپنی مخصوص جاپ میں مصروف تھا کہ کسی کے تیز تیز سانس لینے کی آوازیں سنائی دیں۔ ان آوازوں کو سن کر گرو مہاراج نے بے اختیار آنکھیں کھول دیں۔

''کون ہے''...... گرو مہاراج نے تیز آواز میں کہا۔

''بھبھوری ہوں آقا''...... ایک چیختی ہوئی نسوانی آواز سنائی دی تو گرو مہاراج چونک پڑا۔

''بھبھوری''...... گرو مہاراج کے منہ سے حیرت بھری آواز نکلی۔

''ہاں آقا۔ سامنے آنے کی اجازت دیں''...... بھبھوری نے اسی طرح چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''نہیں۔ تم بھیانک شکل کی ہو۔ میں بھی تمہیں دیکھتا ہوں تو خوف میں مبتلا ہو جاتا ہوں۔ تم اسی طرح مجھ سے بات کرو اور بتاؤ کہ بغیر بلائے تم کیوں آئی ہو''...... گرو مہاراج نے کہا۔

"میں تمہیں عقاال کے بارے میں بتانے آئی ہوں۔ آقا"...... بھبھوری نے کہا تو گرو مہاراج چونک پڑا۔

"عقاال۔ کیا مطلب۔ کیا بتانے آئی ہو تم عقاال کے بارے میں"...... گرو مہاراج نے چونک کر کہا۔

"عقاال خطرے میں ہے آقا۔ اسے مہا رشی نے کوبلا سے حاصل کر لیا ہے اور اب وہ عقاال کو لے کر آگ پہاڑی کی طرف جا رہا ہے تاکہ وہ عقاال کی لاش کو آگ پہاڑی میں پھینک کر بھسم کر دے"...... بھبھوری نے کہا تو اس کی بات سن کر گرو مہاراج بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کک کک۔ کیا۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ کون ہے وہ مہا رشی جس نے کوبلا سے عقاال کو حاصل کیا ہے اور وہ اسے آگ پہاڑی میں پھینکنے جا رہا ہے۔ مجھے اس کا نام بتاؤ۔ جلدی"...... گرو مہاراج نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ وہی مہا رشی ہے آقا جس کی تم آنکھیں اور دل حاصل کر کے عقاال کو زندہ کرنا چاہتے تھے"...... بھبھوری نے کہا تو گرو مہاراج کو زور دار جھٹکا لگا جیسے اچانک اس کے پیر پر کسی انتہائی زہریلے ناگ نے کاٹ لیا ہو۔

"عمران۔ تم عمران کی بات کر رہی ہو"...... گرو مہاراج نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں آقا"...... بھبھوری نے کہا۔

"اوہ ،اوہ۔ وہ کوبلا کے قبیلے میں کیسے پہنچ گیا اور اسے عقاال کیسے مل گیا۔ میں نے تو وہاں کارروائی کرانے کے لئے مہا لکشمی کو کہا تھا۔ کیا وہ اپنے مسلح افراد کو لے کر وہاں نہیں پہنچی تھی اور اس نے قبیلے کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرائی تھی"...... گرو مہاراج نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مہا لکشمی نے اُڑنے اور آگ اگلنے والی مشینوں کو قبیلے میں بھیجا تھا آقا اور اس میں موجود افراد نے قبیلے میں ہر طرف تباہی پھیلا دی تھی۔ پورا قبیلہ تباہ ہو گیا تھا۔ سردار کوبلا اور اس کے جنگجو وحشیوں کو بچنے کا کوئی موقع نہیں ملا تھا۔ انہوں نے مہا لکشمی کے ساتھیوں پر جوابی حملہ بھی کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ان کے پاس ایسے ہتھیار نہیں تھے جو وہ طاقتور مسلح فوج کا مقابلہ کر سکتے اس لئے اس کے قبیلے کے بے شمار افراد مارے گئے اور جو بچ گئے تھے وہ جنگل میں جا کر چھپ گئے تھے۔ سردار کوبلا کے پاس چونکہ عقاال کی لاش تھی اس لئے وہ کھل کر ان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اس لئے اس نے عقاال کی لاش اٹھائی اور اسے لے کر وہاں سے بھاگ گیا۔ اس نے جنگل میں موجود سیاہ پہاڑی کی غار میں پناہ لے لی تھی اور وہ وہیں چھپا ہوا تھا کہ مہا رشی وہاں پہنچ گیا۔ وہ غار میں داخل ہوا اور پھر......" بھبھوری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور خاموش ہو گئی۔

"اور پھر۔ اور پھر کیا ہوا بھبھوری۔ جلدی بتاؤ"...... گرو مہاراج

نے بے چینی سے کہا۔

"مہا رشی کے جسم پر سبز لیپ تھا۔ ایسا لیپ جیسا کوبلا کے قبیلے کے وحشی لگاتے ہیں۔ جب مہا رشی غار میں داخل ہوا تو تاریکی کی وجہ سے کوبلا اس مہا رشی کو پہچان نہ سکا تھا۔ وہ اسے اپنا ہی ساتھی سمجھ رہا تھا لیکن جب مہا رشی، سردار کوبلا کے قریب پہنچا تو اس نے مہا رشی کا اصل چہرہ دیکھا تو اسے معلوم ہو گیا کہ وہ اس کا ساتھی نہیں ہے۔ نئے آدمی کو دیکھ کر سردار کوبلا کو غصہ آ گیا اس نے لات مار کر مہا رشی کو خود سے دور ہٹا دیا لیکن اسی لمحے مہا رشی نے سردار کوبلا پر حملہ کر دیا۔ سردار کوبلا اور مہا رشی کا زبردست مقابلہ ہوا۔ مہا رشی کے پاس ہوہوتا کا خنجر تھا۔ اس نے اچانک ہی سردار کوبلا کو ہوہوتا کا خنجر مارا تو سردار کوبلا زخمی ہو گیا۔ زخمی ہونے کی وجہ سے سردار کوبلا جم کر مہا رشی کا مقابلہ نہ کر سکا اور مہا رشی نے خنجر اس کے سینے میں عین دل کے مقام پر اتار دیا جس کے نتیجے میں سردار کوبلا ہلاک ہو گیا اور مہا رشی نے وہاں پڑی ہوئی عنقال کی لاش اٹھائی اور اسے لے کر غار کے دوسرے سرے کی طرف چلا گیا۔ وہ ابھی تک عنقال کی لاش لے کر غار میں دوڑتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ غار کے دوسرے دہانے سے باہر نکل جائے گا اور اسے لے کر آگ پہاڑی کی طرف روانہ ہو جائے گا۔ اگر اس نے لاش لے جا کر پہاڑی کے کھلے ہوئے دہانے میں پھینک دی تو پھر عنقال کی لاش ایک لمحے میں جل کر بھسم ہو جائے

گی"...... بھبھوری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ اگر ایسا ہوا تو میری ساری محنت اکارت ہو جائے گی میں نے اب تک جتنی بھی جا پکی ہے وہ ملیا میٹ ہو جائے گی۔ مجھے ہر صورت میں عنقال کو زندہ کرنا ہے۔ اسے تسخیر کر کے اپنے قابو میں لینا ہے اور اس کے ذریعے پوری دنیا پر قبضہ کرنا ہے۔ اگر عمران نے عنقال کو آگ پہاڑی میں پھینک دیا تو میں ناکام ہو جاؤں گا۔ تباہ و برباد ہو جاؤں گا"...... گرو مہاراج نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑتے ہوئے غصے اور پریشانی سے چیختے ہوئے کہا۔

"اسے روکو گرو مہاراج۔ اس مہا رشی کو آگ پہاڑی پر جانے سے روکو"...... بھبھوری نے بھی چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیسے۔ میں اسے کیسے روک سکتا ہوں بھبھوری۔ اس کے پاس روشن طاقتیں ہیں۔ وہ ایک نیک اور باکردار آدمی ہے۔ اسے روکنے کے لئے میں کوجائیوں کی فوج بھی بھیج دوں تو وہ بھی اس کا بال تک بانکا نہ کر سکیں گی"...... گرو مہاراج نے کہا۔

"اسے روکنے کا ایک طریقہ ہے گرو مہاراج"...... بھبھوری نے کہا تو گرو مہاراج بے اختیار چونک پڑا۔

"کون سا طریقہ ہے۔ جلدی بتاؤ۔ میں تمہارے بتائے ہوئے طریقے پر ضرور عمل کروں گا بھبھوری۔ جلدی بتاؤ۔ جلدی"...... گرو مہاراج نے چونک کر اور بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''تم اپنی کالی کوجائیوں کو بلاؤ اور انہیں حکم دو کہ وہ جا کر چند طاقتور انسانوں کو تلاش کریں جو لڑاکا ہوں اور جن میں گینڈوں جیسی طاقت بھری ہوئی ہو۔ کوجائیاں انہیں ہلاک کریں اور ان کے جسموں میں سما جائیں اور پھر وہ زندہ ہو کر فوراً وہاں پہنچ جائیں۔ وہی اس مہارشی کو عقال کو آگ پہاڑی میں لے جانے سے روک سکتی ہیں''...... بھبھوری نے کہا۔

''اوہ۔ کیا ایسا ممکن ہے''...... گرو مہاراج نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... بھبھوری نے کہا۔

''لیکن عمران کے پاس جو روشن طاقتیں ہیں۔ کیا ان کے باوجود کوجائیاں انسانی جسموں میں سما کر اس کا سامنا کر سکیں گی اور اس پر حملہ کر کے اسے نقصان پہنچا سکیں گی''...... گرو مہاراج نے کہا۔

''ہاں آقا۔ انسانی روپ میں کوجائیاں بڑے سے بڑے مہارشی کا سامنا بھی کر سکتی ہیں اور ان کا مقابلہ بھی کر سکتی ہیں اور یہی نہیں انسانی جسموں میں سما کر کوجائیوں کی طاقتیں اتنی بڑھ جاتی ہیں کہ وہ کچھ بھی کر سکتی ہیں''...... بھبھوری نے کہا تو گرو مہاراج کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''تم بھی تو مہان کوجائی ہو۔ یہ کام تم کیوں نہیں کرتی۔ تم اپنے ساتھ مزید کوجائیوں کو لے جاؤ اور جا کر طاقتور انسانی جسموں میں

سما جاؤ اور پھر اس عمران کا خاتمہ کر کے اس سے عقال کی لاش چھین کر لے آؤ''...... گرو مہاراج نے کہا۔

''اگر یہ تمہارا حکم ہے تو میں ضرور مانوں گی آقا''...... بھبھوری نے کہا۔

''تو جاؤ۔ دیر نہ کرو۔ اس سے پہلے کہ عمران غار کے دوسرے دہانے سے نکل جائے اور آگ پہاڑی تک پہنچ جائے اس پر غار میں ہی جا کر حملہ کر دو اور اس کے ٹکڑے اُڑا دو۔ بس اس بات کا خیال رکھنا کہ عمران کی آنکھیں اور اس کا دل سلامت رہے پھر تم عمران کا دل اور آنکھوں سمیت عقال کو میرے پاس لے آنا۔ میں عقال کو فوراً عمران کی آنکھیں اور دل لگا دوں گا اور اسے نئی زندگی دے دوں گا۔ وہ زندہ ہو کر میرے قابو میں آ جائے گا اور پھر میں اس کے بل بوتے پر پوری دنیا کو تسخیر کر لوں گا''...... گرو مہاراج نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آقا کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... بھبھوری نے کہا اور پھر اس کی آواز آنا بند ہو گئی۔

''کیا تم یہاں ہو بھبھوری''...... گرو مہاراج نے کہا لیکن جواب میں بھبھوری کی آواز سنائی نہ دی۔

''تو تم چلی گئی ہو۔ بہت خوب۔ اب مجھے یقین ہے کہ عمران تمہارے ہاتھوں کسی بھی صورت میں نہیں بچ سکے گا۔ تم اور تمہاری ساتھی مل کر اسے ہر صورت میں ہلاک کر دیں گی اور اس کی

آنکھیں اور دل نکال لائیں گی اور اس کے پاس موجود عقال کی لاش کو بھی حاصل کر لیں گی"...... گرو مہاراج نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور ایک بار پھر وہی جاپ کرنا شروع ہو گیا جو وہ بھبھوری کے آنے سے پہلے کر رہا تھا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک اسے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس نے ایک بار پھر آنکھیں کھول دیں۔ اس بار اسے دروازے کے باہر سے آواز سنائی دی تھی۔

"کون ہے۔ کس کی آواز ہے"...... گرو مہاراج نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"اباندا ہوں آقا"...... باہر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"اندر آ جاؤ"...... گرو مہاراج نے کہا تو اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور انتہائی جسیم آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ آدمی نوجوان اور ورزشی جسم کا مالک معلوم ہو رہا تھا اور اس نے گیروے رنگ کا لبادے نما لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کے ماتھے پر سفید رنگ کا تلک بھی لگا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بڑی اور چمکدار تھیں جو اس کی ذہانت کی غماز دکھائی دے رہی تھیں۔ اندر آتے ہی اس نے گرو مہاراج کے سامنے اپنا سر جھکا دیا۔ یہ اس بستی کا نائب سردار تھا۔ گرو مہاراج کے بعد پوری بستی میں اسی کی حکمرانی تھی اور بستی کے لوگ اس کا حکم اسی طرح مانتے تھے جیسے وہ گرو مہاراج کی بات مانتے تھے۔ گرو مہاراج اپنا ہر پیغام اباندہ کے ذریعے ہی باہر پہنچاتا

تھا اور اباندہ کا ہی بیرونی دنیا سے رابطہ تھا اور وہ گرو مہاراج کے آشیر باد سے ہر وہ کام کرتا تھا جس کا گرو مہاراج اسے حکم دیتا تھا۔

"کیوں آئے ہو اباندا"...... گرو مہاراج نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"لوکاما بستی کے کچھ لوگ آئے ہیں گرو مہاراج۔ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں"...... اباندا نے کہا۔

"کیوں ملنا چاہتے ہیں وہ مجھ سے"...... گرو مہاراج نے چونک کر کہا۔

"وہ اپنی بستی کو ہماری بستی میں ضم کرنا چاہتے ہیں گرو مہاراج۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کی بستی کئی سالوں سے خشک سالی کا شکار ہے۔ ان کے پاس کھانے پینے کی بہت کمی ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں لینے کے لئے انہیں دور دراز کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر تم ان کی بستی کو اپنی بستی میں شامل کر لو گے تو جس طرح اس بستی میں بارشیں ہوتی ہیں اور اجناس پیدا ہوتی ہیں اسی طرح ان کی بستی بھی اس معاملے میں خود کفیل ہو جائے گی اور تمہاری آشیر باد سے ان کا بھی بھلا ہو جائے گا"...... اباندا نے کہا۔

"ہونہہ۔ میرا ابھی ایسا کچھ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے اباندا۔ تم ان سب کو واپس بھیج دو"...... گرو مہاراج نے منہ بنا کر کہا۔

"لیکن آقا۔ وہ تم سے بہت امیدیں لے کر آئے ہیں"......

اباندا نے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ وہ میرے سامنے اپنا سر جھکانا چاہتے ہیں اور میرے محکوم بننا چاہتے ہیں لیکن اس کے لئے مجھے خاص طور پر اس تاریک دنیا سے باہر نکلنا پڑے گا۔ جب تک میں انہیں باہر آ کر آشیر باد نہیں دوں گا انہیں کوئی فائدہ نہ ہو گا اور تم جانتے ہو کہ میں ابھی اس تاریک دنیا سے باہر نہیں نکل سکتا ہوں۔ تم ان سے کہو کہ تم نے مجھے ان کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ میں اس بارے میں سوچوں گا اور ہو سکتا ہے کہ میں تاریک دنیا سے نکل کر خود ان کی بستی میں پہنچ جاؤں۔ ان کی بستی میں پہنچ کر میں انہیں آشیر باد بھی دوں گا اور ان کی بستی کو اپنی بستی میں ضم کرنے کی منظوری بھی دے دوں گا"...... گرو مہاراج نے کہا۔

"گرو مہاراج کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... اباندا نے کہا۔

"ان سے کہو کہ جب تک میں ان کی بستی میں نہیں آتا وہ ہماری بستی سے اپنے لئے اور اپنی بستی کے لئے خوراک حاصل کر سکتے ہیں اور وہ بھی بلا معاوضہ"...... گرو مہاراج نے کہا۔

"ٹھیک ہے آقا۔ میں انہیں کہہ دیتا ہوں"...... اباندا نے کہا۔

"ان سے کہو کہ ضرورت پڑنے پر جب بھی انہیں میں بلاؤں تو یہ بلا تاخیر پہنچ جائیں اور اپنا اسلحہ بھی ساتھ لائیں تاکہ ہم ان کی مدد سے دوسری بستیوں اور قبیلوں پر حملے کر کے انہیں بھی اپنے ساتھ ملا سکیں اور ہماری سلطنت کا رقبہ وسیع ہو جائے"...... گرو مہاراج نے

کہا تو اباندا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں آقا کا پیغام انہیں پہنچا دیتا ہوں"...... اباندا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"شہر سے مہا لکشمی کی کوئی کال آئی تھی"...... گرو مہاراج نے پوچھا۔

"نہیں آقا۔ جب سے وہ آپ ساتھ ہماشی کو لے کر گئی ہے اس کے بعد سے اس نے مجھ سے کوئی رابطہ نہیں کیا ہے"...... اباندا نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تو باہر جا کر اس سے رابطہ کرو اور اس سے کہو کہ وہ کچھ دیر کے لئے ہماشی کو میرے پاس واپس بھیج دے۔ مجھے اس سے ایک چھوٹا سا کام لینا ہے۔ کام پورا ہوتے ہی میں اسے واپس مہا لکشمی کے پاس بھیج دوں گا"...... گرو مہاراج نے کہا۔

"جو حکم آقا"...... اباندا نے کہا اور پھر اس نے جھک کر مخصوص انداز میں گرو مہاراج کو آداب کیا اور الٹے قدم چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا اور پھر اسی انداز میں دروازے سے نکلتا چلا گیا۔

"میں دھامبا ہی ہوں آقا"...... عمران نے دھامبا کی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ پہلے اندھیرے میں تم مجھے دکھائی نہیں دیتے تھے لیکن اب تم میرے قریب ہو اور میں تمہیں دیکھ سکتا ہوں۔ نہ تمہارا چہرہ دھامبا سے ملتا ہے اور نہ تمہارا جسم۔ بولو۔ کون ہو تم۔ جلدی بولو۔ ورنہ......" کوبلا نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے سردار کوبلا نے اچانک اس پر چھلانگ لگا دی ہو۔ عمران تیزی سے ایک طرف ہٹا۔ اسی لمحے زائیں کی تیز آواز کے ساتھ اسے ایک ہیولا سا اپنے قریب سے گزرتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ تیزی سے اس طرف مڑا جس طرف ہیولا گیا تھا۔ اس کی آنکھیں چونکہ تاریکی میں قدرے دیکھنے کے قابل ہو گئی تھیں اس لئے اسے سردار کوبلا کسی ہیولے جیسا دکھائی دے رہا تھا۔

"تمہاری آواز دھامبا جیسی ضرور ہے لیکن تم دھامبا نہیں

ہو"...... کوبلا کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر عمران نے سیاہ ہیولے کو پھر اپنی طرف جھپٹتے دیکھا۔ وہ یکلخت اچھل کر عمران کی طرف آیا تھا اس نے عمران کے قریب آتے ہی پوری قوت سے عمران کے منہ پر مکا مارنے کی کوشش کی لیکن عمران نے فوراً اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اس کا مکا روک لیا۔ سردار کوبلا نے اپنے دوسرے ہاتھ کا مکا عمران کو مارنا چاہا لیکن عمران نے فوراً اپنا سر ایک طرف کر لیا اور سردار کوبلا کا مکا اس کے منہ کے قریب سے گزرتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ سردار کوبلا پھر عمران کو مارنے کی کوشش کرتا عمران کی ٹانگ چلی اور سردار کوبلا کے پیٹ میں پڑی۔ سردار کوبلا ڈکراتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ خود کو سنبھالتا عمران تیزی سے اس کی طرف آیا اور اس نے سردار کوبلا کی ایک ہاتھ سے گردن پکڑی اور دوسرا ہاتھ اس کے پہلو میں ڈال دیا۔ دوسرے لمحے سردار کوبلا، عمران کے ہاتھوں میں اٹھ کر یوں بلند ہوتا چلا گیا جیسے اس میں وزن نام کی کوئی چیز نہ ہو۔ عمران نے اسے اٹھا کر سر سے بلند کیا۔ سردار کوبلا نے تڑپ کر نکلنا چاہا لیکن عمران اب اسے بھلا کوئی موقع کیسے دے سکتا تھا۔ وہ ایک ٹانگ پر گھوما اور دوسرے لمحے اس نے سردار کوبلا کو پوری قوت سے غار کی دیوار پر دے مارا۔ سردار کوبلا دیوار سے ٹکرایا اور بری طرح سے چیختا ہوا دھب سے نیچے گر گیا۔

اسے نیچے گرتے دیکھ کر عمران اس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ

سردار کوبلا نے لیٹے لیٹے اس کی طرف چھلانگ لگا دی۔ عمران کو چونکہ سردار کوبلا کے اس طرح اچانک حملہ کرنے کی امید نہ تھی اس لئے وہ مار کھا گیا۔ سردار کوبلا کا سر پوری قوت سے عمران کے پیٹ میں پڑا اور عمران کو زور دار جھٹکا لگا اور وہ کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ سردار کوبلا عمران کو ٹکر مارتے ہی تیزی سے اچھل کر سیدھا ہوا اور دونوں ہاتھ پھیلا کر غراتے ہوئے انداز میں عمران کی طرف لپکا۔ عمران کے قریب آتے ہی اس نے دونوں ہاتھ ایک ساتھ عمران کے عین سر پر مارنے کی کوشش کی۔ یہ اس کا نہایت خطرناک وار تھا۔ اگر سردار کوبلا اپنے اس داؤ میں کامیاب ہو جاتا تو عمران کی کھوپڑی یقیناً تڑخ جاتی۔ عمران نے اس کے ہاتھوں کی حرکت دیکھ کر فوراً سر نیچے کر لیا تھا۔ سردار کوبلا کے ہاتھ ایک دوسرے سے ٹکرائے ہی تھے کہ عمران نے اچھل کر اپنا جسم گھمایا اور اس کی گھومتی ہوئی لات ایک بار پھر سردار کوبلا کے سینے پر پڑی۔ سردار کوبلا کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھلا اور ایک مرتبہ پھر پیچھے دیوار سے ٹکرایا۔

"تم ایسے ہار نہیں مانو گے"...... سردار کوبلا نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے نجانے کیا کیا کہ اچانک عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے سردار کوبلا کے ہاتھ میں ایک لمبا نیزہ آ گیا ہو۔ عمران فوراً پیچھے ہٹا اور اس نے ٹارزن کی طرح زیر جامہ سے شاہ بابا کا دیا ہوا پرانا خنجر نکال لیا۔ اس نے جیسے ہی سردار کوبلا کو ہاتھ میں نیزہ تولتے

دیکھا تو اس کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا۔ زائیں کی تیز آواز کے ساتھ اس کے ہاتھ سے خنجر نکلا اور دوسرے لمحے ماحول سردار کوبلا کی تیز اور انتہائی کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کے ہاتھ سے سب سے پہلے نیزہ گرا اور پھر عمران نے اسے سینہ پکڑے نیچے جھکتے اور پھر گرتے دیکھا۔ سردار کوبلا زمین پر گر کر بری طرح سے تڑپ رہا تھا۔ کچھ دیر تک وہ تڑپتا رہا پھر عمران نے اس کے ہیولے کو ساکت ہوتے دیکھا۔ عمران نے جس طرح اسے سینہ پکڑتے دیکھا تھا اسے یقین ہو گیا کہ اس کا پھینکا ہوا خنجر یقیناً سردار کوبلا کے سینے میں لگا تھا۔ عمران چند لمحے ساکت پڑے ہیولے کو دیکھتا رہا پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔

"سردار کوبلا"...... عمران نے کہا لیکن سردار کوبلا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ عمران محتاط تھا کہ کہیں سردار کوبلا مکر نہ کر رہا ہو۔ وہ احتیاط سے چلتا ہوا آگے آیا اور اس نے آگے آتے ہی سردار کوبلا کے پہلو میں زور دار ٹھوکر ماری۔ سردار کوبلا کا جسم زمین پر گھسٹ کر آگے ہوا لیکن اس میں اور کوئی حرکت نہ ہوئی تو عمران سمجھ گیا کہ سردار کوبلا ہلاک ہو چکا ہے۔ وہ سردار کوبلا پر جھکا۔ اس نے سب سے پہلے سردار کوبلا کی گردن پر انگلیاں رکھیں اور ایک مخصوص رگ کو چیک کرنے لگا۔ رگ میں کوئی حرکت نہ تھی۔ عمران نے اچھی طرح سے تسلی کر لی۔ سردار کوبلا واقعی ہلاک ہو چکا تھا۔ خنجر اس کے دل میں گڑا ہوا تھا۔ عمران نے کچھ سوچ کر اس کے

سینے سے خنجر کھینچ کر نکالا تو سردار کوبلا کے سینے سے خون کا فوارا سا
چھوٹ پڑا۔ عمران فوراً پیچھے ہٹ گیا ورنہ اس کا جسم یقیناً سردار کوبلا
کے جسم سے فوارے کی طرح نکلنے والے خون سے بھر جاتا۔ پیچھے
ہٹتے ہی عمران کی ٹانگیں کسی اور جسم سے ٹکرائیں۔ وہ مڑا اور پھر اس
نے جھک کر اس جسم کو ہاتھ لگایا تو اسے ایسا لگا جیسے اس جسم پر
پٹیاں لپٹی ہوئی ہوں۔

"عنقال"...... عمران کے منہ سے فوراً نکلا۔ وہ اس جسم کو ٹٹول
ٹٹول کر دیکھنے لگا۔ یہ پٹیوں میں لپٹا ہوا جسم تھا۔ عمران کو یقین ہو
گیا کہ یہ یقیناً عنقال ہی ہے جسے سردار کوبلا یہاں لایا تھا۔ عمران
کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے عنقال کا جسم اٹھایا اور اسے اپنے
کاندھے پر ڈال لیا۔ عنقال کا جسم زیادہ بھاری نہ تھا۔ ایسا لگ رہا
تھا جیسے عمران نے بھس بھرا کوئی پتلا سا اٹھا لیا ہو۔ عمران نے ادھر
ادھر دیکھا۔ غار کے دونوں اطراف تاریکی تھی۔ اسے اب اس بات
کا اندازہ نہ رہا تھا کہ وہ غار کے کس حصے سے اندر داخل ہوا تھا۔
وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے ایک طرف قدم اٹھانے شروع کر
دیئے۔ پہلے وہ آہستہ آہستہ چلتا رہا پھر اس کی رفتار تیز ہونا شروع
ہو گئی۔ تاریکی میں اسے یہ معلوم نہ ہو رہا تھا کہ اسے غار میں کتنی
دور جانا ہے لیکن اس کی آنکھیں چونکہ تاریکی میں دیکھنے کے قابل
ہو گئی تھیں اس لئے اسے غار میں آگے جاتا ہوا راستہ دکھائی دے
رہا تھا۔ وہ عنقال کو اٹھائے تیزی سے آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ مسلسل

اور کافی دیر چلتے رہنے کے بعد بھی اسے دور تک روشنی کی کوئی کرن
نہ دکھائی دی تو وہ رک گیا۔

"آخر مجھے جانا کہاں ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
یہ بات اس کے لئے خاصی خوشگوار تھی کہ غار کی زمین پر اس کا پیر
کسی چیز سے نہ ٹکرایا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے غار کی زمین مکمل طور
پر صاف ہو۔ لیکن راستے کا تعین کرنا اس کے لئے واقعی مشکل ہو
رہا تھا۔ وہ اسی کشمکش و پیچ میں مبتلا تھا کہ آیا وہ اس طرف بڑھ رہا
ہے جہاں سے وہ غار میں داخل ہوا تھا یا پھر وہ غار کی مخالف سمت
میں جا رہا ہے۔

"اب میں کیا کروں۔ کیا اسی طرح آگے بڑھتا رہوں یا پھر
واپس دوسری طرف جاؤں"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ
سردار کوبلا کی لاش کافی دور چھوڑ آیا تھا۔ اگر وہ اس طرف واپس
جاتا تو اسے کافی وقت لگ جاتا اس لئے اس نے سر جھٹکا اور ایک
بار پھر قدم آگے بڑھانا شروع ہو گیا چونکہ اسے غار کی طوالت کا
کوئی اندازہ نہ تھا اس لئے وہ غار میں دوڑ کر اپنی توانائی ضائع نہ
کرنا چاہتا تھا۔ وہ نپے تلے قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا تاکہ
اس پر تھکاوٹ بھی غالب نہ آ سکے۔ مسلسل اور کافی دیر تک چلتے
رہنے کے بعد وہ ایک بار پھر رک گیا۔

"لگتا ہے میں واقعی غلط سمت میں جا رہا ہوں۔ ایسا نہ ہو میں
چلتا رہوں اور اس غار کا دوسرا کوئی دہانہ ہی نہ ہو بلکہ آگے غار بند

ہو"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اب وہ واقعی تھکاوٹ محسوس کرنے لگا تھا۔ غار میں اب تک وہ جتنا چل کر آیا تھا اسے ایک بار بھی گھٹن کا احساس نہ ہوا تھا۔ غار میں آکسیجن کی کوئی کمی نہ تھی لیکن اب وہ جیسے جیسے آگے بڑھ رہا تھا اسے محسوس ہو رہا تھا کہ آگے کا ماحول گھٹن زدہ ہے اور اسے سانس لینے میں دقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

"میرا خیال ہے مجھے اب کچھ دیر رک کر ریسٹ کر لینا چاہئے۔ ریسٹ کرنے کے بعد میں واپس جاؤں گا۔ آگے جانا میرے لئے اب خطرے سے خالی نہیں ہوگا"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کاندھے پر رکھی ہوئی عتقال کی لاش اتاری اور اسے غار کی دیوار کے ساتھ رکھ دیا اور پھر وہ خود بھی غار کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ عتقال کی لاش میں نہ کوئی بو تھی اور نہ کوئی سڑانڈ اس لئے عمران نے اسے اپنے قریب ہی رکھا تھا۔ ابھی اسے بیٹھے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی ہو گی کہ اچانک اسے غار میں تیز غراہٹوں کی آوازیں سنائی دیں۔ غراہٹوں کی آوازیں سن کر وہ چونک پڑا۔ اس نے دائیں بائیں دیکھا اور پھر وہ اچانک اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے غار کے ایک حصے سے سرخ سرخ آنکھوں کو تیزی سے اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔

"اب یہ کیا ہے"...... عمران نے چونک کر کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سرخ انگارہ برساتی آنکھیں تیزی سے اسی جانب

آ رہی تھیں اور ماحول تیز غراہٹوں کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔

"یہ تو بھیڑیے معلوم ہو رہے ہیں۔ یہ اس غار میں کیسے آ گئے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس نے جھپٹ کر ایک بار پھر عتقال کی لاش اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالی اور پھر تیزی سے ان سرخ سرخ آنکھوں کی مخالف سمت میں چل پڑا۔ سرخ آنکھوں کی تعداد آٹھ تھی۔ گویا چار بھیڑیے اس طرف دوڑے آ رہے تھے۔ اب عمران کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ دوڑنا شروع کر دے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ یقیناً سفلی طاقتیں ہیں جو بھیڑیوں کے روپ میں اس کی طرف آ رہی ہیں۔ اس نے اپنی رفتار بڑھا دی۔ دوڑتے ہوئے اس نے سر گھما کر دیکھا تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیل گئیں کہ بھیڑیوں کی رفتار بھی تیز ہو گئی تھی۔ عمران کی رفتار تیز سے تیز ہوتی چلی گئی۔ وہ اندھیرے میں اندھا دھند دوڑا چلا جا رہا تھا پھر تھوڑی دیر بعد اسے دور سے ایک جگنو سا چمکتا ہوا دکھائی دیا تو وہ چونک پڑا۔

"یہ تو غار کا دوسرا دہانہ معلوم ہو رہا ہے"...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ دہانہ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں بھی چمک آ گئی۔ اس نے دوڑتے ہوئے سر گھما کر پیچھے دیکھا تو یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کہ سرخ آنکھوں والے ہیولے تیزی سے دوڑتے ہوئے اس کے نزدیک آ گئے تھے اور یہ واقعی بڑے بڑے اور انتہائی خوفناک بھیڑیے تھے جن کے منہ کھلے ہوئے تھے اور ان

کے نوکیلے اور لمبے دانت واضح دکھائی دے رہے تھے۔ بھیڑیوں کی سرخ زبانیں بھی باہر نکلی ہوئی تھیں وہ بگٹٹ دوڑتے ہوئے عمران کے پیچھے آ رہے تھے۔ ان کی رفتار تیز دیکھ کر عمران نے اپنے دوڑنے کی رفتار میں بھی اضافہ کر لیا۔ وہ جوں جوں دہانے کے قریب ہوتا جا رہا تھا دہانہ واضح اور بڑا ہوتا جا رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں عمران دہانے کے نزدیک پہنچ گیا۔ دہانے کی دوسری طرف اسے بڑی بڑی جھاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ یہ جھاڑیاں کسی میدانی علاقے میں تھیں یا کسی جنگل میں عمران کو اس کا کوئی اندازہ نہ تھا۔ سرخ آنکھوں والے بھیڑیے جس طرح سے اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے عمران ان سے بچ کر جلد سے جلد غار سے نکل جانا چاہتا تھا اور پھر وہ دہانے کے نزدیک پہنچا تو اس نے ایک بار پھر سر گھما کر بھیڑیوں کی طرف دیکھا۔ یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیل گئیں کہ پانچ طاقتور اور خونخوار بھیڑیے اس سے محض چند فٹ کے فاصلے پر تھے اور پھر عمران نے اچانک ان بھیڑیوں کو ایک ساتھ لمبی چھلانگیں لگا کر اپنی طرف آتے دیکھا۔

بھیڑیوں نے جیسے ہی عمران کی طرف چھلانگ لگائی عمران نے بھی یکلخت چھلانگ لگائی اور کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا دہانے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ غار کے دہانے سے باہر آتے ہی وہ جھاڑیوں پر گرا۔ اس کے کاندھے پر موجود عنقال کی لاش اچھل کر دور جا گری۔ جھاڑیوں میں گرتے ہی عمران تیزی سے پلٹا اور اس نے

غار کا وہ دہانہ دیکھا جس سے نکل کر وہ باہر آیا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق بھیڑیوں کو بھی غار سے نکل کر باہر آنا چاہئے تھا لیکن یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کہ اس کے سامنے پہاڑی تو ضرور موجود تھی لیکن اسے غار کا وہ دہانہ دکھائی نہ دے رہا تھا جس سے چھلانگ لگا کر وہ باہر نکلا تھا۔

”کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ غار کا دہانہ کہاں غائب ہو گیا ہے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہارے لئے غار کا دہانہ میں نے بند کیا ہے عمران بیٹا“...... اچانک عمران کو اپنے قریب سے ایک شناسا سی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا اور پھر یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کہ اس سے کچھ فاصلے پر شاہ بابا موجود تھے۔ ان کے لبوں پر بے حد مشفقانہ تبسم تھا اور وہ سفید لباس پہنے اور ایک ہاتھ میں تسبیح اور دوسرے ہاتھ میں ایک مردانہ لباس لئے اس کی طرف چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے بڑھ رہے تھے۔ شاہ بابا کو دیکھ کر عمران تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”شاہ بابا۔ آپ یہاں“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ جب تم عنقال کی لاش حاصل کرو گے تو میں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اب یہ لباس پہن لو“...... شاہ بابا نے اپنے ہاتھ میں موجود لباس عمران کو دیتے ہوئے

کہا تو عمران نے اپنے زیر جامہ کے اوپر وہ لباس پہن لیا۔

''تو کیا یہ سچ میں عنقال کی ہی لاش ہے''...... عمران نے جھاڑیوں میں پڑی میلی کچیلی پٹیوں میں لپٹی لاش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ عنقال ہی ہے اور اسے تم نے یہاں سے آتشی پہاڑی کی طرف لے جانا ہے۔ یہ لاش اس آتشی پہاڑی میں ڈال کر جلانا تمہاری ذمہ داری ہے''...... شاہ بابا نے کہا۔

''لیکن وہ آتشی پہاڑی ہے کہاں''...... عمران نے پوچھا۔

''میں تمہاری رہنمائی کروں گا اور تمہیں اس پہاڑی تک پہنچاؤں گا''...... شاہ بابا نے کہا۔

''لیکن اس پہاڑی سے دہانہ کیسے غائب ہو گیا اور وہ بھیڑیے''...... عمران نے کہا۔

''دہانہ میں نے غائب کیا ہے۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو بھیڑیے غار سے باہر آ کر تم پر حملہ کر دیتے اور تمہارے ٹکڑے کر ڈالتے۔ انہیں روکنے کے لئے مجھے غار کا دہانہ بند کرنا پڑا''...... شاہ بابا نے کہا۔

''لیکن وہ بھیڑیے غار میں آئے کہاں سے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ خود نہیں آئے تھے۔ انہیں وہاں بھیجا گیا تھا''...... شاہ بابا نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''بھیجا گیا تھا۔ میں سمجھا نہیں''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''وہ اصل بھیڑیے نہیں سفلی طاقتیں کوجائیاں تھیں۔ انہیں گرو مہاراج نے بھیجا تھا تاکہ وہ غار میں ہی تمہارا شکار کر سکیں۔ صرف بھیڑیے ہی نہیں ابھی کچھ ہی دیر میں مزید کوجائیاں انسانی روپ میں یہاں پہنچنے والی ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ یہاں آئیں۔ تم عنقال کو اٹھاؤ اور اسے لے کر یہاں سے چل پڑو''...... شاہ بابا نے کہا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔

''کیا انسانی روپ میں آنے والی کوجائیاں میرے لئے خطرے کا باعث بن سکتی ہیں''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ انہیں آنے سے میں بھی نہیں روک سکوں گا۔ میں کمزور سا انسان ہوں۔ مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ میں طاقتور مسلح انسانوں کو روک سکوں۔ میری ہدایات پر عمل کرو اور ان انسان نما کوجائیوں سے بچنے کی کوشش کرو''...... شاہ بابا نے سنجیدگی سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں آپ کی ہدایات پر عمل کروں گا''...... عمران نے کہا۔ شاہ بابا کے کہنے پر عمران نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر عنقال کو اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔

''اب میرے ساتھ چلو''...... شاہ بابا نے کہا اور مڑ کر ایک طرف چل پڑے۔ عمران بھی اطمینان بھرے انداز میں ان کے پیچھے قدم اٹھانے لگا۔ وہ مسلسل بھاگ بھاگ کر تھک گیا تھا لیکن

چونکہ کسی بھی وقت یہاں انسان نما کوجائی آ سکتے تھے اس لئے وہ شاہ بابا کے کہنے کے مطابق ان کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اچانک شاہ بابا جو عمران کے آگے آگے چل رہے تھے یکلخت ٹھٹھک کر رک گئے اور چاروں طرف دیکھنے لگے۔

"کیا ہوا"...... عمران نے کہا۔

"وہ لوگ پہنچ گئے ہیں"...... شاہ صاحب نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کون لوگ۔ کیا آپ انسان نما کوجائیوں کی بات کر رہے ہیں"...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... شاہ بابا نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور شاہ بابا کی طرح چاروں طرف دیکھنے لگا لیکن اسے کسی طرف سے کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا۔

"مجھے تو چاروں طرف کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں انہیں باطنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں۔ وہ ہم سے زیادہ دور نہیں ہیں"...... شاہ بابا نے سنجیدگی سے کہا۔

"تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"وہ سامنے پہاڑی ہے۔ اس طرح چلو"...... شاہ صاحب نے کہا اور دائیں طرف موجود ایک چھوٹی سی پہاڑی کی طرف قدم

بڑھانے لگے۔ عمران بھی ان کے پیچھے چل پڑا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ پہاڑی کے قریب پہنچ گئے۔ عمران نے قریب جا کر دیکھا تو اسے پہاڑی میں ایک غار کا دہانہ دکھائی دیا جو جھاڑیوں سے ڈھکا ہوا تھا۔

"عنقال کو لے کر اندر جاؤ"...... شاہ بابا نے کہا تو عمران جھاڑیاں ہٹاتا ہوا غار میں داخل ہو گیا۔ غار کا دہانہ کھلا تھا لیکن آگے جا کر وہ خاصا تنگ ہو گیا تھا۔ غار کی بناوٹ ایک بڑے گول کمرے کی طرح تھی جس کی چھت کسی گنبد کی چھت جیسی دکھائی دے رہی تھی۔ غار کے دہانے کے سامنے چونکہ جھاڑیاں تھیں اس لئے روشنی غار کے ایک مخصوص حصے تک آ رہی تھی جبکہ پیچھے کی طرف اندھیرا تھا۔ عمران نے غار میں داخل ہو کر غار کا بغور جائزہ لیا۔ غار خاصا صاف ستھرا تھا۔ عمران نے عنقال کو غار کے تاریک حصے میں دیوار کے ساتھ ڈال دیا۔ اسی لمحے شاہ بابا بھی ان کے پیچھے غار میں آ گئے۔

"یہ غار محفوظ ہے۔ وہ لوگ اس غار کو نہ ڈھونڈ سکیں گے اور نہ اندر داخل ہو سکیں گے"...... شاہ بابا نے غار میں چاروں طرف دیکھ کر اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ دہانے سے کچھ فاصلے پر ایک چٹان پڑی تھی۔ شاہ بابا جا کر اس چٹان پر بیٹھ گئے۔

"کیا میں باہر دیکھ سکتا ہوں"...... عمران نے ان کے قریب آ کر کہا۔

''دیکھ لو''...... شاہ بابا نے کہا تو عمران دہانے کے قریب آیا اور جھاڑیاں ہٹا کر باہر دیکھنے لگا۔ دور دور تک جھاڑیوں سے بھرا ہوا میدان تھا۔ اس میدان میں عمران کو اب تک ایک بھی درخت دکھائی نہ دیا تھا البتہ چند جگہوں پر اسے چٹانیں ضرور پڑی ہوئی دکھائی دی تھیں جو شاید ارد گرد کی پہاڑیوں سے ٹوٹ کر گری تھیں۔ عمران ابھی دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک اسے دور سے دھم دھم کی تیز آوازیں آتی ہوئی سنائی دیں تو وہ چونک پڑا۔

''یہ آوازیں کیسی ہیں''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''یہ انسان نما کوجائیوں کے قدموں کی آوازیں ہیں۔ وہ دوڑتے ہوئے اس طرف آ رہے ہیں''...... شاہ بابا نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ قدموں کی آوازیں تیز ہوتی جا رہی تھیں اور پھر اچانک عمران نے سامنے جھاڑیوں میں متعدد لمبے تڑنگے اور انتہائی مضبوط جسموں والے سیاہ فام نوجوان افراد کو دوڑتے ہوئے اس طرف آتے دیکھا۔ ان سب کے پاس جدید ساخت کا اسلحہ تھا۔ جو ان کے جسموں پر بندھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ ان سب کے ہاتھوں میں بھاری مشین گنیں تھیں۔ ان افراد کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے ان کا تعلق افریقہ سے ہو۔ وہ افریقی قبیلے کے افراد کی طرح سیاہ فام، لمبے تڑنگے اور انتہائی طاقتور دکھائی دے رہے تھے۔

''وہ یہیں کہیں موجود ہیں۔ ڈھونڈو انہیں''...... اچانک ایک

چیختی ہوئی نسوانی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔ دوسرے لمحے اس نے ان افراد کے ساتھ ایک نوجوان لڑکی کو بھی دیکھا۔ لڑکی کے ہاتھوں میں بھی مشین گن تھی۔ اس کے جسم پر مزید کوئی اسلحہ دکھائی نہ دے رہا تھا۔ اس لڑکی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ وہ انتہائی غصے میں دکھائی دے رہی تھی۔ اس کا حکم سنتے ہی مسلح افراد تیزی سے دائیں بائیں بکھرتے چلے گئے۔ جب وہ سب چلے گئے تو اچانک لڑکی کی نظریں ٹھیک اس جگہ جم گئیں جہاں غار کے دہانے کے پاس عمران موجود تھا اور جھاڑیوں کی آڑ سے اسے دیکھ رہا تھا۔ عمران کو ایک لمحے کے لئے ایسا محسوس ہوا جیسے اس لڑکی نے اسے دیکھ لیا ہو۔ وہ فوراً نیچے جھک گیا۔ چند لمحے توقف کے بعد اس نے دوبارہ جھاڑیوں سے سر نکال کر باہر دیکھا تو یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کہ لڑکی مشین گن ہاتھوں میں لئے قدم بڑھاتی ہوئی اسی طرف آ رہی تھی۔

''ایک لڑکی ہماری طرف آ رہی ہے''...... عمران نے آہستہ آواز میں شاہ بابا سے مخاطب ہو کر کہا جو آنکھیں بند کئے تسبیح پھیرتے ہوئے کچھ پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے عمران کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ لڑکی دائیں بائیں دیکھتے ہوئے مشین گن لئے ٹھیک اس سمت آگے بڑھ رہی تھی جہاں غار کا دہانہ موجود تھا اور جہاں جھاڑیوں کے پیچھے عمران چھپا ہوا تھا۔ لڑکی آگے آئی اور پھر جب اس کا فاصلہ دہانے سے آٹھ دس میٹر رہ گیا تو وہ یکلخت رک گئی۔

اس کی نظریں اب بھی اسی طرف تھیں جیسے واقعی وہ عمران کو دیکھ سکتی ہو۔ اسی لمحے عمران نے اسے مشین گن کا رخ اس طرف کرتے دیکھا تو اس کا دل یکلخت دھڑک اٹھا۔

''اب میں کیا کروں شاہ بابا۔ شاید اس لڑکی نے مجھے دیکھ لیا ہے۔ وہ مشین گن لئے اسی طرح بڑھ رہی ہے''...... عمران نے کہا اور جھاڑیوں سے پیچھے ہٹ کر اس پتھر کی طرف مڑ کر شاہ بابا کی طرف دیکھا لیکن وہ جیسے ہی مڑا یہ دیکھ کر اس کا دل دھک سے رہ گیا کہ جس پتھر پر شاہ بابا بیٹھے ہوئے تھے وہ خالی تھا۔ شاہ بابا وہاں موجود نہ تھے۔

مہالکشمی کو ہوش آیا تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ راڈز والی کرسی پر جکڑی ہوئی ہے۔ ہوش میں آتے ہی اس نے اپنے سامنے سیکرٹ سروس کے دو ممبران جولیا اور اس کے ساتھ ایک نوجوان کو دیکھا تو وہ بری طرح سے چونک پڑی۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ تت۔ تت تم نے مجھے اس طرح راڈز والی کرسی پر کیوں جکڑا ہوا ہے''...... مہالکشمی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ کیا یہ اختیار صرف تمہیں ہی حاصل ہے کہ تم ہمیں راڈز والی کرسیوں پر جکڑ سکو''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''لل لل۔ لیکن......'' مہالکشمی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''کایا پلٹ چکی ہے مہالکشمی۔ پہلے ہم تمہارے رحم و کرم پر تھے لیکن اب تم ہمارے رحم و کرم پر ہو۔ تم نے ہمیں زندہ چھوڑ کر بہت

بڑی غلطی کی تھی لیکن ہم وہ غلطی نہیں کریں گے۔ میں چاہوں تو تمہیں ابھی اور اسی وقت گولیوں سے چھلنی کر سکتی ہوں لیکن تمہیں ہلاک کرنے سے پہلے میں تمہیں دو آپشن دینا چاہتی ہوں"۔ جولیا نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"آپشن۔ کیسے آپشن"...... مہا لکشمی نے خود کو سنبھالتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یا تو تم ابھی اور اسی وقت ہمارے ہاتھوں ہلاک ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ یا پھر ہمارے چند سوالوں کے جواب دے کر اپنی جان بچا لو"...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا پوچھنا چاہتی ہو تم"...... مہا لکشمی نے چونک کر کہا۔

"یہ بات تو تم نے خود ہی مان لی ہے کہ تمہارا تعلق کافرستان کی ریڈ پاور ایجنسی سے ہے اور تم ریڈ پاور ایجنسی کی پاور فورس کی انچارج ہو"...... جولیا نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں اب بھی اپنی بات پر قائم ہوں"...... مہا لکشمی نے کہا۔ اس نے خود کو کافی حد تک سنبھال لیا تھا۔

"اتنی بڑی ایجنسی کی فورس کی انچارج ہونے کے باوجود تم اپنے ساتھ ساحرانہ طاقت رکھتی ہو۔ کیوں"...... جولیا نے پوچھا۔

"یہ میرا ذاتی فعل ہے کہ میں کسے اپنے ساتھ رکھتی ہوں اور کسے نہیں"...... مہا لکشمی نے منہ بنا کر کہا۔ ساحرانہ طاقت کا سن کر وہ بے چین نظروں سے چاروں طرف دیکھنا شروع ہو گئی تھی۔

"بے فکر رہو۔ جب تک ہم یہاں ہیں تمہاری مدد کے لئے تمہاری ساحرانہ طاقت یہاں نہیں آئے گی اور نہ ہی وہ چھپ کر ہم پر کوئی حملہ کر سکے گی۔ ہم نے اسے یہاں آنے سے روکنے کا پورا انتظام کر لیا ہے"...... جولیا نے اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ مہا لکشمی، ساحرانہ طاقت ہماشی کو ڈھونڈھ رہی تھی۔

"کیا انتظام کیا ہے تم نے"...... مہا لکشمی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہمارے گرد روشنی کا حصار ہے۔ ہمارے دلوں میں جو مقدس کلام اور نام ہیں ہم مسلسل اس کا ورد کر رہے ہیں۔ جب تک ہمارا یہ ورد جاری رہے گا ہماشی تو کیا شیطان بھی ہمارے سامنے نہیں آ سکتا ہے"...... جولیا نے کہا تو مہا لکشمی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تم کیا پوچھنا چاہتی ہو۔ پوچھو"...... مہا لکشمی نے جولیا کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں اپنی زندگی عزیز ہے۔ اسی لئے تم ہمارے سوالوں کے جواب دینے کے لئے تیار ہو گئی ہو"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے اپنی زندگی عزیز ہے۔ اگر میں چند سوالوں کے جواب دے کر اپنی جان بچا سکتی ہوں تو میں ایسا ضرور کروں

گی'' ...... مہا لکشمی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''تمہارے چیف کا نام کیا ہے'' ...... جولیا نے پوچھا۔

''کرنل بھرت راج'' ...... مہا لکشمی نے جواب دیا۔

''اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے'' ...... جولیا نے کہا تو مہا لکشمی چونک پڑی۔

''ہیڈ کوارٹر۔ کیا مطلب۔ تم ہیڈ کوارٹر کا کیوں پوچھ رہی ہو'' ...... مہا لکشمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جو پوچھا جا رہا ہے اس کا جواب دو'' ...... تنویر نے غرا کر کہا تو مہا لکشمی کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''اپنے ساتھی سے کہو کہ یہ مجھ سے اس انداز میں بات نہ کرے ورنہ میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گی'' ...... مہا لکشمی نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''جواب نہ دینے کی صورت میں تمہارا عبرتناک حشر ہو سکتا ہے'' ...... جولیا نے جواباً غرا کر کہا تو مہا لکشمی غرا کر رہ گئی۔

''میں ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ مجھے اپنی فورس کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہے اور بس'' ...... مہا لکشمی نے کہا تو جولیا اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔ مہا لکشمی کے جواب دینے کے انداز سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ غلط بیانی سے کام لے رہی ہے۔

''چلو۔ میں تم سے ریڈ پاور ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں نہیں پوچھتی۔ تم یہ بتاؤ کہ کافرستان نے ریڈ پاور ایجنسی کو جس

میزائل اسٹیشن کی حفاظت کا ٹاسک دیا ہے۔ وہ میزائل اسٹیشن کہاں ہے'' ...... جولیا نے کہا تو مہا لکشمی ایک بار پھر چونک پڑی۔

''کون سا میزائل اسٹیشن'' ...... مہا لکشمی نے کہا۔

''میں بلیک میزائل اسٹیشن کی بات کر رہی ہوں۔ اور میری بات دھیان سے سنو مہا لکشمی۔ مجھے اس بات کا علم ہے کہ بلیک اسٹیشن کافرستان کے شمالی علاقے بھوربھم کے جنگل جسے عام طور پر بلیک فورسٹ کہا جاتا تھا کے وسط میں موجود ہے اور اس کی تیاری تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔ اس میزائل اسٹیشن سے پاکیشیا کی تنصیبات کو نشانہ بنانے کی تیاری کی جا رہی ہے۔ ہمارے پاس اس بات کی بھی مستند اطلاعات ہیں کہ بلیک اسٹیشن کی حفاظت کا ٹاسک کافرستان کی ریڈ پاور ایجنسی کو دیا گیا ہے جس کا سربراہ کرنل بھرت راج ہے۔ تمہارا تعلق اسی ایجنسی سے ہے اور تم ایجنسی کی پاور فورس کی انچارج ہو اس لئے تم اس بات سے انکار نہیں کر سکتی ہو کہ تمہیں بلیک اسٹیشن کے بارے میں معلوم نہیں ہے۔ تمہاری جان صرف اور صرف اس صورت میں بچ سکتی ہے کہ تم ہمیں بلیک اسٹیشن کے بارے میں تفصیل بتا دو۔ ہم تم سے صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس میزائل اسٹیشن کی حفاظت کے انتظامات کیا ہیں اور بلیک اسٹیشن کی حفاظت کے لئے وہاں تعینات فورس کا انچارج کون ہے اور وہ کہاں پر موجود ہے'' ...... جولیا نے مسلسل اور تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ نجانے تم کیا کہہ رہی ہو۔ مجھے تمہاری کوئی بھی بات سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ میں نہ کسی بلیک اسٹیشن کے بارے میں کچھ جانتی ہوں اور نہ مجھے اس بات کا علم ہے کہ ریڈ پاور ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہیں۔ تمہیں بلیک اسٹیشن کے بارے میں جہاں سے معلومات ملی ہیں وہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہیں''...... مہالکشمی نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن جولیا کی باتیں سن کر اس کے چہرے کا جس طرح سے رنگ بدل گیا تھا اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اس بارے میں بہت کچھ جانتی ہے لیکن انہیں نہیں بتانا چاہتی۔

''تنویر۔ یہ سب کچھ جانتی ہے لیکن یہ آسانی سے ہمارے سامنے منہ نہیں کھولے گی''...... جولیا نے مہالکشمی کا جواب سن کر ایک طویل سانس لے کر صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے عبرانی زبان میں کہا۔

''تو پھر کیا کیا جائے۔ اس پر تشدد بھی بے کار ہو گا کیونکہ یہ انتہائی تربیت یافتہ معلوم ہو رہی ہے''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تشدد سے اس کی زبان کھلوانا مشکل ہو گا''...... جولیا نے جواب دیا۔

''یہ تم دونوں کس زبان میں باتیں کر رہے ہو۔ میرے سامنے میری زبان میں بات کرو''...... مہالکشمی نے انہیں اجنبی زبان میں باتیں کرتے دیکھ کر انتہائی جھلائے ہوئے اور غصیلے لہجے میں کہا۔

''میرے خیال میں اس کی زبان کھلوانے کا ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے''...... تنویر نے اس کی بات پر کان نہ دھرتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو جولیا اس کی بات سن کر چونک پڑی۔

''کون سا طریقہ''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''عمرانی طریقہ''...... تنویر نے جواب دیا۔

''عمرانی طریقہ۔ میں کچھ سمجھی نہیں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران عام طور پر ایسی خطرناک اور تربیت یافتہ لیڈی ایجنٹوں کا منہ کھلوانے کے لئے ایک دیسی طریقے کا استعمال کرتا ہے۔ ایسا طریقہ جس سے انتہائی تربیت یافتہ لیڈی ایجنٹوں کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں اور وہ خوفزدہ ہو کر فوراً اپنا منہ کھول دیتی تھیں''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں اب بھی نہیں سمجھی''...... جولیا نے کہا۔

''آپ کے کان میں بتاتا ہوں''...... تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تنویر نے اپنا منہ جولیا کے کان کے پاس کیا اور نہایت آہستہ آواز میں اسے عمرانی طریقہ بتانے لگا تو جولیا کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''یہ تم دونوں کر کیا رہے ہو۔ کیا چھپا رہے ہو مجھ سے بولو''...... مہالکشمی نے چیختے ہوئے کہا لیکن جولیا اور تنویر نے اس بار بھی اس

پر کوئی توجہ نہ دی۔

''یہ طریقہ واقعی کارگر ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ایک عورت ہے اور دنیا میں ایسی کوئی عورت موجود نہیں ہے جو ان چیزوں سے خوف نہ کھاتی ہو۔ جاؤ جا کر لے آؤ''...... جولیا نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کہاں جا رہا ہے۔ کہاں بھیجا ہے تم نے اسے''...... تنویر کو دروازے کی طرف جاتے دیکھ کر مہا لکشمی نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''ابھی آ جائے گا۔ تو تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ تمہیں نہ ریڈ پاور ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہے اور نہ ہی تم بلیک اسٹیشن کے بارے میں کچھ جانتی ہو''...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہی سچ ہے''...... مہا لکشمی نے جواب دیا۔

''اچھی طرح سے سوچ کر جواب دو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری یہ خود اعتمادی ریت کی دیوار ثابت ہو''...... جولیا نے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو''...... مہا لکشمی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں جانتی ہوں کہ تمہیں سب معلوم ہے لیکن تم زبان کھولنے پر آمادہ نہیں ہو اور مجھے اس بات کا بھی علم ہے کہ تم تربیت یافتہ

لیڈی ایجنٹ ہو۔ اگر میں تم پر تشدد کروں گی تو تم پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو گا۔ تم مجھے میرے کسی سوال کا جواب نہیں دو گی لیکن میرے پاس ایک ایسا طریقہ ہے جسے آزمانے کی دیر ہے تمہاری زبان خود ہی کھل جائے گی اور پھر تم وہ سب کچھ بھی بتانے پر مجبور ہو جاؤ گی جو میں نے تم سے نہ بھی پوچھا ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''اچھا۔ ایسا کون سا طریقہ ہے تمہارے پاس جس سے تم میری زبان کھلوا سکتی ہو''...... مہا لکشمی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ابھی چند منٹ رک جاؤ۔ اس طریقے کے بارے میں تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو مہا لکشمی کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''میں مر تو سکتی ہوں لیکن اپنے ملک سے غداری کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ تم زیادہ سے زیادہ میرے جسم کا رعشہ رعشہ الگ کر سکتی ہو یا مجھے زندہ جلانے کا اقدام کر سکتی ہو لیکن میں ڈرنے والی نہیں ہوں اور دنیا کی کوئی طاقت مجھے زبردستی بولنے پر مجبور نہیں کر سکتی ہے''...... مہا لکشمی نے کہا۔

''تم کس قدر مضبوط اعصاب کی مالک ہو اس کا پتہ ابھی چل جائے گا''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مہا لکشمی نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر وہ خاموش ہو گئی اور جولیا کو کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگی۔ وہ بار بار بے چین نظروں سے ہماشی کو تلاش کر رہی تھی جو ایسی غائب ہوئی تھی کہ اب واپس آنے کا نام ہی نہ لے

رہی تھی۔

''ہماشی کہاں ہو تم''...... مہا لکشمی نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا۔

''وہ چلی گئی ہے۔ اب واپس نہیں آئے گی''...... جولیا نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا تو مہا لکشمی چونک پڑی۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے میری آواز سن لی ہے لیکن کیسے میں تو نہایت آہستہ آواز میں بڑبڑائی تھی''...... مہا لکشمی نے کہا۔

''میرے کان تیز ہیں۔ گھاس پھونس میں گرنے والی سوئی کی آواز بھی آسانی سے سن لیتے ہیں''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو مہا لکشمی غرا کر رہ گئی۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید بات ہوتی اسی لمحے تنویر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ پر کپڑا لپٹا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک لمبی سی لکڑی دکھائی دے رہی تھی جس کے سرے پر دھاگہ لپٹا ہوا تھا۔ دھاگے کے سرے پر ایک چھپکلی دم کے بل لٹکی ہوئی تھی۔ چھپکلی کو دیکھ کر مہا لکشمی بری طرح سے اچھل پڑی۔

''کک۔ کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہے''...... مہا لکشمی نے تنویر کے ہاتھ میں چھپکلی لٹکی دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اسے عرف عام میں چھپکلی کہتے ہیں۔ غور سے دیکھو اسے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے اشارے پر تنویر چھپکلی لئے مہا لکشمی کے قریب آ گیا اور اس نے چھپکلی کو مہا لکشمی کے سامنے لہرانا شروع کیا تو مہا لکشمی کے منہ سے نہ چاہتے ہوئے بھی چیخ نکل گئی۔

''ہٹاؤ۔ اسے فوراً ہٹاؤ میرے سامنے سے۔ دور لے جاؤ۔ مائی گاڈ۔ پیچھے ہٹو''...... مہا لکشمی نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''میرا ساتھی اسے تمہارے جسم پر چھوڑ دے گا اور پھر یہ چھپکلی تمہارے سارے جسم پر مارچ کرے گی۔ تم چونکہ بندھی ہوئی ہو اس لئے ظاہر ہے تم اسے اپنے جسم سے نہ جھٹک سکو گی اور اگر اس چھپکلی نے تمہیں کاٹ لیا تو تمہارا کیا حشر ہو گا یہ تو شاید میں بھی تمہیں نہ بتا سکوں''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہٹاؤ۔ فار گاڈ سیک۔ ہٹاؤ۔ میں سب کچھ بتا دوں گی۔ اسے ہٹاؤ ورنہ میں خوف سے مر جاؤں گی''...... مہا لکشمی نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ چھپکلی دیکھ کر اس کا دماغ جیسے بھک سے اُڑ گیا تھا اور اس کا سارا جسم بری طرح سے لرزنا شروع ہو گیا تھا۔

''سوری۔ اس معاملے میں تم مجھے نفسیاتی مریضہ سمجھ سکتی ہو۔ مجھے تم جیسی بہادر اور طاقتور لیڈی ایجنٹوں کے جسموں پر چھپکلیاں، چیونٹیاں، بچھو، سانپ اور چوہے دوڑانے کا شوق ہے۔ مجھے بے حد لطف آتا ہے۔ یہ چھپکلی اب تمہارے جسم کی سیر کرے گی۔ چھوڑ دو تنویر چھپکلی اس کے جسم پر''...... جولیا نے پہلے مہا لکشمی اور پھر تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو مہا لکشمی کے جسم کی لرزش میں مزید اضافہ ہو گیا۔ وہ بری طرح سے چیخنے لگی۔ اس کا دل جیسے پھٹنے کے قریب

آ گیا تھا۔ تنویر نے جیسے ہی چھپکلی اس کے سر کے قریب کی مہا لکشمی کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور دوسرے لمحے اسے اپنے دماغ میں تاریکی پھیلتی ہوئی محسوس ہوئی لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اچانک اس کے چہرے پر چٹاخ چٹاخ کی آواز کے ساتھ درد کی تیز لہریں سی اٹھیں تو اسے فوراً ہوش آ گیا۔

''ہوش میں آؤ۔ ہوش میں''...... جولیا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو مہا لکشمی نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آتے ہی وہ ایک بار پھر چیخیں مارنے لگی کیونکہ تنویر چھپکلی لٹکائے اس کے قریب ہی موجود تھا۔

''اسے ہٹاؤ۔ فار گاڈ سیک ہٹاؤ۔ میں سب کچھ بتا دوں گی۔ سب کچھ۔ پلیز''...... مہا لکشمی نے ہوش میں آتے ہی بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''تو کیا تم جانتی ہو کہ ریڈ پاور ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں۔ ہاں۔ جانتی ہوں میں۔ میں جانتی ہوں''...... مہا لکشمی نے چیختے ہوئے کہا۔

''اور تم یہ بھی جانتی ہو کہ بلیک اسٹیشن کی اصل لوکیشن کیا ہے اور وہاں تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے''...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں سب کچھ جانتی ہوں۔ سب کچھ''...... مہا لکشمی نے

کہا تو جولیا نے تنویر کو اشارہ کیا۔ تنویر اس کا اشارہ سمجھ کر چھپکلی لے کر پیچھے ہٹ گیا۔

''تو شروع ہو جاؤ اور مجھے ہر بات تفصیل سے بتاؤ کہ بلیک اسٹیشن کہاں ہے اس کی حفاظت کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں اور وہاں تمہاری فورس کی تعداد کتنی ہے اور جنگل میں کہاں کہاں پھیلی ہوئی ہے اور وہاں جانے کا ایسا کون سا راستہ ہے کہ ہم فورس کی نظروں سے بچ کر پہنچ سکیں''...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ مہا لکشمی کا جسم پسینے سے بھیگا ہوا تھا اور وہ اس طرح سے سانس لے رہی تھی جیسے میلوں دور سے دوڑ لگا کر آ رہی ہو۔ اس کی آنکھوں میں اب بھی خوف تھا۔ وہ خوف بھری نظروں سے تنویر کے ہاتھ میں لٹکتی ہوئی چھپکلی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

''اسے یہاں سے لے جاؤ۔ میں سب کچھ بتاؤں گی۔ لے جاؤ اسے''...... مہا لکشمی نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''نہیں۔ جب تک تم سب کچھ نہیں بتاؤ گی یہ چھپکلی یہیں رہے گی۔ اگر تم نے غلط بیانی سے کام لینے کی کوشش کی تو میرا ساتھی چھپکلی کو تم پر چھوڑ دے گا۔ اس کے بعد جو ہو گا وہ تمہاری وجہ سے ہو گا''...... جولیا نے غرا کر کہا۔

''نن نن۔ نہیں۔ میں بتاتی ہوں''...... مہا لکشمی نے کہا۔ اسی لمحے اس کی نظریں تنویر کے عقب میں پڑی تو وہ چونک پڑی۔ اس

نے تنویر کے عین عقب میں ہماشی کا سایہ دیکھا۔

''ہماشی''...... اچانک اس کے منہ سے نکلا تو اس کی بات سن کر جولیا اور تنویر چونک پڑے۔ انہوں نے تیزی سے سر گھمائے اور اس طرف دیکھا جہاں مہالکشمی دیکھ رہی تھی اور اسی لمحے تنویر کے عقب میں ہماشی نمودار ہو گئی۔ اس سے پہلے کہ تنویر کچھ کرتا اچانک ہماشی کا ہاتھ حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے تنویر کے حلق سے تیز چیخ نکلی۔ وہ اچھلا اور ہوا میں اُڑتا ہوا دور جا گرا۔ اس کے ہاتھ سے وہ لکڑی چھوٹ گئی جس سے اس نے دھاگے سے چھپکلی کو لٹکا رکھا تھا۔ تنویر ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ ہماشی کو دیکھ کر جولیا بری طرح سے اچھل پڑی۔

''تم۔ تم یہاں کیسے آ گئی''...... جولیا نے اس کی طرف دیکھ کر آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''جب تک تم سب پاک صاف تھے اور پاک کلام پڑھ رہے تھے میرے لئے یہاں ظاہر ہونا مشکل ہو رہا تھا لیکن تمہارے ساتھی نے غلیظ چھپکلی کو یہاں لا کر اور اپنے ہاتھ میں رکھ کر مجھے پھر سے یہاں ظاہر ہونے کا موقع دے دیا۔ اب تم سب میرے رحم و کرم پر ہو۔ میں تم سب کو یہاں سے غائب کر کے اندھے کنویں میں پھینکنے کے لئے لے جا رہی ہوں۔ تیار ہو جاؤ''...... ہماشی نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔ اس سے پہلے کہ جولیا کچھ سمجھتی اچانک جولیا کو جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر نیچے جا گری۔ ہماشی کو دیکھ کر مہالکشمی کی

آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔ اسی لمحے کمرے میں یکلخت تاریکی چھا گئی۔

''ہماشی''...... مہالکشمی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''فکر نہ کرو مہالکشمی۔ میں یہیں ہوں''...... ہماشی کی آواز سنائی دی تو مہالکشمی کے چہرے پر سکون آ گیا۔ چند لمحوں بعد وہاں روشنی بحال ہو گئی اور جیسے ہی روشنی بحال ہوئی یہ دیکھ کر مہالکشمی چونک پڑی کہ کمرے میں ہماشی تو موجود تھی لیکن زمین پر گری ہوئی جولیا اور اس کا ساتھی تنویر وہاں سے غائب ہو چکے تھے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ۔ دونوں کہاں غائب ہو گئے ہیں''...... مہالکشمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے ان سب کو لے جا کر یہاں سے دور ایک انتہائی گہرے اور تاریک کنویں میں پھینک دیا ہے۔ اب وہ اس کنویں سے کبھی باہر نہ آ سکیں گے۔ وہیں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے۔ وہاں ان کی مدد کرنے والا بھی کوئی نہ ہو گا''...... ہماشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لل لل۔ لیکن یہ سب کیسے ہو گیا۔ تم غائب کیوں ہو گئی تھی اور اب اچانک''...... مہالکشمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے ان لوگوں نے پاک کلام پڑھ کر غائب کیا تھا۔ میں اس عمارت کے ارد گرد ہی موجود تھی اور اپنی پوری کوشش کر رہی تھی کہ تم تک پہنچ سکوں لیکن یہ سب مسلسل ورد کر رہے تھے اور مجھے

تمہارے پاس آنے کا کوئی راستہ نہ مل رہا تھا۔ میری ہر کوشش ناکام ہو رہی تھی اور مجھے اس بات کی فکر تھی کہ تم یقیناً مصیبت میں ہو گی۔ میری کوشش اس وقت بار آور ثابت ہوئی جب ان کے ایک آدمی نے ایک کمرے سے چھپکلی کو لکڑی کے سرے پر دھاگہ لگا کر پکڑا۔ اس کے ہاتھ میں چونکہ چھپکلی تھی اور وہاں اس کے ساتھی بھی موجود تھے اس لئے سب اس چھپکلی کو دیکھ کر چونک پڑے۔ ان سب نے چونکہ چھپکلی کو دیکھتے ہوئے ورد کرنا چھوڑ دیا تھا اس لئے مجھے ان کے قریب آنے کا موقع مل گیا۔ یہ آدمی چھپکلی لے کر یہاں آیا تو میں نے باہر موجود سب افراد کے دماغوں کو اپنے قابو میں کیا اور انہیں بے ہوش کر دیا اور پھر یہاں آ گئی۔ چھپکلی چونکہ ناپاک ہوتی ہے اس لئے مجھے یہاں ظاہر ہونے میں کوئی مسئلہ نہ ہوا تھا اور پھر میں نے وہی کیا جو میں کر سکتی تھی۔ میں نے ان دونوں کو بھی بے ہوش کیا اور پھر یہاں تاریکی پھیلا دی تاکہ اگر ان میں سے کوئی ہوش میں بھی ہو تو وہ میرے عمل کو نہ روک سکے۔ میں نے کلاشورا سحر چلایا اور ان سب کو ایک ساتھ یہاں سے غائب کر دیا۔ اب وہ یہاں سے بہت دور ایک تاریک کنویں میں بے ہوش پڑے ہیں۔ انہیں ہوش بھی آ جائے تو وہ اس کنویں سے کسی بھی طرح نہ نکل سکیں گے اور چند ہی دنوں میں وہاں بھوکے پیاسے مر جائیں گے''...... ہماشی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ یہ تم نے بہت اچھا کیا ہے ہماشی کہ تم بروقت یہاں

آ گئی ہو اور تم نے مجھے ان سے بچا لیا ہے''...... مہا لکشمی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ میرا فرض تھا۔ گرو مہاراج نے مجھے تمہارے حفاظت کے لئے ہی بھیجا ہوا ہے''...... ہماشی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''اب مجھے ان راڈز والی کرسی سے نجات دلاؤ۔ کھولو ان راڈز کو''...... مہا لکشمی نے کہا۔

''میں یہ نہیں کھول سکتی۔ جدید دنیا کے سائنسی نظام کو سمجھنا میرے لئے مشکل ہے''...... ہماشی نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اس میں سمجھنے والی کون سی بات ہے۔ میرے پاس آؤ اور میرے پہلو کے پاس کرسی میں لگا ہوا یہ سبز بٹن پریس کر دو تو یہ راڈز کھل جائیں گے اور میں آزاد ہو جاؤں گی''...... مہا لکشمی نے کہا تو ہماشی آگے بڑھی اور اس نے مہا لکشمی کے پہلو کے پاس کرسی پر لگے ہوئے دو بٹنوں میں سے سبز رنگ کا ایک بٹن پریس کیا تو کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ راڈز کھلتے چلے گئے۔ راڈز کھلتے ہی مہا لکشمی ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

''اب مجھے بتاؤ۔ وہ کنواں کہاں ہے جس میں تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو لے جا کر پھینکا ہے''...... مہا لکشمی نے کہا تو ہماشی اسے کنویں کے بارے میں تفصیل بتانے لگی۔

گرو مہاراج اپنے تاریک کمرے میں آنکھیں بند کئے بیٹھا مخصوص جاپ میں مصروف تھا کہ کمرے میں تیز سانس لینے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑا اور اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں۔

"کون ہے"..... گرو مہاراج نے تیز لہجے میں کہا۔

"تاؤگا ہوں آقا"..... ایک تیز اور بھاری غیر انسانی آواز سنائی دی۔

"سامنے آؤ"..... گرو مہاراج نے اسی انداز میں کہا تو اچانک اس کے سامنے زمین سے دھواں سا اٹھا اور تیزی سے بلند ہو کر ایک جگہ جمع ہوتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے دھواں چھٹا تو وہاں سیاہ رنگ کی لمبی پتلی اور گنجے سر والی ڈھانچہ نما ایک مخلوق نمودار ہوئی۔ اس مخلوق کا قد کاٹھ انسانوں جیسا ہی تھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں بھی انسانی تھے لیکن اس کا سر لمبوترا تھا اور اس کا منہ کسی بھیڑیئے کے

منہ جیسا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی، گول اور سرخ تھیں۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا لبادہ تھا جو اس کی گردن سے اس کے پیروں تک موجود تھا۔ نمودار ہوتے ہی اس نے مخصوص انداز میں گرو مہاراج کو آداب کیا۔

"کیوں آئے ہو"..... گرو مہاراج نے اسے دیکھ کر اسی طرح انتہائی سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

"بڑے معبد کے پجاری ہوشام کا پیغام لایا ہوں"..... تاؤگا نامی مخلوق نے اسی طرح بھاری اور تیز آواز میں کہا تو گرو مہاراج بری طرح سے چونک پڑا۔

"ہوشام کا پیغام۔ اوہ۔ کیا ہے اس کا پیغام۔ جلدی بتاؤ"..... گرو مہاراج نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مہا پجاری کا پیغام ہے کہ تمہارے پاس عنقال کی جو لاش ہے اسے لے کر تم جلد سے جلد ناگال کی سرخ جھیل کے پاس پہنچ جاؤ۔ اس نے منگانتا کا سحر حاصل کر لیا ہے۔ اب یہ ضروری نہیں ہے کہ اس لاش کو کسی نیک اور باکردار انسان کا دل اور آنکھیں لگائی جائیں۔ مہا پجاری عنقال کی لاش کو ناگال کی سرخ جھیل میں ڈبو کر اس پر مخصوص منگانتا کا عمل کرے گا اور اس لاش کو زندہ کر کے تمہارے تابع کر دے گا۔ گو اس طریقے سے عنقال کو زندہ کرنے سے اس کی طاقتیں محدود ہو جائیں گی لیکن اس کے باوجود عنقال تمہارے تابع ہو گا اور ناقابل تسخیر ہو گا اور تمہارے لئے ہر

وہ کام کرے گا جس کا تم اسے حکم دو گے“...... تاؤگا نے سپاٹ لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر گرو مہاراج اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت چمک آ گئی۔

”اوہ اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو تاؤگا۔ کیا واقعی بڑے پجاری نے منگانتا کا سحر حاصل کر لیا ہے اور وہ عنقال کو زندہ کر سکتا ہے“...... گرو مہاراج نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ یہ سچ ہے“...... تاؤگا نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں جلد سے جلد عنقال کو لے کر سرخ جھیل کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ تم مہا پجاری سے کہو کہ جب میں سرخ جھیل کے پاس پہنچ جاؤں گا تو اسے خود ہی کسی کوجائی کے ذریعے پیغام بھجوا دوں گا“...... گرو مہاراج نے کہا۔

”ٹھیک ہے“...... تاؤگا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ گرو مہاراج اس سے کوئی اور بات کرتا وہ اچانک دھوئیں میں تبدیل ہوا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔

”اوہ اوہ۔ مہا پجاری نے عنقال کو زندہ کرنے کے لئے منگانتا کا سحر حاصل کر لیا ہے اور اس کا حکم ہے کہ میں جلد سے جلد عنقال کو لے کر سرخ جھیل کے پاس پہنچ جاؤں۔ وہ اسے زندہ بھی کر دے گا اور میرے تابع بھی۔ اب میں کیا کروں۔ بھبھوری نجانے کہاں ہے۔ اس نے بتایا تھا کہ دشام قبیلے کے سردار کوبلا سے عمران نے عنقال کی لاش چھین لی ہے اور وہ اسے لے کر آگ

پہاڑی کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ بھبھوری نے کہا تھا کہ وہ دس زندہ افراد میں کوجائیوں کو لے کر سما جائے گی اور عمران کو ہلاک کر کے اس سے لاش چھین لائے گی۔ اسے گئے بہت وقت ہو چکا ہے۔ نہ وہ واپس آئی ہے اور نہ ہی اس نے کوئی پیغام بھیجا ہے کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہی ہے۔ اس نے عمران کو ہلاک کر کے اس سے عنقال چھین لیا ہے یا نہیں۔ اب میں کیا کروں۔ کیسے معلوم کروں“...... گرو مہاراج نے بے چین لہجے میں کہا۔ وہ کچھ دیر پہلو بدلتا رہا پھر اس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا اور پھر سامنے پھونک ماری۔ اسی لمحے پٹاخہ سا چھوٹا۔ زمین پر دھواں نمودار ہوا اور تیزی سے بلند ہو کر ایک جگہ معلق ہو گیا۔

”کاتورا حاضر ہے آقا۔ حکم“...... دھوئیں سے چیختی ہوئی ایک انسانی آواز سنائی دی۔

”موشابا کو بلاؤ“...... گرو مہاراج نے جواب میں چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

”جو حکم آقا“...... دھوئیں سے آواز سنائی دی اور پھر دھواں اچانک پھیل کر ہوا میں تحلیل ہوتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اچانک سامنے کی دیوار پھٹی اور اس میں سے ایک سیاہ ہیولا سا نکل کر باہر آ گیا۔

”موشابا حاضر ہے آقا“...... سائے نے آگے آ کر گرو مہاراج کو مخصوص انداز میں آداب کرتے ہوئے تیز اور چیختی ہوئی آواز میں

کہا۔ اس کا سارا وجود سیاہ لباس میں چھپا ہوا تھا۔ بھاری اور بڑا سا
کپڑا اس کے سر پر پڑا ہوا تھا جس میں اس کا چہرہ بھی مکمل طور پر
چھپ گیا تھا۔

''موشابا۔ بھجوری کو تلاش کرو۔ وہ کہاں ہے۔ وہ جہاں بھی ہو
اسے تلاش کر کے ابھی اور اسی وقت میرے سامنے آنے کا حکم دو۔
جاؤ۔ جلدی جاؤ''...... گرو مہاراج نے اسے دیکھ کر چیختے ہوئے
تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی''...... موشابا نے جواب دیا اور پھر وہ مڑا اور
دوبارہ پھٹی ہوئی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے دیوار کی دوسری
طرف جاتے ہی دیوار بغیر آواز دوبارہ برابر ہو گئی۔ اسی لمحے باہر
سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس بار اسے دروازے کے باہر
سے آواز سنائی دی تھی۔

''کون ہے''...... گرو مہاراج نے اونچی آواز میں پوچھا۔

''ہماشی ہوں آقا''...... باہر سے ہماشی کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ اندر آ جاؤ''...... گرو مہاراج نے کہا تو اسی لمحے دروازہ
کھلا اور ہماشی انسانی روپ میں دونوں ہاتھ جوڑے نہایت مؤدبانہ
انداز میں چلتی ہوئی اندر آ گئی۔

''پرنام گرو مہاراج''...... ہماشی نے بڑے مؤدبانہ انداز میں
کہا۔

''پرنام''...... گرو مہاراج نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ نے مہا کلشمی کو پیغام بھیجا تھا آقا کہ آپ کو میری
ضرورت ہے''...... ہماشی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ لیکن یہ تم انسانی روپ میں کیوں آئی ہو۔ کیا یہ اصل
انسانی روپ ہے یا تم نے اپنی ساحرانہ طاقت سے اپنایا ہوا
ہے''...... گرو مہاراج نے کہا۔

''یہ اصل انسانی روپ ہے آقا۔ میں نے ایک عورت کو ہلاک
کیا تھا اور اس کے جسم میں سما گئی تھی۔ اسی لئے میں ظاہر ہونے کی
بجائے دروازے کے راستے اندر آئی ہوں''...... ہماشی نے اسی
طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ مہا کلشمی تمہیں جس کام کے لئے اپنے
ساتھ لے گئی تھی اس کا کیا ہوا ہے۔ تم نے اس کی مدد کی اور
پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا ہے یا نہیں''...... گرو مہاراج نے
اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں نے مہا کلشمی کی مدد تو کی ہے آقا لیکن پاکیشیائی ایجنٹ
ابھی ہلاک نہیں ہوئے ہیں لیکن فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ بہت جلد
وہ ہلاک ہو جائیں گے''...... ہماشی نے کہا تو گرو مہاراج چونک
پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا کہہ رہی ہو تم''...... گرو مہاراج نے چونکتے
ہوئے کہا تو ہماشی نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

''تو تم نے انہیں بھوربھم کے تاریک کنویں میں پھینکا ہے''......

گرو مہاراج نے چونک کر کہا۔

"ہاں آقا۔ یہ کنواں گہرا اور انتہائی تاریک ہے اور مجھے انہیں پھینکنے کے لئے وہی دکھائی دیا تو میں نے ان سب کو اسی کنویں میں پھینک دیا ہے۔ اب وہ اس کنویں میں مردوں کی طرح پڑے ہوئے ہیں۔ اس کنویں میں نہ تو کوئی اترنے کی جرأت کر سکتا ہے اور نہ وہ لوگ کسی بھی طرح کنویں سے نکل کر باہر آ سکتے ہیں۔ وہ اب اسی کنویں میں پڑے رہیں گے اور وہیں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے۔ ان کا کھیل اب ختم ہو چکا ہے۔ ہمیشہ کے لئے"...... ہماشی نے کہا۔

"ہونہہ۔ اگر انہیں کنویں میں ہی پھینکنا تھا تو انہیں زندہ حالت میں نہیں بلکہ ہلاک کر کے پھینکنا تھا۔ میں نے تمہیں ایسی طاقتیں دی تھیں کہ تم ان سب کو ہلاک کر سکو پھر تم نے ایسا کیوں نہیں کیا"...... گرو مہاراج نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چھپکلی کی وجہ سے وہ ظاہری حالت میں ناپاک ہوئے تھے آقا لیکن ان کے باطن پاک تھے اور ان کے پاس مقدس کلام بھی موجود تھا۔ ان سب نے اپنے پاس مقدس کلام کی تختیاں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ میں ان پر جان لیوا حملہ نہیں کر سکتی تھی۔ مجھے ان پر پہلے تاریکی کا وار کرنا پڑا اور پھر میں نے انہیں تاریکی میں ہی اٹھایا اور لے جا کر بھوربھم کے تاریک کنویں میں پھینکا ہے۔ اگر ان کے پاس مقدس تختیاں نہ ہوتیں تو میں انہیں فوراً ہلاک کر

ڈالتی"...... ہماشی نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ تمہیں یقین ہے کہ وہ اس کنویں میں ہلاک ہو جائیں گے اور وہ کنویں سے کسی طرح بھی نکل کر باہر نہیں آ سکیں گے"...... گرو مہاراج نے پوچھا۔

"ہاں آقا۔ ان کے پاس کنویں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس کنویں کی دیواریں سپاٹ ہیں اور کنواں تین سو فٹ سے زیادہ گہرا ہے۔ یہی نہیں میں نے انہیں کنویں میں قید کر کے کنویں کا دہانہ بھی بند کر دیا ہے۔ اس کے باوجود میں نے احتیاطاً دس کوجائیوں کو اس کنویں کے پاس مقرر کر دیا ہے۔ وہ اس علاقے کی حفاظت کریں گی اور کسی کو بھی اس کنویں کے نزدیک نہیں آنے دیں گی۔ اب کوئی لاکھ کوشش کر لے تو بھی وہ اس کنویں کو تلاش نہیں کر سکتا ہے۔ کنویں میں نہ پانی ہے اور نہ خوراک، وہ زیادہ دیر وہاں زندہ نہیں رہ سکیں گے"...... ہماشی نے کہا تو گرو مہاراج کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات پھیل گئے۔

"اگر ایسی بات ہے تو میں مطمئن ہوں"...... گرو مہاراج نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"میں جلد ہی آپ کو ان کی ہلاکت کی اطلاع دوں گی آقا۔ میں وقتاً فوقتاً اس کنویں میں جاتی رہوں گی تاکہ ان کے سانس نکلنے تک ان پر نظر رکھ سکوں"...... ہماشی نے کہا۔

"نہیں۔ اگر تمہیں یقین ہے کہ وہ لوگ اس کنویں سے نہیں نکل

سکتے اور وہیں ہلاک ہو جائیں گے تو پھر تمہیں اس کنویں میں جانے اور ان پر نظر رکھنے کی ضرورت نہیں ہے اور اب چونکہ تم نے مہا لکشمی کا مسئلہ حل کر دیا ہے اس لئے اب تمہیں اس کے پاس بھی واپس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم جاؤ اور اس انسانی جسم کو باہر چھوڑ کر میرے پاس آؤ۔ مجھے تم سے انتہائی اہم کام ہے اور اس کے لئے مجھے تمہارے اس انسانی جسم کی ضرورت نہیں ہے"...... گرو مہاراج نے کہا۔

"آقا کے حکم کی تعمیل ہوگی"...... ہماشی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور جانے کے لئے مڑی۔

"رکو"...... گرو مہاراج نے کہا تو ہماشی رک گئی اور مڑ کر ایک بار پھر گرو مہاراج کی طرف دیکھنے لگی۔

"حکم آقا"...... ہماشی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ انسانی جسم ہے کس کا اور تم نے کیسے حاصل کیا ہے"...... گرو مہاراج نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ ایک عام لڑکی کا ہے آقا۔ یہ لڑکی مہاشر کے جنگل کے پاس ایک گاؤں میں رہتی تھی۔ عام اور سادہ سی لڑکی تھی۔ جنگل میں لکڑیاں کاٹنے جا رہی تھی تو میں نے سانپ کا روپ دھارا اور اسے کاٹ لیا۔ میں نے اس کے جسم میں انتہائی خطرناک زہر منتقل کر دیا تھا جس سے یہ موقع پر ہی ہلاک ہو گئی۔ جیسے ہی یہ ہلاک ہوئی میں نے خود کو اس کے جسم میں سمو دیا تھا۔ اب اس کا جسم اور اس کا

دماغ میرے قبضے میں ہے۔ گو جائی ہونے کے ساتھ ساتھ میں اس کے دماغ سے بھی کام لیتی ہوں اور اسی کی طرح سوچتی اور سمجھتی ہوں اور میں نے اپنی طاقت سے اپنی شکل مہا لکشمی جیسی بنا لی ہے یہ مہا لکشمی کی خواہش تھی"...... ہماشی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ جاؤ۔ ختم کرو اس جسم کو۔ مجھے اصل روپ میں تمہاری ضرورت ہے۔ اس روپ کو ختم کر کے میرے سامنے اصل روپ میں آؤ"...... گرو مہاراج نے سر جھٹک کر کہا تو ہماشی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور مڑ کر تیز تیز چلتی ہوئی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی گرو مہاراج نے ایک بار پھر آنکھیں بند کیں اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ اچانک کمرے میں تیز اور خوفناک پھنکار کی آواز سنائی دی تو گرو مہاراج نے بے اختیار آنکھیں کھول دیں۔ اس نے دیکھا اس کے سامنے زمین پر ایک سیاہ رنگ کی بڑی سی ناگن کنڈلی مارے اور پھن اٹھائے کھڑی تھی۔ اس ناگن کے سر پر سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا تاگ بھی دکھائی دے رہا تھا جو سنہری مائل تھا۔

"میں ہماشی ہوں آقا اور میں نے اس لڑکی کا جسم چھوڑ دیا ہے اور اصل روپ میں آپ کے سامنے آ گئی ہوں"...... اچانک ناگن کے منہ سے نکلتی ہوئی انسانی آواز سنائی دی۔

"میں جانتا ہوں"...... گرو مہاراج نے کہا۔

"میرے لئے کیا حکم ہے آقا"...... ہماشی نے کہا۔

"تم فوراً بھوربھم کے علاقے میں جاؤ۔ وہاں سرخ رنگ کی
ایک جھیل ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس جھیل کے پاس جتنے بھی
جاندار ہیں ان سب کو ختم کر دو اور جھیل کو مکمل طور پر صاف ستھری
کر دو۔ جھیل سے سو میٹر کے دائرے میں نہ تو مجھے کوئی جانور نظر
آنا چاہئے۔ نہ کوئی پرندہ اور نہ ہی کوئی حشرات الارض۔ اس
سارے حصے میں سرخ حصار بنا دو تاکہ ایک معمولی سا حشرات
الارض بھی اس جھیل کے پاس نہ پہنچ سکے۔ مجھے اس جھیل کے پاس
ایک اہم کام کرنا ہے اور اس کے لئے مجھے جھیل کے اردگرد کسی بھی
جاندار کے موجود ہونے کی خبر نہیں ملنی چاہئے۔ میں نے تمہیں کسی
اور کام کے لئے بلایا تھا لیکن یہ کام اس کام سے زیادہ ضروری ہے
اور یہ کام صرف تم کر سکتی ہو"...... گرو مہاراج نے کہا۔

"آقا کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... ہماشی نے جواب دیا۔

"تو جاؤ اور جا کر جلد سے جلد ساری جھیل صاف کر دو"...... گرو
مہاراج نے کہا۔

"زمین کے ساتھ کیا مجھے جھیل کے اندر کے جانداروں کو بھی ختم
کرنا ہے"...... ہماشی نے کہا۔

"نہیں۔ جھیل جس حالت میں ہے اسے اسی حالت میں رہنے
دینا۔ مجھے جھیل کے اردگرد کی صفائی چاہئے اور بس"...... گرو
مہاراج نے کہا۔

"جو حکم آقا"...... ہماشی نے کہا اور پھر وہ ناگن کے روپ میں

ڑی اور تیزی سے رینگتی ہوئی ایک دیوار کی طرف بڑھتی چلی گئی۔
ہے ہی وہ دیوار کے قریب پہنچی دیوار کی جڑ میں ایک سوراخ سا
ودار ہوا اور وہ اس سوراخ میں گھستی چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی
و مہاراج نے ایک بار پھر آنکھیں موند لیں۔

"اب مجھے اپنی باقی جاپ بھی پوری کر لینی چاہئے"...... اس
نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ منہ ہی منہ میں ایک بار پھر اپنا
ضوص منتر پڑھنا شروع ہو گیا۔

شاہ بابا کو غار سے غائب دیکھ کر عمران جیسے ساکت سا ہو کر رہ گیا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات تھے کیونکہ شاہ بابا اس کے سامنے پتھر پر بیٹھے تسبیح پڑھ رہے تھے اور وہ غار کے دہانے کے قریب موجود تھا۔ اگر شاہ بابا کو کہیں جانا ہوتا تو وہ اس کے قریب سے گزر کر ہی دہانے سے نکلتے لیکن عمران نے انہیں غار کے دہانے سے نکلتے نہ دیکھا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ شاہ بابا کہاں غائب ہو گئے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے خالی پتھر کو دیکھتا رہا پھر وہ مڑ کر دوبارہ غار کے دہانے کے پاس موجود جھاڑیوں کی طرف مڑا اور جھاڑیاں ہٹا کر باہر دیکھنے لگا۔ یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر قدرے اطمینان آ گیا کہ مشین گن بردار لڑکی دہانے سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی اور غور سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کے قریب ایک سیاہ فام لمبا تڑنگا آدمی کھڑا تھا جو لڑکی کو کچھ بتا رہا تھا اور لڑکی

اس کی باتیں بڑے غور سے سن رہی تھی۔ عمران نے ان کی باتیں سننے کے لئے کان لگائے لیکن لڑکی اور وہ آدمی نہایت آہستہ آواز میں باتیں کر رہے تھے اس لئے عمران ان کی کوئی بات نہ سن سکا۔ ایک بار تو عمران کا دل چاہا کہ وہ جھاڑیوں میں رینگتا ہوا ان کے قریب جائے اور ان کی باتیں سننے کی کوشش کرے لیکن دوسرے لمحے اسے یاد آیا کہ شاہ بابا نے اسے غار میں ہی رہنے کا حکم دیا تھا۔ اب جبکہ وہ غار میں موجود نہ تھے تو عمران ان کی غیر موجودگی میں ان کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرنا چاہتا تھا۔ شاہ بابا کے کہنے کے مطابق یہ لوگ عام انسان نہ تھے بلکہ سحر زدہ انسان تھے جن کے جسموں میں کوجائیاں گھسی ہوئی تھیں۔

اسی لمحے عمران نے لڑکی کے پاس کھڑے آدمی کو مڑ کر تیزی سے ایک طرف دوڑتے دیکھا۔ اس آدمی کے جاتے ہی لڑکی ایک بار پھر مڑی اور قدم بڑھاتی ہوئی اسی طرف آنے لگی جہاں عمران موجود تھا۔ عمران اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر فوراً جھک گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں لڑکی دہانے کے قریب آ گئی اور پھر وہ اچھل کر دہانے کے پاس پڑی ہوئی ایک چٹان پر چڑھ گئی۔

"نجانے مہا رشی عنقال کو لے کر کس طرف چلا گیا ہے۔ کوجائیاں بتا رہی ہیں کہ انہیں جنگل کے کسی حصے سے بھی مہا رشی اور عنقال کی وجود کی بو نہیں مل رہی ہے۔ نجانے انہیں زمین نے نگل لیا ہے یا آسمان نے اٹھا لیا ہے۔ اگر میں نے مہا رشی کو ہلاک

کر کے اس سے عتقال کو حاصل نہ کیا اور خالی ہاتھ گرو مہاراج پاس
گئی تو وہ مجھے فنا کرنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائے گا۔
اب میں کیا کروں''...... لڑکی کی بڑبڑاتی ہوئی آواز سنائی دی تو
عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس لڑکی کی باتوں سے اس
پر واضح ہو گیا تھا کہ شاہ بابا کی بات سچ تھی۔ یہ لڑکی اور اس کے
ساتھی انسان نہیں بلکہ انسانوں کے روپ میں گرو مہاراج کی سفلی
طاقتیں کوجائیاں تھیں۔ لڑکی چونکہ اب اس سے زیادہ فاصلے پر نہ تھی
اس لئے اس کے بڑبڑانے کی آوازیں عمران واضح طور پر سن سکتا
تھا۔

''ایک بار مجھے مہا رشی مل جائے تو میں اس کے ٹکڑے اُڑا کر
رکھ دوں گی۔ اس کا سارا جسم اس آتشیں اسلحے سے چھلنی کر ڈالوں
گی اور اس سے عتقال کو چھین لوں گی۔ لیکن وہ ہے کہاں۔ آخر وہ
جا کہاں سکتا ہے''...... لڑکی نے اسی طرح بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس
نے مشین گن سائیڈ پر رکھی اور پھر وہ چٹان پر بیٹھ گئی اور پریشانی
کے عالم میں چاروں طرف دیکھنا شروع ہو گئی۔

''بیٹا''...... اچانک عمران کو عقب سے آواز سنائی دی تو وہ
چونک کر تیزی سے پلٹا اور پھر یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں اور زیادہ
پھیل گئیں کہ چٹان پر شاہ بابا اسی طرح بیٹھے ہوئے دکھائی دے
رہے تھے جیسے وہ پہلے بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران جھاڑیوں سے ہٹ
کر تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

''آپ کہاں چلے گئے تھے''...... عمران نے حیرت بھری نظروں
سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں ان کوجائیوں کو دیکھنے گیا تھا کہ ان کی تعداد کتنی ہے اور
انہوں نے جن انسانوں کے جسموں پر قبضہ کیا ہے وہ کتنے طاقتور
ہیں''...... شاہ بابا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر کیا پتہ کیا آپ نے''...... عمران نے کہا۔

''ان کی تعداد دس ہے۔ نو نر کوجائی ہیں اور ایک کوجائی عورت
ہے۔ اس کوجائی عورت کا نام بجھوری ہے اور یہ ان سب کی سردار
ہے۔ سب اس کے حکم کے غلام ہیں''...... شاہ بابا نے کہا۔

''مجھے بھی یہی لگ رہا تھا۔ مرد اس عورت کے احکامات پر عمل
کر رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اگر تم کوشش کرو اور کسی طرح سے اس کوجائی کو ہلاک کر کے
فنا کر دو تو یہ سارے کوجائی خود بخود یہاں سے بھاگ جائیں گے
جنہوں نے دوسرے انسانوں کے جسموں پر قبضہ کر رکھا ہے''......
شاہ بابا نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ میں کسی کوجائی کو کیسے ہلاک اور فنا کر سکتا
ہوں''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''ان کے جسم انسانی ہیں۔ انہیں عام انسان کی طرح ہی ختم کیا
جا سکتا ہے۔ لڑکی کے جسم میں جو کوجائی ہے۔ تمہیں اسے لڑکی کے
جسم سے باہر لانا ہے۔ وہ جیسے ہی باہر آئے تم اس پر میرا دم کیا ہوا

پانی پھینک دینا۔ دم شدہ پانی کا ایک قطرہ بھی اس کوجائی پر پڑ گیا
تو وہ ایک لمحے میں فنا ہو جائے گی اور جیسے ہی بجھوری کوجائی فنا ہو
گی باقی انسانوں کے جسموں میں حلول شدہ کوجائیاں بھی انسانی
جسموں کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے''...... شاہ بابا نے کہا۔
''تو کیا میں بجھوری کو گولی مار کر بھی ہلاک کر سکتا ہوں''......
عمران نے کہا۔
''ہاں۔ جن ہتھیاروں سے عام انسانوں کو نقصان پہنچتا ہے۔
بجھوری کے جسم کو بھی ایسے ہی نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔ اگر تم
کسی طرح بجھوری کا سر اس کے دھڑ سے الگ کر دو گے تو
تمہارے لئے اور آسانی ہو جائے گی۔ بجھوری فوراً لڑکی کے جسم
سے نکل کر دھوئیں کی شکل میں تمہارے سامنے ظاہر ہو جائے گی۔
دھوئیں سے اصل روپ میں آنے میں اسے کچھ وقت لگے گا۔ اس
دوران تم آسانی سے اس دھوئیں پر میرا دم کیا ہوا پانی پھینک سکتے
ہو جو اس کی فناہی کا باعث بن جائے گا''...... شاہ بابا نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
''لڑکی کا سر کاٹنے کے لئے تو مجھے تیز دھار ہتھیار چاہئے ہو گا
جیسے تلوار، کلہاڑا یا پھر بھاری برچھی''...... عمران نے کہا۔
''جس جگہ تم نے عتقال کو رکھا ہے۔ اسے وہاں سے ہٹاؤ اور
زمین کو کھودو تو تمہیں وہاں سے ایک پرانی لیکن بھاری تلوار مل
جائے گی۔ تلوار کی دھار تیز ہے۔ اس لڑکی کا سر کاٹنے کے لئے وہ

تلوار تمہارے کام آ سکتی ہے''...... شاہ بابا نے کہا تو عمران چونک
کر غار کے اس حصے کی طرف دیکھنے لگا جہاں تاریکی تھی اور جہاں
اس نے عتقال کو لٹایا ہوا تھا۔
''یہاں تلوار کیسے آ گئی''...... عمران نے پوچھا۔
''کسی زمانے میں اس علاقے میں دو لشکروں میں گھمسان کا
رن پڑا تھا۔ فوجیں ایک دوسرے کو کاٹتی پھر رہی تھیں۔ کچھ لوگ
زخمی ہو کر اس غار میں پناہ لینے آ گئے تھے اور ان میں سے ایک
آدمی کی یہیں ہلاکت ہو گئی تھی۔ تلوار اسی کی تھی اور ابھی تک یہیں
ہے۔ یہ تلوار چونکہ دو سو سال پرانی ہے اس لئے تلوار زنگ آلود ہو
گئی ہے۔ ایسی ہی دو سو سال پرانی تلوار سے اس لڑکی کو ہلاک کیا
جا سکتا ہے''...... شاہ بابا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور
عتقال کی لاش کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے عتقال کی لاش اٹھا کر
ایک طرف رکھی اور پھر ہاتھوں سے زمین کی مٹی ہٹانے لگا۔ مٹی
بھربھری تھی اس لئے آسانی سے ہٹ رہی تھی۔ نیچے جیسے ہی مٹی
سخت ہونا شروع ہوئی، عمران نے شاہ بابا کے دیئے ہوئے خنجر سے
زمین کو کھودنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ تیزی سے چل رہے
تھے۔ تقریباً دو فٹ گہرا گڑھا کھودنے کے بعد اسے تیز بو کا احساس
ہوا تو اس نے بے اختیار سانس روک لیا۔ گڑھے میں چونکہ اندھیرا
تھا اس لئے وہ یہ نہ دیکھ سکا تھا کہ بو کس چیز سے آ رہی ہے۔ اس
نے خنجر ایک طرف رکھا اور پھر اس نے ہاتھوں سے گڑھے سے مٹی

نکالنا شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ہاتھ کسی ٹھوس چیز سے
ٹکرائے تو وہ اس چیز کو چھو چھو کر دیکھنے لگا۔ جلد ہی اسے محسوس ہو
گیا کہ وہ ایک بڑی تلوار تھی۔ عمران نے فوراً تلوار کے اردگرد سے
مٹی ہٹانی شروع کر دی۔ تھوڑی سی کھدائی کے بعد اس نے گڑھے
سے ایک بھاری مگر انتہائی حد تک زنگ آلود تلوار نکال لی۔ یہ تلوار
لمبی بھی تھی، بھاری بھی۔ اس کا اگلا سرا کسی بچھو کی دم کی طرح مڑا
ہوا تھا اور سرے پر دو نوکیں تھیں۔ عمران نے تلوار اٹھائی اور اسے
روشنی میں لے آیا۔

تلوار کا دستہ بھی فولاد کا تھا اور اسے نہایت مہارت اور کاریگری
سے بنایا گیا تھا۔ عمران نے جیب سے رومال نکالا اور تلوار کو صاف
کرنے لگا۔ تلوار سے مٹی تو ہٹ گئی لیکن اس پر زنگ اسی طرح لگا
ہوا تھا۔ زنگ آلود ہونے کے باوجود تلوار کی دھار خاصی تیز تھی۔

"اب یہ تلوار لے کر باہر جاؤ اور جا کر بھجوری کو اس لڑکی کے
جسم سے باہر نکال لو اور یہ بوتل لے لو۔ اس میں پانی ہے جس پر
میں نے دم کر دیا ہے۔ جیسے ہی بھجوری اس لڑکی کے جسم سے
دھوئیں کی شکل میں نکل کر باہر آئے تم نے فوراً بوتل کا پانی اس پر
پھینک دینا ہے"...... شاہ بابا نے عمران کو ایک چھوٹی سی بوتل دیتے
ہوئے کہا جس پر ڈھکن لگا ہوا تھا۔ عمران نے ان سے بوتل لے کر
جیب میں رکھی اور پھر وہ تلوار لئے ایک بار پھر غار کے دہانے کے
پاس آ گیا۔ اس نے جھاڑیوں کی اوٹ سے دیکھا تو وہ لڑکی جس

کے جسم میں بھجوری سمائی ہوئی تھی اسی طرح چٹان پر بیٹھی ہوئی
تھی۔ اس کی مشین گن بھی چٹان پر پڑی تھی۔ عمران جھاڑیوں میں
لیٹا اور پھر اس نے آہستہ آہستہ بغیر آواز پیدا کئے جھاڑیوں میں
رینگنا شروع کر دیا۔ وہ بڑی احتیاط کے ساتھ جھاڑیوں میں کرالنگ
کرتا ہوا اس چٹان کی طرف بڑھنے لگا جس پر لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔
لڑکی کا رخ اسی طرف تھا۔ وہ ہلتی ہوئی جھاڑیوں کو دیکھ کر چونک
سکتی تھی اس لئے عمران سیدھا جانے کی بجائے دائیں طرف رینگ
رہا تھا جہاں قدرے نرم جھاڑیاں تھیں اور وہ پہلے ہی ہوا میں جھول
رہی تھیں۔ اگر عمران احتیاط سے انہیں ہٹاتا ہوا آگے جاتا تو لڑکی
اس پر شاید توجہ نہ دیتی۔ ایک دو بار جھاڑیوں کی حرکت دیکھ کر وہ
چونکی تھی۔ اسے چونکتے دیکھ کر عمران فوراً دم سادھ لیتا تھا۔ جھاڑیوں
میں حرکت رکتی تو لڑکی کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو
جاتے اور وہ دوبارہ ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیتی۔

عمران آہستہ آہستہ رینگتا ہوا اس لڑکی سے نظر بچا کر چٹان کے
عقب میں پہنچ گیا۔ چٹان کے قریب آتے ہی وہ رک گیا۔ اب
لڑکی کا رخ دوسری طرف تھا اور عمران اس کے بالکل پیچھے موجود
تھا۔ اس نے سر اٹھا کر میدان کی طرف دیکھا تو لڑکی کے ساتھی
اس سے دور دور اسے تلاش کرنے میں مصروف تھے۔ لڑکی کی توجہ
دوسری طرف دیکھ کر عمران زنگ آلود تلوار لئے آہستہ آہستہ اٹھ کر
کھڑا ہو گیا۔ چٹان کا پھیلاؤ زیادہ ہونے کی وجہ سے عمران اس پر

یہاں کھڑے کھڑے وار نہیں کر سکتا تھا۔ لڑکی کا سر کاٹنے کے لئے
اسے چٹان پر چڑھنا ضروری تھا اور عمران جانتا تھا کہ وہ جیسے ہی
چٹان پر چڑھے گا لڑکی کے ساتھیوں کو وہ آسانی سے دکھائی دے
جائے گا اور وہ فوراً اس کی طرف دوڑے چلے آئیں گے۔ اس لئے
چٹان پر چڑھ کر اسے جلد سے جلد لڑکی کا سر کاٹنا تھا۔ ورنہ اس کے
لئے مشکل ہو سکتی تھی کیونکہ اسے دیکھ کر لڑکی کے ساتھی چیخ چیخ کر
لڑکی کو خبردار کر سکتے تھے اور اگر لڑکی چٹان سے ہٹ کر دور چلی
جاتی تو عمران کے لئے اس کا سر کاٹنا مشکل ثابت ہو سکتا تھا۔ لڑکی
کے جسم میں سفلی روح تھی اور وہ وہاں سے یا تو غائب ہو جاتی یا
پھر اس پر جادوئی وار کرنا شروع کر دیتی اور عمران ایسی کسی الجھن
میں مبتلا نہ ہونا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ یہی چاہتا تھا کہ ایک ہی وار
میں لڑکی کا سر کاٹ دے اور لڑکی کے ہلاک ہوتے ہی جیسے ہی اس
کے جسم سے کوجائی بھبھوری دھواں بن کر باہر آئے تو وہ اس پر شاہ
بابا کا دیا ہوا دم شدہ پانی ڈال کر اسے فنا کر دے۔ اس نے چند
لمحے توقف کیا اور پھر اس نے نہایت محتاط انداز میں چٹان پر چڑھنا
شروع کر دیا۔

چٹان پھسلواں تھی۔ اس کے ہاتھ پاؤں جمنا مشکل ہو رہے تھے
لیکن وہ عمران ہی کیا جو ہمت ہار جائے۔ اس نے تلوار کے درمیانی
حصے میں رومال لپیٹا اور تلوار کو دانتوں میں پھنسایا اور پھر وہ چٹان
کے چھوٹے چھوٹے رخنوں میں انگلیاں پھنساتا ہوا اوپر چڑھنا

شروع ہو گیا۔ ایسا کرتے ہوئے اسے شدید دقت کا سامنا کرنا پڑ
رہا تھا لیکن آخر کار اس کے دونوں ہاتھ چٹان کے اوپر والے
کنارے پر جم گئے۔ عمران نے اپنا جسم اوپر اٹھایا اور اپنے جسم کو
تیزی سے جھولاتا ہوا چٹان پر لے آیا۔

لڑکی کی توجہ دوسری طرف ہی تھی۔ عمران کوئی آواز پیدا کئے بغیر
چٹان پر آیا تھا۔ چٹان پر آتے ہی اس نے تلوار کا دستہ پکڑا اور
اسے ہاتھ میں لے کر جھکے جھکے انداز میں لڑکی کی طرف بڑھا۔ ابھی
وہ لڑکی کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ وہی ہوا جس کا اسے خطرہ تھا۔
اسے دور سے لڑکی کے کسی ساتھی نے دیکھ لیا۔ دوسرے لمحے وہ بری
طرح سے چیخنے چلانے لگا۔ اس کی آوازیں سن کر باقی سب بھی
چونک پڑے اور پھر لڑکی نے تیزی سے سر گھمایا اور اپنے عقب میں
عمران کو دیکھ کر وہ یکلخت اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے چہرے پر
حیرت تھی۔

”تم یہاں“..... لڑکی نے حیرت سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔
اس نے جھپٹ کر مشین گن اٹھا کر اس کا رخ عمران کی طرف کر
دیا۔ عمران اب بھی اس سے تقریباً تین فٹ کے فاصلے پر کھڑا تھا
اور عمران جیسے ہی آگے بڑھنے کی کوشش کرتا لڑکی اس پر فائرنگ کر
سکتی تھی۔ دوسری طرف اس کے ساتھی بھی تیزی سے بھاگتے ہوئے
اسی طرف آ رہے تھے۔

”صرف میں ہی نہیں۔ تم سے ملنے کوئی اور بھی آیا ہے۔ اپنے

عقب میں دیکھو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکی بجلی کی
سی تیزی سے پلٹی، عمران کے لئے یہی موقع کافی تھا۔ اس نے
جان بوجھ کو لڑکی کو ڈاج دینے کے لئے یہ کہا تھا۔ جیسے ہی لڑکی پلٹی
عمران اپنی جگہ سے تیزی سے اچھلا اور کسی پرندے کی طرح اُڑتا ہوا
لڑکی کی طرف بڑھا۔ عقب میں کسی کو موجود نہ پا کر لڑکی واپس
مڑی ہی تھی کہ عمران نے قلابازی کھائی اور لڑکی کے عین قریب
چٹان پر آ گیا۔ عمران کو اس قدر قریب دیکھ کر لڑکی بوکھلا گئی۔ اس
سے پہلے کہ وہ مشین گن کا ٹریگر پریس کرتی عمران کا ہاتھ تیزی
سے حرکت میں آیا۔ تلوار گھوم کر پوری قوت سے لڑکی کی عین گردن
پر پڑی۔ کھچ کی تیز آواز کے ساتھ لڑکی کو ایک جھٹکا لگا اور اس کا
سر اس کے تن سے جدا ہو کر ہوا میں اچھلا اور دور جا گرا۔

سر کٹنے کے باوجود لڑکی کا جسم چٹان کے کنارے پر کھڑا تھا۔
جیسے ہی لڑکی کا سر کٹا اس کی انگلی ٹریگر پر دب گئی۔ عمران بجلی کی سی
تیزی سے نیچے جھک گیا کیونکہ ٹریگر دبتے ہی لڑکی کے ہاتھ میں
موجود مشین گن سے تڑتڑاہٹ ہوئی اور بے شمار گولیاں عمران کے
اوپر سے گزرتی چلی گئیں اور پھر لڑکی کا جسم الٹ کر عقب کی طرف
گرتا چلا گیا۔ اس کے گرتے ہوئے جسم کے ہاتھ کی انگلی بدستور
ٹریگر پھر جمی ہوئی تھی اور مشین گن سے مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی۔
دوسرے لمحے لڑکی کا جسم دھم سے چٹان کے پاس گرا اور پھر تڑپے
بغیر ساکت ہو گیا۔ اس کی مشین گن سے اس وقت تک گولیاں

برستی رہیں جب تک میگزین خالی نہ ہو گیا۔

عمران نے اٹھ کر چٹان کے نیچے گرا ہوا لڑکی کا جسم دیکھا تو وہ
اچھل کر فوراً نیچے آ گیا۔ اس کا یہی نیچے آنا اس کی زندگی کی
ضمانت بن گیا کیونکہ جیسے ہی وہ چٹان سے کود کر نیچے آیا۔ لڑکی کے
جو ساتھی دوڑتے ہوئے اس طرف آ رہے تھے انہوں نے یکلخت
عمران کی طرف فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی۔ ماحول مشین گنوں
کی مخصوص تڑتڑاہٹ کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔ عمران دبک کر
چٹان سے لگ گیا۔ اسی لمحے اچانک عمران نے لڑکی کی کٹی ہوئی
گردن والے حصے سے خون کی بجائے سیاہ رنگ کا دھواں نکلتے
دیکھا۔ دھوئیں کے ساتھ بالکل ایسے ہی چنگاریاں بھی نکل رہی تھیں
جیسے آتش بازی کے کسی انار کو آگ لگانے سے دھواں اور
چنگاریاں پھوٹتی ہیں۔ دھواں لڑکی سے کچھ فاصلے پر ایک جگہ تیزی
سے بلند ہو کر اکٹھا ہو رہا تھا۔ یہ دیکھ کر عمران نے تلوار زمین پر رکھی
اور جیب سے شاہ بابا کی دی ہوئی وہ بوتل نکال لی جس میں دم کیا
ہوا پانی تھا۔ عمران نے فوراً بوتل کا ڈھکن کھولا اور پھر اس نے
وقت ضائع کئے بغیر بوتل کا پانی زور زور سے دھوئیں پر چھڑکنا
شروع کر دیا۔ جیسے ہی بوتل کا پانی دھوئیں پر پڑا دھواں یکلخت پھٹ
کر رعشوں میں بدلا اور تحلیل ہوتا چلا گیا۔

اب وہاں ایک لڑکی کی سر کٹی لاش پڑی ہوئی تھی۔ جیسے ہی
عمران نے دھوئیں پر پانی پھینکا اسی لمحے عمران پر فائرنگ کرنے

والے سیاہ فام اچھل اچھل کر گرتے چلے گئے۔ وہ گرے تو ان کے جسموں سے دھواں نکلنا شروع ہو گیا اور پھر وہ دھوئیں کی شکل میں ہی وہاں سے غائب ہونا شروع ہو گئے۔ عمران ابھی یہ سب دیکھ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے شاہ بابا مسکراتے ہوئے غار سے نکل کر باہر آ گئے۔

"بہت خوب بیٹا۔ تم نے نہایت عقلمندی سے اس غلیظ بدروح کو فنا کیا ہے۔ ورنہ یہ تمہارے پیچھے موت بن کر دوڑتی رہتی اور تمہیں اس سے خود کو بچانا مشکل ہو جاتا"...... شاہ بابا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا اب خطرہ ختم ہو گیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ ابھی تو بے شمار خطرات تمہارے سر پر ہیں بیٹا۔ تمہیں ان سب کا مقابلہ کرنا ہے۔ پرخطر راستوں اور بہت سے مصائب سے گزر کر ہی تم اس آتشی پہاڑی تک پہنچ سکتے ہو جس میں اس لاش کو جلانا ہے"...... شاہ بابا نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تو کیا وہ آتشی پہاڑی یہاں سے دور ہے"...... عمران نے ہونٹ بھینچے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ بہت دور"...... شاہ بابا نے جواب دیا۔

"آپ کے لئے تو فاصلے کوئی اہمیت نہیں رکھتے ہیں۔ جب آپ مجھے بھنگاشا کے جنگل سے اتنی دور گھناری جنگل میں لا سکتے

ہیں تو مجھے اس جگہ کیوں نہیں پہنچا سکتے جہاں آتشی پہاڑی موجود ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم اکیلے ہوتے تو میں تمہیں وہاں ضرور اپنے ساتھ لے جا سکتا تھا بیٹا لیکن تمہارے ساتھ ایک رذیل جسم ہے، عقتال کا جسم۔ جسے میں کسی بھی صورت میں یہاں سے نہیں لے جا سکتا ہوں۔ اس لئے تمہیں یہ تمام راستے زمین پر رہ کر ہی طے کرنے ہوں گے"...... شاہ بابا نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"آپ نے کہا ہے کہ ابھی مجھے بہت سے دشوار گزار راستوں سے گزرنا ہے اور کئی مصائب کا سامنا بھی کرنا ہے۔ کیا یہ سب دشواریاں مجھے اسی گرو مہاراج گھنشام کی وجہ سے برداشت کرنی پڑیں گی"...... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

"ہاں۔ وہ تم سے ہر صورت میں عقتال حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ ایک بار اگر عقتال اس کے پاس پہنچ گیا تو وہ اسے زندہ کرنے کے لئے بہت کچھ کر سکتا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ گرو مہاراج کو اس عقتال کو زندہ کرنے کا ایک اور طریقہ بھی معلوم ہو گیا ہے۔ اب اس کے پاس دو راستے ہیں ایک تو یہ کہ عقتال کے ساتھ وہ تمہیں بھی اپنے قابو میں کر لے اور تمہیں ہلاک کر کے تمہارا دل اور تمہاری آنکھیں اسے لگا دے یا پھر وہ عقتال کو ایک خاص مقام پر لے جائے اور وہاں لے جا کر اسے ایک ساحرانہ طریقے سے زندہ کرے"...... شاہ بابا نے کہا تو عمران چونک

پڑا۔

''ساحرانہ طریقے سے۔ کیا مطلب۔ یہ ساحرانہ طریقہ کیا ہے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''اس کے بارے میں ابھی مجھے مکمل خبر نہیں ملی ہے۔ جو معلوم ہوا ہے وہ میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ اب ان سب باتوں کو چھوڑو اور غار میں جاؤ اور جا کر مقتال کو نکال کر لے آؤ۔ ہمیں ابھی بہت سفر کرنا ہے''...... شاہ بابا نے کہا۔

''تو کیا آپ اس سفر میں میرے ہمراہ رہیں گے''...... عمران نے کہا۔

''ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی''...... شاہ بابا نے کہا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ آپ نے تو کہا تھا کہ آپ میری رہنمائی کرتے رہیں گے''...... عمران نے کہا۔

''رہنمائی کرنا الگ بات ہے اور ہر وقت ساتھ رہنا دوسری۔ تم فکر نہ کرو۔ میں کسی نہ کسی روپ میں تمہاری حفاظت ضرور کرتا رہوں گا۔ تم جاؤ۔ اس سے پہلے کہ گرو مہاراج گھنشام یہاں کوئی اور طاقت بھیج کر تمہارے راستے میں رکاوٹ ڈالے۔ تمہیں یہاں سے نکلنا ہے۔ چلو جلدی کرو''...... شاہ بابا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور چٹان سے چھلانگ لگا کر نیچے آیا اور پھر وہ غار کی طرف بڑھا۔

''اس تلوار کو اسی غار میں چھوڑ دینا۔ اب یہ تمہارے کسی کام کی نہیں ہے''...... شاہ بابا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے کاندھے پر مقتال کی چادر میں لپٹی ہوئی لاش تھی۔ وہ باہر آیا تو یہ دیکھ کر ایک بار پھر چونک پڑا کہ شاہ بابا وہاں دکھائی نہ دے رہے تھے۔ اس نے چاروں طرف دیکھا لیکن شاہ بابا کہیں نہ تھے۔

''کیا مطلب۔ یہ شاہ بابا پھر کہاں غائب ہو گئے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کہاں ہیں شاہ بابا''...... عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا لیکن جواب میں شاہ بابا کی آواز سنائی نہ دی۔

''شاہ بابا۔ شاہ بابا''...... عمران نے انہیں مسلسل پکارتے ہوئے کہا لیکن جواب ندارد۔

''ہونہہ۔ یہ صرف حاضر شاہ بابا نہیں۔ غائب شاہ بابا ہیں۔ جو حاضر کم اور غائب زیادہ رہتے ہیں۔ اب میں کیا کروں۔ انہوں نے تو میری رہنمائی کرنی تھی۔ میں تو یہ بھی نہیں جانتا اس لاش کو لے کر مجھے کس طرف جانا ہے اور کس راستے پر سفر کرنا ہے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے ایک طرف قدم بڑھائے لیکن پھر کچھ سوچ کر رک گیا۔

''نہیں۔ مجھے اس معاملے میں جلد بازی سے کام نہیں لینا

چاہئے۔ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ مجھے شمال کی طرف جانا ہے یا جنوب کی طرف، مشرق کی طرف سفر کرنا ہے یا پھر مغرب کی طرف۔ یہ بات تو مجھے شاہ بابا ہی بتا سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی اہم کام کے لئے گئے ہوں۔ مجھے ان کا انتظار کرنا چاہئے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک بار پھر شاہ بابا کی تلاش میں نظریں دوڑائیں لیکن شاہ بابا اسے کہیں دکھائی نہ دیئے۔ اس نے سر جھٹکا اور عنقال کی لاش لے کر ایک بار پھر واپس اسی غار کی طرف بڑھنے لگا جس سے اس نے عنقال کو نکالا تھا۔ ابھی وہ غار کے دہانے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اسے ایک تیز آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

جولیا کو ہوش آیا تو وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گئی۔وہ کسی گہری تاریک جگہ پر تھی اور وہاں سے ایک عجیب اور ناقابل برداشت بو آ رہی تھی جیسے وہاں بے شمار مردے پڑے سڑ رہے ہوں۔ بو اس قدر تیز تھی کہ اسے سانس لینا دوبھر ہو رہا تھا۔ اسے بے اختیار اپنی ناک پر ہاتھ رکھنا پڑا۔

شعور بیدار ہوتے ہی سابقہ مناظر کسی فلمی منظر کی طرح اس کے دماغ کے پردے پر روشن ہو گئے۔ اسے یاد آ گیا کہ وہ ہما کشی سے پوچھ گچھ کر رہی تھی کہ اچانک تنویر کے عقب میں ہماشی نمودار ہوئی تھی۔ اس نے تنویر کی طرف دونوں ہاتھ جھٹکے تھے اور پھر تنویر کو زور دار جھٹکا لگا اور وہ ہوا میں اچھل کر بری طرح سے چیختا ہوا سامنے دیوار سے ٹکرایا تھا اور پھر دھب سے گر پڑا تھا۔ جولیا، اس ہماشی کو دیکھ کر اس پر جھپٹی ہی تھی کہ اچانک وہاں تاریکی پھیل گئی اور دوسرے لمحے جولیا کو اپنے سر پر زور دار ہتھوڑا سا لگتا ہوا

محسوس ہوا۔ اس کے منہ سے بھی چیخ نکلی اور اس کے دماغ میں یکلخت تاریکی چھا گئی اور اس کے بعد اسے اب یہاں ہوش آیا تھا جہاں تاریکی اور تیز بو پھیلی ہوئی تھی۔

جولیا کو یاد آ گیا تھا کہ وہ اور اس کے ساتھی دل میں مسلسل اسماء اعظم کا ورد کر رہے تھے تاکہ ہاشی جیسی سفلی طاقت انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے لیکن چونکہ مہا لکشمی کسی طرح زبان کھولنے پر آمادہ نہ ہو رہی تھی اس لئے تنویر نے اسے مہا لکشمی کی زبان کھولنے کا عمرانی نسخہ بتایا تھا اور اس سے کہا تھا کہ وہ کہیں سے چھپکلی پکڑ لاتا ہے جسے لا کر وہ اگر مہا لکشمی کو ڈرائے گا تو ہو سکتا ہے کہ مہا لکشمی زبان کھول دے اور ایسا ہی ہوا تھا لیکن وہ اور اس کے ساتھی واقعی یہ بھول گئے تھے کہ چھپکلی پکڑنے اور ہاتھ میں لینے سے ان کی پاکیزگی ختم ہو گئی تھی اور چھپکلی کو دیکھ کو وہ اسماء اعظم پڑھنا بھی بھول گئے تھے۔ اسی وجہ سے ہاشی کو واپس آنے اور ان پر حملہ کرنے کا موقع مل گیا تھا۔

جولیا کو اب افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے تنویر کی بات کیوں مان لی تھی اور اس کی چھپکلی پکڑ کر لانے اور مہا لکشمی کو ڈرانے کی بات کیوں مان لی تھی۔ اگر وہ ایسا نہ کرتی تو یقیناً وہ سب پاکیزہ رہتے اور ہاشی کو وہاں آنے اور ان پر حملہ کرنے کا موقع نہ ملتا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ میں کہاں ہوں اور یہ بدبو۔ اوہ۔ اس بدبو سے تو میرا دماغ پھٹ رہا ہے“...... اسی لمحے

اسے صفدر کی کراہتی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر باری باری اسے اپنے دوسرے ساتھیوں کی بھی آوازیں سنائی دیں۔ انہیں بھی ہوش آ گیا تھا اور وہ خود کو اس تاریک اور بدبو دار جگہ پر پا کر پریشان ہو رہے تھے۔ ان کے منہ سے بھی صفدر کی طرح کے الفاظ نکلے تھے۔

”لگتا ہے ہمیں ہاشی نے کسی ناپاک اور غلیظ جگہ پر پھینک دیا ہے تاکہ ہم پاکیزہ نہ رہ سکیں اور اسے ہمارے پاس آنے اور ہمیں نقصان پہنچانے کا پورا پورا موقع مل سکے“...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ۔ آپ بھی یہاں ہیں مس جولیا“...... کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

”ظاہر ہے۔ جہاں تم سب نے ہونا ہے میں نے بھی تمہارے ساتھ ہی ہونا ہے اور کہاں جانا ہے میں نے“...... جولیا نے کہا۔

”لیکن یہ جگہ ہے کون سی اور ہمارے ساتھ ہوا کیا تھا“...... صفدر نے پریشانی کے عالم میں کہا تو جولیا نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ اس چھپکلی کو دیکھ کر واقعی ہماری دماغوں میں ہلچل سی مچ گئی تھی اور ہم سب کچھ بھول گئے تھے۔ ایسی صورت میں واقعی ہم پر اس ہاشی کا قبضہ کرنا کیا مشکل ثابت ہو سکتا تھا۔ یہ میری غلطی ہے۔ مجھے سوچنا چاہئے تھا کہ چھپکلی کی وجہ سے ہم کس خطرے میں

پڑ سکتے ہیں"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں تاسف تھا۔

"اب جو ہونا تھا ہو گیا۔ ہم پر اس ہاشی نے حملہ کیا تھا اور اس نے ہم سب کے دماغ ماؤف کر دیئے تھے۔ کچھ سوچنے اور سمجھنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔ اب ہم نجانے کہاں ہیں اور اس بدبو نے واقعی میرا برا حال کر رکھا ہے۔ یہ زہریلی گیس ہے۔ اگر ہم کچھ دیر اور یہاں پڑے رہے تو بے ہوش ہونے کی بجائے اس دنیا سے ہی کوچ کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہمیں یہاں سے نکلنا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"پہلے اس جگہ کو دیکھ تو لیں کہ یہ ہے کون سی جگہ۔ ہمارے پاس سیل فون ہیں۔ ہم ان کی ٹارچیں استعمال کر سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہاں تیز روشنی پھیل گئی۔ اس نے اپنے سیل فون کی ٹارچ آن کر لی تھی۔ یکلخت روشنی ہونے سے ان کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں لیکن جلد ہی وہ دیکھنے کے قابل ہو گئے۔ یہ دیکھ کر وہ چونک پڑے کہ وہ ایک گول اور کچی مٹی سے بنے ہوئے کمرے میں تھے اور دیواریں کافی اونچائی تک جا رہی تھیں۔ تنویر اور صفدر نے بھی اپنی جیبوں سے سیل فون نکالے اور انہوں نے بھی ان کی ٹارچیں روشن کر لیں۔

"یہ تو کوئی کنواں معلوم ہوتا ہے۔ خشک کنواں"...... انہوں نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ زمین سیاہ رنگ کی تھی اور وہاں ہر

طرف سیاہ اور گیلی سی جھاڑیوں اور خشک پتوں کا ڈھیر موجود تھا۔ بو انہی جھاڑیوں سے آ رہی تھی۔

"ہاں۔ یہ کنواں ہی ہے جس کی بلندی اتنی زیادہ ہے کہ ٹارچوں کی تیز روشنی کے باوجود اوپر اندھیرا دکھائی دے رہا ہے"...... کیپٹن شکیل نے روشنی اوپر کرتے ہوئے کہا۔

"تو کیا اس ہاشی نے ہمیں اس کنویں میں قید کر دیا ہے تاکہ ہم اس بدبو میں یہیں پڑے پڑے ہلاک ہو جائیں"...... تنویر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ ورنہ ہمیں اس کنویں میں پھینکنے کا اس کا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔ وہ ٹارچوں کی روشنی میں کنویں کی دیواروں کو دیکھنے لگے۔ کنویں کی دیواریں مٹی کی تھیں اور ان میں عجیب سی جڑیں سی نکلی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ یہ یا تو باہر زمین کی سطح پر موجود درختوں کی تھیں یا پھر اسی کنویں کی دیوارں میں ہی اگی ہوئی تھیں۔ کیپٹن شکیل کے کہنے پر تنویر اور صفدر نے روشنی کا رخ اوپر کیا۔ انہیں اوپر دہانہ تو نہ دکھائی دیا لیکن اوپر کی دیوارں میں انہیں ہر طرف جڑائیں لٹکتی ہوئی دکھائی دینے لگیں۔ یہ موٹی رسیوں نما بیلیں تھیں جو کنویں کی دیواروں سے ہی نکل کر سانپوں کی طرح لٹکتی اور جھولتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

"میرے خیال میں ہم دیواروں پر چڑھ کر ان لٹکنے والی جڑوں کو پکڑ کر اوپر چڑھ سکتے ہیں"...... جولیا نے چاروں طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔

''ہاں۔لیکن ہم کتنی بلندی پر جائیں گے نجانے یہ کنواں کتنا گہرا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''جتنا بھی ہو۔ ہم یہاں اس بدبودار کنویں میں زیادہ دیر زندہ نہیں رہیں گے۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس قدر بدبو ہونے کے باوجود ہمیں ہوش آ گیا ہے ورنہ بے ہوشی کی حالت میں یہ گیس ہمارے دماغ اور پھیپھڑوں کو متاثر کر سکتی تھی اور ہم بے ہوشی کی حالت میں بھی ہلاک ہو سکتے تھے''...... جولیا نے تیز لہجے ں کہا۔

''ہاں۔ یہ بات تو واقعی ٹھیک ہے کہ اس قدر بدبودار گیس میں ہنے کے باوجود ہم ہلاک نہیں ہوئے ہیں اور ہمیں ہوش آ گیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ابھی شاید ہمارا ہلاک ہونے کا وقت نہیں آیا تھا اسی لئے ہمیں ہوش آ گیا ہے۔ اور اب ہمیں ان باتوں کو چھوڑ کر عملی کام کرنا چاہئے۔ دیواروں سے باہر نکلی ہوئی جڑوں کو پکڑتے ہوئے ہم اوپر جائیں گے اور پھر اس کنویں سے نکلنے کی کوشش کریں گے''...... صفدر نے کہا۔

''پہلے ہمیں اس کنویں کی گہرائی کا اندازہ لگانا ہوگا۔ ایسا کرتے ہیں سب سے پہلے میں اوپر جاتا ہوں۔ اگر کنویں کا دہانہ نزدیک ہوا تو میں تم سب کو بلا لوں گا''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ اس بدبودار جگہ ہم میں سے کسی کا بھی رکنا ناممکن ہے اس لئے ہم سب ایک ساتھ ہی اوپر جائیں گے۔ جڑیں اور جٹائیں کنویں کی دیواروں کے چاروں طرف موجود ہے''...... جولیا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''تو پھر ٹھیک ہے۔ چلیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہمیں روشنی اسی طرح برقرار رکھنی ہے تاکہ بلندی پر جاتے ہوئے ہمیں کوئی مسئلہ نہ ہو''...... جولیا نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ ہم روشنیاں آن رکھیں گے''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے اپنا سیل فون اپنے منہ میں دبایا اور دونوں ہاتھوں سے دیوار میں موجود جڑوں کو پکڑ لیا۔ جڑیں مضبوط تھیں۔ وہ ہاتھوں اور پیروں کے بل اوپر چڑھنا شروع ہوا تو اس سے قدرے ہٹ کر جولیا پھر تنویر اور کیپٹن شکیل نے بھی ان جڑوں کو پکڑتے ہوئے اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔

کنواں بالکل متوازی جا رہا تھا اس کی دیواریں ٹیڑھی میڑھی نہ تھیں اس لئے انہیں اوپر چڑھنے میں کوئی مسئلہ نہ ہو رہا تھا۔ تھوڑی بلندی پر آتے ہی وہ ان لٹکتی ہوئی جٹاؤں کے قریب پہنچ گئے۔ صفدر نے ایک ہاتھ سے لٹکتی ہوئی ایک جٹا پکڑی اور اسے زور سے جھٹکا دیا۔ وہ جھٹکا دے کر اس جٹا کی مضبوطی کا پتہ لگانا چاہتا تھا۔ جٹا کافی مضبوط تھی اور مضبوطی کے ساتھ ہی دیوار میں دھنسی ہوئی تھی۔ صفدر نے دو تین بار اسے جھٹک کر اس کی مضبوطی چیک کی اور پھر

اس نے دونوں ہاتھوں سے اس جنا کو پکڑا اور اس سے لٹک گیا۔ جنا چونکہ دیوار کے ساتھ تھی اس لئے ظاہر ہے وہ دیوار کے ساتھ ہی لٹک گیا تھا۔

"جنائیں کافی مضبوط ہیں پھر بھی تم سب بھی ان کی مضبوطی چیک کر کے ان پر لٹکنا"...... صفدر نے ایک ہاتھ سے منہ سے سیل فون نکال کر ان سب سے مخاطب ہو کر کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صفدر نے ایک بار پھر سیل فون کو منہ میں دبایا۔ اس نے ٹارچ کا رخ اوپر کی طرف کر رکھا تھا تاکہ روشنی اوپر جاتی رہے اور انہیں اندازہ ہو سکے کہ انہیں کتنی بلندی پر پہنچنا ہے۔ اس نے جنا کو دونوں ہاتھوں سے پکڑتے ہوئے ٹانگوں کو مخصوص انداز میں موڑتے ہوئے پاؤں جنا میں پھنسائے اور پھر وہ آہستہ آہستہ اوپر اٹھنا شروع ہو گیا۔

جولیا، کیپٹن شکیل اور تنویر بھی دوسری جنائیں پکڑ کر اوپر آ رہے تھے۔ تھوڑی بلندی پر پہنچ کر جنا ختم ہو گئی تو صفدر نے ہاتھ بڑھا کر اوپر لٹکتی ہوئی دوسری جنا پکڑی اور اس پر چڑھنے لگا۔ یہ انتہائی محنت کا کام تھا۔ پورے جسم کو لٹکا کر ہاتھوں کے بل اوپر اٹھنے میں کافی زور لگانا پڑتا تھا۔ جسم کا سارا وزن ہاتھوں سے اٹھانا ایک حد تک تو ممکن تھا لیکن ہاتھوں میں بھاری پن ہونے کی وجہ سے جسم کا وزن بھی بڑھنا شروع ہو جاتا تھا۔ ہاتھ شل ہونا شروع ہو جاتے اور وزن ناقابل برداشت ہو سکتا تھا۔

وہ کافی دیر اوپر چڑھتے رہے۔ جب تھک جاتے تو کچھ دیر کے لئے اپنے جسم دیواروں سے لگا کر پیر دوسری جڑوں میں پھنسا کر ریلیکس ہو جاتے اور پھر سانس بحال ہوتے ہی پھر سے اوپر چڑھنا شروع کر دیتے۔ انہیں اس بات کا کوئی اندازہ نہ تھا کہ وہ کتنی بلندی پر آ چکے ہیں اور ابھی مزید کتنی بلندی باقی تھی۔ روشنی کے باوجود انہیں اوپر اندھیرا ہی دکھائی دے رہا تھا۔

"ہم نے کم از کم دو سو فٹ کی بلندی طے کر لی ہے لیکن ہمیں ابھی تک دہانہ دکھائی نہیں دیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ ہم مسلسل روشنی اوپر ڈال رہے ہیں لیکن روشنی ایک حد تک ہے۔ اس سے اوپر اندھیرا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دہانہ ابھی کافی دور ہے"...... صفدر نے کہا۔

"دو سو فٹ کی بلندی پر آنا بھی خطرناک ہے۔ اگر یہ جنائیں ٹوٹ گئیں اور ہم نیچے جا گرے تو نجانے ہمارا کیا حشر ہو"...... تنویر نے کہا۔

"شاید ہماری ہڈیوں کا بھی سرمہ بن جائے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"زمین پر خشک جھاڑیاں اور خشک پتوں کے ڈھیر پڑے ہیں۔ میرے خیال میں اس پر گرے تو شاید ہمیں کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ اگر ایسا ہوتا تو ہمیں پہلے بھی تو اس کنوئیں میں پھینکا گیا ہے تو یقیناً ہماری ہڈی پسلی ایک ہو گئی ہوتی"...... صفدر نے کہا۔

"ضروری تو نہیں کہ ہمیں اس کنویں میں اوپر سے ہی گرایا گیا ہو۔ ہوسکتا ہے ہماشی نے اپنی طاقتوں کی مدد سے ہمیں کنویں بے ہوشی کی حالت میں لا کر چھوڑ دیا ہو"...... تنویر نے کہا۔

"ہونے کو بہت کچھ ہوسکتا ہے لیکن مجھے یہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ ہماشی نے ایسا کیا کیوں۔ اس کا مقصد ہماری ہلاکت سے تھا تو پھر اس نے ہمیں ہلاک کرنے کی بجائے اس کنویں میں کیوں پھینک دیا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہمیں ہلاک نہ کرنا اس کی مجبوری تھی اس لئے"...... جولیا نے کہا تو وہ چونک پڑے۔

"مجبوری۔ کیا۔ کیا مطلب۔ کیسی مجبوری"...... ان تینوں نے ایک ساتھ چونک کر کہا۔

"چھپکلی کی وجہ سے ہمارے دماغ ماؤف ہوئے تھے۔ ہم نے اسماء اعظم کا ورد چھوڑ دیا تھا لیکن ہمارے پاس جو مقدس تختیاں ہیں انہیں چھونا ہماشی اور دیگر سفلی طاقتوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس لئے انہوں نے ہمیں چھوئے بغیر یہاں پہنچا دیا ہے تاکہ ہم یہاں پڑے پڑے خود ہی ہلاک ہو جائیں"...... جولیا نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو اسی لئے ہم اب تک زندہ ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ اس کنویں کی گہرائی اور گہرائی میں موجود بدبو سے ہی اندازہ لگا لو کہ ہم گہرائی میں گرتے اور بدبودار جگہ ہوتے کے

باوجود زندہ رہے اور ہمیں ہوش بھی آ گیا۔ کوئی نہ کوئی برگزیدہ ہستی یقیناً ہماری مدد کر رہی ہے۔ اب وہ کون ہے کہاں ہے اس کا مجھے کوئی اندازہ نہیں ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اس بات کا تو ہمیں بھی شدت سے اندازہ ہو رہا ہے کہ کوئی تو ہے جو ہمارے ساتھ ہے اور ہمیں ان سفلی طاقتوں سے محفوظ رکھ رہا ہے ورنہ جس طرح سے ہماشی نے ہم پر حملہ کیا تھا وہ واقعی ہمیں ایک پل میں ہلاک کر سکتی تھی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ وہ سب ستانے کے لئے دیواروں کے ساتھ چپک کر رکے ہوئے تھے۔

"اگر کوئی برگزیدہ ہستی ہمارے ساتھ ہے تو پھر وہ یقیناً ہماری اس کنویں سے بھی نکلنے میں مدد کرے گی۔ ہمیں ہمت نہیں چھوڑنی چاہئے اور مسلسل اوپر چڑھتے جانا چاہئے"...... صفدر نے کہا۔

"بس تھوڑا سا اور ستا لیں پھر چلتے ہیں"...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب نجانے کہاں اور کس حال میں ہوں گے۔ وہ بھی تو ہماری طرح سفلی طاقتوں کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں"...... کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہم دنیاوی مشن مکمل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ پاور فورس افرادی قوت کے ساتھ ساتھ سفلی طاقتوں سے بھی ہمارا راستہ روکنے اور ہمیں نقصان پہنچانے کے درپے ہے اس لئے ہماری حفاظت کے لئے برگزیدہ ہستیاں کام کر رہی ہیں۔ عمران تو ویسے بھی

ڈائریکٹ سفلی طاقتوں سے نبرد آزما ہے۔ جس کے بارے میں اسے سید چراغ شاہ صاحب نے پہلے ہی بتا دیا تھا اور پھر ہمیں حافظ عبدالکریم نے بھی بتا دیا تھا کہ عمران کن حالات سے دوچار ہے اور اسے کیا پریشانیاں لاحق ہو سکتی ہیں۔ وہ سب مل کر یقیناً عمران کی مدد کر رہے ہوں گے۔ ہمیں اس کے حق میں دعائے خیر کرنی چاہئے کہ وہ جہاں بھی ہے خیریت سے ہو اور اپنا کام کامیابی سے کر رہا ہو"...... تنویر نے کہا تو وہ سب حیرت سے تنویر کی طرف دیکھنے لگے۔

"یہ تم کہہ رہے ہو"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ کیا میں اس کے لئے اچھا نہیں سوچ سکتا۔ میں بھی اسے پسند کرتا ہوں۔ اس کی عزت اور قدر کرتا ہوں۔ یہ تو اس کی زچ کر دینے والی باتوں سے میں تنگ آ جاتا ہوں ورنہ میرے دل میں بھی عمران کے لئے اتنی ہی قدر و منزلت ہے جتنی کہ تم سب کے دلوں میں ہے"...... تنویر نے کہا تو وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"تم واقعی عظیم انسان ہو تنویر۔ آئی ایم سوری۔ میں ہمیشہ یہی سمجھتی تھی کہ تم عمران سے خار کھاتے ہو۔ اسے کسی طور پر اپنا لیڈر تسلیم نہیں کرتے اور تمہاری ہمیشہ یہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ تمہارے درمیان سے ہٹ جائے"...... جولیا نے کہا۔

"میں اب بھی ایسا ہی چاہتا ہوں۔ ہر معاملے میں اس کا ٹانگ

اڑانا مجھے پسند نہیں ہے۔ اس کی ہزاروں باتوں سے مجھے اختلاف ہے لیکن میں نے یہ کبھی نہیں چاہا کہ اسے کوئی نقصان پہنچے یا وہ کسی مصیبت کا شکار ہو کر موت کی تاریکی میں جا سوئے۔ وہ پاکیشیا کا عظیم سپوت ہے جو پاکیشیا کے مفادات کو ہمیشہ اپنی جان سے بڑھ کر ترجیح دیتا ہے لیکن اس کی عظمت اپنی جگہ اور میرے اختلافات اپنی جگہ ہیں"...... تنویر نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تو تم اس سے اختلافات ختم نہیں کرو گے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مرتے دم تک نہیں"...... تنویر نے کہا تو ان کی ہنسی تیز ہو گئی۔

"اچھا۔ اب باتیں ختم اور اوپر چلو۔ شکر ہے بلندی پر آنے کے بعد بو کا اثر کم ہو گیا ہے ورنہ نیچے تو میرا سانس تک لینا محال ہو رہا تھا"...... جولیا نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے اور ایک بار پھر جٹاؤں سے لٹک کر اوپر چڑھنا شروع ہو گئے۔ وہ جوں جوں اوپر آ رہے تھے واقعی بو ختم ہوتی جا رہی تھی۔ انہیں اوپر آنے کے باوجود ہوا کا تازہ جھونکا محسوس نہ ہوا تھا لیکن ان کے لئے یہی کافی تھا کہ وہ بدبودار جگہ سے کافی بلندی پر آ گئے ہیں۔ مزید سو فٹ کی بلندی پر آتے ہی انہیں ایک بار پھر رک جانا پڑا۔ ان کے چہروں پر یکلخت تشویش کے سائے لہرانے لگے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ یہ اوپر تو چھت ہے جو بند ہے۔ یہاں تو کوئی دہانہ موجود نہیں ہے"...... جولیا کے منہ سے تشویش زدہ آواز

نکلی۔ ان کے سروں سے کچھ بلندی پر واقعی چھت دکھائی دے رہی تھی جو مکمل طور پر بند تھی اور اس چھت میں بھی جڑیں نکلتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔

"تو کیا ہماشی نے ہمیں اس کنویں میں پھینک کر اس کنویں کا منہ بند کر دیا ہے"...... صفدر کے منہ سے نکلا۔

"ہاں۔ ایسا ہی لگ رہا ہے"...... کیپٹن شکیل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اگر کنویں کا منہ بند کر دیا گیا ہے تو پھر ہم اس سے باہر کیسے نکلیں گے"...... تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہم تین سو فٹ کی بلندی پر ہیں۔ اتنی بلندی پر آ کر واپس نیچے جانا مشکل ہے اور نیچے جا کر ہم کریں گے کیا۔ کیا ہمیشہ اس کنویں کے قیدی بنے رہیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ ہم نیچے واپس نہیں جائیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"تو کیا کریں۔ اوپر چھت ہے۔ ہم جٹاؤں سے لٹکے ہوئے ہیں۔ لیکن کب تک۔ ہم ہمیشہ یہاں لٹکے تو نہیں رہ سکتے"...... جولیا نے کہا۔

"میں اوپر جا کر دیکھتا ہوں کہ چھت کتنی مضبوط ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اوپر صرف مٹی کی ایک پرت ہی موجود ہو"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور ساتھ ہی اس نے سیل فون جیب میں رکھا اور اچھل کر چھت سے نکلی ہوئی ایک بیل کو پکڑ لیا۔ یہ بیل بھی مضبوط تھی۔ صفدر

اور تنویر نے بھی ایسا ہی کیا اور ہاتھ بڑھا کر دوسری بیلوں کو پکڑا اور چھت کی طرف بڑھے۔ جولیا چند لمحے انہیں اوپر جاتے دیکھتی رہی پھر اس نے بھی ہاتھ بڑھا کر ایک بیل کو پکڑا اور ہاتھوں کے بل اوپر اٹھنا شروع ہو گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ چھت کے قریب تھے۔ چھت پر بھی ویسی ہی مٹی دکھائی دے رہی تھی جیسی دیواروں کی تھیں۔ اس میں جگہ جگہ بیلوں کی لٹیں نکلی ہوئی تھیں۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر نے چھت پر ہاتھ مارنے شروع کئے تو مٹی بھربھری ہو کر نیچے گرنے لگی۔

"چھت مضبوط تو نہیں لیکن اس کی تہہ کتنی موٹی ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا ہم اسے کھود کر گرا سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا جو ان سے کچھ نیچے لٹکی ہوئی تھی۔

"کوشش کی جا سکتی ہے لیکن اس کے لئے ہمیں ان بیلوں کو چھوڑ کر دیواروں کی جٹاؤں کو ہی پکڑنا ہو گا تاکہ چھت گرے تو اس کے ساتھ ہم بھی نیچے نہ گر جائیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ چھت اگر اس سفلی طاقت ہماشی نے بنائی ہے تو کیا ہم اسے توڑ سکیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"اگر برگزیدہ ہستیاں ہمارے ساتھ اور ہماری مددگار ہیں تو ہم یہ چھت گرانے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ ہم بے ہوشی کی حالت میں تھے اس لئے ہم باوضو تو نہیں ہیں لیکن ہمارے دماغ

روشن ہیں۔ ہم پہلے کی طرح اونچی آواز میں ورد کرتے ہیں تاکہ ہمارے اردگرد کوئی سفلی طاقت ہو تو وہ ہم سے دور ہٹ جائے۔ اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہوگی تو ہم اس چھت کو ضرور گرا دیں گے چاہے یہ ہماشی نے بنائی ہو یا پھر خود شیطان لعین نے"...... صفدر نے عزم بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے پاس خنجر ہے۔ ہم اس خنجر سے چھت کو کریدتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر تیز دھار والا ایک نوکیلا خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

"اس سے کام بن سکتا ہے۔ میں، تنویر اور مس جولیا سائیڈ کی دیواروں سے لگ جاتے ہیں۔ تم چھت کو کھودو۔ جب تم تھک جاؤ گے تو تمہاری جگہ میں لے لوں گا۔ اس کے بعد تنویر اور پھر تم دوبارہ یہ کام کر سکتے ہو اس طرح ہم باری باری کر کے اوپر کی طرف گڑھا بنا سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلایا اور خنجر کو دانتوں میں دبا کر وہ مزید اوپر اٹھا اور اس نے لٹکی ہوئی جٹا کو اپنی دونوں ٹانگوں کے گرد لپیٹ لیا۔

صفدر، تنویر اور جولیا دوسری جٹائیں پکڑ کر دیواروں کی طرف بڑھے لیکن ابھی وہ دیواروں کے قریب پہنچے ہی تھے کہ اچانک جولیا کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اس نے جس جٹا کو پکڑا ہوا تھا وہ یکلخت ٹوٹ گئی۔ جٹا کے ٹوٹتے ہی جولیا کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی اور وہ نیچے گرتی چلی گئی۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر، جولیا کی جٹا کو

اس طرح ٹوٹتے اور جولیا کو نیچے گرتے دیکھ کر ساکت رہ گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے یکلخت انہیں بھی جھٹکے لگے اور ان کی جٹائیں بھی ٹوٹتی چلی گئیں اور وہ تینوں بھی جولیا کی طرح کنویں کی گہرائی میں گرتے چلے گئے اور بند کنواں ان کی تیز چیخوں سے گونج اٹھا۔

حصہ اول ختم شد

ماورائی نمبر

عمران سیریز نمبر 96B

عنقال

حصہ دوم

ظہیر احمد

سلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ماورائی نمبر

96B
عمران سیریز نمبر

عنقال

حصہ دوم

ظہیر احمد

ملان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ناشران ---- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ---- محمد اشرف قریشی
کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری
طابع ------ شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 200/-

Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666

محترم قارئین۔

السلام علیکم۔ میں سید علی حسن گیلانی آپ سے مخاطب ہوں۔ امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ غالباً یہ سن 2000ء کی بات ہے جب میں لاہور اچھرہ بازار گیا تھا اور ظہیر بھائی کے گھر بھی گیا تھا۔ وہ میری اور ان کی ملاقات کا پہلا دن تھا۔ یقین کریں اتنے سادہ اور اچھے انسان میں نے بہت کم دیکھے ہیں۔ ظہیر بھائی مجھے اپنے گھر لے گئے تھے اور اپنی فیملی سے بھی ملوایا تھا حالانکہ میری ان سے فسٹ ٹائم ملاقات تھی۔ ہاں ان سے ملاقات سے پہلے دو تین بار میں نے ان کو خط لکھے تھے اور ان کا جواب بھی آیا تھا اور انہوں نے مجھے میرے خط کے جواب میں کہا تھا کہ میں جب بھی لاہور آؤں تو ان سے ضرور ملوں۔ ان دنوں ظہیر بھائی صرف بچوں کی کہانیاں لکھتے تھے اور میں ان کی کہانیوں کا بہت فین تھا۔ چونکہ ان دنوں سیل فون اتنا عام نہیں تھا اس لئے بات کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔ پھر میری اور ظہیر بھائی کی گہری دوستی ہو گئی تھی۔ سن 2005ء میں ظہیر بھائی اپنی فیملی کے ساتھ ملتان آ گئے تھے اور یہاں تو اکثر ان سے فون کے علاوہ ملاقات بھی ہوتی رہتی تھی۔ چونکہ میں نے جناب مظہر کلیم صاحب، ابن صفی صاحب، صفدر شاہین صاحب، ایس قریشی صاحب، ایم ایس قادری صاحب، ایچ اقبال صاحب، ایم اے راحت صاحب اور ایم اے پیرزادہ

صاحب، ان سب مصنف حضرات کی عمران سیریز، فریدی سیریز اور پرمود سیریز کے تقریباً سب ناول پڑھ رکھے ہیں اس لئے ظہیر بھائی مجھے انسائیکلوپیڈیا کہتے تھے اور مجھ سے عمران سیریز کے بارے میں مشورے بھی لیتے رہتے تھے جو کہ میرے لئے اعزاز کی بات تھی۔ اب بات ہوتی ہے ان کے لکھے ہوئے ناولوں کی تو ظہیر بھائی نے مکاشو، اناتا، سلور جوبلی نمبر سلور پاور، فراسکو ہیڈکوارٹر مجھ سے مشورہ کر کے اور ہم دونوں کے مشترکہ آئیڈیاز سے لکھے تھے اور یہ ان کے ماسٹر پیس ناول تھے۔ چونکہ وہ سیلانی طبیعت کے مالک تھے اس لئے وہ پھر لاہور چلے گئے تھے اور اُن دنوں ان سے ملاقات نہ ہو سکی تھی پھر ان کی واپسی ہوئی اور انہوں نے پھر سے عمران سیریز کے ناول لکھنے شروع کر دیئے۔ ان دنوں بھی ظہیر بھائی سے بات چیت ہوتی رہتی تھی۔ پھر اچانک اطلاع ملی کہ دوسرے ہارٹ اٹیک کی وجہ سے زندگی نے ان کا ساتھ نہیں دیا اور وہ خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ پاک اپنے حبیب ﷺ کے وسیلے سے ان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، ان کی تمام منازل آسان فرمائے اور ان کی فیملی کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

دعا گو......

سید علی حسن گیلانی

کرنل بھرت راج اپنے آفس میں موجود تھا۔ اس کے سامنے مہا لکشمی بیٹھی ہوئی تھی جو ابھی کچھ دیر پہلے اس کے پاس پہنچی تھی اور وہ کرنل بھرت راج کو پاکیشیائی ایجنٹوں کی گرفتاری اور ان کے ساتھ پیش آنے والے حالات کی تفصیل بتا رہی تھی۔

"تم یقین کرو کرنل بھرت راج۔ اگر عین وقت پر ہماشی وہاں میری مدد کو نہ پہنچ جاتی تو وہ شاید مجھے ہلاک کر کے نکل ہی جاتے۔ میں نجانے کیوں ایک معمولی سی چھپکلی سے بری طرح سے ڈر گئی تھی"...... مہالکشمی نے کہا۔

"تم ہی نہیں۔ یہ اس دنیا کی تمام عورتوں کی نفسیات ہے کہ بڑے بڑے کام کر گزرتی ہیں لیکن کاکروچ، چھوٹے موٹے کیڑے مکوڑوں، مکڑیوں اور چھپکلیوں کو دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتی ہیں اور ان کی ساری اکڑ فوں ختم ہو کر رہ جاتی ہے"...... کرنل بھرت راج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی بھی بات نہیں ہے۔ میں ان سے ڈرتی نہیں لیکن ان جیسی عجیب، بدشکل اور خاص طور پر غلیظ چیزوں کو دیکھ کر گھن سی محسوس ہوتی ہے اور جب یہ جسم پر چڑھ جائیں تو رواں رواں کانپ جاتا ہے"...... مہالکشمی نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا تو کرنل بھرت راج بے اختیار ہنس پڑا لیکن پھر فوراً ہی اس کی ہنسی ختم ہوگئی اور اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"کیا ہوا۔ تم ہنستے ہنستے سنجیدہ کیوں ہو گئے ہو"...... مہالکشمی نے چونک کر کہا۔

"مجھے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خیال آ گیا ہے"...... کرنل بھرت راج نے سنجیدگی سے کہا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں کا خیال۔ کیا مطلب۔ کیسا خیال"...... مہالکشمی نے کہا۔

"تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم نہ صرف پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام کرو گی بلکہ انہیں ہلاک بھی کرو گی۔ اس کام کے لئے میں نے تمہیں غیر سرکاری طور پر پوری پاور فورس کا چارج بھی دے دی تھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم نے اپنی مدد کے لئے اپنے ساتھ ایک کوجائی کو رکھا ہوا ہے جو تمہیں ان ایجنٹوں کے بارے میں بتا سکتی ہے کہ وہ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ اس کے ذریعے تم ان تک پہنچی بھی ہو لیکن یہ سن کر مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ تم جیسی ماہر فائٹر ان ایجنٹوں کے سامنے بے بس ہو گئی اور انہوں نے تمہیں اس

قدر آسانی سے اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔ اگر تمہارے ساتھ کوجائی نہ ہوتی تو وہ اب تک یقیناً تمہیں ہلاک کر کے نکل گئے ہوتے اور پھر تم نے ایک چھپکلی کے خوف سے انہیں بلیک اسٹیشن کے ساتھ ساتھ میرے بارے میں اور میرے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی سب کچھ بتا دیا تھا۔ یہ تو بہت غلط ہے۔ بہت ہی غلط"...... کرنل بھرت راج ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا غلط بات ہے۔ بس میں ڈر گئی تھی۔ تمہیں ہر بات سچ تو بتا دی ہے اور اس میں اب پریشان ہونے والی کون سی بات ہے۔ کون سے وہ ایجنٹ زندہ ہیں کہ وہ اب تمہارے لئے، تمہارے ہیڈ کوارٹر یا پھر بلیک اسٹیشن کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں"...... مہالکشمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا ہماشی نے تمہیں بتایا ہے کہ وہ لوگ ہلاک ہو چکے ہیں"...... کرنل بھرت راج نے اس کی طرف غور سے دیکھ کر کہا۔

"نہیں۔ اس نے کہا تھا کہ اس نے اپنی دوسری کوجائیوں کے ساتھ مل کر انہیں بھوربھم کے تین سو فٹ گہرے کنویں میں پھینک دیا ہے اور اس نے اس کنویں کا دہانہ بھی بند کر دیا ہے۔ وہ اس کنویں میں ابھی زندہ ہیں لیکن وہاں تاریکی کے ساتھ اتنی بو ہے کہ ان کا زندہ رہنا ناممکن ہے"...... مہالکشمی نے کہا۔

"لیکن ہماشی کو انہیں کسی کنویں میں پھینک کر بند کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر اسے ان پر حملہ کرنے کا موقع مل گیا تھا تو اس

نے ان پر جان لیوا حملہ کیوں نہیں کیا۔ انہیں ہلاک کیوں نہیں
کیا''...... کرنل بھرت راج نے تیز لہجے میں کہا۔

''وہ اور اس کی ساتھی کوجائیاں انہیں ہلاک نہیں کر سکتی
تھیں''...... مہا لکشمی نے منہ بنا کر کہا۔

''کیوں''...... کرنل بھرت راج نے پوچھا۔

''ان کے پاس مقدس کلمات کی تختیاں تھیں۔ وہ انہیں چھو بھی
نہیں سکتی تھیں۔ ہماشی کے کہنے کے مطابق یہ بھی اس نے بہت بڑا
کام کیا تھا کہ ان کے پاس مقدس تختیاں ہونے کے باوجود اس نے
اور اس کی ساتھی کوجائیوں نے انہیں اندھے کنویں میں پھینک دیا
تھا اور پھر ہماشی نے مجھے اس بات کا یقین دلایا ہے کہ وہ کسی بھی
صورت میں اس کنویں سے باہر نہیں آ سکتے ہیں''...... مہا لکشمی نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور اگر وہ اب بھی کنویں میں زندہ ہوئے اور کنویں سے باہر
آ گئے تو''...... کرنل بھرت راج نے اس کی طرف غور سے دیکھتے
ہوئے کہا۔

''ایسا ہونا ناممکن ہے۔ تم خواہ مخواہ اپنے دماغ پر دباؤ نہ ڈالو۔
پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہو چکے ہیں اور بس۔ میں اس سے زیادہ ابھی
کچھ سوچنا نہیں چاہتی''...... مہا لکشمی نے کہا۔

''نہیں مہا لکشمی۔ تم لیڈی ایجنٹ ہو۔ ایک ذہین اور طاقتور
لیڈی ایجنٹ جس کا تعلق اب کافرستان کی بڑی ایجنسی سے ہے اور

تم پاور فورس کی انچارج بھی ہو۔ تمہیں اس طرح بے معنی اور
نظریاتی باتوں سے اجتناب برتنا چاہئے۔ حقیقت کا عکس دیکھ کر
اسے جھٹلانا نہیں چاہئے''...... کرنل بھرت راج نے اسے سمجھاتے
ہوئے کہا۔

''کیسا عکس''...... مہا لکشمی نے چونک کر کہا۔

''یہی کہ وہ زندہ ہیں یا واقعی مر چکے ہیں۔ اگر وہ کنویں میں
ہیں اور زندہ ہیں تو یہ مت بھولو کہ وہ عام ایجنٹ نہیں ہیں۔ وہ اس
سے زیادہ خطرناک جگہوں پر قید رہ چکے ہیں اور وہاں سے نکل
بھاگے ہیں۔ وہ اگر ہماشی اور اس کی ساتھی کوجائیوں کو محض چند کلام
پڑھ کر دور بھگا سکتے ہیں تو پھر یہ مت سوچو کہ وہ مزید کچھ نہیں کر
سکتے ہیں۔ میں نے ان کے بارے میں مکمل تفصیل پڑھی ہے وہ
مرنے کے بعد بھی حیرت انگیز طور پر زندہ ہونے کے فن سے آشنا
ہیں۔ تمہارے پاس اگر تاریکی کی طاقتیں ہیں تو ان کے پاس روشنی
کی طاقتیں ہیں اور اس بات کو تم بھی مانتی ہو کہ تاریکی کی طاقتیں
روشنی کی طاقتوں پر کسی طور پر حاوی نہیں ہو سکتی ہیں۔ میں پھر کہوں
گا کہ وہ اگر کنویں میں زندہ ہیں تو پھر وہ کنویں سے باہر بھی نکل
سکتے ہیں''...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

''تم چاہتے کیا ہو''...... مہا لکشمی نے اس کی تقریر سن کر منہ
بناتے ہوئے کہا۔

''اس بات کا یقین کہ پاکیشیائی ایجنٹ واقعی ہلاک ہو چکے

ہیں"...... کرنل بھرت راج نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"اور تمہیں یہ یقین ہو گا کیسے"...... مہا لکشمی نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ان کی لاشیں دیکھ کر"...... کرنل بھرت راج نے کہا تو مہا لکشمی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تو اب تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے اس کنویں میں جاؤں اور وہاں سے ان کی لاشیں نکال کر لے آؤں"...... مہا لکشمی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کچھ بھی کرو۔ میں یہ بات اتنی آسانی سے ہضم نہیں کر سکتا ہوں کہ پاکیشیائی ایجنٹ جو اس قدر تیز، ذہین اور انتہائی خطرناک ہوں اس طرح ایک کنویں میں گر کر ہلاک ہو جائیں"...... کرنل بھرت راج نے دوٹوک لہجے میں کہا۔

"اس سے تو اچھا ہوتا کہ میں انہیں ہماشی کے ذریعے پھر سے قید کرا لیتی اور پھر تمہاری آنکھوں کے سامنے بلکہ تمہارے ہاتھوں سے انہیں ہلاک کراتی"...... مہا لکشمی نے کہا۔

"ہاں۔ تب شاید مجھے ان کی ہلاکت کا یقین آ جاتا"...... کرنل بھرت راج نے کہا تو مہا لکشمی ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

"ٹھیک ہے۔ ہماشی کے کہنے کے مطابق وہ زہریلی گیس والے کنویں کی تہہ میں ہیں۔ ابھی ایک دو دن انہیں وہیں پڑا رہنے دو۔ جب ان کی لاشیں گلنا سڑنا شروع ہو جائیں گی اور ان کی زندگی کا

کوئی امکان باقی نہ بچے گا تو میں ہماشی کے ساتھ وہاں جاؤں گی اور ان کی لاشیں نکال کر تمہارے سامنے لا کر رکھ دوں گی"...... مہا لکشمی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ دو چار دن انتظار تو کیا جا سکتا ہے لیکن تم اس بات سے مطمئن ہو کر نہ بیٹھ جانا کہ وہ ہلاک ہو چکے ہیں اور بند کنویں سے باہر نہیں آ سکتے۔ ہماشی کے ذریعے ہی سہی ان پر نظر رکھو تاکہ وہ واقعی کنویں میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو جائیں"...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو۔ ہماشی نے پہلے ہی اس کا انتظام کر رکھا ہے۔ اس نے کنواں بند کر کے اوپر کو جائیوں کو نگرانی کے لئے رکھا ہوا ہے"...... مہا لکشمی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم مجھے ایک بار ان چاروں کی لاشیں دکھا دو تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں نہ صرف تمہیں اپنی ایجنسی میں باقاعدہ جاب دوں گا بلکہ اپنی نمبر ٹو بھی بنا لوں گا اور پاور فورس کی مستقل انچارج بھی"...... کرنل بھرت راج نے کہا تو اس کی بات سن کر مہا لکشمی کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"کیا۔ کیا تم سچ بول رہے ہو"...... مہا لکشمی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے تم سے کبھی کوئی جھوٹی بات نہیں کی پھر اب کیسے کر سکتا ہوں"...... کرنل بھرت راج نے مسکراتے ہوئے کہا تو

مہالکشمی کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر میں کل ہی ان چاروں کی لاشیں تمہارے سامنے لا کر رکھ دوں گی۔ میں ہماشی کی مدد سے خود اس کنویں میں اتر جاؤں گی۔ اگر وہ زندہ ہوئے تو میں پہلے ان کی لاشیں گولیوں سے چھلنی کروں گی اور پھر ان کی لاشیں باہر نکال کر لاؤں گی"...... مہالکشمی نے کہا تو کرنل بھرت راج نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

وہ سات آٹھ سال کا بچہ تھا جس نے سیاہ رنگ کا لبادے نما لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کا سر گنجا تھا۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں اور وہ شکل وصورت سے انتہائی معصوم دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے پیروں میں جوتیاں بھی نہ تھیں اور وہ عمران کی جانب بڑی معصومیت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تم کون ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اس ویران اور بیابان علاقے میں اس چھوٹے سے بچے کو دیکھ کر اسے واقعی حیرانی ہو رہی تھی ۔وہ شاہ بابا کی تلاش ہر طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے دور نزدیک کوئی ذی روح موجود نہ تھی اور پھر وہ شاہ بابا کی تلاش میں غار تک آیا تو اس بچے نے اسے آواز دی تھی اور اب وہ اس کے سامنے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

"میرا نام اذہان نوفر ہے"...... بچے نے بے حد شیریں لہجے میں کہا۔

"اذہان نوفر۔ نیا نام ہے۔ کہاں سے آئے ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آیا نہیں ہوں۔ مجھے بھیجا گیا ہے۔ تم چلو میرے ساتھ۔ تم جس منزل کو ڈھونڈھ رہے ہو وہاں تک میں تمہیں لے جاؤں گا"...... بچے نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کس نے بھیجا ہے تمہیں اور تم کس منزل کی بات کر رہے ہو"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"جہاں تمہیں عتقال کو لے جانا ہے میں اس منزل کی بات کر رہا ہوں اور کس نے بھیجا ہے یہ تم بخوبی جانتے ہو"...... بچے اذہان نوفر نے صاف زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے شاہ بابا نے تمہیں بھیجا ہے"...... عمران نے ایک بار پھر چونک کر کہا۔

"ہاں"...... اذہان نوفر نے کہا۔

"لیکن وہ خود کہاں ہیں اور انہوں نے تمہیں کیوں بھیجا ہے"...... عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔ بچہ جس طرح صاف زبان میں اور انتہائی اعتماد کے ساتھ اس سے بات کر رہا تھا یہ دیکھ کر واقعی اسے بے حد حیرت ہو رہی تھی۔

"اس بارے میں مجھے کچھ بتانے کی بات نہیں کی ہے"...... اذہان نوفر نے کہا۔

"تو کیا تم مجھے اس آتش فشاں پہاڑی تک لے جاؤ گے جہاں

مجھے عتقال کو پھینکنا ہے"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... اذہان نوفر نے جواب دیا۔

"کہاں ہے وہ آتش فشاں پہاڑی"...... عمران نے پوچھا۔

"میرا ہاتھ پکڑو اور میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں وہاں لے جاؤں گا"...... اذہان نوفر نے کہا۔

"کیا میں تم پر بھروسہ کر سکتا ہوں"...... عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہ کر کے تم بہت بڑی بھول کرو گے"...... اذہان نوفر نے متانت سے کہا۔

"ٹھیک ہے ماسٹر اذہان نوفر۔ میں تمہارے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوں۔ چلو کہاں چلنا ہے"...... عمران نے چند لمحے توقف کے بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں ماسٹر نہیں ہوں۔ میرا نام اذہان نوفر ہے۔ بس"...... اذہان نوفر نے اسی متانت سے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کی طرف بڑھ گیا۔

"میرا ہاتھ تھام لو"...... اذہان نوفر نے کہا تو عمران نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اذہان نوفر مڑا اور پھر وہ ایک طرف چلنا شروع ہو گیا۔ عمران نے بھی اس کے ساتھ قدم اٹھانا شروع کر دیئے۔

"تم نے سیاہ رنگ کا یہ چوغے نما لباس کیوں پہنا ہوا ہے"......

"اذہان نوفر۔ نیا نام ہے۔ کہاں سے آئے ہو"...... عمران نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آیا نہیں ہوں۔ مجھے بھیجا گیا ہے۔ تم چلو میرے ساتھ۔ تم
جس منزل کو ڈھونڈھ رہے ہو وہاں تک میں تمہیں لے جاؤں
گا"...... بچے نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کس نے بھیجا ہے تمہیں اور تم کس منزل کی بات کر رہے
ہو"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"جہاں تمہیں عنقال کو لے جانا ہے میں اس منزل کی بات کر
رہا ہوں اور کس نے بھیجا ہے یہ تم بخوبی جانتے ہو"...... بچے اذہان
نوفر نے صاف زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے شاہ بابا نے تمہیں بھیجا ہے"...... عمران نے
ایک بار پھر چونک کر کہا۔

"ہاں"...... اذہان نوفر نے کہا۔

"لیکن وہ خود کہاں ہیں اور انہوں نے تمہیں کیوں بھیجا
ہے"...... عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔ بچہ
جس طرح صاف زبان میں اور انتہائی اعتماد کے ساتھ اس سے
بات کر رہا تھا یہ دیکھ کر واقعی اسے بے حد حیرت ہو رہی تھی۔

"اس بارے میں مجھے کچھ بتانے کی بات نہیں کی ہے"......
اذہان نوفر نے کہا۔

"تو کیا تم مجھے اس آتش فشاں پہاڑی تک لے جاؤ گے جہاں

مجھے عنقال کو پھینکنا ہے"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے
ہوئے کہا۔

"ہاں"...... اذہان نوفر نے جواب دیا۔

"کہاں ہے وہ آتش فشاں پہاڑی"...... عمران نے پوچھا۔

"میرا ہاتھ پکڑو اور میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں وہاں لے
جاؤں گا"...... اذہان نوفر نے کہا۔

"کیا میں تم پر بھروسہ کر سکتا ہوں"...... عمران نے اسے غور سے
دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہ کر کے تم بہت بڑی بھول کرو گے"...... اذہان نوفر نے
متانت سے کہا۔

"ٹھیک ہے ماسٹر اذہان نوفر۔ میں تمہارے ساتھ چلنے کے لئے
تیار ہوں۔ چلو کہاں چلنا ہے"...... عمران نے چند لمحے توقف کے
بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں ماسٹر نہیں ہوں۔ میرا نام اذہان نوفر ہے۔ بس"......
اذہان نوفر نے اسی متانت سے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا
اور اس کی طرف بڑھ گیا۔

"میرا ہاتھ تھام لو"...... اذہان نوفر نے کہا تو عمران نے اس کا
ہاتھ پکڑ لیا۔ اذہان نوفر مڑا اور پھر وہ ایک طرف چلنا شروع ہو گیا۔
عمران نے بھی اس کے ساتھ قدم اٹھانا شروع کر دیئے۔

"تم نے سیاہ رنگ کا یہ چوغے نما لباس کیوں پہنا ہوا ہے"......

عمران نے کہا۔

''یہی میرا لباس اور پہچان ہے''...... اذہان نوفر نے جواب دیا۔

''پہچان۔ کیا تمہاری کوئی الگ پہچان بھی ہے''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... اذہان نوفر نے کہا۔

''مجھے بتانا پسند کرو گے''...... عمران نے کہا۔

''بس صرف اتنا ہی کہ ہم چھوٹے بچوں کی ایک الگ دنیا ہے۔ عالم بالا جیسی مثالی اور شفاف دنیا جہاں میری عمر کے بچے ہی رہتے ہیں اور بس''...... اذہان نوفر نے جواب دیا۔

''اوہ۔ تو تم عالم بالا سے آئے ہو''...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''میں نے عالم بالا جیسی مثالی دنیا کہا ہے''...... اذہان نوفر نے ے لہجے میں کہا۔

''بات تو ایک ہی ہے۔ عالم بالا ہو یا مثالی دنیا۔ وہاں تو مرنے ے بعد ہی جایا جاتا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو کیا میں تمہیں زندہ دکھائی دے رہا ہوں''...... اذہان نوفر نے کہا تو عمران یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بچے کی طرف دیکھنے لگا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم زندہ نہیں ہو''...... عمران نے آنکھیں

پھاڑتے ہوئے کہا۔

''تمہارے لئے زندہ ہوں لیکن حقیقت میں میرا تعلق چھوٹی مثالی دنیا سے ہے اور مجھے تمہاری مدد کے لئے بھیجا گیا ہے۔ مجھے حکم ملا کہ میں تمہیں تمہاری منزل تک پہنچاؤں''...... اذہان نوفر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر تم یہ کیوں نہیں بتا رہے ہو کہ شاہ بابا کہاں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''انہیں کوئی دوسرا کام سونپ دیا گیا تھااورانہیں تمہیں کچھ بتانے کا موقع نہیں ملا اس لئے وہ یہاں سے چلے گئے اور ان کی جگہ مجھے بھیج دیا گیا ہے''...... اذہان نوفر نے سنجیدگی سے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''تو شاہ بابا کی جگہ اب تم مجھے اس آتشی پہاڑی کے پاس پہنچاؤ گے جہاں مجھے اس عنقال کی لاش کو پھینک کر فنا کرنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اب چلو''...... اذہان نوفر نے کہا اور پھر آگے بڑھا تو عمران بھی اس کے ساتھ چلنے لگا۔

''کیا میرا اس طرح تمہارا ہاتھ پکڑ کر چلنا ضروری ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیوں۔ میرا ہاتھ پکڑنے میں تمہیں کوئی دقت ہو رہی ہے''...... اذہان نوفر نے الٹا اس سے پوچھا۔

"نہیں۔ وقت تو نہیں۔ تمہاری عمر کے بچے اپنے باپ کا ہاتھ پکڑ کر چلتے ہیں جبکہ میں الٹا تمہارا ہاتھ پکڑ کر چل رہا ہوں۔ بس عجیب سا لگ رہا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے باپ کی عمر سے بھی بڑا ہوں"...... اذہان نوفر نے کہا تو عمران ایک بار پھر حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا عمر ہے تمہاری"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"سات سو سات سال"...... اذہان نوفر نے جواب دیا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"اب تم نے میرے ہی کان کترنے شروع کر دیئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ جھوٹ بولوں گا تو مجھے فنا کر دیا جائے گا اور چھوٹی مثالی دنیا میں جھوٹ بولنے کی کوئی جرأت بھی نہیں کر سکتا ہے"...... اذہان نوفر نے جواب دیا۔

"لیکن میں کیسے یقین کر لوں کہ تمہاری عمر سات سو سات برس کی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیونکہ مجھے مرے ہوئے اتنا عرصہ ہو چکا ہے اور چھوٹی مثالی دنیا میں ہماری عمریں اسی طرح چلتی رہتی ہیں جیسی دنیا میں زندگی میں چلتی ہے"...... اذہان نوفر نے جواب دیا۔

"اور کیا کیا چلتا ہے تمہاری چھوٹی مثالی دنیا میں"...... عمران

نے سر جھٹک کر کہا۔ اسے ابھی تک یہی لگ رہا تھا کہ بچہ اس سے مسلسل مذاق کر رہا ہے یا اسے احمق بنانے کی کوشش کر رہا ہے کیونکہ وہ چھوٹی عمر کا تھا اور اس کے چہرے پر معصومیت تھی۔ اس کے باوجود وہ کہہ رہا تھا کہ اس کی عمر سات سو سات سال ہے۔ اذہان نوفر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا تھا۔

"لگتا ہے تمہاری موجودگی میں میری عقل ماؤف ہو کر رہ گئی ہے۔ یا تو تم مجھے احمق بنا رہے ہو یا پھر میں خود ہی احمق بن رہا ہوں"...... عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا لیکن بچے اذہان نوفر نے اس بار بھی اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اسے لے کر سامنے موجود ایک چھوٹی پہاڑی کے پاس آیا اور پھر اس چھوٹی پہاڑی کے ساتھ چلنے لگا۔ گھوم کر وہ پہاڑی کی دوسری طرف آ گیا اور پھر اسے لے کر پہاڑیوں کے پیچھے موجود میدانی علاقے کی طرف بڑھنے لگا۔

"یہ میدانی علاقہ تو دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ کیا ہمیں یہ سارا میدان اسی طرح پیدل چلتے ہوئے پار کرنا ہے"...... عمران نے دور تک پھیلے ہوئے چٹیل میدان کی طرف دیکھتے ہوئے بچے اذہان نوفر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں"...... اذہان نوفر نے مختصر سے لہجے میں کہا۔

"ہمارے سروں پر سورج چمک رہا ہے۔ تیز تمازت ہے اور چٹیل میدان تپ رہا ہے۔ میں نے تو جوتے پہنے ہیں لیکن تم ننگے

پاؤں ہو گیا گرم زمین سے تمہارے پاؤں جل نہیں رہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے گرمی اور سردی کا کوئی احساس نہیں ہوتا''...... اذہان نوفر نے جواب دیا۔ وہ عمران کو لے کر چلا جا رہا تھا۔ اس نے عمران کا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا جیسے اسے شک ہو کہ کہیں عمران اس کا ہاتھ چھوڑ کر بھاگ نہ جائے۔ مسلسل چل چل کر اب عمران کی ٹانگیں شل ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ اس کے کاندھوں پر عقال کی لاش تھی جو کسی بھس بھرے پتلے جیسی تھی لیکن اسے مسلسل کاندھوں پر ڈالے اور گرمی میں چل چل کر عمران کا برا حال ہوتا جا رہا تھا اور اسے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کے پیر منوں وزنی ہوتے جا رہے ہوں۔ میدان کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔ اتنا چلنے کے باوجود اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ محض چند فرلانگ ہی چلا ہو کیونکہ میدان کی طوالت اسی طرح دکھائی دے رہی تھی جبکہ اب سورج غروب ہو رہا تھا اور اس کی کرنیں بھی سمٹ رہی تھیں۔

''اس طرح تو ہم صدیوں چلتے رہے تو بھی ہم اس میدان کو پار نہیں کر سکیں گے''...... عمران نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

''ہمیں چلتے رہنا ہے''...... اذہان نوفر نے کہا۔ اس کا لہجہ پہلے جیسا ہا اعتماد تھا۔ اس کے لہجے اور اس کے انداز سے اس بات کا پتہ ہی نہیں چل رہا تھا کہ وہ تھکا ہوا ہے۔ وہ پہلے جیسا فریش اور انتہائی

معصوم دکھائی دے رہا تھا۔

''تمہارا تعلق تو ارواح سے ہے بزرگان روح۔ تمہیں تھکاوٹ نہیں ہوتی ہو گی لیکن میں انسان ہوں۔ میرے جسم میں جان بھی ہے۔ میں بھوکا پیاسا ہوں اور مسلسل تمہارے ساتھ چل رہا ہوں۔ اب مجھے تھکاوٹ کے ساتھ ساتھ بھوک پیاس کا بھی احساس ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اگر میں تھوڑی دیر اور اس طرح چلتا رہا تو پھر مجھے گرنے سے کوئی نہیں روک سکے گا''...... عمران نے کہا۔

''سب سے پہلے تم مجھے بزرگان روح کا مطلب بتاؤ۔ یہ تم نے کیوں کہا ہے''...... اذہان نوفر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''تم نے ہی بتایا ہے کہ تمہاری عمر سات سو سات سال ہے۔ اتنے سالوں میں تو میرے نجانے کتنے باپ دادا گزر چکے ہوں گے اس لئے میں تمہیں بزرگ روح نہ کہوں تو اور کیا کہوں''...... عمران نے کہا تو اذہان نوفر خاموش ہو گیا۔

''ابھی ہمارا سفر بہت طویل ہے۔ ہمیں یہ دن اور پوری رات چلتے رہنا ہے۔ ہم رک نہیں سکتے''...... اذہان نوفر نے کہا۔

''کیا کہا ہمیں ساری رات چلنا ہے۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''مطلب صاف ہے۔ کہ ہم رک گئے تو پھر رکے ہی رہ جائیں گے۔ گرو مہاراج گھنشام کو ہم تک پہنچنے کا موقع مل جائے گا اور وہ تم سے عقال کو پھر سے حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ میں تمہیں

اس کے علاقے سے لے کر دور نکل جانا چاہتا ہوں تاکہ اس کی کوجائیوں کا تو کیا خود اس کا خیال تک تم تک نہ پہنچ سکے''...... اذہان نوفر نے کہا۔

''لیکن اس کے لئے ساری رات چلتے رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمیں کہیں نہ کہیں تو آرام کرنا ہی پڑے گا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا یہ آرام تمہارا ہمیشہ کا آرام ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے جو کہہ رہا ہوں ویسا ہی کرو۔ اور چلتے رہو''...... اذہان نوفر نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''ہمیشہ کا آرام۔ میں سمجھا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''تم کم عقل انسان نہیں ہو جو سمجھ نہ سکو''...... اذہان نوفر نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ اگر میں آرام کرنے کے لئے رکا تو مارا جاؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ کوجائیاں بدستور ہمارے پیچھے ہیں۔ ہم مسلسل چل رہے ہیں اس لئے انہیں ہمیں گھیرنے کا کوئی موقع نہیں مل رہا ہے۔ ان کی طاقت رات کے وقت اور بڑھ جاتی ہے۔ اگر ہم نے کہیں رک کر آرام کرنے کی کوشش کی تو وہ تمہارے ساتھ مجھ پر بھی حاوی ہو سکتی ہیں اس لئے ہم آرام کر کے انہیں اپنے قریب آنے کا کوئی موقع نہیں دیں گے اور مسلسل چلتے رہیں گے۔ جب تک ہم چلتے

رہیں گے ہم اس کوجائیوں سے محفوظ رہیں گے۔ سمجھے تم''...... اذہان نوفر نے کہا۔

''چاہے چلتے چلتے میں تڑ سے گروں اور پٹ سے مر جاؤں''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہارا ہاتھ تھام رکھا ہے اس لئے تم فکر نہ کرو کہ تم گر کر مر جاؤ گے''...... اذہان نوفر نے کہا۔ عمران کے مخصوص انداز کا اس پر کوئی اثر نہ ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی اور معصومیت کے سوا کچھ نہ تھا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میرے لئے اب مسلسل چلنا محال ہو رہا ہے۔ مجھے تھوڑے آرام کی ضرورت ہے''...... عمران نے کہا۔

''آرام تمہیں صبح کے بعد ہی مل سکے گا پہلے نہیں۔ اس لئے ہمت کرو اور چلتے رہو''...... اذہان نوفر نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تمہاری جگہ اگر شاہ بابا ہوتے تو کیا وہ بھی میرے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ وہ بھی تمہیں انہی راستوں سے گزار کر لاتے اور وہ بھی رکے بغیر''...... اذہان نوفر نے کہا۔

''لیکن میری ہمت جواب دیتی جا رہی ہے۔ میری ٹانگوں میں جان نہیں ہے۔ یہاں دور دور تک چٹیل میدان ہے۔ بھوک پیاس کی شدت سے میرا برا حال ہو رہا ہے''...... عمران نے کراہ کر کہا۔

"سب کچھ تمہیں برداشت کرتے رہنا پڑے گا۔ اسی میں تمہاری جیت ہے"...... اذہان نوفر نے کہا تو عمران کے پاس اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ خاموش ہو جائے۔ اذہان نوفر اس سے مسلسل ٹھہرے ہوئے اور سپاٹ لہجے میں بات کر رہا تھا۔ بظاہر وہ معصوم بچہ دکھائی دے رہا تھا لیکن اس کی روح کی عمر سات سو سات سال تھی۔ اس کا تعلق کسی مثالی دنیا سے تھا اس لئے عمران چاہ کر بھی اسے کچھ نہ کہہ سکتا تھا۔ وہ اذہان نوفر کے ساتھ چلتا رہا۔ دن کے سائے ڈھلتے چلے گئے۔ شام ہوئی اور پھر رات کی تاریکی پھیلنا شروع ہو گئی۔ عمران کی حالت اب واقعی خستہ سے خستہ تر ہوتی جا رہی تھی لیکن اذہان نوفر اس کا ہاتھ تھامے مسلسل اسے چلاتا ہوا لئے جا رہا تھا۔ وہ اس کے ساتھ نپے تلے قدم اٹھا رہا تھا۔ ایک دو بار عمران نے رکنے اور اس سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی بھی کوشش کی تھی لیکن نہ تو وہ اپنے قدموں کو چلنے سے روک سکا تھا اور نہ ہی وہ اس بچے سے اپنا ہاتھ چھڑا سکا تھا۔ تھکاوٹ، بھوک پیاس اب اس کے چہرے پر عیاں ہونا شروع ہو گئی تھی۔ جوتے پہنے ہونے کے باوجود اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے پاؤں مسلسل چل چل کر چھل گئے ہوں۔ تلوؤں میں چھالے پڑ گئے ہوں۔ اسے تکلیف کا احساس پورے جسم میں پھیلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ چلتے چلتے اچانک عمران کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اس کا پیر جیسے کسی پتھر سے ٹکرایا تھا۔ وہ گرنے کے لئے آگے جھکا لیکن اذہان نوفر نے

فوراً اس کا بازو جھٹک کر اسے گرنے سے بچا لیا۔ عمران گرنے سے تو بچ گیا لیکن اس کے کاندھے پر جو عنقال کی لاش تھی وہ اچھل کر اس کے سامنے گر گئی۔ جیسے ہی عنقال کی لاش گری اذہان نوفر یکلخت ٹھٹھک کر نہ صرف رک گیا بلکہ اس نے عمران کا ہاتھ بھی چھوڑ دیا۔

"اوہ۔ یہ تم نے کیا کیا ہے نادان انسان"...... اذہان نوفر نے کہا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے یکلخت عمران اور عنقال کی لاش کے گرد تیزی سے دوڑنا شروع کر دیا۔ اذہان نوفر نے جیسے ہی عمران کا ہاتھ چھوڑا عمران کو اپنے جسم سے جان سی نکلتی ہوئی محسوس ہوئی اور وہ بے دم سا ہو کر گرتا چلا گیا۔ اس نے گرتے ہوئے دیکھا کہ اذہان نوفر تیزی سے ان کے گرد دوڑتا ہوا چکر کاٹ رہا تھا اور وہ جہاں جہاں دوڑ رہا تھا وہاں زمین پر اس کے پیروں کے گہرے نشان بنتے چلے جا رہے تھے۔ اذہان نوفر نے اس کے گرد سات چکر کاٹے اور پھر وہ اچھل کر عمران کے پاس آ گیا۔ عمران کو اپنے گرد ایک حصار کی طرح اذہان نوفر کے پیروں کے نشان واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے"...... عمران نے ڈوبتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہماری حفاظت کا انتظام"...... اذہان نوفر نے کہا۔ عمران کے ذہن میں تیز آندھیاں سے چل رہی تھیں۔ اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار اندھیرے کی یلغار ہو رہی تھی۔ وہ خود کو سنبھالنے کی

ہر ممکن کوشش کر رہا تھا لیکن اس کی حالت انتہائی ابتر تھی اور پھر اس
کا ذہن اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا۔ بے ہوش ہونے سے پہلے
البتہ اس نے ہر طرف سے تیز اور خوفناک غراہٹوں اور پھنکاروں کی
آوازیں سنی تھیں جیسے اس کے گرد بے شمار خونخوار بھیڑیے اور
زہریلے ناگ جمع ہو گئے ہوں۔ پھر جس طرح اندھیرے میں دور
کہیں روشنی چمکتی ہے بالکل اسی طرح عمران کے دماغ کے پردے
پر ایک روشن نقطہ سا چمکا اور بتدریج پھیلتا چلا گیا۔ عمران کو ہوش آیا
تو اسے اپنے کانوں میں تیز غراہٹوں اور پھنکاروں کی آوازیں واضح
سنائی دینے لگیں۔ عمران یکلخت اٹھ بیٹھا۔ ہوش میں آنے کے
باوجود اس کی آنکھوں کے سامنے تاریکی تھی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ مجھے دکھائی کیوں نہیں دے رہا ہے۔ کیا
میں اندھا ہو گیا ہوں"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
اسے اپنے ارد گرد کچھ ہی فاصلے پر بھیڑیوں کی غراہٹوں کے ساتھ
ناگوں کی تیز پھنکاریں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ
کر چاروں طرف دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہاں تاریکی ہی
تاریکی تھی۔ اس قدر تاریکی کہ واقعی ہاتھ کو ہاتھ تک سجھائی نہ دے
رہا تھا۔

"تم اندھے نہیں ہو۔ یہ رات کا وقت ہے اور آسمان پر چونکہ
بادل چھائے ہوئے ہیں اس لئے چاند اور ستارے چھپ گئے ہیں
جن کی وجہ سے یہاں تاریکی بڑھ گئی ہے"...... اسی لمحے اسے ایک

بچے کی آواز سنائی دی تو عمران اچھل پڑا اور اس کے ساتھ ہی اس
کا شعور یکلخت بیدار ہو گیا۔ اسے فوراً سابقہ واقعات یاد آ گئے کہ وہ
کس طرح ایک معصوم بچے کا ہاتھ تھامے وسیع و عریض میدان میں
چلا جا رہا تھا۔ اس پر بھوک پیاس کی شدت کے ساتھ تھکاوٹ بھی
طاری ہو گئی تھی۔ مسلسل چلتے چلتے انہیں شام ہو گئی تھی اور پھر شام
کے سائے بھی سمٹنا شروع ہو گئے تھے۔ پھر اچانک ہی عمران کا پیر
کسی پتھر سے ٹکرا گیا تھا اور وہ گرتے گرتے سنبھل گیا تھا۔ وہ تو
سنبھل گیا تھا لیکن اس کے کاندھے پر عنقال کی جو لاش تھی وہ
اچھل کر اس کے سامنے زمین پر گر گئی تھی جس پر اذہان نوفر نے
یکلخت اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔ اس کے ہاتھ چھوڑنے کی دیر تھی کہ
عمران کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے یکلخت اس کے جسم سے جان نکل
گئی ہو۔ وہ لہراتا ہوا گر گیا تھا۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے
اذہان نوفر کو اپنے ارد گرد دوڑتے دیکھا تھا اور اس کے دوڑنے سے
اس کے چاروں طرف اس کے پیروں کا ایک حصار سا بن گیا تھا۔
پھر اس کا ذہن اندھیرے میں ڈوبنے لگا تو اسے ہر طرف سے
بھیڑیوں کی غراہٹوں کی آوازوں کے ساتھ ناگوں کے پھنکارنے کی
بھی آوازیں سنائی دی تھیں جو اب اس کے ہوش میں آنے کے
بعد بھی سنائی دے رہی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے ارد گرد
بے شمار خونخوار بھیڑیے اور ناگ جمع ہوں لیکن انہیں کسی نے
چاروں طرف سے آگے بڑھنے سے روک رکھا ہو۔

''تم۔ تم اذہان نوفر''...... عمران کے منہ سے نکلا۔

''ہاں۔ میں اذہان نوفر ہی ہوں''...... اذہان نوفر کی آواز آئی۔

''یہ کیسی آوازیں ہیں۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میرے ہر طرف بھیڑیے ہی بھیڑیے جمع ہوں اور ان کے ساتھ خوفناک ناگ بھی ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ کوجائیوں نے بھیڑیوں اور ناگوں کی شکل میں ہمیں چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ اگر میں نے بروقت اپنے اور تمہارے گرد حصار نہ باندھ دیا ہوتا تو یہ اب تک تمہاری بوٹیاں اُڑا چکی ہوتیں اور تم سے عنقال کی لاش کو چھین کر لے جا چکی ہوتیں''...... اذہان نوفر نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''لیکن مجھے ہوا کیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''بے خیالی میں تمہارا پیر ایک پتھر پر پڑ گیا تھا۔ تم گرنے لگے تو میں نے تمہیں تو گرنے سے بچا لیا تھا لیکن تمہارے کاندھے پر موجود عنقال گر گیا تھا اور میں چونکہ اسے چھو نہیں سکتا تھا اور کوجائیاں پیچھا کرتے ہوئے ہمارے بہت قریب آ گئی تھیں اس لئے میرے پاس اس کے سوا دوسرا کوئی طریقہ نہ تھا کہ میں ان کوجائیوں سے تمہیں بچانے اور عنقال کی لاش کو محفوظ رکھنے کے لئے حصار باندھ دوں۔ اب وہ ہمارے حصار کے باہر موجود ہیں۔ ان کے پاس اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ میرے بنائے ہوئے حصار

کو ختم کر سکیں اور تمہیں کوئی نقصان پہنچا سکیں یا عنقال کو اٹھا کر لے جا سکیں''...... اذہان نوفر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بے ہوش ہونے سے پہلے مجھ پر شدید تھکاوٹ طاری تھی اور مجھے بھوک پیاس کا بھی شدت سے احساس ہو رہا تھا لیکن اب جب مجھے ہوش آیا ہے تو میری ساری تھکاوٹ ختم ہو گئی ہے اور مجھے بھوک پیاس کا بھی احساس نہیں ہو رہا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے میرا پیٹ بھرا ہوا ہو۔ ایسا کیوں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جب تم بے ہوش ہو کر گر گئے تھے تو یہاں شاہ بابا آئے تھے۔ ان کے پاس تازہ عناب کے چند دانے تھے۔ انہوں نے ان کا رس تمہارے حلق میں ٹپکا دیا تھا۔ اس وجہ سے تمہاری بھوک اور پیاس کی کمی پوری ہو گئی ہے''...... اذہان نوفر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''عناب مطلب انگوروں کی طرح کے چند دانوں کا رس انہوں نے میرے حلق میں ٹپکایا تھا اور اس سے میرا شکم سیر ہو گیا۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ میں نہیں جانتا۔ مجھے جو معلوم ہے میں تمہیں وہی بتا رہا ہوں''...... اذہان نوفر کی آواز سنائی دی۔

''لیکن یہاں اتنی تاریکی کیوں ہے''...... عمران نے کہا۔

''بتایا تو ہے رات کا وقت ہے اور آسمان پر سیاہ بادل چھائے

ہوئے ہیں جس سے تاریکی میں اضافہ ہو گیا ہے''...... اذہان نوفر نے کہا۔

''لیکن یہاں تو ایسی تاریکی ہے جیسے ہم کسی بند غار میں یا پھر کسی قبر میں ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہے''...... اذہان نوفر نے کہا۔

''اگر کوجائیوں نے ہمیں بھیڑیوں اور ناگوں کی شکل میں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے تو پھر اب ہم یہاں سے نکلیں گے کیسے۔ کیا ان سے بچنے کے لئے ہمیں اسی حصار میں ہی رہنا پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ پہلے میں نے کہا تھا کہ ہمیں ساری رات چلنا ہے لیکن اب ہمیں ساری رات اسی حصار میں ہی گزارنی ہو گی۔ جب دن نکلے گا تو ہی میں کوجائیوں کو یہاں سے بھگا سکوں گا''...... اذہان نوفر نے کہا۔

''تو کیا تم میں اتنی طاقت ہے کہ دن کی روشنی میں تم ان سفلی طاقتوں کا مقابلہ کر سکو اور انہیں بھگا سکو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ دن کے وقت ان کوجائیوں کی طاقتیں کمزور پڑ جاتی ہیں۔ اس وقت میرا ان سے مقابلہ کرنا مشکل ہے لیکن دن کی روشنی میں انہیں میں فنا بھی کر سکتا ہوں اور انہیں یہاں سے بھاگنے پر بھی مجبور کر سکتا ہوں''...... اذہان نوفر نے کہا۔

''تم نے دوڑ کر اپنے پیروں کے جو نشان بنائے تھے۔ کیا یہ

تمہارے قدموں کا بنا ہوا حصار ہے جس کے باہر یہ سفلی طاقتیں موجود ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں''...... اذہان نوفر نے کہا۔

''اب صبح ہونے میں کتنی دیر ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ابھی تو رات کا آغاز ہوا ہے۔ صبح میں کافی دیر ہے''...... اذہان نوفر نے جواب دیا۔

''کیا دن کی روشنی میں مجھے یہ کوجائیاں جو بھیڑیوں اور ناگوں کی شکل میں موجود ہیں دکھائی دیں گی''...... عمران نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''ہاں بالکل۔ یہ ظاہری حالت میں ہیں۔ انہوں نے جانوروں اور حشرات الارض کا روپ دھار رکھا ہے تاکہ کسی طرح اس حصار میں داخل ہو سکیں لیکن ایسا کرنا ان کے لئے ممکن نہیں ہے۔ یہ حصار نہیں توڑ سکتیں''...... اذہان نوفر نے کہا تو عمران خاموش ہو گیا۔ اسے بدستور ہر طرف سے بھیڑیوں کے غرانے اور ناگوں کے پھنکارنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جن میں تیزی سے اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا جیسے وہاں سینکڑوں نہیں ہزاروں بھیڑیے اور ناگ اکٹھے ہو گئے ہوں۔

"آخر یہ بھبھوری کو ہوا کیا ہے۔ اب تک وہ لوٹ کر کیوں نہیں آئی ہے۔ کہاں چلی گئی ہے وہ"...... گرو مہاراج گھنشام نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ تاریک تہہ خانے میں اپنی مخصوص جگہ پر موجود تھا اور بے چینی سے بھبھوری کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا لیکن وقت گزرتا جا رہا تھا اور بھبھوری واپس آنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی۔ اس نے بھبھوری کی تلاش میں کئی کوجائیوں کو بھی بھیجا تھا لیکن ان میں سے کوئی کوجائی ابھی تک لوٹ کر نہیں آئی تھی۔

"بھبھوری کے ساتھ دوسری کوجائیاں بھی غائب ہو گئی ہیں جیسے کسی نے انہیں فنا کر دیا ہو۔ آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے۔ بھبھوری نے تو مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ ہر صورت میں اس مہا رشی عمران سے عنقال کو چھین لائے گی لیکن اب وہ خود ہی غائب ہو گئی ہے اور واپس آنے کا نام ہی نہیں لے رہی ہے۔ کیوں آخر کیوں"......

گرو مہاراج گھنشام نے اسی طرح بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اچانک چھت سے ایک چھپکلی نیچے آگری تو گرو مہاراج یکلخت چونک پڑا۔

"بھانگری"...... اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"ہاں۔ میں بھانگری ہوں"...... چھپکلی کے منہ سے عورت کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میرے سامنے آؤ"...... گرو مہاراج نے کہا تو اسی لمحے چھپکلی دھوئیں میں تبدیل ہوئی اور دھواں تیزی سے اوپر اٹھ کر جمع ہونے لگا۔ دوسرے لمحے روشنی چمکی اور دھوئیں سے ایک بھیانک شکل والی عورت ظاہر ہوئی۔ اس عورت کا رنگ سیاہ تھا۔ اس کے بال برف کی طرح سفید اور کھچڑی بنے ہوئے تھے۔ عورت کی آنکھیں گول اور سفید تھیں۔ اس کے ہاتھ پاؤں بے حد سوکھے سے دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس کے سہارے وہ کھڑی تھی۔

"میں نے تمہیں بھی بھبھوری کی تلاش میں بھیجا تھا۔ کہاں ہے وہ۔ تم اسے اپنے ساتھ کیوں نہیں لائی"...... گرو مہاراج نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"بھبھوری فنا ہو گئی ہے اس کے ساتھ دس مزید کوجائیوں کو بھی فنا کر دیا گیا ہے گرو مہاراج"...... بھانگری نے چیختی ہوئی آواز میں کہا تو گرو مہاراج یکلخت اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر قدرے

خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔
''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو بھانگری۔ بھبھوری اور
اس کے ساتھ دس کوجائیوں کو فنا کر دیا گیا ہے۔ کس نے کیا ہے
انہیں فنا اور کیسے''...... گرو مہاراج نے چند لمحے توقف کے بعد چیختے
ہوئے کہا۔
''وہ اسی مہارشی کی وجہ سے فنا ہوئی ہیں گرو مہاراج۔ مہارشی کی
حفاظت کے لئے اس کے ساتھ ایک نیک بوڑھا انسان ہے۔ اس
نے ہی مہارشی کو بتایا تھا کہ وہ بھبھوری کو کیسے فنا کر سکتا ہے۔ اس
بوڑھے انسان نے مہارشی کو ایک غار میں موجود دو سو سال پرانی
زنگ آلود کارکری کی تلوار بھی ڈھونڈنے کا کہا تھا جو اس مہارشی کو
مل گئی تھی اور چونکہ بھبھوری نے ایک عورت کے جسم پر قبضہ کر رکھا
تھا اس لئے نیک بوڑھے انسان نے مہارشی کو اس کا سر قلم کرنے کا
کہا تھا اور مہارشی نے اس نیک بوڑھے کی ہدایات پر نہایت
ہوشیاری اور مہارت سے بھبھوری پر وار کیا تھا اور ایک ہی جھٹکے میں
اس کے تن سے اس کا سر اُڑا دیا تھا''...... بھانگری نے جواب دیا تو
گرو مہاراج نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔
''اور بھبھوری فنا ہو گئی''...... اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
''بھبھوری کو فنا کرنے کے لئے نیک بوڑھے آدمی نے روشن
کلام کے دم شدہ پانی کی ایک بوتل مہارشی کو دی تھی۔ جب اس
نے بھبھوری کا سر کاٹ دیا تو بھبھوری نے اس انسانی جسم سے نکل

بھاگنے کی کوشش کی تھی لیکن مہارشی نے فوراً اس پر نیک بوڑھے
آدمی کا دم کیا ہوا پانی بوتل سے نکال کر پھینک دیا جس سے
بھبھوری کی ساری طاقتیں ایک پل میں ختم ہو گئی اور وہ فنا ہو گئی۔
اس کے فنا ہوتے ہی وہ سب کوجائیاں بھی فنا ہو گئیں جو اس کے
تابع تھیں اور جنہیں بھبھوری نے دس افریقی انسانوں کے جسموں
میں سرایت کر رکھا تھا۔ جب وہ سب بھی فنا ہو گئیں تو دس افریقی
افراد واپس افریقہ کے جنگلوں میں پہنچ گئے۔ بھبھوری انہیں خاص
طور پر وہاں سے لائی تھی''...... بھانگری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا
تو گرو مہاراج نے بے اختیار اپنا سر تھام لیا۔
''یہ سب ہو کیا رہا ہے۔ وہ نیک بوڑھا انسان چاہتا کیا ہے۔
وہ اس مہارشی کی مدد کیوں کر رہا ہے اور اس کے پاس آخر ایسی
کون سی طاقت ہے کہ کوجائیں اس کے سامنے جانے سے ڈرتی
ہیں اور وہ محض دم شدہ پانی سے ہی کوجائیوں کو بھسم کر کے فنا کر
دیتا ہے۔ کون ہے وہ۔ کون ہے''...... گرو مہاراج نے بری طرح
سے چیختے ہوئے کہا۔
''تمہیں پہلے ہی بتایا گیا تھا کہ تم کوجائیوں کو دنیا میں عملی طور پر
کام کرنے کے لئے لاؤ گے تو اس کی مخالف قوتیں بھی حرکت میں
آ جائیں گی جن کا تعلق روشن دنیا سے ہے۔ وہ کوجائیوں کو اس
طرح دندنانے نہیں دیں گے اور ایسا ہی ہوا ہے گرو مہاراج۔ تم نے
ایک مہارشی کو ہلاک کرنے کے لئے کوجائیوں کو جیسے ہی استعمال

کرنا شروع کیا اسی وقت روشن دنیا کے نمائندوں کو اس کی خبر ہو گئی اور انہوں نے فوراً اس مہا رشی کو بچانے اور خاص طور پر کوجائیوں کو ختم کرنے کی ٹھان لی اور وہ خود بھی عملی طور پر سامنے آ گئے اور انہوں نے ہر طرف سے کوجائیوں کا ناطقہ بند کرنا شروع کر دیا۔ ان روشن ہستیوں کے مقابلے میں تمہاری کوجائیاں تو کیا شیطان کی اصل طاقتیں بھی ڈرتی ہیں اور خود مہا شیطان میں بھی اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ ان روشن ہستیوں کے سامنے جانے کی جرأت بھی کر سکے"...... بھانگری نے کہا۔

"اگر روشن دنیا کے نمائندے اسی طرح اس مہا رشی کی مدد کرتے رہے تو وہ مہا رشی یقیناً عنقال کو لے کر آتشی پہاڑی تک پہنچ جائے گا اور پھر وہ اسے آتشی پہاڑی میں پھینک کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جلا کر بھسم کر دے گا۔ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر ایسا ہو گیا تو میری ساری محنت اکارت ہو جائے گی بھانگری۔ کچھ کرو۔ مجھے اس مہا رشی سے اب کوئی سروکار نہیں ہے۔ وہ زندہ رہے یا مر جائے۔ مجھے عنقال چاہئے۔ صرف عنقال۔ مجھے عنقال زندہ کرنے کے دوسرے ساحرانہ طریقے کا پتہ چل گیا ہے۔ اب میں اسی ساحرانہ طریقے سے عنقال کو زندہ کرنا چاہتا ہوں۔ تم مجھے کسی طرح اس مہا رشی سے عنقال چھین کر لا دو۔ پھر تم جو کہو گی میں تمہاری ہر خواہش پوری کردوں گا۔ کچھ کرو بھانگری۔ اس عنقال کی وجہ سے میں بے حد پریشان ہوں۔ پہلے اسے دشام قبیلے کا سردار کوبلا اٹھا

کر لے گیا تھا۔ اس قبیلے کو میں نے دنیا کے اصل ہتھیاروں سے ختم کرایا لیکن کوبلا پھر بھی وہاں سے عنقال کو لے کر نکل گیا اور کسی سیاہ غار میں گھس گیا۔ اس کے بعد مجھے پتہ چلا کہ مہا رشی کو بھی روشن دنیا کے نمائندوں نے گھناری کے جنگل میں پہنچا دیا ہے اور مہا رشی اس سیاہ غار تک پہنچ گیا۔ اس نے کوبلا کا مقابلہ کیا اور پھر اسے ہلاک کر کے اس سے عنقال کو چھین کر لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر مجھے بتایا گیا کہ مہا رشی، عنقال کو لے جا کر آتشی پہاڑی میں پھینکنا چاہتا ہے تاکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فنا ہو جائے۔ بھبھوری نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہر صورت میں مہا رشی سے عنقال کو چھین کر لے آئے گی۔ اب تم کہہ رہی ہو کہ اس مہارشی نے بھبھوری کو بھی نیک ہستی کے ساتھ مل کر فنا کر دیا ہے۔ اگر ایسا ہی چلتا رہا تو کیا ہو گا بھانگری۔ میں اپنے مقصد میں کامیابی کیسے حاصل کروں گا۔ کوجائیاں ایک ایک کر کے دشمنوں کے ہاتھوں فنا ہوتی جا رہی ہیں جن سے میری طاقتوں میں کمی آ رہی ہے۔ میں کیا کروں۔ مجھے بتاؤ میں مہا رشی سے عنقال کیسے حاصل کروں۔ مجھے ہر صورت میں عنقال چاہئے"...... گرو مہاراج نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ پریشانی سے بھرا ہوا تھا اور وہ بے حد غصے میں بھی دکھائی دے رہا تھا۔

"تم نے اب تک مشوروں کے لئے کوجائیوں کو ہی بلایا ہے گرو مہاراج۔ اگر تم مہا رشی کو ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ اس کی مدد سے

نیک ہستیوں کو روکنا چاہتے ہو اور اس مہا رشی سے عنقال حاصل
کرنا چاہتے ہو تو پھر تم اپنی مدد کے لئے بڑے معبد کے مہان
پجاری کو بلاؤ۔ وہ اس معاملے میں تمہاری صحیح رہنمائی کر سکتا ہے اور
تمہیں اس سارے مسئلے کا حل بتا سکتا ہے''...... بھانگری نے کہا تو
گرو مہاراج یکلخت اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر خوف کے
تاثرات نمودار ہو گئے۔

''مہان پجاری۔ تمہارا مطلب ہے۔ اڈانگا لیکن وہ تو اندھا
ہے''...... گرو مہاراج نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وہ اندھا ضرور ہے لیکن اس کے پاس عقل ہے اور اس
کی طاقتیں کوجائیوں سے ہزاروں گنا زیادہ ہیں۔ اس کا تعلق قوم
جنات سے ہے۔ وہ تمہارے لئے بہت کچھ کر سکتا ہے''......
بھانگری نے جواب دیا۔

''لل لل۔ لیکن میں نے اسے یہاں بلایا تو وہ مجھ سے بھینٹ
مانگے گا۔ اس کی بھینٹ بہت خوفناک ہوتی ہے۔ وہ انسانی خون کا
پیاسا رہتا ہے۔ یہ تو مجھے یقین ہے کہ وہ میرا کام کر دے گا لیکن
اس کام کے لئے بھینٹ کے طور پر وہ میرے قبیلے کے آدھے
انسانوں کے خون کی بھینٹ مانگ سکتا ہے اور میں اسے انکار کرنے
کی بھی جرأت نہیں کر سکتا''...... گرو مہاراج نے کہا۔

''تو کیا ہوا۔ وہ تمہارے قبیلے کے آدھے انسانوں کو ہی ہلاک
کر کے ان کا خون پیئے گا۔ تم عنقال کو زندہ کر کے اس کی طاقتوں

سے پوری دنیا پر قبضہ کرنا چاہتے ہو۔ پوری دنیا کے انسانوں پر
حکمرانی کرنے کے لئے آدھا تو کیا سارا قبیلہ بھی اپنی خواہش پر
قربان کرنا پڑے تو کر دو۔ میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ مہان
پجاری کی ذہانت اور اس کی مدد ہی تمہیں کامیابی سے ہمکنار کر سکتی
ہے ورنہ تم چاہے جتنے بھی ہاتھ پاؤں مار لو تم نہ مہارشی کو ہلاک کر
سکتے ہو نہ اس کے پاس سے نیک ہستیوں کو دور کر سکتے ہو اور نہ ہی
اس سے عنقال حاصل کر سکتے ہو''...... بھانگری نے غراہٹ بھرے
لہجے میں کہا تو گرو مہاراج کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

''یہ تم کیا بکواس کر رہی ہو۔ کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میری اور
میری کوجائیوں کی طاقت ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔
میں اور کوجائیاں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے''...... گرو مہاراج نے
غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

''یہی سچ ہے''...... بھانگری نے کہا تو گرو مہاراج کے چہرہ غصے
سے مزید لال ہو گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھایا جیسے کوئی منتر پڑھ کر وہ
ابھی اس کوجائی کو جلا کر بھسم کر دے گا لیکن پھر اس نے ہاتھ روک
لیا۔

''تمہاری ان باتوں کو سن کر میرا خون کھول رہا ہے بھانگری۔
میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں تمہیں ابھی اور اسی وقت بھسم کر دو لیکن
میں تمہیں ایک آخری موقع دینا چاہتا ہوں۔ میرے دشمنوں کی
تعریف کرنا بند کر دو اور اگر اس سلسلے میں تم میری مدد کر سکتی ہو تو

ٹھیک ہے ورنہ تم یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ مجھے ایسی کوجائیوں کی ضرورت نہیں ہے جو میرا فائدہ سوچنے کی بجائے دشمنوں کی تعریف کرے''...... گرو مہاراج نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''میں نے دشمن کی تعریف نہیں کی ہے گرو مہاراج۔ میں تمہیں حقیقت سے آگاہ کر رہی ہوں۔ تمہیں کامیابی چاہئے تو پھر مہان پجاری کو بلاؤ اور بس''...... بھانگری نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ گرو مہاراج اس سے کچھ کہتا وہ اچانک دھوئیں میں تبدیل ہوئی۔ دھواں سمٹ کر تیزی سے زمین کی طرف گیا اور دوسرے لمحے اس دھوئیں نے سیاہ رنگ کی چھپکلی کا روپ دھارا اور چھپکلی تیزی سے وہاں سے دوڑتی چلی گئی۔

''ہونہہ۔ کوئی بھی کوجائی میرے کام کی نہیں ہے اور میں خواہ مخواہ برسوں سے اس بات پر فخر کر رہا تھا کہ میں کوجائیوں کا آقا ہوں اور ان کی مدد سے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ لیکن یہ سب کی سب نکمی اور پرلے درجے کی احمق واقع ہوئی ہیں''...... گرو مہاراج نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے زور سے سر جھٹک دیا۔

''مجھے ہر حال میں عنقال کو زندہ کر کے اسے اپنے قابو میں کرنا ہے۔ اسی کی مدد سے میں اس دنیا کو تسخیر کر سکتا ہوں۔ کوجائی بھانگری نے ٹھیک کہا ہے۔ مجھے کامیابی چاہئے تو اس کے لئے مجھے بڑے معبد سے مہان پجاری کو ہی بلانا پڑے گا۔ اب وہی مجھے

میرے اس مسئلے کا حل بتا سکتا ہے اور اس سلسلے میں میری مدد بھی کر سکتا ہے۔ مجھے مہان پجاری کو بلا لینا چاہئے۔ ورنہ میں جن کوجائیوں کو اس مہا رشی کے مقابلے میں بھیجوں گا وہ نیک ہستیوں کی مدد سے اسے فنا کر دے گا اور میری کوجائیاں ختم ہوتی جائیں گی جس کا نقصان مجھے ہو گا اور میری طاقتوں میں کمی آتی جائے گی۔ اس سے پہلے کہ کوجائیوں کے فنا ہونے سے میری طاقتیں اس قدر کمزور پڑ جائیں اور میں بڑے معبد کے مہان پجاری کو بھی بلانے سے قاصر ہو جاؤں مجھے بھانگری کے مشورے پر عمل کر لینا چاہئے۔ اس نے ٹھیک کہا ہے کہ مجھے پوری دنیا پر قبضہ کرنا ہے تو اس کے لئے مجھے اپنے قبیلے والوں کی قربانی دینی ہی پڑے گی۔ مہان پجاری کو میرے قبیلے والوں کا خون چاہئے اور مجھے عنقال۔ میں اسے ضرور بلاؤں گا۔ ضرور بلاؤں گا''...... گرو مہاراج نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے آنکھیں بند کیں اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک مٹھی بند کی اور پھر اس نے یکلخت آنکھیں کھولیں اور مٹھی کو زور سے زمین کی طرف جھٹکا اس کی مٹھی سے راکھ سی نکل کر زمین کی طرف اڑی اور دوسرے لمحے اس راکھ نے یکلخت ایک سیاہ رنگ کے وجود کا روپ دھار لیا۔ یہ سیاہ سایہ سا تھا جس کا قد کاٹھ تو انسانی تھا لیکن اس کا نہ کوئی چہرہ تھا اور نہ آنکھیں۔ وہ مجسم سائے کے ہی روپ میں تھا۔

"بالاش کو تم نے بلایا ہے گرو مہاراج"...... اچانک اس سائے کے منہ سے چیختی ہوئی آواز نکلی۔

"ہاں۔ میں تمہیں بڑے معبد میں بھیجنا چاہتا ہوں بالاش"...... گرو مہاراج نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"میں جانے کے لئے تیار ہوں"...... بالاش نے اسی طرح سے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"جاؤ اور جا کر وہاں موجود مہان پجاری اڈانگا کو میرا پیغام پہنچاؤ۔ اس سے کہو کہ مجھے اس کی ضرورت ہے۔ وہ جلد میرے پاس پہنچ جائے۔ میرے پاس اسے دینے کے لئے اس کی من چاہی بھینٹ ہے"...... گرو مہاراج نے تیز لہجے میں کہا۔

"آقا کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... بالاش نے کہا۔

"جاؤ۔ ابھی جاؤ"...... گرو مہاراج نے کہا تو سایہ یکلخت وہاں سے غائب ہو گیا۔

"مجھے یقین ہے کہ اڈانگا ضرور میرا مددگار ثابت ہو گا۔ وہ مجھے ہر صورت میں مہا رشی سے عتقال حاصل کرنے کا طریقہ بتا دے گا۔ اس کے مشوروں پر عمل کر کے اس بار مجھے کامیابی ملے گی۔ ہر صورت میں کامیابی"...... گرو مہاراج نے کہا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ یکلخت وہاں تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی زمین بری طرح سے لرزنا شروع ہو گئی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اچانک دور کہیں آتش فشاں پھٹ پڑا ہو اور اس کی وجہ

سے وہاں زلزلہ آ گیا ہو۔ گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ زمین کی لرزش میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا اور تہہ خانے کی چھت سے مٹی گرنے لگی تھی جو گرو مہاراج کے ارد گرد گرتی دکھائی دے رہی تھی۔ گڑگڑاہٹ کی آواز سن کر اور زمین کی لرزش دیکھ کر گرو مہاراج نے وہاں سے اٹھنے اور دور ہٹنے کی کوئی کوشش نہ کی تھی۔ اسی لمحے اچانک گڑگڑاہٹ کے ساتھ اس کے سامنے زمین پھٹی اور اچانک زمین سے سرخ رنگ کا دھواں نکلنا شروع ہو گیا۔ گرو مہاراج کی نظریں اس دھوئیں پر جم گئیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے زمین نے طوفانی انداز میں سرخ دھواں اگلنا شروع کر دیا ہو۔ دھواں زمین سے نکل کر تیزی سے چھت کی طرف جا رہا تھا اور پھیلتا ہوا ایک جگہ جمع ہوتا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد گڑگڑاہٹ کی آواز بند ہو گئی اور زمین کی لرزش میں بھی کمی آ گئی اور پھر زمین کی لرزش بھی ختم ہو گئی۔ اب گرو مہاراج کے سامنے سرخ دھوئیں کا ایک پہاڑ سا بنا کھڑا تھا۔ چند لمحے سرخ دھواں لہراتا رہا پھر اچانک دھماکہ سا ہوا اور دھواں غائب ہو گیا اور اس کی جگہ گرو مہاراج کے سامنے لمبی تڑنگی سرخ رنگ کی ایک عجیب و غریب مخلوق ظاہر ہو گئی۔ اس مخلوق کا جسم بے حد طاقتور تھا۔ اس کا سر اس کے جسم سے بھی بڑا اور گول تھا لیکن اس مخلوق کے ہاتھ اور پاؤں بانس کی طرح پتلے پتلے تھے۔ اس مخلوق کا چہرہ گول تھا اور اس کی آنکھیں بھی گول اور سرخی مائل تھیں۔ اس کے ہونٹ کٹے ہوئے تھے جہاں

ے اس کے نوکیلے اور لمبے دانت جھانکتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ اس وجود کا سر گنجا تھا لیکن اس کے سر پر بیلوں کی طرح مڑے ہوئے دو سینگ واضح دکھائی دے رہے تھے۔

''میں اڈانگا ہوں گھنشام۔ کیا تم نے مجھے بلایا ہے''...... اچانک اس مخلوق کے حلق سے دھاڑتی ہوئی آواز نکلی۔

''ہاں۔ میں نے تمہیں بلایا ہے اڈانگا۔ تمہارا یہاں آنے کا شکریہ۔ میں تمہیں اپنے اس معبد میں خوش آمدید کہتا ہوں''...... گرو مہاراج نے اس خوفناک مخلوق کو دیکھ کر مسرت بھرے لیکن کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیوں بلایا ہے مجھے۔ کیا چاہتے ہو''...... اس مخلوق اڈانگا نے اسی طرح دھاڑتی ہوئی آواز میں کہا۔

''مجھے تمہاری مدد درکار ہے اڈانگا۔ میں مصیبت میں ہوں اور اس وقت صرف تم ہی میری مدد کر سکتے ہو اس لئے میں نے تمہیں خصوصی پیغام دے کر یہاں بلایا ہے''...... مہاراج نے اس کی طرف دیکھ کر خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''کیا مدد چاہئے۔ بولو''...... اڈانگا نے اسی انداز میں کہا تو گرو مہاراج نے اسے فوراً عمران، نیک اور روشن دنیا کے نمائندوں اور پھر عنقال کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ اس نے اڈانگا کو بتایا کہ وہ مہا رشی سے ہر صورت میں عنقال حاصل کرنا چاہتا ہے جو وہ ایک برگزیدہ انسان کے کہنے پر اسے آتشی پہاڑی میں پھینکنے کے

لئے لے جا رہا ہے۔ اس نے کوجائیوں کو بھیج کر ہر ممکن طریقے سے اس مہا رشی سے عنقال حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن مہا رشی نے برگزیدہ انسان کی مدد سے اس کی کوجائیوں کو فنا کر دیا تھا اور وہ مسلسل کامیابی کے ساتھ عنقال کو آتشی پہاڑی کی طرف لے کر جا رہا ہے۔

''تو تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری اس سلسلے میں مدد کروں''...... ساری تفصیل سن کر اڈانگا نے دھاڑ کر کہا۔

''ہاں۔اب صرف تم ہی میری مدد کر سکتے ہو اڈانگا۔تم ہی مجھے وہ راستہ بتا سکتے ہو جس پر عمل کر کے میں اس مہا رشی سے عنقال حاصل کر سکتا ہوں۔ میری مدد کرو اڈانگا۔ میری مدد کرو اور مجھے اس مہا رشی سے عنقال کو حاصل کرنے کا طریقہ بتاؤ۔ اپنا دماغ روشن کرو اور مجھے کوئی ایسا طریقہ بتاؤ کہ میں اس پر عمل کر کے ہر صورت میں مہا رشی سے عنقال کو حاصل کر سکوں''...... گرو مہاراج نے اس بار منت بھرے لہجے میں اس سرخ رنگ کی اس مخلوق کے سامنے باقاعدہ ہاتھ جوڑے ہوئے تھے۔

''میں تمہاری مدد کروں گا گھنشام لیکن اس کے لئے مجھے بھینٹ چاہئے۔ بولو۔ کیا تم مجھے خون کی بھینٹ دے سکتے ہو''...... اڈانگا نے کہا۔

''ہاں۔ تم جتنا خون مانگو کے میں تمہیں دوں گا۔ میں تمہیں ہر بھینٹ دینے کے لئے تیار ہوں اڈانگا۔ تم حکم کرو۔ تمہیں کتنے

انسانوں کا خون چاہئے''...... گرو مہاراج نے فوراً کہا۔
''تمہارا قبیلہ تو انسانوں سے بھرا ہوا ہے جن میں تازہ اور وافر مقدار میں خون موجود ہے۔ مجھے تمہارے قبیلے کے لوگوں کا خون چاہئے۔ بولو کیا تم مجھے ابھی اپنے قبیلے کے تین سو آدمیوں کا خون پینے کی اجازت دے سکتے ہو''...... اڈانگا نے شیطانی انداز میں کہا تو گرو مہاراج کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی آ گئی۔

''تین سو انسان۔ بس تمہیں تین سو انسانوں کا خون چاہئے''...... گرو مہاراج نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے قبیلے میں ہزاروں انسان موجود تھے۔ اس کا خیال تھا کہ اڈانگا اس کے آدھے قبیلے کے انسانوں کا خون بھینٹ کے طور پر مانگے گا لیکن اس نے صرف تین سو انسانوں کے خون کی بات کی تھی جو اس کے لئے خوشی کا باعث تھی۔

''ہاں۔ میں دو وقت تین سو انسانوں کو خون پیتا ہوں۔ تین سو انسانوں کو صبح اور تین سو انسانوں کا رات کو۔ تم جب تک مجھے اپنے ساتھ رکھو گے اتنے دنوں تک تمہیں ہر حال میں مجھے دن کے وقت تین سو اور رات کے وقت تین سو انسانوں کا خون پینے کی بھینٹ دینی ہو گی۔ بولو منظور ہے''...... اڈانگا نے کہا تو گرو مہاراج نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ میں تمہیں انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا ہوں اڈانگا۔ تم جتنے چاہے انسانوں کے خون کی بھینٹ

لے لو۔ لیکن تمہیں ہر صورت میری مدد کرنی ہو گی اور عنقال کو میرے پاس واپس لانا ہو گا''...... گرو مہاراج نے اس بار ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں عنقال کو لانے کے لئے خود نہیں جا سکتا۔ میں تمہیں اپنی عقل کے مطابق مشورہ دے سکتا ہوں جن پر عمل کر کے تمہاری کوجائیاں مہا رشی کا خاتمہ کر دیں گی اور اس سے عنقال کو چھین لائیں گی۔ بولو منظور ہے''...... اڈانگا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بولو۔ میں کیا کروں۔ کن کوجائیوں کو مہا رشی اور اس کے ساتھ موجود برگزیدہ انسان سے مقابلے کے لئے بھیجوں''...... گرو مہاراج نے کہا۔

''تمہارے پاس سیاہ کوجائیوں کے ساتھ سرخ کوجائیاں بھی موجود ہیں گھنشام۔ سرخ کوجائیاں سرخ بھیڑیوں اور سرخ ناگوں کا روپ دھار سکتی ہیں''...... اڈانگا نے کہا۔

''ہاں''...... گرو مہاراج نے کہا۔

''تو تین سو سرخ کوجائیوں کو بلاؤ اور ان سے کہو کہ ان میں سے دو سو کوجائیاں سرخ بھیڑیوں کا روپ دھار لیں اور ایک سو کوجائیاں سرخ ناگنیں بن جائیں اور پھر تم انہیں اس طرف روانہ کر دو جہاں مہا رشی، عنقال کے ساتھ موجود ہے۔ مہا رشی ان کوجائیوں کا مقابلہ نہیں کر سکے گا اور وہ اسے ہلاک کر کے اس سے عنقال کو چھین لانے میں کامیاب ہو جائیں گی''...... اڈانگا نے کہا۔

"لیکن اس مہارشی کے ساتھ جو برگزیدہ انسان ہے۔ کیا سرخ کوجائیاں اسے بھی شکست دے سکتی ہیں"...... گرومہاراج نے کہا۔

"نہیں۔ لیکن وہ اس کا راستہ روک سکتی ہیں۔ میں تمہیں جو کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو۔ اس بار تمہیں کامیابی ملے گی"...... اڈانگا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے کہنے پر تین سو سرخ کوجائیوں کو بھیج دیتا ہوں۔ تم جاؤ اور جا کر قبیلے کے تین سو انسانوں کو ہلاک کر کے ان کا خون پی لو"...... گرومہاراج نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں خون پی کر آتا ہوں"...... اڈانگا نے کہا اور یکلخت وہاں سے غائب ہو گیا۔ گرومہاراج کے چہرے پر اب قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اسے یقین تھا کہ اڈانگا نے اسے جو مشورہ دیا ہے اگر وہ اس پر عمل کرتے ہوئے تین سو کوجائیوں کو عمران کے مقابلے پر بھیجے گا تو وہ یقیناً عمران کو شکست دے کر اس سے عنقال حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔ اس لئے اس نے اپنی سرخ کوجائیوں کو بلانے کا فیصلہ کر لیا اور آنکھیں بند کر کے مخصوص آواز میں عجیب سی زبان میں کچھ پڑھنا شروع ہو گیا۔

کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو کرنل بھرت راج بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے غصیلی نظروں سے دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے مہالکشمی اندر آ رہی تھی۔ اسے دیکھ کر کرنل بھرت راج کا چہرہ اور زیادہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ اس طرح دروازہ کھول کر اندر نہ آیا کرو۔ میرا دل دہل جاتا ہے اور تم میری بات سنتی ہی نہیں ہو"...... کرنل بھرت راج نے مہالکشمی کو دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری۔ میں عادت سے مجبور ہوں"...... مہالکشمی نے بے اعتنائی سے کہا اور آگے بڑھ کر میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تمہاری یہ عادت یا تو کسی دن میری جان لے لے گی یا پھر میرا غصہ اس قدر بڑھا دے گی کہ میں تمہیں خود ہی گولی مارنے پر مجبور ہو جاؤں گا"...... کرنل بھرت راج نے اسی طرح غصیلے لہجے

میں کہا۔

''تم مجھے گولی مارو گے''...... مہا لکشمی نے چونک کر اس کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں ایسا کر سکتا ہوں''...... کرنل بھرت راج نے اسی
نداز میں کہا تو مہا لکشمی ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

''اچھا سوری۔ آئندہ میں خیال رکھوں گی''...... مہا لکشمی نے کہا
تو کرنل بھرت راج اسے گھور کر رہ گیا۔

''کیوں آئی ہو''...... کرنل بھرت راج نے اس کی طرف غور
سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ایک بری خبر ہے''...... مہا لکشمی نے کہا تو کرنل بھرت راج کا
بھر منہ بن گیا۔

''تم ہر بار بری خبریں ہی لاتی ہو۔ کبھی تو کوئی اچھی خبر لے آیا
کرو۔ بہرحال بولو اب کیا بری خبر ہے''...... کرنل بھرت راج نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وہ چاروں ایجنٹ تاریک کنویں میں موجود نہیں ہیں''...... مہا
لکشمی نے ہونٹ بھینچ کر کہا تو پہلے تو کرنل بھرت راج اسے دیکھتا
رہا پھر جیسے ہی اسے مہا لکشمی کی بات سمجھ میں آئی وہ یکلخت اچھل
پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی بات کر رہی
ہو جنہیں تم نے اپنی سفلی طاقت ہماشی کے ذریعے کسی تاریک کنویں

میں پھنکوایا تھا اور اس ہماشی نے اس کنویں کا منہ بھی بند کر دیا
تھا''...... کرنل بھرت راج نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا تو
مہا لکشمی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں۔ میں انہی پاکیشیائی ایجنٹوں کی بات کر رہی ہوں''...... مہا
لکشمی نے کہا تو کرنل بھرت راج نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم نے تو دعویٰ کیا تھا کہ وہ کسی بھی
ورت میں کنویں سے زندہ نہیں نکل سکتے پھر وہ اس طرح کہاں
ائب ہو گئے ہیں''...... کرنل بھرت راج نے طنزیہ اور سخت لہجے
ں کہا۔

''میں نہیں جانتی کہ وہ کنویں میں زندہ کیسے بچ گئے تھے اور وہ
رکنویں سے باہر کیسے نکل گئے۔ تم نے مجھ سے کہا تھا کہ تم اس
ت تک اس بات پر یقین نہیں کرو گے کہ پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک
گئے ہیں جب تک تم ان کی لاشیں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لو۔
ں نے اگلے ہی دن ہماشی کو ساتھ لیا اور اپنے بے شمار ساتھیوں کو
لے کر بھورہم کے اس علاقے میں پہنچ گئی جہاں وہ کنواں موجود
۔ ہماشی نے اپنی طاقتوں سے کنویں کا منہ کھول دیا۔ وہ کنویں
گئی تا کہ ان کی لاشوں کو دیکھ سکے لیکن پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ
لائے ہوئے انداز میں واپس آ گئی۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ
وں کنویں میں موجود نہیں ہیں۔ اس کی بات سن کر میں اچھل
ا۔ مجھے اس کی بات پر یقین ہی نہ آیا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی

لاشیں کنویں میں موجود نہیں ہیں۔ میں نے فوراً اپنے چند آدمیوں کو کھوج بڑی بڑی رسیوں کی مدد سے کنویں میں اتار دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی واپس آ گئے اور انہوں نے بتایا کہ کنویں میں کوئی لاش موجود نہیں ہے تو میں حیران رہ گئی۔ میں نے ہماشی سے پوچھا کہ آخر وہ لوگ بند کنویں سے نکلے کیسے اور اب وہ ہیں کہاں تو اس نے جواب دیا کہ اسے بھی اس بات کی خبر نہیں ہے کہ وہ چاروں بند کنویں سے باہر کیسے نکلے تھے اور اب کہاں ہیں۔ اس نے فوراً اپنی کوجائیوں کو ان چاروں کی تلاش میں بھیجا لیکن تھوڑی ہی دیر میں ساری کوجائیاں واپس آ گئیں۔ انہیں ان چاروں کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے انہیں آسمان نے اٹھا لیا ہو یا پھر زمین نگل گئی ہو۔ میں بہت پریشان تھی۔ میں اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس آ گئی۔ ہماشی مسلسل اپنی ساتھیوں کے ساتھ ان کی تلاش میں لگی ہوئی تھی۔ میں چاہتی تھی کہ مجھے کم از کم اس بات کا تو پتہ چل جائے کہ وہ بند کنویں میں زندہ کیسے رہے اور کنویں سے باہر کیسے آئے لیکن ہماشی کے پاس بھی اس بات کا کوئی جواب نہ تھا اسی لئے اب میرے پاس اس کے علاوہ کوئی راستہ نہ تھا کہ میں تمہارے سامنے آ کر اپنی ناکامی کا اقرار کر لوں اور میں یہاں پہنچ گئی''...... مہالکشمی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔
کرنل بھرت راج اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر سخت ناگواری کے تاثرات نمایاں تھے۔

''میں جانتا تھا کہ یہی ہو گا''...... کرنل بھرت راج نے غراتے ہوئے کہا۔
''کیا۔ کیا جانتے تھے تم''...... مہالکشمی نے چونک کر کہا۔
''یہی کہ تم سفلی طاقتوں کی مدد کے باوجود ان پر بھی قابو نہیں کر پاسکو گی وہ ان رذیل عشکیوں کو ڈاج دے کر نکل جائیں گے۔ ان کے پاس روشن کلام ہے جس کا مقابلہ کرنا کسی بھی صورت میں ان سفلی طاقتوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ اسی لئے میں نے تمہیں ان کی لاشیں لانے کا کہا تھا۔ تم نے کہا تھا کہ تمہاری سفلی طاقت ہماشی نے انہیں زہریلے کنویں میں پھینک دیا ہے اور وہ اسی کنویں میں ہلاک ہو جائیں گے۔ اگر وہ ہلاک نہ بھی ہوئے تو اس سفلی طاقت ہماشی نے کنویں کا منہ بند کر دیا تھا اس لئے وہ کسی بھی صورت میں کنویں سے باہر نہ آ سکیں گے۔ اب بولو۔ اب کیا کہتی ہو''...... کرنل بھرت راج نے اسے گھورتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ایک بار وہ مجھے مل جائیں تو اس بار میں انہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گی۔ جب تک میں ان کے ٹکڑے نہ کر دوں گی اس وقت تک میں چین سے نہیں بیٹھوں گی''...... مہالکشمی نے غراتے ہوئے کہا۔
''جب تک تم ہماشی کو اپنے ساتھ رکھو گی تمہارے لئے ایسا کرنا ناممکن ہے''...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ میں اس شکتی سے ان کا پتہ معلوم کرا
ہوں۔ وہ میک اپ میں ہوتے ہیں اور لحہ لحہ ٹھکانہ بدل لیتے ہیں
انہیں تلاش کرنے کے لئے اگر میں پوری فورس بھی لگا دوں
آسانی سے ان کا پتہ نہیں چلتا۔ ہماشی میں اتنی طاقت ہے کہ
میک اپ میں ہونے کے باوجود ان تک پہنچ جاتی ہے اور ان کا پتہ
ٹھکانہ معلوم کر لیتی ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ میں اس کی مدد سے
کچھ نہیں کر سکوں گی''...... مہالکشمی نے منہ بنا کر کہا۔

''اگر تم ہماشی کو صرف اسی مقصد کے لئے استعمال کرو کہ انہیں
ٹریس کرا لو تو ٹھیک ہے لیکن ان طاقتوں کے ذریعے تم انہیں ہلاک
نہیں کرا سکتی۔ یہ کام تمہیں خود ہی کرنا پڑے گا مہالکشمی۔ میری
بات سمجھنے کی کوشش کرو''...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

''میں سمجھ رہی ہوں لیکن میری پریشانی یہ ہے کہ ہماشی ابھی تک
ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکی ہے کہ وہ کہاں چلے گئے
ہیں''...... مہالکشمی نے کہا۔

''اس کی ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے''...... کرنل بھرت راج نے کہا
تو مہالکشمی چونک پڑی۔

''کون سی وجہ''...... مہالکشمی نے چونک کر کہا۔

''ان کے پاس ضرور روشن کلام ہے۔ روشن کلام کی وجہ سے
ہماشی اور اس کی ساتھی کو جائیاں ان تک نہیں پہنچ پا رہی ہیں۔ جب
تک ان کے پاس روشن کلام ہے ہماشی اور اس کی ساتھی کو جائیاں

ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکیں گی''...... کرنل بھرت راج
نے کہا۔

''تو مجھے کیا کرنا چاہئے''...... مہالکشمی نے کہا۔

''اپنی ذہانت کو بروئے کار لاؤ اور اپنی فورس کی مدد سے ان کا
پتہ لگانے کی کوشش کرو۔ تم صرف ہماشی پر قناعت نہ کرو۔ سمجھی
تم''...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

''میں نے یہ کام پہلے ہی کر دیا ہے۔ فورس کے تینوں سیکشنوں
کو میں نے ہر طرف پھیلا دیا ہے وہ پوری قوت کے ساتھ انہیں
ٹریس کرنے میں لگے ہوئے ہیں''...... مہالکشمی نے کہا۔

''تم نے بتایا تھا کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو جس تاریک کنویں
میں قید کیا گیا ہے وہ بھور بھم کے جنگل میں ہے''...... کرنل بھرت
راج نے چونک کر کہا۔

''ہاں''...... مہالکشمی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''واؤجا سے یہ کنواں کتنا دور ہے''...... کرنل بھرت راج نے کہا
تو مہالکشمی ایک بار پھر چونک پڑی۔

''تمہارا مطلب ہے واؤجا جہاں بلیک اسٹیشن موجود ہے''...... مہا
لکشمی نے کہا۔

''ہاں۔ بلیک اسٹیشن اسی جنگل کے شمال میں واؤجا کے علاقے
میں ہے اور یہ بات تم بخوبی جانتی ہو''...... کرنل بھرت راج نے
کہا۔

''بھوربھم کا جنگل چھوٹا نہیں ہے۔ بلیک اسٹیشن اگر شمال میں
ہے تو یہ کنواں جنوب کے انتہائی سرے پر واقع ہے بلیک اسٹیشن
سے تقریباً دو سو کلو میٹر دور''...... مہالکشمی نے کہا۔

''لیکن انہیں بھی تو اس بات کا علم ہے کہ بلیک اسٹیشن بھوربھم
میں ہے۔ وہ تم سے ساری تفصیلات لے چکے ہیں تو پھر وہ یقیناً
ابھی اسی جنگل میں ہوں گے اور ان کی پیش قدمی یقیناً بلیک اسٹیشن
کی طرف ہو گی۔ تم انہیں ادھر ادھر تلاش کرانے کی بجائے جنگل
میں ہی تلاش کراؤ۔ وہ تمہیں جنگل میں ہی کہیں ملیں گے''...... کرنل
بھرت راج نے کہا۔

''میں جانتی ہوں۔ میں نے فورس کے ایک پورے سیکشن کو
جنگل میں پھیلایا ہوا ہے۔ وہ جنگل میں چاروں اطراف سے آگے
بڑھ رہے ہیں تاکہ جنگل کے اس حصے کو دائرے کی شکل میں گھیر
سکیں جہاں وہ موجود ہوں۔ ابھی تک ان کی طرف سے بھی کوئی
حوصلہ افزاء رپورٹ نہیں ملی ہے مجھے''...... مہالکشمی نے کہا۔

''تب ان کے بارے میں معلوم کرنے کے لئے تمہیں جنگل
کے اردگرد کے علاقوں کی چیکنگ کرنی چاہئے۔ ہوسکتا ہے وہ کنویں
سے نکل کر وقتی طور پر کسی سائیڈ کے علاقے میں چلے گئے ہوں۔
اس بات پر ان کی نظر ہو کہ فورس انہیں جنگل میں ڈھونڈھ رہی
ہے۔ وہ فورس کا جانے کا انتظار کر رہے ہوں تاکہ جنگل میں واؤجا
کے علاقے میں پہنچ کر بلیک اسٹیشن کو نشانہ بنا سکیں''...... کرنل بھرت

راج نے کہا۔

''میں یہ سب بھی کر رہی ہوں۔ فورس کے باقی دو سیکشن اردگرد
کے علاقوں کی چیکنگ کر رہے ہیں۔ ان کے پاس جدید ترین
کیمرے اور گاگلز ہیں جن سے وہ میک اپ میں موجود ان افراد کی
پہچان کر سکتے ہیں''...... مہالکشمی نے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر وہ بھوربھم جنگل اور اردگرد کے علاقوں میں نہیں
ہیں تو اور کہاں ہو سکتے ہیں''...... کرنل بھرت راج نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے کہا۔

''اس بات کا پتہ ہو تو میں ابھی جا کر ان کی گردنیں نہ دبوچ
لوں''...... مہالکشمی نے منہ بنا کر کہا۔

''تو کیا تمہاری ہماشی یہ بھی معلوم نہیں کر سکی ہے کہ وہ لوگ ہیں
کس علاقے میں''...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

''نہیں۔ وہ انہیں تلاش کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے
لیکن اس کے باوجود اس کی تلاش جاری ہے۔ وہ یہ سونگھنے کی کوشش
کر رہی ہے کہ کسی طرح اس علاقے کا ہی پتہ چلایا جا سکے جہاں
وہ موجود ہیں''...... مہالکشمی نے کہا۔

''تب تو اس معاملے میں ہماری مدد واڈگر کر سکتا ہے''...... کرنل
بھرت راج نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''واڈگر۔ تمہارا مطلب ہے وہ شرابی بوڑھا جو ہر وقت نشے میں
دھت رہتا ہے۔ جسے عرف عام میں بلیک فاکس کہا جاتا ہے''......

مہالکشمی نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ وہ کسی زمانے میں کافرستان کی فاکس ایجنسی کا چیف ہوا کرتا تھا اس کی ڈیوٹی بھوربھم میں ہی تھی۔ وہ سائیڈ میں موج سرحدی علاقوں سے ان افراد کو ٹریس کرتا تھا جو اسمگلنگ کے ان راستوں کا استعمال کرتے تھے۔ وہ بھوربھم جنگل کے چپے سے واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ فورس سے چھپنے کے لئے کون جگہ مجرموں کے لئے موزوں ہو سکتی ہے۔ اس کے پاس پور جنگل کی معلومات کا خزانہ ہے۔ یہی نہیں وہ بھوربھم جنگل کے گرد کے علاقوں کا بھی کیڑا ہے۔ بوڑھا ہونے اور نشے میں دھ رہنے کے باوجود اس کے پاس ہر طرح کی معلومات رہتی ہیں۔ جنگل میں داخل ہونے والے بلکہ جنگل میں حرکت کرنے وال ایک ایک حشرات الارض کے بارے میں جانتا ہے۔ اس کے مطابق اس نے اپنے زمانے میں جنگل کے ایک ایک حصے سپیشل کیمرے لگا رکھے تھے جو اب بھی جنگل اور اردگرد کے علاق میں موجود ہیں اور ان کیمروں کا سارا کنٹرول اب تک اس پاس ہے۔ اس نے انڈر گراؤنڈ مانیٹرنگ سسٹم بنایا ہوا ہے جہاں کر وہ اکثر جنگل اور اردگرد کے علاقوں کی چیکنگ کرتا رہتا ہے اگر کوئی اسمگلر جنگل میں داخل ہو تو وہ اس کی مانیٹرنگ کرتا ہے پھر دولت کے عیوض وہ ان اسمگلروں کے بارے میں متع ایجنسیوں کا معلومات فراہم کرتا ہے۔ یہی اب اس کا دھندہ

ہے۔ اسی ذریعے سے وہ اپنا گزر بسر کر رہا ہے۔ اگر تم اس سے جا کر ملو تو وہ اردگرد کے علاقوں اور جنگل کے ایک ایک حصے کو چیک کر کے تمہیں ضرور بتا سکتا ہے کہ وہ چاروں کہاں پر موجود ہے۔ میں اور کچھ نہیں تو یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر انہیں اس بات کا علم ہے کہ وہ بھوربھم جنگل میں ہیں تو وہ اس سے دور جانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ ان کی پیش قدمی واؤجا میں موجود بلیک اسٹیشن کی طرف ہی ہوگی"...... کرنل بھرت راج نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مجھے واقعی اب بلیک فاکس سے مدد لینی ہی پڑے گی۔ اگر میں صرف ہماشی کے چکروں میں رہی تو ایسا نہ ہو کہ وہ بلیک اسٹیشن تک پہنچ جائیں اور میں انہیں تلاش کرتی ہی رہ جاؤں"...... مہالکشمی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اب تم نے عقل مندی کی بات کی ہے۔ یہ کام تمہیں فوراً سے پہلے کرنا چاہئے۔ میں بلیک اسٹیشن کی حفاظت کے انتظامات مزید سخت کرا دیتا ہوں تاکہ وہ اس طرف آئیں تو انہیں روکا جا سکے"...... کرنل بھرت راج نے کہا تو مہالکشمی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اپنا کام کرو میں اپنا کرتی ہوں۔ میں اب بھی اپنے وعدے پر قائم ہوں کہ میں انہیں کسی بھی حال میں بلیک اسٹیشن تک نہ پہنچنے دوں گی۔ ان کی موت [illegible] اور صرف میرے

ہاتھوں ہو گی"..... مہا لکشمی نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

"باتوں سے نہیں مجھے عملی طور پر یہ سب کر کے بھی دکھاؤ"......
کرنل بھرت راج نے سنجیدگی سے کہا۔

"بے فکر رہو۔ میں ان کے لئے بھوکی شیرنی ثابت ہوں گی۔
وہ کچھ بھی کر لیں لیکن میں ان کا بلیک اسٹیشن تک پہنچنے کا خواب کبھی
پورا نہیں ہونے دوں گی"..... مہا لکشمی نے غرا کر کہا اور ایک جھٹکے
سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"کہاں جا رہی ہو"..... اسے اٹھتے دیکھ کر کرنل بھرت راج نے
کہا۔

"بلیک فاکس سے ملنے"..... مہا لکشمی نے جواب دیا تو کرنل
بھرت راج نے اثبات میں سر ہلا دیا اور مہا لکشمی مڑی اور تیز تیز
قدم اٹھاتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

رات گزر رہی تھی۔ اب تاریکی قدرے کم ہونا شروع ہو گئی
تھی۔ عمران ساری رات جاگتا رہا تھا۔ اندھیرے میں اس نے کئی
بار حصار سے باہر دیکھنے کی کوشش کی تھی لیکن تاریکی اتنی زیادہ تھی
کہ اسے کچھ بھی دکھائی نہ دے رہا تھا اور اب جب تاریکی چھٹنا
شروع ہوئی تو یہ دیکھ کر عمران واقعی حیران رہ گیا کہ باہر ہر طرف
بڑے بڑے قد آور اور انتہائی جسیم بھیڑیے موجود تھے۔ یہ بھیڑیے
عام بھیڑیوں سے کہیں زیادہ جسیم اور طاقتور تھے۔ بھیڑیے مسلسل
غرا رہے تھے اور اچھل اچھل کر حصار میں داخل ہونے کی کوشش کر
رہے تھے لیکن وہ جیسے ہی اچھل کر حصار کی طرف آتے ایسا لگتا
جیسے وہ شیشے کی کسی دیوار سے ٹکرا گئے ہوں۔ ٹکراتے ہی وہ گر
پڑتے۔ ان بھیڑیوں کے ساتھ وہاں بڑے بڑے ناگ بھی تھے۔
ناگ بھی ان بھیڑیوں کی طرح حصار میں آنے کی ہر ممکن کوشش کر
رہے تھے لیکن وہ بھی اپنی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو پا رہے

تھے۔

پھر دن کی سپیدی نمودار ہونا شروع ہوئی تو عمران نے دیکھا کہ بھیڑیوں اور ناگوں کا رنگ گہرا سرخ تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی خون سے بھرے تالاب سے نہا کر آئے ہوں۔ وہ بے حد غصے میں تھے اور حصار میں داخل نہ ہونے کی وجہ سے ان کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔

''ان کی تعداد تو واقعی بہت زیادہ ہے''...... عمران نے اذہان نوفر سے مخاطب ہو کر کہا جو اس سے کچھ فاصلے پر زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔

''ان کی تعداد تین سو ہے۔ دو سو سرخ کوجائیوں نے سرخ بھیڑیوں اور ایک سو کوجائیوں نے ناگوں کا روپ دھارا ہوا ہے''...... اذہان نوفر نے مخصوص سپاٹ لہجے میں کہا۔

''کیا یہ مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ تمہیں ہلاک کر کے یہ یہاں سے عنقال کی لاش لے جانا چاہتے ہیں''...... اذہان نوفر نے کہا۔

''انہوں نے جس طرح سے ہمیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے اب ہم یہاں سے نکلیں گے کیسے''...... عمران نے کہا۔

''ابھی صرف دن کی سپیدی نمودار ہوئی ہے۔ دن چڑھ آنے دو پھر میں انہیں یہاں سے مار بھگانے کا انتظام کروں گا''...... اذہان نوفر نے کہا۔

''کیا کرو گے تم''...... عمران نے پوچھا۔

''جو کروں گا اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا''...... اذہان نوفر نے سپاٹ لہجے میں کہا تو عمران خاموش ہو گیا۔

''کیا یہ فجر کا وقت ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ ابھی سپیدی پوری طرح سے نہیں پھوٹی ہے۔ تم نماز پڑھنا چاہو تو پڑھ سکتے ہو۔ میں تو اپنی مثالی دنیا میں جا کر باجماعت نماز پڑھ آیا ہوں''...... اذہان نوفر نے کہا۔

''لیکن میں باوضو نہیں ہوں اور یہاں یہ رذیل لاش بھی تو پڑی ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں اس لاش کو وقتی طور پر یہاں سے غائب کر دیتا ہوں۔ وضو کے لئے تم دائرے میں موجود مٹی سے تیمم کر سکتے ہو''...... اذہان نوفر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسے اثبات میں سر ہلاتے دیکھ کر اذہان نوفر اٹھا اور وہ سامنے پڑی ہوئی عنقال کی لاش کے قریب آ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر عنقال کی لاش کے سینے کی طرف کر دیے۔ اسی لمحے اچانک عنقال کی لاش میں حرکت پیدا ہوئی تو عمران چونک پڑا۔ اس نے عنقال کی لاش کے نیچے زمین کو پھٹتے دیکھا تھا۔ نیچے سے چٹیل حصہ پھٹ گیا تھا اور عنقال کی لاش آہستہ آہستہ زمین کے اس پھٹے ہوئے حصے میں سما رہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں عنقال کی لاش زمین میں سما گئی اور جیسے ہی عنقال کی لاش غائب ہوئی اسی لمحے زمین برابر ہونا شروع ہو گئی۔ جیسے ہی عنقال کی لاش وہاں سے غائب ہوئی یہ دیکھ

کر عمران چونک پڑا کہ حصار کے باہر جو سرخ بھیڑیئے اور ناگ
تھے ان کی غرّاہٹیں اور پھنکاریں ختم ہو گئیں اور پھر وہ سب مڑے
اور تیزی سے ایک طرف دوڑتے چلے گئے۔

"یہ سب کہاں جا رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تمہارے نماز پڑھنے کے لئے میں نے انہیں وقتی طور پر
یہاں سے دور بھیج دیا ہے۔ تم نماز پڑھو"...... اذہان توفر نے سنجیدگی
سے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے ایک چٹان
پر پڑی ہوئی دھول سے تیمم کرنا شروع کر دیا۔

"قبلہ کس طرف ہے"...... عمران نے پوچھا تو اذہان توفر نے
اسے قبلہ کی سمت بتا دی۔ عمران نے اس طرف رخ کیا اور پھر قیام
میں کھڑا ہو گیا اور پھر اس نے باقاعدہ فجر کی نماز کی نیت کی اور پھر
نماز پڑھنا شروع ہو گیا۔ پہلے اس نے دو رکعت سنت ادا کی اور پھر
دو رکعت فرض پڑھنے لگا۔ فرض پڑھ کر اس نے سلام پھیرا اور پھر وہ
اس نے درود شریف پڑھا اور چند مخصوص کلمات پڑھنے کے بعد دعا
کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اس کی آنکھوں میں نمی تھی وہ بڑے خشوع
وخضوع کے ساتھ دعا مانگ رہا تھا۔ دعا مانگتے ہوئے اس کی
آنکھوں سے باقاعدہ آنسو لڑھک آئے تھے۔

"یا اللہ تم نے مجھے جس آزمائش میں ڈالا ہے اس آزمائش میں
مجھے کامیابی عطا فرما اور سرخرو ہونے کا موقع دے۔ تو مسبب
الاسباب ہے یا رب العالمین، مجھے تیرا ہی آسرا ہے۔ تو ہی مجھے

اس مصیبت کی گھڑی سے نجات دلا سکتا ہے۔ میں تیری خوشنودی
کے لئے اس شیطانی چکر میں پھنسا ہوا ہوں اور مسلسل صعوبتیں
جھیل رہا ہوں۔ میری مدد فرما اے اللہ۔ مجھے ان رذیل سفلی
طاقتوں کے مقابلے میں اتنی ہمت اور اتنی طاقت مرحمت فرما کہ میں
ان پر فتح پا سکوں اور انہیں نیست و نابود کر سکوں۔ مجھے موت کا کوئی
ڈر نہیں ہے۔ موت برحق ہے لیکن میں مرنے سے پہلے تیرا سونپا ہوا
یہ کام پورا کرنا چاہتا ہوں۔

مجھے ہر سفلی طاقت کا مقابلہ کر کے اس رذیل وجود کو تباہ و برباد
کرنا ہے۔ اسے جلا کر راکھ بنانا ہے تاکہ شیطان مردود کا چیلا گرو
مہاراج گھنشام اسے زندہ کر کے انسانیت کو نقصان نہ پہنچا سکے۔
اے میرے مالک۔ اس رذیل وجود کو بھسم کرنے کے لئے میری
مدد فرما۔ مجھے ہمت عطاء فرما اور مجھے ایسی قوتیں عطا کر جس کو
بروئے کار لا کر میں ان سفلی طاقتوں کا مقابلہ کر سکوں"...... عمران
نے بڑے خشوع و خضوع سے دعا مانگتے ہوئے کہا۔ دعا مانگتے
ہوئے وہ یکلخت سجدے میں جھک گیا اور پھر وہ ہچکیاں لے کر
روتے ہوئے دعا مانگنے لگا۔ وہ انتہائی حد تک جذباتی کیفیت میں
پہنچ گیا تھا اور انتہائی خشوع وخضوع سے دعا مانگ رہا تھا۔ اذہان
توفر اس کے قریب کھڑا اسے اس قدر عاجزانہ انداز میں دعا مانگتا
دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اب معصومیت کے ساتھ عجیب سا
نور دکھائی دینے لگا تھا۔ اس کی آنکھوں کی چمک بھی بڑھ گئی تھی۔

عمران کافی دیر تک گڑگڑا گڑگڑا کر دعا مانگتا رہا پھر جب دن کی روشنی کچھ بڑھ گئی تو وہ سجدے سے اٹھ گیا۔ اس کا سارا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ صاف کیا اور پھر اذہان نوفر کی طرف دیکھنے لگا۔

''تم نے بہت عاجزی سے اور انتہائی خشوع و خضوع سے دعا مانگی ہیں دوست۔ میں تمہاری یہ عاجزی اور انکساری دیکھ کر تم سے واقعی مرعوب ہو گیا ہوں''...... اذہان نوفر نے اس کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''شکریہ''...... عمران نے پھیکے پھیکے سے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھولوں میں مہک تب بڑھتی ہے جب قدرت ان پر مہربان ہو کر ان پر شبنم کے قطروں کا چھڑکاؤ کرتی ہے۔ تم نے اپنے رب کو راضی کرنے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی آنکھوں سے شبنم کے جو قطرے بہائے ہیں یہ رائیگاں نہیں جائیں گے۔ تمہیں اس ماورائی معاملے میں یقیناً کامیابی ملے گی''...... اذہان نوفر نے مرعوبانہ لہجے میں کہا۔

''شاہ بابا یا تمہارا ساتھ رہا تو مجھے بھی یقین ہے کہ میں اس سفلی معاملے کو یقینی طور پر انجام تک پہنچا دوں گا۔ میں اپنی جان لڑا دوں گا اور ہر صورت میں اس رذیل وجود کو آتشی پہاڑی میں پھینکوں گا''...... عمران نے عزم بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اس نے ایک

بار پھر سرخ بھیڑیوں اور ناگوں کو دوڑ کر اس طرف آتے دیکھا۔

''یہ پھر واپس آ رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں انہیں وقتی طور پر ہٹانے میں کامیاب ہوا تھا۔ انہیں مستقل طور پر ہٹانا میرے بس میں نہیں ہے۔ یہ طاقتور سفلی طاقتیں ہیں اور مجھے ایک حد تک ان سے مقابلے کی اجازت ہے''...... اذہان نوفر نے کہا۔

''تو مستقل طور پر ان کا مقابلہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم دن نکلتے ہی انہیں مار بھگاؤ گے''...... عمران نے کہا۔

''یہ کام ضرور ہو گا۔ اس کے لئے تمہیں تھوڑا اور انتظار کرنا ہو گا۔ میں بس سورج کی کرنیں اس حصار میں آنے کا انتظار کر رہا ہوں''...... اذہان نوفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ تم مسکرانا بھی جانتے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اذہان نوفر ہنس پڑا۔

''کیوں۔ میرے مسکرانے پر پابندی ہے کیا''...... اذہان نوفر نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ کوئی پابندی نہیں ہے البتہ تمہاری سنجیدگی اور تمہارا سپاٹ چہرہ مجھ پر حاوی ہو گیا تھا برگذیدہ بن کر کہ میں تمہارے سات سو سات سال ہونے کی تکریم کروں اور تم سے انتہائی عزت اور تکریم کے ساتھ پیش آؤں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اذہان نوفر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم مجھ سے اپنے مخصوص انداز میں بھی بات کر سکتے ہو"...... اذہان نوفر نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چاہے اس کے لئے میں سر کے بل کھڑا ہو جاؤں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کوئی مضائقہ نہیں"...... اذہان نوفر نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"شکر ہے تم میں کچھ تبدیلی تو نظر آئی ورنہ سنجیدہ رہ کر تو میرے پیٹ میں بھی درد ہونا شروع ہو گیا تھا کہ میں کیا کروں اور کیا نہ کروں اور میرے پاس یہاں پیٹ درد ختم کرنے کا معجون بھی نہیں تھا"...... عمران نے کہا۔

"اور وہ معجون اب تمہارے لئے میری مسکراہٹ ثابت ہوا ہے"...... اذہان نوفر نے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

"یہی حقیقت ہے۔ تمہیں مسکراتے دیکھ کر واقعی میرا مائنڈ فریش ہو گیا ہے اور اب مجھے لگ رہا ہے جیسے میں کسی انتہائی بوڑھی بلکہ ضعیف ترین روح کے ساتھ نہیں ایک چھوٹے، معصوم اور پیارے سے بچے کے ساتھ ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کچھ بھی ہو یہ بچہ سات سو سات سال کا ہے"...... اذہان نوفر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"سات سو سات سال کا ہو یا سات ہزار سات سو سات سال

کا اب میں تم سے اپنے ہی انداز میں بات کروں گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... اذہان نوفر نے کہا اور پھر اچانک اذہان نوفر چونک پڑا۔

"کیا ہوا"...... اسے چونکتے دیکھ کر عمران نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔ اس دوران سرخ بھیڑیئے اور سرخ ناگ پھر سے حصار کے قریب آ گئے تھے اور وہ اچھل اچھل کر حصار میں آنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن وہ حصار میں جو کسی شیشے کی دیوار کی طرح تھا داخل نہ ہو پا رہے تھے۔

"مجھے بلایا جا رہا ہے"...... اذہان نوفر نے کہا تو عمران اچھل پڑا۔

"بلایا جا رہا ہے۔ کیا مطلب۔ کون بلا رہا ہے تمہیں"...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے بڑے بھی ہیں اور مجھے ان کے حکم پر ہی عمل کرنا پڑتا ہے"...... اذہان نوفر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور یہ تمہارے بڑے تم سے کتنے بڑے ہیں"...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"بہت بڑے ہزاروں سال بڑے اور ان سے بڑے لاکھوں اور کروڑوں سال بڑے بھی ہیں"...... اذہان نوفر نے کہا۔

"لیکن وہ تمہیں کیوں بلا رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

''لگے رہو۔ جب تک میں اس حصار میں ہوں۔ تم مجھے چھو بھی نہیں سکتے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ بھیڑیوں نے اب اور زیادہ غرانا اور چیخنا شروع کر دیا تھا۔ ناگوں کے پھنکاروں کی آوازیں بھی تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ تھوڑی ہی دیر میں سورج کی کرنوں کا سفر شروع ہوا اور یہ کرنیں پہاڑیوں سے اترتی ہوئیں میدان میں پہنچ گئیں۔ کرنوں کو میدان میں آتے دیکھ کر سرخ بھیڑیوں اور سرخ ناگوں میں کھلبلی سی مچ رہی تھی۔ عمران خاموشی سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے ایک بار پھر اندھیرا چھا گیا۔

''ارے۔ یہ کیا۔ یہ پھر میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا کیوں آ گیا''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اس کی بینائی لوٹ آئی اور یہ دیکھ کر وہ چونک پڑا کہ حصار میں اس کے سامنے اژہان نوفر موجود تھا۔

''اوہ۔ تو تمہاری واپسی ہوئی ہے اسی لئے میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا آیا تھا''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''یہ اندھیرا نہیں تھا۔ تمہاری آنکھوں پر وقتی طور پر پردہ ڈالا گیا تھا تاکہ تم مجھے جاتے اور آتے ہوئے نہ دیکھ سکو''...... اژہان نوفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن تم واپس کیوں گئے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''تمہیں بتایا تھا کہ مجھے میرے بڑوں نے بلایا ہے۔ ان کے

''ان کے پاس کوئی نئی خبر ہے جس کے بارے میں وہ مجھے بتانا چاہتے ہیں۔ تم رکو۔ میں ابھی آتا ہوں''...... اژہان نوفر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے عمران کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ گیا۔

''ارے۔ اندھیرا۔ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ گیا ہے کیا کسی نے سورج کا بٹن پریس کر کے اسے آف کر دیا ہے''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اسی لمحے اس کی بینائی بحال ہو گئی۔ بینائی بحال ہوتے ہی یہ دیکھ کر وہ چونک پڑا کہ اس کے سامنے سے اژہان نوفر غائب ہو چکا تھا۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کیا یہ اندھیرا اژہان نوفر کو غائب کرنے کے لئے میری آنکھوں میں بھرا گیا تھا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اژہان نوفر کے پیروں کے نشانوں سے بنے ہوئے حصار میں اکیلا موجود تھا۔ عنقال کی لاش بدستور زمین میں دھنسی ہوئی تھی اور اس کے ارد گرد سرخ بھیڑیے اور سرخ ناگ بدستور حصار میں آنے کی سعی کر رہے تھے۔ سورج نکل آیا تھا اور اس کی کرنیں دور موجود پہاڑیوں کی چوٹیوں پر پڑنی شروع ہو گئی تھیں۔ ان کرنوں کے پھوٹتے ہی حصار سے باہر موجود سرخ بھیڑیوں اور سرخ ناگوں میں عجیب سی بے چینی پیدا ہو گئی تھی۔ وہ اور زیادہ زور شور سے اچھل اچھل کر حصار میں آنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن ان کی ہر کوشش پہلے کی طرح ناکام ہی ہو رہی تھی۔

پاس کچھ اہم خبریں تھیں''...... اذہان نوفر نے جواب دیا۔

''کیسی خبریں''...... عمران نے کہا۔

''سب سے پہلی یہ کہ اب میں تمہارے ساتھ نہیں چل سکوں''...... اذہان نوفر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''ساتھ نہیں چل سکو گے۔ کیا مطلب''...... عمران نے کہا۔

''سفلی طاقتیں تم تک پہنچنے اور تم سے عنقال کی لاش کو چھیننے کے لئے پورا زور لگا رہی ہیں۔ میرے بڑوں نے مجھے بتایا ہے کہ اس وقت میں ان کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ ہوں۔ میری وجہ سے وہ تم تک پہنچنے سے قاصر ہیں اس لئے انہوں نے اس سارے علاقے پر خون کی بارش کرنے کا ارادہ کیا ہے وہ بھی ناپاک جانوروں کا خون جس کے قطرے ہر طرف پھیل جائیں گے اور میں چونکہ ایک لطیف وجود ہوں اس لئے اس خون کی ناپاکی میرے لئے ٹھیک نہیں ہو گی۔ میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکوں گا۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے میں تمہارے ساتھ نہیں چل سکوں گا۔ دوسری بات یہ کہ اس بار گرو مہاراج نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ وہ سفلی طاقتوں کے ساتھ ساتھ تمہیں انسانی طاقتوں سے بھی زیر کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس کے لئے اس نے انسانوں کا ایک گروہ تیار کیا ہے جو جدید دنیا کا اسلحہ لے کر اس طرف بڑھ رہے ہیں۔ وہ کسی بھی وقت تم تک پہنچ سکتے ہیں۔ ان کا مقابلہ ظاہر ہے تم ہی کر سکتے ہو۔

چونکہ ان کی تعداد زیادہ ہے اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ اب تمہیں اکیلا نہیں چھوڑا جائے گا۔ تمہارے ساتھ تمہارے چند ساتھیوں کو پہنچایا جائے گا اور یہ کام تمہارے ملک میں موجود سید چراغ شاہ صاحب سرانجام دیں گے۔ وہ بہت جلد تمہارے چند ساتھی تمہارے۔ ،پاس پہنچا دیں گے۔ تمہیں ان کے ساتھ مل کر عنقال کی لاش کو یہاں سے لے جا کر آتشی پہاڑی میں پھینکنا ہو گا تاکہ وہ جل کر بھسم ہو جائے۔ یہی نہیں تمہارا سابقہ اس بار چونکہ خطرناک ترین سفلی طاقتوں سے ہے جو تمہارے لئے حقیقتاً خطرہ بن سکتی ہیں اور تمہیں نقصان پہنچا سکتی ہیں اس لئے بڑوں نے تمہاری طاقت، ہمت اور تمہارا حوصلہ بڑھانے کے لئے تمہیں ایک خاص طاقت دینے کا فیصلہ بھی کیا ہے۔ مثالی دنیا کی خاص طاقت۔ یہ طاقت تمہارے پورے جسم کو فولاد کی طرح مضبوط کر دے گی اور یہ تمہیں ہر طرح کی سفلی طاقتوں، ان کے شر اور ان کے حملوں سے بھی محفوظ رکھے گی۔ یہ فولادی طاقت میں تمہارے جسم میں بھر دوں گا اور پھر میں یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا''...... اذہان نوفر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''لیکن میرے کون سے ساتھی میرے پاس پہنچائے جا رہے ہیں اور یہ طاقت جو تم میرے جسم میں بھر رہے ہو یہ کیسی طاقت ہے''...... عمران نے کہا۔

''تمہارے ساتھیوں کے ناموں سے میں واقف نہیں ہوں۔ یہ

کام سید چراغ شاہ صاحب کا ہے اس لئے جب وہ انہیں بھیجیں گے تو تمہیں ان کا پتہ چل جائے گا اور میں تمہیں جو طاقت دوں گا وہ روشنی کی طاقت ہے''...... اذہان نوفر نے کہا۔

''روشنی کی طاقت''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اپنا دایاں ہاتھ میرے ہاتھ میں دو''...... اذہان نوفر نے کہا تو عمران کا دایاں ہاتھ بے اختیار اٹھتا چلا گیا۔ اذہان نوفر نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تو عمران چونک پڑا۔ اس بار اذہان نوفر کا ہاتھ اس قدر سرد تھا کہ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ہاتھ میں برف کا ٹکڑا آ گیا ہو۔ اسی لمحے عمران نے اذہان نوفر کے ہاتھ میں روشنی سی چمکتی دیکھی۔ یہ روشنی اذہان نوفر کے پورے ہاتھ پر حرکت کر رہی تھی۔ عجیب سی روشنی تھی جس میں سرخی بھی تھی اور نیلا پن بھی۔ وہ روشنی تیزی سے حرکت میں آئی اور اذہان نوفر کے ہاتھ سے ہوتی ہوئی عمران کے ہاتھ پر آئی اور پھر عمران کے بازو کی طرف بڑھی اور پھر تیزی سے اس کے کاندھے پر آئی اور پھر اس کے سر پر چمکتی ہوئی دکھائی دی۔ جیسے ہی روشنی عمران کے سر پر پہنچی اسی لمحے عمران کو اپنے دماغ میں تیز روشنی بھرتی ہوئی محسوس ہوئی۔

یہ روشنی اس کی آنکھوں میں بھی اتر آئی تھی اور اس کے سامنے موجود سب کچھ جیسے اس تیز روشنی میں چھپ گیا۔ عمران کو یکلخت اپنا جسم کانپتا ہوا محسوس ہوا۔ تیز روشنی اس کے دماغ میں طوفان مچا

رہی تھی۔ اس کا ذہن کسی لٹو کی طرح گھوم رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا سارا جسم یکلخت مفلوج ہو گیا ہو۔ وہ نہ سوچ سکتا تھا نہ دیکھ سکتا تھا، نہ بول سکتا تھا نہ سن سکتا تھا اور نہ اپنی جگہ سے حرکت کر سکتا تھا۔ کافی دیر وہ اسی حالت میں کھڑا رہا پھر اس کے دماغ میں چمکنے والی روشنی یکلخت ختم ہو گئی اور دوسرے لمحے اس کے دماغ میں اندھیرا بھر گیا اور وہ لہرایا اور گرتا چلا گیا۔

وہ سب باری باری ایک دوسرے کے قریب جھاڑیوں اور خشک پتوں کے ڈھیر پر گرے۔ یہ جھاڑیاں اور خشک پتے اس قدر کثیر تعداد میں تھے کہ وہاں باقاعدہ ان کا ڈھیر سا لگا ہوا تھا جو بے حد نرم اور گداز تھا۔ وہ تین سو فٹ کی بلندی سے گرے تھے لیکن ان میں سے کسی کو بھی کوئی چوٹ نہ آئی تھی۔ گرتے ہی وہ ایک دو بار اچھلے اور پھر یکلخت سیدھے ہو گئے۔

"یہ کیا ہو گیا۔ ہم اتنی بلندی پر جا کر گر گئے"...... صفدر نے کہا۔

"شکر کرو کہ اس قدر بلندی سے گرنے کے باوجود ہم میں سے کوئی زخمی نہیں ہوا ہے۔ اگر یہاں جھاڑیوں اور خشک پتوں کا ڈھیر نہ ہوتا تو یقیناً ہماری ہڈیوں کا بھی سرمہ بن جاتا"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ واقعی اس بار تو ہم موت سے بال بال بچے ہیں اگر ان جھاڑیوں اور خشک پتوں کا یہاں ڈھیر نہ ہوتا تو ہماری دردناک

موت یقینی ہوتی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن وہ لٹیں ٹوٹ کیسے گئیں۔ بظاہر تو وہ بے حد مضبوط معلوم ہو رہی تھیں"...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ ان کے گرتے ہی ان کے سیل فون بھی نیچے گر گئے تھے اس لئے وہاں سے روشنی کم نہ ہوئی تھی۔ انہوں نے ہاتھ بڑھا کر سیل فون اٹھا لئے۔

"شاید وہ خود نہیں ٹوٹی تھیں انہیں جان بوجھ کر توڑا گیا تھا"...... صفدر نے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کس نے توڑا ہو گا انہیں"...... تنویر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ہم سفلی طاقتوں کی قید میں ہیں تو وہ ہم پر نظر بھی رکھ رہی ہوں گی۔ لٹیں توڑنے کا کام بھی ان کا ہی ہو سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"گرنے سے تو ہم بچ گئے ہیں اب اوپر جا کر چھت توڑنے کے لئے کیا پھر ہمیں محنت کرنی پڑے گی۔ میرا مطلب ہے دیواروں پر پھر چڑھ کر اوپر جانا پڑے گا"...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اس کے علاوہ اور ہم کر بھی کیا سکتے ہیں۔ ہمیں پھر سے اپنا کام شروع کرنا پڑے گا"...... صفدر نے کہا۔

"اس بار شاید ہمیں زیادہ بلندی تک نہ جانا پڑے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ چونک پڑے۔

ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

''کیا مطلب''...... ان سب

نیچے گرتے وقت میرا سیل فون میرے ہاتھ میں تھا جس کی ٹارچ روشن تھی۔ نیچے گرتے ہوئے میں نے قلابازی کھاتے ہوئے اپنا جسم سنبھالنے اور دیوار کی ایک لٹ کو پکڑنے کی کوشش کی تھی۔ میں لٹ کو تو نہ پکڑ سکا تھا لیکن میرا پاؤں دیوار کے ایک حصے سے ٹکرایا تھا تو اس وقت میں نے وہاں سے بہت سی مٹی گرتے دیکھی تھی اور وہاں میں نے ایک کافی بڑا ہول بنتے دیکھا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہول ہمارے لئے اللہ کی طرف سے مدد ہو اور ہم اس ہول سے گزر کر اس کنویں کے کسی اور راستے سے باہر نکل سکیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ان کے چہروں پر مسرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''کیا وہ ہول اتنا بڑا ہے کہ اس میں ہم آسانی سے داخل ہو سکیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ نظر تو ایسا ہی آیا تھا جیسے کافی بڑا ہول ہو لیکن بہرحال اوپر جا کر اسے چیک کرنے کے بعد ہی پتہ چلے گا کہ وہ ہول ہمیں اس کنویں سے نکال سکتا ہے یا محض ایک عام سا ہول ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کس طرف دیکھا تھا تم نے ہول''...... تنویر نے پوچھا۔

''میں اس سائیڈ سے گرا تھا۔ اسے اسی طرف ہونا چاہئے''...... کیپٹن شکیل نے دیوار کے ایک حصے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہارے اندازے کے مطابق وہ کتنی بلندی پر ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''ڈیڑھ سو فٹ سے زیادہ بلندی پر ہے''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کافی بلندی ہے۔ لیکن بہرحال ایک نظر اسے دیکھنا تو پڑے گا شاید ہماری مشکل آسان ہو جائے''...... صفدر نے کہا۔

''ہم سب کو اوپر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اکیلے جا کر اس ہول کو چیک کر لیتا ہوں۔ اگر اس میں گزرنے کا کوئی راستہ ہوا تو میں آپ سب کو بلا لوں گا ورنہ نیچے آ جاؤں گا''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ یہ بو ناقابل برداشت ہے۔ سو فٹ کی بلندی پر جا کر بو کا اثر زائل ہو جاتا ہے اس لئے ہم سب ہی اوپر چلیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ ہم سب چلیں گے''...... صفدر نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ سب اٹھے اور انہوں نے ایک بار پھر دیوار سے نکلی ہوئی جڑوں سے اوپر چڑھنا شروع ہوئے پھر لٹوں تک پہنچتے ہی انہوں نے انہیں پکڑا اور پہلے سے زیادہ جوش بھرے انداز میں اوپر چڑھنا شروع ہو گئے۔ سو سوا سو فٹ کی بلندی پر پہنچ کر انہیں دیوار میں ایک بڑا سوراخ دکھائی دیا۔ سوراخ کافی بڑا تھا۔ اتنا بڑا سوراخ دیکھ کر ان کے جوش میں اضافہ ہو گیا۔ وہ تیزی سے لٹیں

پکڑتے ہوئے سوراخ کے پاس آ گئے۔ یہ دیکھ کر ان کی ہمت اور
بڑھ گئی کہ سوراخ بڑا ہونے کے ساتھ بے حد کشادہ تھا اور دور تک
جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

”یہ سوراخ شاید پرانا نالہ ہے جو بارشوں کے پانی سے بنا تھا
اور بارشوں کا پانی اس راستے سے ہوتا ہوا کنویں میں گرتا تھا“......
کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں۔ نالہ چھوٹی قدرتی سرنگ جیسا ہے۔ اس کی دیواریں بھی
سیاہ ہیں اور اس پر پانی کے مخصوص نشان بھی موجود ہیں“...... صفدر
نے ٹارچ کی روشنی اندر ڈالتے ہوئے کہا۔

”اس کی طوالت بتا رہی ہے کہ یہ ہمیں یہاں سے کافی دور لے
جائے گا“...... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے بھی یہی لگ رہا ہے لیکن ہم اس میں اٹھ کر چل
نہیں سکتے۔ اس میں ہمیں ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چل کر ہی جانا
پڑے گا“...... صفدر نے کہا۔

”چلتے ہیں۔ یہاں رکے رہنے سے تو یہی بہتر ہے کہ ہم اس
سرنگ نما نالے کے راستے آگے بڑھیں۔ ہو سکتا ہے کہ قدرت
ہمیں یہاں سے نجات کا کوئی راستہ دکھا دے“...... کیپٹن شکیل نے
کہا۔

”لیکن یہ راستہ بھی آگے جا کر بند ہوا تو“...... تنویر نے کہا۔

”ہم کوشش ضرور کریں گے۔ باقی جو اللہ کی رضا، لیکن میرا دل

کہہ رہا ہے کہ یہ راستہ ہمیں یہاں سے نکالنے کے لئے ہی بنا
ہے“...... جولیا نے کہا۔

”تو پھر چلیں“...... صفدر نے کہا۔

”ہاں ضرور“...... جولیا نے کہا۔

”میں آگے جاؤں گا۔ میرے پیچھے صفدر ہو گا اور صفدر کے پیچھے
تنویر، مس جولیا ہم سب کے پیچھے آئیں گی“...... کیپٹن شکیل نے کہا
تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر کیپٹن شکیل آگے
بڑھا اور اس سوراخ میں داخل ہو گیا۔ وہ گھٹنوں کے بل آگے
بڑھنے لگا۔ وہاں عجیب سی بو تھی لیکن یہ بو اس قدر کراہت آمیز نہ
تھی جس کی وجہ سے انہیں سانس لینے میں دقت ہوتی اس لئے
کیپٹن شکیل کے پیچھے صفدر اور پھر صفدر کے پیچھے تنویر آگے بڑھنے
لگا۔ آخر میں جولیا بھی اس سوراخ میں داخل ہو گئی اور پھر وہ سب
ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلنا شروع ہو گئے۔ سوراخ متوازی
نہ تھا۔ وہ کبھی دائیں طرف مڑ رہا تھا اور کبھی بائیں طرف۔ وہ
ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چل رہے تھے۔ جب وہ تھک جاتے تو
کچھ دیر کے لئے دیواروں کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے اور پھر
جب وہ ستا لیتے تو ایک بار پھر آگے بڑھنا شروع کر دیتے۔ ان
کا یہ سفر مسلسل جاری تھا پھر تقریباً دو گھنٹے مسلسل چلتے رہنے کے
بعد راستہ بالکل سیدھا ہو گیا اور انہیں دور سے روشنی کے آثار دکھائی
دینے لگے۔

''میرا خیال ہے ہم اب اس عجیب وغریب راستے سے باہر نکلنے والے ہیں۔ وہ دیکھیں سامنے دہانہ دکھائی دے رہا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ان کے چہروں پر امید اور بیم کے تاثرات ابھر آئے اور ان کی رفتار اور تیز ہو گئی۔ تھوڑی دیر میں وہ جھاڑیوں بھرے دہانے کے پاس موجود تھے۔ دہانے کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے۔ کیپٹن شکیل چونکہ آگے تھا اس لئے اس نے انہیں وہیں رکنے کا کہا اور خود آگے بڑھا اور جھاڑیاں ہٹاتا ہوا دہانے سے باہر آ گیا۔ یہ دیکھ کر وہ چونک پڑا کہ وہ ایک چھوٹی سی کھائی میں موجود تھا۔ کھائی کی گہرائی میں یہ راستہ بنا ہوا تھا۔ شاید اس کھائی میں ضرورت سے زیادہ بارش کا پانی جمع ہو جاتا تھا۔ اور پھر اس سوراخ میں داخل ہو کر رستا ہوا راستہ بناتا رہتا تھا۔ یہ عمل کئی سالوں میں پورا ہوا ہو گا لیکن قدرت کا یہ عمل آج ان کے لئے نئی زندگی کا ضامن بن گیا تھا۔ کیپٹن شکیل نے آواز دے کر ان سب کو بھی کھائی میں بلا لیا۔ کھائی میں بھی پانی موجود نہ تھا۔ شاید ان علاقوں میں کم ہی بارش ہوتی تھی اور جب ہوتی تھی تب ہی ان گڑھوں یا کھائیوں میں پانی جمع ہوتا تھا ورنہ یہ گڑھے اور کھائیاں عموماً خشک ہی رہتی تھیں۔

''اب ہمیں اس کھائی میں اوپر جانا ہے''...... کیپٹن شکیل نے اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لیکن اس کھائی کی دیواریں چٹیل ہیں یہاں کنویں کی دیواروں پر اگی ہوئی بیلوں یا جڑوں جیسی کوئی چیز موجود نہیں ہے''...... جولیا نے کہا۔

''لیکن بہرحال چٹیل حصے سے ہم اوپر چڑھ سکتے ہیں۔ چٹانیں اور پتھر ابھرے ہوئے بھی ہیں اور اندر بھی دھنسے ہوئے ہیں جو ہمارے اوپر چڑھنے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''تھوڑی دیر یہاں رک کر ستا لیتے ہیں پھر اوپر چڑھتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔ شاید وہ اس قدر طویل سفر اور وہ بھی ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چل چل کر تھک گئی تھی۔ اس لئے وہ کچھ دیر آرام کرنا چاہتی تھی۔

''میں بھی کچھ دیر ریسٹ کرنا چاہتا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ آرام کریں میں اوپر جا کر دیکھتا ہوں کہ ہم اس وقت کس جگہ پر موجود ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں''...... تنویر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں دیواروں پر چڑھنا شروع ہو گئے۔ یہ بلندی بھی سو فٹ سے کم نہ تھی۔ وہ دونوں ہمت ہارنے والے نہ تھے اس لئے بلندی کی طرف بڑھتے چلے گئے اور پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ کنارے کے پاس پہنچ چکے تھے۔ کناروں کو پکڑتے ہوئے وہ اوپر آئے اور پھر وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا وہ اس وقت ایک جنگل میں موجود تھے۔ ان کے

اردگرد گھنے درختوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ یہی نہیں۔ زمین بھی بڑی اور گھنی جھاڑیوں سے بھری ہوئی تھی۔

''یہ تو کوئی جنگل معلوم ہوتا ہے''...... تنویر نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''معلوم نہیں ہو رہا۔ یہ جنگل ہی ہے''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''لیکن یہ جنگل ہے کون سا اور ہم دارالحکومت سے کتنی دوری پر موجود ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''میرے سیل فون میں ٹریکنگ سسٹم اور میپ موجود ہے۔ میں اسے آن کرتا ہوں۔ اس سے ہمیں پتہ چل سکتا ہے کہ ہم کافرستان کے کس حصے اور کس جنگل میں موجود ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کھائی میں چونکہ روشنی تھی اس لئے انہوں نے سیل فونز کی ٹارچیں آف کر دی تھیں اور انہیں جیبوں میں ڈال لیا تھا۔ کیپٹن شکیل نے سیل فون جیب سے نکالا اور اسے آن کرنے لگا۔ جلد ہی سیل فون آن ہو گیا۔

''ارے۔ یہاں تو سگنل ہی نہیں ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو تنویر نے بھی جیب سے سیل فون نکالا اور اسے آن کرنے لگا۔

''ہاں۔ واقعی یہاں سگنل نہیں ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''یہاں گھنا جنگل ہے۔ اگر ہم تھوڑی بلندی پر جائیں تو ہو سکتا ہے کہ ہمیں سگنل مل جائیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہم کھائی کی گہرائی سے نکل کر بلندی پر آئے ہیں اب اس سے زیادہ بلندی پر کہاں جائیں گے''...... تنویر نے کہا تو کیپٹن شکیل مسکرا دیا۔

''ہم کسی درخت پر بھی چڑھ سکتے ہیں۔ یہ بھی تو بلندی ہو گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''مجھ میں تو اب اتنی ہمت نہیں ہے کہ میں کسی درخت پر چڑھ سکوں۔ تم ایسا کر سکتے ہو تو ضرور کرو''...... تنویر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھ گیا۔

''تھوڑی دیر رک کر ستا تو لو۔ ابھی تو کھائی سے نکل کر آئے ہو''...... تنویر نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ ہم ہمت نہیں کریں گے تو یہاں سے نکلیں گے کیسے۔ یہاں سے نکلنے کے لئے ہمارے پاس کوئی راستہ تو ہونا چاہئے''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک درخت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ ایک اونچے درخت پر چڑھتا چلا جا رہا تھا۔ تنویر اس کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اسے نیچے سے کچھ آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک کر کھائی کی طرف دیکھنے لگا اور پھر یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ جولیا اور صفدر بھی دیواروں پر سے ہوتے ہوئے اوپر آ رہے تھے۔

''ارے۔ تم دونوں نے تو کہا تھا کہ کچھ دیر ریسٹ کرو گے پھر اوپر آؤ گے''...... تنویر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''جب تم دونوں اوپر آنے کی ہمت کر سکتے ہو تو ہم نے بھی سوچا کہ نیچے رک کر آرام کرنے کی بجائے کیوں نہ ایک ہی بار میں اوپر پہنچ کر آرام کیا جائے وہ بھی ایک ساتھ''...... صفدر نے کنارہ پکڑ کر اوپر آتے ہوئے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ان دونوں نے نیچے سے آتی ہوئی جولیا کے ہاتھ پکڑے اور پھر اسے بھی اوپر کھینچ لیا۔

''تو ہم کسی جنگل میں ہیں''...... صفدر نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... تنویر نے کہا۔

''اور یہ کیپٹن شکیل کہاں ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''وہ سیل فون کا نیٹ استعمال کر کے اس جنگل کے بارے میں علوم کرنا چاہتا تھا لیکن یہاں سگنل نہیں آ رہے تھے۔ اس لئے وہ ایک درخت پر چڑھا ہوا ہے وہ دیکھیں''...... تنویر نے کہا اور اس نے اس درخت کی طرف اشارہ کیا جس پر کیپٹن شکیل موجود تھا۔ کیپٹن شکیل کے ہاتھ میں اس کا سیل فون دکھائی دے رہا تھا جسے وہ ہاتھ اوپر کر کے دائیں بائیں لہرا رہا تھا۔

''شاید اوپر جا کر بھی اسے سیل فون کے سگنلز نہیں مل رہے ہیں۔ اسی لئے وہ سیل فون ادھر ادھر لہرا رہا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ایسا ہی لگ رہا ہے''...... صفدر نے کہا۔ کیپٹن شکیل تھوڑی دیر تک سیل فون ادھر ادھر لہراتا رہا پھر اس نے سر جھٹکا اور سیل فون

جیب میں رکھ کر وہ درخت سے نیچے اترنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ان کے قریب تھا۔

''یہاں سیل فون کے سگنل بالکل بھی نہیں ہیں۔ میں نیٹ آن کر کے میپ سے دیکھنا چاہتا تھا کہ ہم اس وقت کہاں ہے اور اس جنگل کا نام کیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نجانے ہم شہر سے کتنی دور ہیں۔ جنگلوں میں عموماً سیل فونز کے سگنلز نہیں ہوتے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس طرح تو ہم اس بات کا بھی اندازہ نہیں لگا سکتے کہ ہمیں اس جنگل میں جانا کہاں ہے یا ہمیں کس سمت میں سفر کرنا چاہئے تاکہ ہم کسی آباد علاقے میں پہنچ سکیں''...... تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اس کا تو یہی حل ہے کہ ہم کسی بھی طرف چلنا شروع کر دیں۔ اس طرح چلتے چلتے ہم آخر اس جنگل سے نکل ہی جائیں گے اور کسی نہ کسی آبادی تک بھی پہنچ جائیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''اس کے لئے ہمیں نجانے کتنا طویل سفر کرنا پڑے''...... صفدر نے کہا۔

''جو بھی ہے۔ اب ہمیں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہے پہلے کنویں میں پھنسے ہوئے تھے اب اس جنگل میں پھنسے رہنا بھی ہمارے حق میں بہتر نہ ہو گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو پھر ہمیں سامنے کی طرف ہی چلنا چاہئے۔ اس طرف
درختوں کے درمیان راستے بنے ہوئے ہیں اور یہاں دور نزدیک
جانوروں کی آوازیں بھی سنائی نہیں دے رہی ہیں۔ میرے خیال
میں ہمارے لئے یہی راستہ مناسب بھی ہو سکتا ہے اور محفوظ
بھی''...... صفدر نے کہا۔

''تو چلو۔ ہم کم از کم کنویں کی قبر سے تو باہر نکل آئے ہیں اور
زہ ہوا میں سانس لے رہے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے
دئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب
سامنے کے رخ چلنا شروع ہو گئے۔

''ہم اپنے سیل فون آن رکھتے ہیں۔ جب کوئی آبادی نزدیک
آئے گی تو ہمیں آسانی سے سگنل بھی مل جائیں گے''...... صفدر نے
کہا۔

''ہاں۔ یہ ٹھیک ہے''...... جولیا نے کہا۔ انہوں نے سیل فون
ہاتھوں میں لے لئے۔

''میرے خیال میں ہمیں سیل فون کے ساتھ جیبوں سے اسماء
اعظم کی تختیاں بھی نکال کر ہاتھوں میں لے لینی چاہئیں''......
اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ چونک پڑے۔

''وہ کیوں''...... جولیا نے کہا۔

''ہم ایک سفلی طاقت کی قید سے نکل کر باہر آئے ہیں۔ ہو سکتا
ہے کہ سفلی طاقت اس کنویں میں پھر سے جھانک کر دیکھنے کی کوشش

کرے اور جب ہم اسے وہاں دکھائی نہیں دیں گے تو اسے یقیناً
اس سوراخ کا بھی علم ہو جائے گا جہاں سے ہم نکل کر آئے ہیں۔
اگر اسماء اعظم کی تختیاں ہمارے ہاتھوں میں ہوں گی تو وہ سفلی
طاقت یا طاقتیں ہمارے نزدیک آنے کی کوشش نہیں کریں گی۔ ہم
تختیاں ہاتھوں میں لئے مسلسل ورد بھی کرتے رہیں تو ہمارے حق
میں بہتر ہوگا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں اس طرح ہم سفلی طاقتوں کو واقعی خود سے دور رکھ سکتے
ہیں''...... تنویر نے کہا اور پھر اس نے اپنے کوٹ کے اوپر والی جیب
سے اسماء اعظم کی تختی نکال کر دائیں ہاتھ میں لے لی۔ باقی سب
نے بھی ایسا ہی کیا اور پھر وہ اسماء اعظم کا ورد کرتے ہوئے آگے
بڑھنا شروع ہو گئے۔ تھوڑی دور جانے کے بعد انہیں جنگل میں
ناریل کے درخت دکھائی دیئے۔ ناریل کے درختوں کو دیکھ کر ان کی
بھوک پیاس جاگ اٹھی۔ وہ فوراً ان درختوں کی طرف گئے۔

''میں اوپر جا کر ناریل توڑ کر نیچے پھینکتا ہوں۔ اس میں پینے
کے لئے ہمیں پانی بھی مل جائے گا اور کھانے کے لئے گودا بھی۔
کیپٹن شکیل تمہارے پاس خنجر ہے تم اس خنجر کی مدد سے ان ناریلوں
کو چھیل اور کاٹ سکتے ہو''...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔ صفدر ایک درخت کی طرف بڑھا اور پھر اس
نے پھرتی سے درخت پر چڑھنا شروع کر دیا۔ بلندی پر جا کر اس
نے ایک ناریل کو پکڑا اور اسے زور دار جھٹکے سے توڑ کر نیچے پھینک

نیچے گرائے اور پھر وہ اس نے ایک ایک کر کے کئی ناریل نیچے گرائے اور پھر وہ درخت سے اتر کر نیچے آ گیا۔ نیچے گرنے والے ناریلوں کو ان تینوں نے جمع کر لیا تھا اور دوسرے درخت کے نیچے آ گئے تھے۔ وہاں بیٹھ کر کیپٹن شکیل نے خنجر کی مدد سے ان ناریلوں کو چھیل کر کاٹنا شروع کر دیا۔ ناریل چھیل کر اس نے ان کے درمیان خنجر مار کر سوراخ بنائے اور پھر اس نے پہلا ناریل جولیا کو دے دیا تاکہ وہ اس کا پانی پی سکے۔

ان سب نے ناریلوں کا پانی پیا اور خنجر سے چھیل کر ناریل کا گودا کھایا۔ اس ساری جدوجہد کی وجہ سے وہ سب بری طرح سے تھک گئے تھے اس لئے جب ان کے شکم سیر ہو گئے تو ان کے ذہن بھاری ہونا شروع ہو گئے۔ وہ ایک صاف ستھری جگہ تھی۔ وہ کچھ دیر کے لئے وہاں ریسٹ کرنے کے لئے لیٹ گئے۔ سایہ دار درختوں تلے ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اس لئے ان سب کو لیٹتے ہی نیند آ گئی اور پھر وہ سب جب جاگے تو اس وقت شام کے سائے ڈھلنا شروع ہو گئے تھے اور وہاں تیزی سے اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا۔ اندھیرا ہوتے ہی وہاں جیسے جنگل کی زندگی بیدار ہونا شروع ہو گئی تھی کیونکہ اب ہر طرف سے مختلف جانوروں کی آوازیں آنا شروع ہو گئی تھیں۔ گو یہ آوازیں دور تھیں لیکن وہ ہر قسم کے جانوروں کی آوازیں سن سکتے تھے جن میں شیروں، چیتوں، بن مانسوں کے گرجنے اور دھاڑنے کے ساتھ ساتھ ہاتھیوں اور ان

جیسے گرانڈیل جانوروں کے چنگھاڑنے کی آوازیں بھی شامل تھیں۔ ان آوازوں میں زیادہ نمایاں آوازیں جنگلی بھیڑیوں کی تھیں جو رات کے وقت شکار کے لئے نکلتے تھے۔

''ہم تو ضرورت سے زیادہ ہی گہری نیند سو گئے تھے''...... صفدر نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''ہم نے مسلسل تگ و دو کی تھی اور کنویں سے نکلنے، سرنگ کے طویل سفر کے ساتھ ساتھ کھائی سے نکلنے کی جدوجہد کی وجہ سے ہم سب بے حد تھک گئے تھے اور ہمارے لئے ریسٹ ضروری تھا۔ ناریل کا پانی پی کر اور اس کا گودا کھا کر ہمارے شکم بھی سیر ہو گئے تھے اور تھکاوٹ کے غلبے کے ساتھ یہاں چلنے والی ٹھنڈی ہوا نے بھی سونے پہ سہاگے کا کام کیا اور ہم سب کو تھپک تھپک کر سلا دیا تھا''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''رات ہو گئی ہے اور ہم جنگل میں ہیں۔ رات کے وقت جنگل خطرناک ہو سکتا ہے اور ہمارا یہاں رکے رہنا بھی خطرے سے خالی نہیں ہو گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ ہر طرف سے جانوروں کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ نیند کے دوران کوئی جانور اس طرف نہیں آیا تھا ورنہ نیند کی حالت میں وہ ہمیں نقصان بھی پہنچا سکتا تھا''...... تنویر نے کہا۔

''اللہ تعالیٰ کو ہماری زندگیاں مقصود تھیں اس لئے اس ذات

پاک نے ہماری حفاظت کی اور ہمیں سفلی طاقتوں سے بھی محفوظ رکھا“...... صفدر نے کہا۔ ناریل کا پانی پی کر اور اس کا گودا کھا کر سونے سے پہلے انہوں نے ایک درخت کی پتلی دھاگے نما شاخیں توڑ کر ان میں اسماء اعظم کی تختیاں پرو کر اپنے گلوں میں ڈال لی تھیں تاکہ اگر وہ سو جائیں تو نیند کی حالت میں کوئی سفلی طاقت یا سفلی ذریت ان کے قریب نہ پھٹک سکے۔

”ہم نے اسماء اعظم کی تختیاں کو گلے میں لٹکا کر عقلمندی کا ثبوت دیا تھا۔ ان مقدس اسماء اعظم کی وجہ سے شاید کسی سفلی طاقت کو بھی ہمارے قریب آنے کی ہمت نہ ہوئی تھی“...... جولیا نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ہم محفوظ ہیں اس کے لئے ہم سب کو اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا چاہئے“...... صفدر نے کہا۔

”کیا ہمارے لئے رات اس جنگل میں گزارنا مناسب ہو گا“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اردگرد سے جس طرح خطرناک جانوروں کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ وہ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ ان حالات میں تو ہمارا یہاں رکنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے“...... تنویر نے کہا۔

”لیکن اگر ہم رات یہاں نہیں گزاریں گے تو جائیں گے کہاں“...... صفدر نے کہا۔

”مناسب تو یہی ہو گا کہ ہم رات یہیں گزاریں لیکن زمین پر نہیں درختوں پر چڑھ کر۔ جانوروں اور درندوں سے بچنے کا یہی

ایک طریقہ ہو سکتا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”زمین پر ہم جانوروں اور درندوں سے بچ جائیں گے لیکن درختوں پر سانپ اور زہریلے حشرات الارض ہوئے تو“...... تنویر نے کہا۔

”ہمارے پاس سیل فونز کی ٹارچیں ہیں۔ ہم ان سے دیکھ بھال کر درختوں پر چڑھیں گے اور چونکہ ہم اپنی نیند پوری کر چکے ہیں اس لئے رات بھر جاگ کر اپنی حفاظت کر سکتے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”تو کیا آپ سب اس بات سے متفق ہیں کہ رات ہمیں یہیں بسر کرنی ہے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کیوں۔ تمہارا یہ ارادہ نہیں ہے کیا“...... جولیا نے پوچھا۔

”نہیں۔ اب جب ہم اپنی نیند پوری کر چکے ہیں تو پھر ہمیں جاگ کر یہاں نہیں رکے رہنا چاہئے۔ ہم رات کی تاریکی میں آگے بڑھ سکتے ہیں تاکہ اس جنگل سے نکلنے کا کوئی راستہ ڈھونڈھ سکیں۔ رات کی تاریکی سے بچنے کے لئے ہمارے سیل فون کی ٹارچیں کام دے سکتی ہیں“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اور اگر راستے میں ہمارا کسی درندے سے سامنا ہو گیا تو۔ ہمارے پاس تو ان سے مقابلے کے لئے سوائے ایک خنجر کے اور کچھ بھی نہیں ہے“...... تنویر نے کہا۔

”رات کے وقت جانوروں کی آوازیں آسانی سے سنائی دیتی

ہیں۔ آوازیں اب بھی ہم سے کافی دور ہیں۔ ہم ایسے راستوں پر ہوں گے جہاں سے جانوروں یا درندوں کی آوازیں سنائی نہ دے رہی ہوں گی۔ اگر کوئی خطرناک جانور یا درندہ ہمارے راستے میں آیا تو ہم اس سے بچنے کے لئے درختوں پر چڑھ جائیں گے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”نہیں۔ میرے خیال میں رات کے وقت جنگل میں سفر کرنا ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ زیادہ تر درندے جن میں خاص طور پر جنگلی بھیڑیے شامل ہیں رات کے وقت جاگ کر اپنا شکار تلاش کرتے ہیں۔ علی الصبح ان پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور جنگل میں خاموشی ہوتی ہے۔ اس لئے ہم رات کے وقت سفر کرنے کی بجائے دن کو سفر کریں تو بہتر ہو گا اور ہمیں راستوں کا بھی علم ہوتا رہے گا ورنہ شاید ہم اندھیرے میں اس جنگل میں بھٹکتے ہی رہ جائیں گے“...... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ یہ بات تو ہے“...... کیپٹن شکیل نے جولیا کی مدلل دلیل کو مانتے ہوئے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”تو پھر ہمارا یہاں رکنا ہی مناسب ہے۔ ہم رات درختوں پر گزاریں گے اور سیل فون کی ٹارچوں سے درختوں کو بھی وقتاً فوقتاً چیک کرتے رہیں گے تاکہ ہم سانپوں اور حشرات الارض پر بھی نظر رکھ سکیں“...... صفدر نے کہا۔

”یہاں ہمارے ارد گرد عجیب سی بو پھیلی ہوئی ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے ایک بار میں نے عمران اور جوزف کے ساتھ ایک جنگل میں رات گزاری تھی تو جوزف نے ایسی ہی جگہ ڈھونڈی تھی جہاں ایسی بو موجود ہو۔ اس کا کہنا تھا کہ یہ ایک خاص جڑی بوٹی کی بو ہے جو رات ہوتے ہی ہر طرف پھیل جاتی ہے اور جہاں پر یہ بو ہوتی ہے وہاں نہ تو کوئی جانور آنا پسند کرتا ہے اور نہ حشرات الارض یہاں تک کہ ناگ بھی اس بو سے دور ہی رہتے ہیں۔ اس جڑی بوٹی کو برگار بوٹی کہتے ہیں اور یہ بو مجھے اسی بوٹی کی ہی معلوم ہو رہی ہے“...... صفدر نے کہا۔

”اگر ایسی بات ہے تو پھر جنگل میں اس سے زیادہ محفوظ جگہ ہمارے لئے اور کوئی نہیں ہو سکتی ہے۔ ہم رات یہیں بسر کریں گے“...... جولیا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”جوزف کے کہنے کے مطابق اگر برگار بوٹی ڈھونڈ کر ہم اسے پیس لیں اور اس کا لیپ بنا کر اپنے جسم کے مختلف حصوں پر لگا لیں تو بھی ہم جانوروں اور ہر قسم کے حشرات الارض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اس بوٹی کا لیپ بنا کر اسے اپنے جسم پر لگا کر ہم جنگل میں آگے بھی بڑھ سکتے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”تو تم کیا چاہتے ہو۔ ہم یہاں رکنے کی بجائے برگار بوٹی کا لیپ لگا کر جنگل میں آگے بڑھیں“...... جولیا نے کہا۔

''اس کا فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔ اس مشن کی لیڈر آپ ہیں۔ آپ کہیں گی تو ہم رات یہیں گزاریں گے اور اگر آپ حکم دیں گی تو ہم برگار بوٹی کا لیپ لگا کر آگے بھی بڑھ سکتے ہیں''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم اس بوٹی کو پہچانتے ہو''...... تنویر نے صفدر کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ گھاس جیسی عام بوٹی ہے لیکن گھاس کی پتیوں سے قدرے لمبی اور سرخی مائل ہوتی ہیں۔ یہاں اس کی بو ہے تو ظاہر ہے یہاں وافر مقدار میں بوٹیاں بھی موجود ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''تو پھر ہم اس بوٹی کو ڈھونڈتے ہیں۔ اگر یہ ہمیں اس قدر وافر مقدار میں مل گئی کہ ہم اس کا لیپ بنا کر اپنے جسموں پر لگا سکیں تو پھر ہم آگے بڑھنے کا قصد کریں گے ورنہ رات یہیں گزاریں گے''...... جولیا نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سیل فون نکال کر ان کی ٹارچیں آن کر کے ان کی روشنی میں مخصوص برگار بوٹی تلاش کرنے میں مصروف ہو گئے۔ وہاں واقعی وافر مقدار میں بوٹیاں موجود تھیں جو صفدر کے کہنے کے مطابق عام گھاس سے قدرے بڑی اور پتوں جیسی تھیں اور سرخی مائل تھیں اور بو ان سے ہی پھوٹ رہی تھی۔ ان سب نے پتیاں توڑ کر انہیں ایک جگہ جمع کرنا شروع کر دیا۔ جب کافی بوٹیاں اکٹھی ہو گئیں کیپٹن شکیل ایک بڑا اور ایک چھوٹا پتھر ڈھونڈھ لایا۔ جولیا کے کہنے

پر صفدر نے اس بوٹی کو پیسنے کا کام شروع کیا۔ بوٹی سرخ رنگ کے پانی سے بھری ہوئی تھی۔ صفدر بڑے پتھر پر پتیاں رکھ کر انہیں چھوٹے پتھر سے پیس کر ان کا لیپ بنا رہا تھا۔ جب کافی لیپ تیار ہو گیا تو انہوں نے یہ لیپ اپنے بازوؤں اور اپنے جسم کے کھلے حصوں پر لگانے کے ساتھ لباسوں پر بھی لگا لیا تاکہ ان سے مسلسل بو پھوٹتی رہے اور جانور اور حشرات الارض کے ساتھ ساتھ زہریلے ناگ بھی ان کے قریب نہ آ سکیں۔ بوٹی کی بو ناگوار تھی لیکن انہیں جنگل میں سفر کرتے ہوئے اپنی زندگیاں محفوظ رکھنی تھیں اس لئے وہ اس بو کو برداشت کرنے پر مجبور تھے۔

''کیا خیال ہے۔ اب چلا جائے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ہمیں جانا کہاں ہے اس بات کا بھی فیصلہ کر لیا جائے تو بہتر ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''ہمارے سیل فون کام کر رہے ہوتے تو ہم میپ سے اس بات کا پتہ چلا سکتے تھے کہ ہم کہاں ہیں اور ہمارا کس طرف سفر کرنا سود مند رہے گا لیکن افسوس۔ یہاں بالکل بھی سگنل موجود نہیں ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہمارے سروں پر گھنے درخت ہیں۔ اگر کھلا آسمان ہوتا تو ہم قطب نما ستارے کو تلاش کر کے اس سے سمت کا اندازہ کر لیتے اور پھر اسی کے سہارے آگے بڑھتے رہتے''...... صفدر نے کہا۔

''پھر بھی ہمارے لئے یہ طے کرنا مشکل ہوتا کہ ہمیں مشرق کی

طرف جانا ہے، مغرب کی طرف، جنوب یا پھر مشرق کی طرف
کیونکہ ہمارے پاس اس جنگل کے بارے میں کوئی معلومات نہیں
ہیں اور ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ آبادی کس طرف ہے اور یہاں
سے کتنی دور''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو پھر اللہ کا نام لے کر کسی ایک طرف چل پڑتے ہیں۔
آگے جو ہوگا دیکھا جائے گا''...... جولیا نے کہا تو ان سب نے
اثبات میں سر ہلائے اور پھر وہ ایک ساتھ آگے بڑھنا شروع ہو
گئے۔ انہیں اس بات کا بھی اندازہ نہ تھا کہ وہ کس سمت بڑھ رہے
ہیں۔ کیپٹن شکیل کے پاس خنجر تھا۔ تنویر، جولیا اور صفدر نے درختوں
کی ڈنڈے نما بڑی شاخیں توڑ کر ہاتھوں میں لے لی تھیں تاکہ اگر
کسی جانور کا سامنا ہو جائے تو وہ اس سے اپنی حفاظت کر سکیں۔

ان سب نے برگار بوٹی کا لیپ جسموں پر لگایا ہوا تھا جس سے
جانور اور ہر قسم کے حشرات الارض ان کے قریب نہیں آ سکتے تھے
لیکن اس کے باوجود وہ یہی کوشش کر رہے تھے کہ ان راستوں کی
طرف نہ جائیں جہاں سے جانوروں کی آوازیں سنائی دے رہی
ہیں۔ وہ قدرے خاموش راستے پر آگے بڑھ رہے تھے۔ راستہ
دیکھنے کے لئے وہ سیل فون کی ٹارچوں کا استعمال کر رہے تھے۔
چونکہ سیل فون چارج کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی انتظام نہ تھا
اس لئے اب وہ سب سیل فون ایک ساتھ استعمال نہیں کر رہے تھے
تاکہ زیادہ سے زیادہ سیل فونز کی بیٹریوں کی پاور بچائی جا سکے۔

ایک سیل فون کی روشنی ہی اس تاریک جنگل میں ان کے لئے کافی
تھی اور وہ اسی کے سہارے راستہ دیکھتے ہوئے آگے بڑھے جا
رہے تھے۔ گھنے درختوں کے جھنڈ سے نکل کر وہ جھاڑیوں بھرے
ایک راستے پر پہنچ گئے۔ اب ان کے سروں پر کھلا آسمان تھا لیکن
شاید آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے اس لئے انہیں آسمان پر نہ
چاند دکھائی دے رہا تھا اور نہ کوئی تارہ چمکتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔
رات گہری ہو چکی تھی اور ہر طرف ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اس لئے
وہ بے فکری اور نہایت اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھے چلے
جا رہے تھے۔ ایک تو وہ محفوظ راستوں سے آگے بڑھ رہے تھے اور
دوسرا انہوں نے برگار بوٹی کا لیپ لگایا ہوا تھا اس لئے واقعی کوئی
جانور اب تک ان کے قریب نہ پھٹکا تھا۔ جن جھاڑیوں میں وہ چل
رہے تھے وہاں انہیں کئی بار ہلچل اور پھنکاروں کی آوازیں سنائی دی
تھیں جو اس بات کا ثبوت تھی کہ ان جھاڑیوں میں خطرناک ناگ
موجود تھے لیکن بوٹی کی بو کی وجہ سے ناگ ان کے قریب نہ آ
رہے تھے۔ مسلسل اور کافی دور چلنے کے بعد جھاڑیاں ختم ہوئی تو
انہیں وہاں ایک چھوٹا میدان دکھائی دیا۔ وہ میدان میں تھوڑا ہی
آگے گئے ہوں گے کہ انہیں دور ایک کھائی کا کنارہ دکھائی دیا۔

''اس طرف کھائی ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ان سب نے
اثبات میں سر ہلا دیئے اور سب ایک ساتھ چلتے ہوئے اس کھائی
کے کنارے پر آ گئے۔ یہ دیکھ کر وہ چونک پڑے کہ کھائی ڈھلانی

تھی اور انتہائی گہری تھی۔ دور انہیں بے شمار جگنو سے چمکتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ کیپٹن شکیل نے سیل فون کی ٹارچ آف کی اور پھر وہ سب غور سے ان چمکتے ہوئے جگنوؤں کو دیکھنے لگے۔

''یہ تو کوئی انسانی آبادی معلوم ہو رہی ہے۔ جنہیں ہم جگنو چمک رہے ہیں یہ لالٹینوں یا مشعلوں کی روشنیاں ہیں''...... صفدر نے ان روشنیوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ اس آبادی میں بجلی ہو اور وہاں پولوں پر لگے ہوئے بلب جل رہے ہوں جو دور ہونے کی وجہ سے ہمیں واضح دکھائی نہیں دے رہے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''ہو سکتا ہے لیکن ہمارے لئے یہ خوشی کی بات ہے کہ اس طرف آبادی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن آبادی یہاں سے بہت دور ہے۔ وہاں تک پہنچتے پہنچتے ہمیں کافی وقت لگ جائے گا''...... جولیا نے کہا۔

''اس جنگل میں رہنے سے بہتر ہے کہ ہم اس آبادی میں پہنچ جائیں۔ کم از کم ہمیں اس بات کا تو پتہ چل جائے گا کہ ہم ہیں کہاں اور ہمیں بھور بھم جنگل میں جانے کے لئے کتنا سفر کرنا ہے۔ آبادی کے نزدیک جا کر ہو سکتا ہے ہمارے سیل فونز کے سگنل بھی بحال ہو جائیں۔ تب ہم ناٹران سے بھی رابطہ کر سکتے ہیں اور یہاں سے نکل سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہ ٹھیک ہے۔ ہم آبادی کے نزدیک جاتے ہیں۔ جیسے ہی

ہمارے سیل فونز کے سگنل بحال ہوئے ہم فوراً ناٹران سے رابطہ کریں گے تاکہ وہ جلد سے جلد ہمیں یہاں سے نکالنے کے انتظامات کر سکے''...... صفدر نے کہا اور پھر وہ کھائی کی ڈھلان کی طرف بڑھے اور پھر احتیاط سے اس ڈھلان پر اترنا شروع ہو گئے۔ ڈھلان جھاڑیوں سے بھری ہوئی تھی۔ وہ ان جھاڑیوں کو پکڑتے ہوئے نیچے جا رہے تھے تاکہ ان میں سے کوئی پھسل نہ جائے۔ جب زیادہ ڈھلانی راستہ آیا تو انہوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ تھام لئے اور مزید احتیاط سے نیچے اترنے لگے لیکن پھر وہی ہوا جس کا انہیں خدشہ تھا۔ سب سے آگے کیپٹن شکیل تھا۔ اس کے بعد تنویر پھر صفدر اور آخر میں صفدر نے جولیا کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا جو اس کے پیچھے تھی۔ آگے جاتے ہوئے کیپٹن شکیل کا پیر پھسل گیا۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ وہ یکلخت گرا اور دوسرے لمحے ڈھلان پر پھسلتا چلا گیا۔ گرتے ہوئے اسے زور دار جھٹکا لگا تھا جس سے تنویر، صفدر اور جولیا بھی نہ سنبھل سکے اور پھر وہ سب ایک دوسرے کے آگے پیچھے ڈھلان پر گر کر تیزی سے جھاڑیوں پر پھسلتے چلے گئے۔ ان کی تیز چیخوں سے یکلخت ماحول گونج اٹھا۔

’’یہ سب کیا ہے اڈانگا۔ تم نے تو کہا تھا کہ اگر میں مہارشی کو ہلاک کرنے کے لئے سرخ کوجائیوں کو بھیجوں گا تو وہ نہ صرف مہارشی کو ہلاک کر دیں گی بلکہ اس سے عنقال کو بھی چھین لانے میں کامیاب ہو جائیں گی اور اب تم مجھے آ کر بتا رہے ہو کہ سرخ کوجائیاں اس مہارشی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں کیونکہ اس نے خود کو ایک حصار میں قید کر رکھا ہے‘‘...... گرو مہاراج گھنشام نے اپنے سامنے کھڑے سرخ جناتی مخلوق اڈانگا کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا جو ابھی کچھ دیر پہلے اس کے پاس ظاہر ہوا تھا۔

’’مہارشی کے ساتھ ایک بچہ ہے گرو مہاراج۔ وہ بچہ میری توقعات سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ اسے کسی مثالی دنیا سے بھیجا گیا ہے۔ اس نے اپنے پیروں سے اپنے اور مہارشی کے گرد ایک بڑا حصار بنا لیا تھا۔ اس حصار میں اتنی طاقت ہے کہ سرخ کوجائیاں

جنہوں نے سرخ بھیڑیوں اور سرخ ناگوں کا روپ دھار رکھا ہے کوشش کے باوجود اس میں داخل ہونے میں ناکام ہو رہی ہیں۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے حصار شیشے کے بڑے ستون کی شکل میں بنایا گیا ہو جو انتہائی بلندی تک ہے۔ سرخ بھیڑیئے اور ناگ اچھل اچھل کر اس حصار میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ ایک نہ نظر آنے والے دیوار سے ٹکرا کر گر پڑتے ہیں۔ ان کی کوششیں جاری ہیں لیکن میں نے خود جا کر وہاں کی صورتحال کا جائزہ لیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ سرخ کوجائیاں کسی بھی صورت میں اس حصار کو پار نہیں کر سکتیں اور وہ نہ تو مہارشی کو کوئی نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ ہی اس سے عنقال حاصل کر سکتی ہیں‘‘...... اڈانگا نے اپنے مخصوص دھاڑنے والے لہجے میں کہا۔

’’تو پھر اب میں کیا کروں۔ تم نے اپنی کامیابی کا یقین دلا کر اب تک میرے قبیلے کے نجانے کتنے سو افراد کا خون پی کر انہیں ہلاک کر دیا ہے۔ میری ساری توقعات تم سے ہی وابستہ تھیں۔ اگر تم بھی مجھے ناکامیوں کی خبریں سناؤ گے تو میں کس پر یقین کروں گا کس پر بھروسہ کروں گا اور عنقال کو کیسے حاصل کروں گا‘‘...... گرو مہاراج نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

’’جب تک مثالی دنیا سے آنے والا بچہ اس مہارشی کے ساتھ ہے ان تک کوئی سفلی طاقت اور کوئی سفلی ذریت نہیں پہنچ سکتی ہے۔ اگر تم مہارشی کو ہلاک کرنا چاہتے ہو اور اس سے عنقال حاصل کرنا

چاہتے ہو تو تمہیں ہر صورت میں اس بچے کو ان سے دور کرنا ہو گا۔ جب وہ اس مہا رشی سے دور چلا جائے گا تو پھر سفلی ذریات اس مہا رشی کا گھیراؤ بھی کر لیں گی اور اس پر حملہ کرنے کے بھی قابل ہو جائیں گی اور اس پر فتح بھی حاصل کر لیں گی"...... اڑانگا نے کہا۔

"لیکن اس بچے کو مہا رشی اور عتقال سے دور کیسے کیا جا سکتا ہے وہ تو مددگار کے روپ میں اس مہا رشی عمران کے ساتھ موجود ہے۔ پہلے ایک بوڑھا اس کی مدد کر رہا تھا اور کوجائیاں اس سے ڈر کر بھاگ رہی تھیں اب ایک معمولی بچہ ان کوجائیوں کے راستے کی دیوار بنا ہوا ہے"...... گرو مہاراج نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ معمولی بچہ نہیں ہے گرو مہاراج۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں اس کا تعلق مثالی دنیا سے ہے اور اسے اسی برگزیدہ ہستی نے ہی مہا رشی کی حفاظت کے لئے بھیجا ہے"...... اڑانگا نے کہا۔

"تو پھر تم ہی بتاؤ میں اس بچے کو مہا رشی سے کیسے دور کروں۔ کیا کروں"...... گرو مہاراج نے سر جھٹکتے ہوئے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"برگزیدہ ہستیاں اور مثالی ارواح ناپاکی سے ڈرتی ہیں اور ایسی جگہوں سے دور ہی رہنا پسند کرتی ہیں جہاں غلاظت یا ناپاک کر دینے والی کوئی چیز ہو یا غلاظت کے ڈھیر ہوں"...... اڑانگا نے کہا تو گرو مہاراج بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو"...... گرو مہاراج نے

اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک پلان آیا ہے گرو مہاراج۔ کیوں نہ ہم اس علاقے میں ناپاک جانوروں کے خون کی بارش کر دیں جہاں وہ مثالی بچہ، مہا رشی اور عتقال موجود ہے۔ ناپاک خون کی وجہ سے مثالی بچہ یقینی طور پر مہا رشی کو چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ناپاک جانوروں کے خون کی وجہ سے مہا رشی کے گرد بنا ہوا حصار بھی ٹوٹ جائے۔ اگر ایسا ہوا تو سرخ کوجائیوں کے لئے مہا رشی تک پہنچنا اور اس پر حملہ کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ مہا رشی کو ہلاک کر کے اس سے عتقال کو چھین کر لا سکتی ہیں"...... اڑانگا نے کہا تو گرو مہاراج کی آنکھوں میں یکلخت چمک ابھر آئی۔

"تمہارا یہ آئیڈیا تو بہترین ہے۔ واقعی اگر ہم ہر طرف ناپاک جانوروں کے خون کی بارش کر دیں تو وہ سارے کا سارا علاقہ ناپاک جانوروں کے خون سے بھر جائے گا۔ ایسے ماحول میں مثالی بچہ تو کیا کوئی برگزیدہ ہستی بھی آنا پسند نہیں کرے گی۔ خون کا اثر اس مہا رشی پر بھی ہو گا۔ وہ کوئی مقدس کلام نہ پڑھ سکے گا اور نہ کوئی ایسا عمل کر سکے گا کہ سرخ کوجائیوں کو خود سے دور کر سکے۔ ایسی صورت میں سینکڑوں سرخ کوجائیاں جب اس پر حملہ کر دیں گی تو مہا رشی ان سے کسی صورت بھی نہ بچ سکے گا اور اس کی شکست یقینی ہو گی۔ اسے ہلاک کر کے اس سے عتقال چھین لانا بھی سرخ کوجائیوں کے لئے مشکل ثابت نہ ہو گا"...... گرو مہاراج نے

مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں گرو مہاراج۔ ایسا ہی ہو گا''...... اڑانگا نے کہا۔

''کیا تم یہ کام کر سکتے ہو۔ میرا مطلب ہے کہ کیا تم جا کر ناپاک جانوروں کو لا کر انہیں ہلاک کر کے اور ان کا خون جمع کر کے اسے بارش کی صورت میں اس علاقے پر برسا سکتے ہو''...... گرو مہاراج نے اڑانگا کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں یہ سب کر سکتا ہوں''...... اڑانگا نے مخصوص انداز میں جواب دیا۔

''تو ٹھیک ہے۔ جاؤ اور جو کر سکتے ہو کرو۔ مجھے ہر صورت میں مہا رشی کی ہلاکت اور عنقال چاہئے۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ اور مثالی بچے کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دو۔ سرخ کوجائیوں کے ذریعے مہا رشی کا خاتمہ کرا دو اور اس سے عنقال کو چھین کر میرے پاس لے آؤ۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ''...... گرو مہاراج نے چیختے ہوئے کہا۔

''اس کام کو پورا کرنے کے لئے تمہیں چند اور کام بھی کرنے ہوں گے گرو مہاراج''...... اڑانگا نے کہا تو گرو مہاراج چونک پڑا۔

''کیا مطلب''...... گرو مہاراج نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میرا مطلب ہے تم وہاں سے سرخ کوجائیوں کو واپس بلا لو۔ سرخ کوجائیاں مہا رشی کو تو ہلاک کر سکتی ہیں لیکن وہ عنقال کو نہیں چھو سکتی ہیں۔ وہ انہیں وہاں سے اٹھا کر تمہارے پاس نہ لا سکیں گی اور یہ کام میں بھی نہیں کر سکتا ہوں۔ عنقال کو یہاں لانے کے لئے

تمہیں اپنے زندہ ساتھیوں کو استعمال کرنا پڑے گا''...... اڑانگا نے کہا۔

''میں اب بھی نہیں سمجھا کہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... گرو مہاراج نے کہا۔

''تمہارا بہت بڑا قبیلہ ہے جس میں سب جنگجو ہیں۔ تم اپنے نائب سردار کو بلاؤ اور اس کے ساتھ دس بیس جنگجوؤں کو بھیج دو تاکہ وہ جا کر مہا رشی کا خاتمہ بھی کر دیں اور وہاں سے عنقال کو بھی اٹھا کر لا سکیں۔ عنقال کو یہاں لانے کا یہی ایک طریقہ ہے''...... اڑانگا نے کہا۔

''لیکن جہاں وہ مہا رشی، عنقال کے ساتھ موجود ہے وہ جگہ تو یہاں سے سینکڑوں کلو میٹر دور ہے۔ میرا نائب ایاندا ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر اتنی دور کا سفر کیسے کرے گا''...... گرو مہاراج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''انہیں سرخ کوجائیوں کی مدد سے وہاں بھیجو۔ سرخ کوجائیاں انہیں لمحوں میں وہاں پہنچا دیں گی۔ جب وہ مہا رشی کو ہلاک کر دیں گے اور اس سے عنقال حاصل کر لیں گے تو سرخ کوجائیاں انہیں اسی طرح واپس بھی لا سکتی ہیں''...... اڑانگا نے کہا تو گرو مہاراج ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''تو اب تم چاہتے ہو کہ میں سرخ کوجائیوں کو محض ایاندا اور اس کے ساتھیوں کی سواریوں کے لئے استعمال کروں''...... گرو مہاراج

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ میں ان حالات میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا۔ میرا مشورہ مانو گے تو تمہیں کامیابی ملے گی''...... اڈانگا نے کہا تو مہا مہاراج نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ٹھیک ہے۔ میں یہ سب اب خود کر لوں گا۔ تم جاؤ''...... گرو مہاراج نے کہا تو اڈانگا چونک پڑا۔

''جاؤں۔ کیا مطلب''...... اڈانگا نے چونک کر کہا۔

''میرے لئے یہ تمہارا آخری مشورہ تھا اڈانگا۔ تم اب تک میرے ساتھ رہ کر میرے قبیلے کے بے شمار افراد کو ہلاک کر کے ان کا خون پی چکے ہو۔ تم مزید میرے ساتھ رہے تو تم میرے سارے قبیلے والوں کو ہلاک کر کے ان کا خون پی جاؤ گے اس لئے اب تم جاؤ۔ میں تمہیں اب مزید اپنے ساتھ رہنے کی اجازت نہیں دے سکتا ہوں''...... گرو مہاراج نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''تو کیا میں واپس بڑے معبد میں چلا جاؤں''...... اڈانگا نے بھی سپاٹ لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... گرو مہاراج نے کرختگی سے کہا۔

''اور وہ خون کی بارش جو تم مجھے کرنے کا کہہ رہے تھے''...... اڈانگا نے کہا۔

''وہ میرا کام ہے۔ میں خود کرا لوں گا''...... گرو مہاراج نے روکھے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تم مزید میری مدد لینا نہیں چاہتے ہو تو میں واپس چلا جاتا ہوں''...... اڈانگا نے غراتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ گرو مہاراج کچھ کہتا اچانک اڈانگا سرخ دھوئیں میں تبدیل ہوا اور دوسرے لمحے دھواں وہاں سے غائب ہوتا چلا گیا۔

''ہونہہ۔ اسے ساتھ رکھنے کا مطلب اپنے سارے قبیلے کی تباہی تھی۔ میں اپنے قبیلے کے ساتھ ساتھ ساری دنیا کے انسانوں کو اپنا غلام بنانا چاہتا ہوں اور یہ میرے قبیلے والوں کو ہی ہلاک کرتا چلا جا رہا تھا''...... اڈانگا کے جاتے ہی گرو مہاراج نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے حلق سے ایک تیز آواز نکالی تو اچانک اس کے سامنے سیاہ دھواں نمودار ہوا۔

''حکم آقا''...... دھوئیں سے چیختی ہوئی ایک انسانی آواز سنائی دی۔

''ابانڈا کو کہو کہ میرے پاس آئے''...... گرو مہاراج نے کہا۔

''جو حکم''...... دھوئیں سے آواز آئی اور دھواں غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور اس کا نائب ابانڈا اندر داخل ہوا۔

''آپ نے مجھے بلایا تھا آقا''...... ابانڈا نے اندر آ کر اسے جھک کر آداب کرتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... گرو مہاراج نے کہا۔

''حکم آقا''...... ابانڈا نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمہیں گھناری کے علاقے میں جانا ہے ابانڈا۔ اپنے ساتھ

پچاس جنگجوؤں کو لے جاؤ۔ وہاں تمہیں وہ مہارشی ملے گا جس کے
پاس عقال ہے۔ تمہیں جا کر اس مہارشی کو ہلاک کرنا ہے اور اس
سے عقال چھین کر لانا ہے“...... گرو مہاراج نے کہا۔
”لیکن آقا۔ گھناری کا علاقہ تو یہاں سے سینکڑوں کلو میٹر دور
ہے۔ وہاں پہنچنے میں ہمیں کئی روز لگ جائیں گے“...... ابانڈا نے
چونک کر کہا۔
”فکر نہ کرو۔ میں نے وہاں سرخ کوجائیوں کو بھیجا ہوا ہے۔
انہیں میں واپس بلا لیتا ہوں۔ وہ تمہارے لئے سواری کا کام کریں
گی۔ تم ان پر سوار ہو جانا تو وہ ہواؤں میں اُڑاتی ہوئی تمہیں گھناری
کے علاقے میں پہنچا دیں گی“...... گرو مہاراج نے کہا۔
”تب ٹھیک ہے آقا۔ آپ کے حکم کی تعمیل کی جائے گی“......
ابانڈا نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
”جانے کی تیاری کرو“...... گرو مہاراج نے کہا تو ابانڈا نے
اسے جھک کر مخصوص انداز میں آداب کیا اور الٹے قدموں چلتا ہوا
دروازے کے پاس گیا اور پھر وہ دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔
”چنکاڑ“...... ابانڈا کے جاتے ہی گرو مہاراج نے دائیں طرف
دیکھتے ہوئے کہا تو اسے فوراً غراہٹ کی آواز سنائی دی اور دوسرے
لمحے سیاہ دھواں نمودار ہوا۔
”چنکاڑ حاضر ہے گرو مہاراج“...... سیاہ دھویں سے ایک
غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

”میرے سامنے ظاہر ہو جاؤ“...... گرو مہاراج نے اسی انداز
میں کہا تو دھواں سمٹا اور دھویں سے اچانک ایک سیاہ رنگ کی
بوڑھی عورت نکل کر باہر آ گئی۔ اس بوڑھی عورت نے سیاہ رنگ کا
دھویں سے بنا ہوا لبادے نما لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کے چہرے کی
کھال سمٹی ہوئی تھی اور وہ انتہائی سیاہ دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی
آنکھیں سرخ تھیں اور سر کے بال برف کی طرح سفید دکھائی دے
رہے تھے جو اس کے چہرے کے سامنے پھیلے ہوئے تھے۔
”حکم آقا“...... چنکاڑ نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔
”تمہیں فوراً بھنگاری کے علاقے میں جانا ہے چنکاڑ۔ وہاں
بھنگاری جنگل بھی موجود ہے۔ اپنے ساتھ تم سیاہ کوجائیوں کو لے
جاؤ۔ ان سب کی مدد سے تم نے جنگل کے جانوروں کو پکڑنا ہے اور
نہیں لے کر بھنگاری کے علاقے میں لے جا کر ذبح کرنا ہے۔ ان
کے جسموں سے نکلنے والے خون کی بھنگاری کے سارے علاقے
میں بارش ہونی چاہئے۔ اس علاقے میں ایسی کوئی جگہ باقی نہیں بچنی
چاہئے جہاں خون کی بارش نہ ہو۔ سمجھ گئی تم“...... گرو مہاراج نے
تحکمانہ لہجے میں کہا۔
”آقا کے حکم کی تعمیل ہو گی“...... چنکاڑ نے چیختی ہوئی آواز میں
کہا۔
”جاؤ۔ جلدی جاؤ اور اس سارے علاقے کو خون سے سرخ کر
دو۔ میں وہاں ابانڈا اور اس کے ساتھ جنگجوؤں کو بھیج رہا ہوں۔ ان

کے پہنچنے سے پہلے وہاں کا سارا علاقہ خون کی سرخی میں ڈوب جانا چاہئے"...... گرومہاراج نے کہا۔

"جو حکم آقا"...... چنکاڑ نے کہا اور فوراً دھویں میں تبدیل ہوئی اور دھواں وہاں سے غائب ہو گیا۔ اب گرومہاراج کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اسے یقین تھا کہ اڈانگا نے اسے جو مشورہ دیا تھا اس پر عمل کر کے وہ عمران کے ساتھ موجود مشالی بچے کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کر سکتا ہے اور وہاں موجود حصار سے بھی عمران کو باہر لا سکتا ہے تا کہ کوجائیاں یا اباندا اور اس کے جنگجو جا کر اس پر حملہ کریں تو وہ ان سے کسی طور پر اپنا بچاؤ نہ کر سکے۔ وہ اب ہر صورت میں عمران کو ہلاک کرنے کے درپے ہو گیا تھا۔ عمران کے ہلاک ہوتے ہی عنقال اس کے قبضے میں آ جاتا جسے وہ ساحرانہ عمل سے زندہ کر کے اپنے تابع کر سکتا تھا۔

ٹائیگر نے جیپ روکی تو جوزف اور جوانا فوراً جیپ سے اتر آئے۔ ٹائیگر نے بھی جیپ کا انجن بند کیا اور جیپ سے اتر آیا۔ وہ اس وقت ایک دیہاتی علاقے میں تھے۔ سامنے ایک مسجد تھی جس کے دائیں طرف ایک چھوٹا سا باغ دکھائی دے رہا تھا۔ باغ کے کنارے پر چند چارپائیاں بچھی ہوئی تھیں جن میں سے ایک چارپائی پر ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔

"یہی ہیں سید چراغ شاہ صاحب۔ جنہوں نے ہمیں بلایا ہے"...... جوزف نے کہا تو ٹائیگر اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ اس باغ کی طرف بڑھنے لگے۔ چارپائی پر بیٹھے ہوئے سید چراغ شاہ صاحب نے انہیں دیکھ لیا تھا۔ وہ ان کے استقبال کے لئے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاۃ"...... ٹائیگر نے آگے بڑھ کر سید چراغ شاہ صاحب کو نہایت عقیدت بھرے انداز میں سلام

کرتے ہوئے کہا۔
''وعلیکم والسلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ تم تینوں آ گئے''...... سید چراغ شاہ صاحب نے ان کے مکمل سلام کا مکمل جواب دیتے ہوئے کہا۔
''جی ہاں شاہ صاحب۔ آپ نے مجھے فون پر حکم دیا تھا کہ میں جوانا اور ٹائیگر کو لے کر آپ کے پاس پہنچ جاؤں۔ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی ہے اور انہیں بھی ساتھ لے آیا ہوں''...... جوزف نے آگے بڑھ کر کہا۔
''ہاں۔ میں نے تم تینوں کو ایک اہم کام کے لئے بلایا ہے۔ آؤ بیٹھو''...... سید چراغ شاہ صاحب نے مشفقانہ لہجے میں کہا تو وہ تینوں آگے بڑھ آئے۔ سید چراغ شاہ صاحب جس چارپائی سے اٹھے تھے اس پر بیٹھ گئے تو وہ تینوں بھی ان کے سامنے احترام سے بیٹھ گئے۔ تینوں کو سید چراغ شاہ صاحب کا علم تھا۔ سابقہ چند ماورائی معاملات میں وہ ان سے مل چکے تھے۔ البتہ اس ماورائی معاملے میں سید چراغ شاہ صاحب کی صرف جوزف سے ہی ملاقات ہوئی تھی جس نے سید چراغ شاہ صاحب کے کہنے پر انہیں ان کے گاؤں واپس پہنچایا تھا۔
''تمہیں جوزف نے یقیناً اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعے کے بارے میں ساری تفصیل بتا دی ہو گی اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ عمران بیٹے کو میں نے جن کوجائیوں سے بچانے کی

کوشش کی تھی وہ اسے زخمی کر کے اپنے ساتھ لے جانے میں کامیاب ہو گئی تھیں''...... سید چراغ شاہ صاحب نے سلسلہ کلام شروع کرتے ہوئے کہا۔
''جی ہاں۔ ہمیں چیف نے صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا اور میں نے جوانا اور ٹائیگر کو بھی ساری تفصیل بتا دی تھی''...... جوزف نے جواب دیا۔
''عمران بیٹے کو کہاں اور کیسے لے جایا گیا تھا اس کے بارے میں تم شاید کچھ نہیں جانتے۔ میں تمہیں ساری تفصیل بتا دیتا ہوں تاکہ تمہیں اس بات کا پتہ چل جائے گا کہ عمران بیٹا اس وقت کہاں اور کس حال میں ہے''...... سید چراغ شاہ صاحب نے کہا۔
''تو کیا آپ نے ہمیں یہ سب بتانے کے لئے بلایا ہے''...... جوانا نے کہا۔
''ہاں۔ اس کے علاوہ میں نے تمہیں ایک مقام پر بھیجنا بھی ہے''...... سید چراغ شاہ صاحب نے کہا۔
''کون سے مقام پر شاہ صاحب''...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔
''بتاتا ہوں۔ پہلے تم عمران بیٹے کے بارے میں ساری تفصیل سن لو''...... سید چراغ شاہ صاحب نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ شاہ صاحب نے انہیں بتانا شروع کر دیا کہ عمران کو کس طرح زخمی کر کے کوجائیاں کافرستان کے جنگل میں لے گئی تھیں اور کس طرح اسے وہاں ایک تاریک کنویں میں زنجیروں میں

باندھ کر قید کر دیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے وہاں عمران کی مدد کرنے کے لئے پہنچنے والے شاہ صاحب کے بارے میں تفصیل بتائی اور پھر انہیں باقی ساری تفصیل بتانی شروع کر دی۔ وہ تینوں حیرت بھرے انداز میں عمران کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کے بارے میں سن رہے تھے۔ شاہ صاحب نے انہوں نے عمران کی ہمت، اس کی ذہانت اور اس کی استقامت کے بارے میں بھی پوری تفصیل بتا دی تھی اور اب عمران کہاں اور کس حال میں ہے یہ سب بھی بتا دیا۔ جب انہوں نے ساری تفصیل انہیں بتا دی تو وہ تینوں گنگ سے ہو کر رہ گئے۔

"تو کیا باس اب مصیبت میں ہیں۔ ان کی مدد کے لئے روشن طاقتیں ان کے ساتھ نہیں ہیں"...... چند لمحوں بعد جوزف نے تھرتھراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ شیطان گرو مہاراج نے اپنی رذیل طاقتوں کی مدد سے اس سارے علاقے میں جنگل کے جانوروں کو ہلاک کرا کر ان کے خون کی بارش کرا دی ہے۔ وہ سارا علاقہ ناپاک ہے اس لئے عمران بیٹے کی مدد کے لئے نہ تو میں کچھ کر سکتا ہوں اور نہ کوئی اور برگزیدہ ہستی۔ میں نے تم تینوں کو اسی لئے یہاں بلایا ہے تاکہ عمران بیٹے کی مدد کے لئے میں تمہیں اس کے پاس بھیج سکوں۔ اب وہ آگے کا سفر اکیلے طے نہیں کر سکتا ہے کیونکہ گرو مہاراج اس کے مقابلے پر سفلی طاقتوں کی بجائے اپنے قبیلے کے جنگجوؤں کو لے

آیا ہے۔ عمران میں اتنی طاقت ہے کہ وہ اکیلا ان سب کا مقابلہ کر سکے لیکن اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ جلد سے جلد منقال کی لاش آتشی پہاڑی میں لے جا کر پھینک دے تاکہ اس کا قصہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ اب تم تینوں ہی عمران کی مدد کر سکتے ہو"...... سید چراغ شاہ صاحب نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ ماسٹر مصیبت میں ہے اور ہم ان کی مدد کو نہ جائیں یہ کیسے ممکن ہے لیکن آپ نے کہا ہے کہ ماسٹر کافرستان میں گھناری جنگل کے پاس میدانی علاقے میں موجود ہیں۔ ماسٹر کے پاس پہنچنے میں تو ہمیں کافی وقت لگ جائے گا اور اس دوران اگر گرو مہاراج کے مسلح آدمی اور سفلی طاقتیں ان تک پہنچ گئیں تو"...... جوانا نے بے چین ہوتے ہوئے کہا تو سید چراغ شاہ صاحب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"میں نے اسی مقصد کے لئے تو تمہیں یہاں بلایا ہے تاکہ میں تم تینوں کو جلد سے جلد اس کے پاس پہنچا سکوں۔ تم تینوں بہت جلد عمران بیٹے کے پاس پہنچ جاؤ گے۔ تم تینوں کو اس تک پہنچانا میری ذمہ داری ہے"...... سید چراغ شاہ صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیسے۔ کیا آپ ہمیں غائب کر کے وہاں پہنچائیں گے"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"نہیں۔ تم تینوں اپنی جیپ میں ہی جاؤ گے اور یہ جیپ لے

کر ٹھیک اس جگہ پہنچو گے جس میدان میں خون کی بارش کی گئی ہے اور جہاں عمران بیٹا موجود ہے''...... سید چراغ شاہ صاحب نے کہا۔

''لیکن کس طرح''...... ٹائیگر نے اسی انداز میں پوچھا۔

''جلد ہی تمہیں پتہ چل جائے گا۔ جوزف بیٹا میں نے تمہیں جو سامان لانے کا کہا تھا وہ سب لے آئے ہو نا''...... سید چراغ شاہ صاحب نے پہلے ٹائیگر سے اور پھر جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی ہاں شاہ صاحب۔ میں اسلحہ اور دوسرا سامان جیپ میں بھر کر لے آیا ہوں جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا''...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''شاباش۔ اب تم میرے ساتھ چلو''...... شاہ صاحب نے کہا اور چارپائی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے تو وہ تینوں بھی فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔

''کیا ہم پیدل جائیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ تم تینوں اس جیپ میں ہی وہاں جاؤ گے اسی لئے میں نے جوزف کو خصوصی طور پر ایسی ہی جیپ لانے کا کہا تھا''...... شاہ صاحب نے جواب دیا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے جیپ کے پاس آ گئے اور پھر اگلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔

''جوزف تم ڈرائیونگ سیٹ پر آ جاؤ اور تم دونوں پچھلی سیٹ پر بیٹھ جاؤ''...... شاہ صاحب نے کہا تو جوزف اچھل کر ڈرائیونگ

سیٹ پر آ گیا جبکہ ٹائیگر اور جوانا عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔

''اب چلو''...... شاہ صاحب نے کہا تو جوزف نے جیپ کا انجن اسٹارٹ کیا اور اسے ریورس کرنے لگا۔ ریورس کرنے کے بعد اس نے جیپ کا رخ سامنے جانے والے سڑک کی طرف کر دیا۔

''اس سڑک پر سیدھے چلو''...... شاہ صاحب نے کہا تو جوزف مخصوص رفتار میں جیپ دوڑانے لگا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ پختہ سڑک پر پہنچ گئے۔ اس طرف دو سڑکیں تھیں جن میں سے ایک دارالحکومت کی طرف جاتی تھی اور دوسری سڑک مڑ کر شمالی علاقے کی طرف جاتی تھی۔

''شمالی پہاڑیوں کی طرف جانا ہے۔ مردان کے علاقے میں موجود پہاڑیوں کی طرف''...... شاہ صاحب نے کہا تو جوزف نے جیپ کا رخ اسی طرف موڑ دیا جس طرف شاہ صاحب نے اسے چلنے کا کہا تھا۔ سڑک دور تک خالی پڑی ہوئی تھی اس لئے شاہ صاحب کے کہنے پر جوزف نے جیپ کی رفتار تیز کر لی تھی اور اب جیپ اس سڑک پر اڑی جا رہی تھی۔ جیپ چار سے پانچ گھنٹوں تک دوڑتی رہی پھر انہیں ایک پہاڑی علاقہ دکھائی دیا تو شاہ صاحب نے اسے پہاڑیوں کی طرف جیپ موڑنے کا کہا۔ جوزف ان کے احکامات پر عمل کر رہا تھا۔ مختلف پہاڑی راستوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک بڑی چٹیل پہاڑی کے پاس پہنچ گئے۔

''بس جیپ روک لو جوزف بیٹا''...... پہاڑی کے نزدیک پہنچ

کر شاہ صاحب نے کہا تو جوزف نے پہاڑی کی سائیڈ پر جیپ لے جا کر روک دی۔ شاہ صاحب جیپ سے اترے اور پہاڑی کی طرف بڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی کے پاس ایک بڑی سی چٹان کے پاس جا کر رک گئے۔ وہ کچھ دیر اس چٹان کو دیکھتے رہے پھر انہوں نے جوزف کو اشارہ کیا کہ وہ جیپ لے کر آ جائے۔ جوزف نے جیپ آگے بڑھائی اور وہ جیپ لے کر اس چٹان کے پاس آ گئے جہاں شاہ صاحب موجود تھے۔

"یہ منوں وزنی پہاڑی چٹان ہے۔ میں نے اس پر دم کر دیا ہے اس کا وزن قدرے کم ہو گیا ہے۔ تم تینوں آگے آؤ اور اس چٹان کو یہاں سے ہٹا دو"...... شاہ صاحب نے کہا تو وہ تینوں اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھے اور انہوں نے اس چٹان کو پکڑ لیا جو کافی بڑی تھی۔ پھر وہ زور لگانے لگے۔ چٹان منوں وزنی تھی لیکن جوزف اور جوانا میں بھی دیوؤں جیسی طاقت تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اس چٹان کو اپنی جگہ سے ہلانے میں کامیاب ہو گئے اور پھر انہوں نے اپنی طاقت کا بہترین مظاہرہ کرتے ہوئے چٹان کو ایک طرف پھینک دیا۔ جیسے ہی چٹان اپنے مقام سے ہٹ کر دوسری طرف گری انہیں پہاڑی میں ایک غار کا دہانہ دکھائی دیا۔ غار کافی کھلی اور طویل تھی۔ اندر ہر طرف گھاس ہی گھاس دکھائی دے رہی تھی۔

"یہ تو کوئی غار معلوم ہوتی ہے"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ غار ہے"...... شاہ صاحب نے کہا۔ وہ جوزف کے پاس آئے اور انہوں نے اپنے لباس میں ہاتھ ڈال کر ایک تہہ شدہ کاغذ نکالا اور جوزف کو دے دیا۔ پھر انہوں نے جوزف کے کان میں کچھ کہا تو جوزف کے چہرے پر حیرت لہرانے لگی۔

"عمران بیٹے کو یہ کاغذ دے دینا اور اس تک میرا پیغام بھی پہنچا دینا۔ اب تم تینوں جیپ میں سوار ہو کر اس غار میں چلے جاؤ۔ تمہیں مزید کچھ دیر سفر کرنا ہے دوسری طرف غار کا دہانہ کھلا ہوا ہے۔ جب تم اس دہانے سے باہر نکلو گے تو تم ٹھیک اس جگہ پہنچ جاؤ گے جہاں عمران بیٹا موجود ہے"...... شاہ صاحب نے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ اس غار سے گزرنے کے بعد ہم کافرستان کے دور دراز علاقے گھناری میں پہنچ جائیں گے"...... ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... شاہ صاحب نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن کیسے۔ میں اس علاقے کے بارے میں جانتا ہوں۔ یہ ٹومار پہاڑی ہے جو پاکیشیائی حصے میں ہی موجود ہے۔ اس میں موجود یہ غار زیادہ سے زیادہ آدھا کلو میٹر کی ہو گی۔ جس کا دوسرا دہانہ پاکیشیا میں ہے پھر ہم بھلا اس غار سے نکل کر کافرستان میں گھناری کے علاقے میں کیسے پہنچ سکتے ہیں"...... ٹائیگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

کر شاہ صاحب نے کہا تو جوزف نے پہاڑی کی سائیڈ پر جیپ لے جا کر روک دی۔ شاہ صاحب جیپ سے اترے اور پہاڑی کی طرف بڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی کے پاس ایک بڑی سی چٹان کے پاس جا کر رک گئے۔ وہ کچھ دیر اس چٹان کو دیکھتے رہے پھر انہوں نے جوزف کو اشارہ کیا کہ وہ جیپ لے کر آ جائے۔ جوزف نے جیپ آگے بڑھائی اور وہ جیپ لے کر اس چٹان کے پاس آ گئے جہاں شاہ صاحب موجود تھے۔

"یہ منوں وزنی پہاڑی چٹان ہے۔ میں نے اس پر دم کر دیا ہے اس کا وزن قدرے کم ہو گیا ہے۔ تم تینوں آگے آؤ اور اس چٹان کو یہاں سے ہٹا دو"...... شاہ صاحب نے کہا تو وہ تینوں اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھے اور انہوں نے اس چٹان کو پکڑ لیا جو کافی بڑی تھی۔ پھر وہ زور لگانے لگے۔ چٹان منوں وزنی تھی لیکن جوزف اور جوانا میں بھی دیوؤں جیسی طاقت تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اس چٹان کو اپنی جگہ سے ہلانے میں کامیاب ہو گئے اور پھر انہوں نے اپنی طاقت کا بہترین مظاہرہ کرتے ہوئے چٹان کو ایک طرف پھینک دیا۔ جیسے ہی چٹان اپنے مقام سے ہٹ کر دوسری طرف گری انہیں پہاڑی میں ایک غار کا دہانہ دکھائی دیا۔ غار کافی کھلی اور طویل تھی۔ اندر ہر طرف گھاس ہی گھاس دکھائی دے رہی تھی۔

"یہ تو کوئی غار معلوم ہوتی ہے"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ غار ہے"...... شاہ صاحب نے کہا۔ وہ جوزف کے پاس آئے اور انہوں نے اپنے لباس میں ہاتھ ڈال کر ایک تہہ شدہ کاغذ نکالا اور جوزف کو دے دیا۔ پھر انہوں نے جوزف کے کان میں کچھ کہا تو جوزف کے چہرے پر حیرت لہرانے لگی۔

"عمران بیٹے کو یہ کاغذ دے دینا اور اس تک میرا پیغام بھی پہنچا دینا۔ اب تم تینوں جیپ میں سوار ہو کر اس غار میں چلے جاؤ۔ تمہیں مزید کچھ دیر سفر کرنا ہے دوسری طرف غار کا دہانہ کھلا ہوا ہے۔ جب تم اس دہانے سے باہر نکلو گے تو تم ٹھیک اس جگہ پہنچ جاؤ گے جہاں عمران بیٹا موجود ہے"...... شاہ صاحب نے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ اس غار سے گزرنے کے بعد ہم کافرستان کے دور دراز علاقے گھناری میں پہنچ جائیں گے"...... ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... شاہ صاحب نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن کیسے۔ میں اس علاقے کے بارے میں جانتا ہوں۔ یہ ٹومار پہاڑی ہے جو پاکیشیائی حصے میں ہی موجود ہے۔ اس میں موجود یہ غار زیادہ سے زیادہ آدھا کلو میٹر کی ہو گی۔ جس کا دوسرا دہانہ پاکیشیا میں ہے پھر ہم بھلا اس غار سے نکل کر کافرستان میں گھناری کے علاقے میں کیسے پہنچ سکتے ہیں"...... ٹائیگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو بتائی جا سکتی ہیں اور کچھ باتوں کو ہمیں بتانے سے منع کیا گیا ہے۔ اس لئے مجھ سے ایسا کوئی سوال نہ کرو جس کا جواب دینے سے میں قاصر رہوں"...... شاہ صاحب نے کہا تو ٹائیگر ان کی بات سمجھ کر خاموش ہو گیا۔

"لیکن میرے لئے بھی یہ حیران کن بات ہو گی کہ ایک چھوٹی سی پہاڑی میں سفر کر کے ہم کافرستان کیسے پہنچ سکتے ہیں"...... جوانا نے کہا۔

"خاموش ہو جاؤ جوانا۔ ہمیں شاہ صاحب کے معاملات میں دخل نہیں دینا چاہئے۔ تم ان کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے۔ یہ جو کہہ رہے ہیں ٹھیک کہہ رہے ہیں"...... جوزف نے جوانا کو سمجھاتے ہوئے کہا تو جوانا اثبات میں سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں جلد سے جلد ماسٹر کی مدد کے لئے پہنچنا چاہتا ہوں اگر ہم اس غار کے ذریعے ماسٹر تک پہنچ سکتے ہیں تو یہ واقعی ہمارے لئے اچھی بات ہے"...... جوانا نے کہا۔

"تو جیپ میں سوار ہو جاؤ اور اس غار میں چلے جاؤ"...... شاہ صاحب نے کہا۔

"تو کیا آپ ہمارے ساتھ نہیں جائیں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ میں یہاں تک ہی تمہارے ساتھ آ سکتا تھا۔ اس سے آگے جانے کی مجھے اجازت نہیں ہے"...... شاہ صاحب نے سنجیدگی

سے کہا۔

"تو پھر آپ واپس اپنے گاؤں کیسے جائیں گے"...... جوزف نے کہا۔

"میری فکر چھوڑو۔ میں قریب ہی کسی آبادی میں چلا جاؤں گا اور وہاں سے مجھے واپسی کے لئے کوئی نہ کوئی سواری مل جائے گی"...... شاہ صاحب نے کہا۔

"تو کیا میں آپ کو اس آبادی تک پہنچا سکتا ہوں"...... جوزف نے کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم بس اس غار میں چلے جاؤ۔ میں نے کہا ہے نا میں چلا جاؤں گا"...... شاہ صاحب نے کہا تو جوزف خاموش ہو گیا۔ وہ سب شاہ صاحب کے حکم پر جیپ میں سوار ہو گئے۔ اس بار بھی ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف بیٹھا تھا۔ جوانا سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا جبکہ ٹائیگر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔

"جاؤ۔ اللہ تم سب کا حامی و ناصر ہو گا۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں"...... شاہ صاحب نے انہیں دعا دیتے ہوئے کہا تو جوزف نے جیپ کا انجن اسٹارٹ کیا اور پھر ان تینوں نے شاہ صاحب کو مؤدبانہ سلام کیا اور پھر جوزف جیپ لے کر غار کے دہانے کی طرف بڑھا۔ غار میں داخل ہوتے ہی اس نے جیپ کی ہیڈ لائٹس آن کر دیں۔ غار نہایت وسیع و عریض تھا۔ زمین پر جھاڑیاں تھیں لیکن زمین کافی سپاٹ تھی اس لئے جیپ ہچکولے نہ کھا

رہی تھی اور متوازن انداز میں آگے بڑھ رہی تھی۔ تھوڑی دور آتے ہی انہیں غار دائیں طرف مڑتا دکھائی دیا۔ جوزف نے اس طرف جیپ موڑی۔ اب اس کے سامنے متوازن راستہ تھا۔ اس نے جیپ کی رفتار تیز کی اور پھر اسے تیزی سے غار میں دوڑاتا لے گیا۔

غار میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ غار میں نجانے کہاں سے انہیں مسلسل ہوا آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی جس سے انہیں مسلسل آکسیجن مل رہی تھی اور انہیں آگے بڑھتے رہنے میں کسی وقت کا سامنا نہ کرنا پڑ رہا تھا۔ جوزف کو جیپ دوڑاتے ہوئے دو گھنٹوں سے زیادہ وقت گزر چکا تھا لیکن ابھی تک غار ختم ہونے کا نام ہی نہ لے رہی تھی۔

''حیرت ہے ٹائیگر تو کہہ رہا تھا کہ یہ غار محض آدھے گھنٹے کے سفر پر محیط ہوگی لیکن یہ تو طویل سے طویل ہوتی جا رہی ہے''...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے اسی لئے تمہیں شاہ صاحب کی باتوں میں مداخلت کرنے سے منع کیا تھا۔ یہ غار ہمارے لئے طویل کر دیا گیا ہے اور ہم اس غار سے نکل کر نہ صرف کافرستان بلکہ گھناری کے اس مقام پر پہنچ جائیں گے جہاں باس موجود ہیں''...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''مجھے شاہ صاحب کا تو پتہ ہے کہ وہ ایک نیک انسان ہیں اور ماورائی معاملات میں باس کی مدد کرتے رہتے ہیں لیکن وہ ہمیں

ایک چھوٹی سی غار کے ذریعے ڈائریکٹ کافرستان پہنچا دیں۔ یہ میرے لئے واقعی حیران کن ہے''...... پیچھے بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے کہا۔

''جب حق اور شر کی لڑائی شروع ہوتی ہے تو شر کو روکنے اور اسے کچلنے کے لئے حق کی طاقتیں متحرک ہو جاتی ہیں۔ ایسے موقع پر روحانی طاقتوں کے نمائندوں کو بھی اپنے بہت سے رازوں سے پردہ اٹھانا پڑتا ہے اور وہ عام انسانوں کے لئے وہ سب کر گزرتے ہیں جس کا گمان تک نہیں ہوتا۔ شاہ صاحب کی شخصیت بھی ایسی ہی ہے۔ بظاہر دیکھنے میں وہ ایک عام سے دیہاتی اور برگزیدہ انسان ہیں لیکن ان کا درجہ روشن دنیا میں بہت بڑا ہے۔ وہ کیا کر سکتے ہیں اور کیا نہیں اس کا شاید ہم اندازہ بھی نہ کر سکیں''...... جوزف نے کہا۔

''تم باس کی طرح شاہ صاحب کو کافی قریب سے جانتے ہو شاید اسی لئے ان کے بارے میں یہ سب کہہ رہے ہو''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ میں شاہ صاحب سے متعدد بار مل چکا ہوں اور باس نے بھی مجھے ان کے بارے میں بہت کچھ بتایا ہوا ہے''...... جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں ہمیں ان کے بارے میں بحث میں نہیں پڑنا چاہئے۔ وہ نیک، مخلص اور انتہائی عالم و عاقل انسان ہیں۔ ان

کے بارے میں ہم جتنی کم بات کریں گے ہمارے حق میں اچھا ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو اس لئے اب ہم میں سے کوئی بھی شاہ صاحب کے بارے میں کچھ نہیں کہے گا''...... جوزف نے کہا۔

''لیکن شاہ صاحب نے تمہیں ایک کاغذ دیا تھا اور تمہارے کان میں کچھ کہا بھی تھا۔ کیا ہے اس کاغذ میں اور انہوں نے تمہارے کان میں کیا کہا تھا''...... جوانا نے کہا۔

''وہ کاغذ باس کے لئے ہے اور انہوں نے مجھے باس کے لئے ایک پیغام دیا تھا جو میں باس کو ہی بتاؤں گا''...... جوزف نے سنجیدگی سے کہا تو جوانا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ ان کا یہ سفر مزید ایک گھنٹہ جاری رہا پھر انہیں دور سے غار کے دوسرے دہانے کی روشنی دکھائی دی تو جوزف نے جیپ کی رفتار بڑھا دی۔ جیپ تیزی سے دہانے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

''جیپ دہانے کے قریب لے جا کر روک دینا۔ پہلے ہم دہانے کے پاس جا کر باہر چیکنگ کریں گے تاکہ اگر باہر دشمن موجود ہوں تو ہم ان کے اچانک حملے کی زد میں نہ آ جائیں''...... جوانا نے کہا۔

''نہیں۔ میں جیپ نہیں روکوں گا۔ شاہ صاحب نے مجھے دہانے سے فوراً جیپ باہر نکال لے جانے کا حکم دیا تھا''...... جوزف نے کہا تو جوانا چونک پڑا۔

''لیکن یہ بات انہوں نے ہمارے سامنے تو نہیں کہی تھی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جب وہ باس کے لئے میرے کان میں پیغام بتا رہے تھے تو آخر میں انہوں نے مجھے یہی ہدایات دی تھیں کہ میں غار کے دہانے سے فوراً نکلنے کی کوشش کروں''...... جوزف نے جواب دیا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی ہی دیر میں جوزف تیزی سے زناٹے دار آواز کے ساتھ جیپ دوڑاتا ہوا غار کے دوسرے دہانے سے نکل کر باہر آ گیا۔ غار سے باہر نکلتے ہی ان کی آنکھوں کے سامنے تیز روشنی سی چمکی۔ انہوں نے یکلخت آنکھیں بند کر لیں اور جوزف نے جیپ کے بریک پیڈل پر پاؤں دبا دیا۔ جیپ کے ٹائر دور تک گھسٹتے چلے گئے اور پھر جیپ ایک جھٹکے سے رک گئی۔

''اتنی تیز روشنی''...... جوانا نے کراہتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں تک ان کی آنکھوں کے سامنے تیز اور چکا چوند روشنی رہی پھر آہستہ آہستہ روشنی معدوم ہونا شروع ہو گئی اور پھر ان کی آنکھیں روشنی میں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو یہ دیکھ کر وہ چونک پڑے کہ ان کے سامنے ایک وسیع میدانی علاقہ تھا۔

یہ چٹیل میدانی علاقہ تھا جس کی زمین ہر طرف سرخ دکھائی دے رہی تھی۔ زمین کی سرخی اتنی زیادہ تھی کہ باقاعدہ چمک رہی تھی اور اس میں گیلا پن بھی واضح طور پر دکھائی دے رہا تھا۔ بہت دور

انہیں پہاڑیوں کا طویل سلسلہ دکھائی دے رہا تھا۔ انہوں نے بے اختیار سر گھما کر اس غار کی طرف دیکھا جس سے نکل کر وہ باہر آئے تھے اور پھر یہ دیکھ کر وہ تینوں اچھلے بغیر نہ رہ سکے کہ ان کے عقب میں کوئی غار کوئی پہاڑی موجود نہ تھی۔ ان کے پیچھے بھی دور تک میدانی سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اس میدانی علاقے کے بیچوں بیچ کھڑے ہوں۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ وہ پہاڑی اور وہ غار کہاں چلا گیا جس سے ہم نکل کر آئے ہیں''...... جوانا نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات تھے لیکن جوزف پرسکون دکھائی دے رہا تھا جیسے اس کی نظر میں یہ معمولی بات ہو۔ شاید اسے ''اسفل دنیا'' کا وہ واقعہ یاد آ گیا تھا جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک غار میں داخل ہوا تھا اور غار گھوم گیا تھا اور جب وہ غار کے دوسرے دہانے سے باہر آئے تو جدید دنیا کی بجائے دو ہزار سال پرانی دنیا میں پہنچ گئے تھے جو جنات کی دنیا تھی۔ اس بار غار گھوما تو نہ تھا لیکن اس کی طوالت زیادہ تھی اور وہ جب دہانے سے نکلے تو دو ہزار سال پرانی دنیا میں پہنچنے کی بجائے کافرستان کے ایک دور دراز کے علاقے گھناری پہنچ گئے تھے۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

''تم کیوں مسکرا رہے ہو''...... جوانا نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم شاید گھومنے والے غار کو بھول گئے ہو۔ جس میں داخل ہونے کے بعد ہم دو ہزار سال پرانی دنیا میں پہنچ گئے تھے''...... جوزف نے کہا تو ٹائیگر اور جوانا چونک پڑے۔ (اس دلچسپ واقعے کے بارے میں جاننے کے لئے ظہیر احمد کے ناول 'اسفل دنیا' کا مطالعہ کریں)۔

''اوہ اوہ۔ ہاں۔ مجھے یاد آ گیا۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ایک غار میں داخل ہونے کے بعد اس کے گھومتے ہی ہم دو ہزار سال پرانی دنیا میں پہنچ سکتے ہیں تو اس غار سے نکل کر کافرستان کیوں نہیں''...... جوانا نے فوراً کہا تو جوزف اور ٹائیگر مسکرا دیئے۔ ان کے سامنے سرخ رنگ میں رنگا ہوا وسیع میدان تھا۔ جوزف نے جیپ کا گیئر بدلا اور اس نے جیپ پوری رفتار سے دور نظر آنے والی پہاڑیوں کی طرف دوڑانی شروع کر دی۔ عمران کے ساتھ مل کر کام کرنے کا موقع ملنے پر ان تینوں کے چہروں پر خوشی اور جوش کے تاثرات دکھائی دے رہا تھا۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو اس کی آنکھوں میں یکلخت روشنی سی بھر گئی۔ یہ دن کی روشنی تھی۔ تیز روشنی کی وجہ سے ایک لمحے کے لئے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ اس نے دو تین بار آنکھیں بند کر کے کھولیں تو اس کی آنکھیں روشنی میں دیکھنے کے قابل ہو گئیں اور وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ اسی جگہ زمین پر پڑا ہوا تھا جہاں اسے اذہان نوفر نے اپنے ساتھ ایک حصار میں رکھا ہوا تھا۔

جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا اسے سارے واقعات یاد آ گئے جب وہ اذہان نوفر کے ساتھ حصار میں تھا اور اس کے گرد ہر طرف سرخ رنگ کے بھیڑیئے اور سرخ ناگ موجود تھے جو حصار توڑ کر اندر آنا چاہتے تھے۔ پھر اذہان نوفر اسے چھوڑ کر اپنے بڑوں کی باتیں سننے کے لئے چلا گیا تھا۔ جب وہ واپس آیا تو اس نے عمران کو بتایا تھا کہ اب وہ اس کے ساتھ نہیں چل سکے گا کیونکہ اس کے بڑوں نے اسے بتایا تھا کہ وہاں خون کی بارش ہونے والی تھی۔

خون کی ناپاکی میں وہ اس کے ساتھ ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ البتہ اس نے عمران کو یہ بتایا تھا کہ اس کے چند ساتھیوں کو اس کی مدد کے لئے بھیجا جا رہا ہے۔ وہ آدمی سید چراغ شاہ صاحب اس کے پاس بھیجنے والے تھے۔ اس کے کون سے ساتھی اس کی مدد کے لئے آنے والے تھے اس کے بارے میں اذہان نوفر نے اسے کچھ نہیں بتایا تھا البتہ اذہان نوفر نے عمران سے یہ ضرور کہا تھا کہ اب اسے ایک خاص طاقت دینے کا وقت آ گیا ہے اور پھر اس نے عمران کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ عمران کا ہاتھ تھامتے ہی اذہان نوفر کے ہاتھ میں روشنی چمکی جو اس کے ہاتھ سے ہوتی ہوئی تیزی سے عمران کے ہاتھ پر پہنچ گئی تھی اور پھر وہ روشنی اس کے پورے جسم میں پھیلتی چلی گئی۔ عمران کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس روشنی نے نہ صرف اس کا دماغ منور کر دیا ہو بلکہ اس کے سارے جسم میں زندگی کی نئی روح پھونک دی ہو۔ اسے اپنے جسم میں عجیب سی لطافت کا احساس ہوا تھا۔ پھر اچانک اذہان نوفر نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور جیسے ہی اس نے عمران کا ہاتھ چھوڑا عمران کے دل و دماغ میں منور ہونے والی روشنی یکلخت تاریکی میں بدل گئی اور وہ بے ہوش ہو کر گرتا چلا گیا۔ اس کے بعد اسے اب ہوش آیا تھا۔

عمران نے سر اٹھا کر دیکھا تو اس کے ارد گرد اب نہ تو کوئی حصار دکھائی دے رہا تھا اور نہ ہی اسے کہیں سرخ بھیڑیئے اور سرخ ناگ دکھائی دے رہے تھے۔ ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی البتہ

عمران کے ارد گرد کی زمین سرخ رنگ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہاں ہر طرف خون کی تیز بارش ہوئی ہو اور اس بارش نے اس پورے علاقے کی زمین کو سرخ رنگ میں رنگ دیا ہو۔ صرف عمران کے گرد وہ حصار والا حصہ ہی تھا جہاں خون کی سرخی موجود نہ تھی۔ ہر طرف خون دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ پریشانی کے عالم میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔

''اوہ۔ تو اذہان نوفر سچ کہہ رہا تھا۔ یہاں واقعی خون کی بارش ہوئی ہے۔ اس ناپاکی میں تو واقعی اذہان نوفر میرے ساتھ نہیں چل سکتا تھا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کی نظریں اپنے سامنے کچھ فاصلے پر پڑی ہوئی عقال کی لاش پر پڑی۔ لاش بھی چونکہ دائرے میں تھی اس لئے وہ بھی خون سے بچی ہوئی تھی۔ شاید اذہان نوفر نے جاتے ہوئے عقال کی لاش کو زمین سے پھر سے باہر نکال دیا تھا۔

''کہاں ہیں میرے ساتھی۔ یہاں تو ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی ہے''...... عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے عقب سے آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑا۔ اس نے پلٹ کر ان پہاڑیوں کی طرف دیکھا جہاں سے وہ آیا تھا۔ پہاڑیاں اس سے بہت دور تھیں۔ دور سے اسے سرخ رنگ کے بے شمار گھوڑے دوڑتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے جو بگٹٹ دوڑتے

ہوئے اسی جانب بڑھے آ رہے تھے۔ سرخ رنگ کے ان گھوڑوں پر عمران کو دیو ہیکل افراد بیٹھے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

''اب یہ لوگ کون ہیں''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے عقب سے پھر ایک آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔ وہ پلٹا تو اسے میدانی علاقے میں ایک سیاہ رنگ کی بڑی سی جیپ دوڑ کر اس طرف آتی ہوئی دکھائی دی۔

''ایک طرف جیپ اور دوسری طرف گھڑ سوار۔ کون ہیں یہ لوگ''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا وہ مڑ مڑ کر کبھی گھڑ سواروں کی طرف دیکھ رہا تھا اور کبھی اس جیپ کی طرف جو اس کے کافی نزدیک پہنچ چکی تھی۔ اب عمران کو جیپ میں سوار افراد واضح دکھائی دینے لگے تھے اور یہ دیکھ کر وہ حیرت سے بت سا بن کر رہ گیا کہ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف بیٹھا تھا۔ سائیڈ سیٹ پر جوانا جبکہ عقبی سیٹ پر ٹائیگر دکھائی دے رہے تھے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ یہ تینوں یہاں کیسے پہنچ گئے ہیں''...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ تھوڑی ہی دیر میں جوزف جیپ لے کر اس کے قریب پہنچ گیا۔ انہوں نے بھی عمران کو دیکھ لیا تھا۔ جیپ نزدیک لاتے ہی جوزف نے زور سے بریک لگا کر جیپ روکی اور اچھل کر جیپ سے باہر آ گیا۔ عمران کو دیکھ کر جوانا اور ٹائیگر بھی پرجوش دکھائی دینے لگے تھے۔ وہ بھی جیپ سے اچھل اچھل کر باہر آئے اور پھر ایک ساتھ دوڑتے ہوئے عمران کی

طرف بڑھے۔

”باس۔ باس۔ ماسٹر“...... ان تینوں نے عمران کی طرف دوڑتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا اور پھر عمران کے قریب پہنچ گئے۔ عمران بھی ان کی طرف بڑھا اور پھر وہ ایک دوسرے سے بڑے پرتپاک انداز میں ملنا شروع ہو گئے۔ انہیں دیکھ کر عمران کو کی بھی خوشی دیدنی تھی۔ گھڑ سوار اب بھی ان سے کافی دور تھے جو تیزی سے اس طرف آ رہے تھے۔

”یہ تم نے اپنا کیا حال بنایا ہوا ہے ماسٹر اور یہ گھڑ سوار کون ہیں“...... جوانا نے کہا۔

”یہاں سے نکلو۔ راستے میں تمہیں میں سب کچھ بتا دوں گا“...... عمران نے کہا۔

”کیا ہوا باس۔ کیا تم ان کلاشموں سے ڈر کر بھاگنا چاہتے ہو“...... جوزف نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”کلاشموں۔ کیا مطلب“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”یہ سرخ دھویں کے سوار۔ یہ کلاشمے ہی ہیں جو اس طرف آ رہے ہیں۔ یہ سنالی کی گرم اور سرخ دلدل کے دھویں کی مخلوق ہے جسے تسخیر کر کے نکوما قبیلے کے لوگ ان پر سواری کرتے تھے۔ ان پر نکوما دیوتا کی طاقت کا سایہ رہتا ہے اور یہ خود کو طاقت کا دیوتا سمجھتے ہیں لیکن مکاشو خاندان کے مقابلے میں ان کی طاقت کمتر ہوتی ہے۔ یہ لڑاکا اور جنگ جو قوم کے لوگ ہیں جو قتل اور غارت گری

کے عادی ہوتے ہیں لیکن جب مکاشو قبیلے والے ان کے مقابلے پر آتے ہیں تو انہیں دیکھتے ہی یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوتے ہیں خاص طور پر سرخ دھویں کی مخلوق مکاشوؤں کے سامنے ایک لمحے کے لئے بھی نہیں ٹکتی“...... جوزف نے سامنے سے آنے والے گھڑ سواروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم تو زو مارا قبیلے والوں کی بات کر رہے ہو جو سرخ رنگ کی سفلی طاقتوں کو تسخیر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور انہیں اپنے قبضے میں لے کر ان کا کوئی بھی روپ بدلوا لیتے ہیں اور پھر ان کی سواری کرتے ہیں اور جن کا تعلق برازیل کی ترائیوں میں موجود اندھی مگر سرخ دلدلیں ہوتی ہیں“...... عمران نے چونک کر کہا تو جوزف بے اختیار اچھل پڑا۔

”تم۔ تم ان کی حقیقت جانتے ہو“...... جوزف نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ جانتا ہوں۔ سرخ دھویں کی مخلوق کو تماکرا کہا جاتا ہے اور ان کے سواروں کو کلاشمے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ جب تماکرا مخلوق کسی دوسری مخلوق کے روپ میں ہو تو انہیں سیاہ رنگ کی کنکریاں مار کر بھی بھگایا جا سکتا ہے۔ جیسے تمہارے سر پر سوترم کلاوا کی بدروح کھڑی رقص کر رہی ہے اسے بھی سیاہ کنکری مار کر ہی تمہارے سر سے ہٹایا جا سکتا ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوزف بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کک کک۔ کیا۔ سوزم کلاوا کی بدروح میرے سر پر ہے۔
ارے باپ رے۔ مجھے بچاؤ باس۔ اس بدروح کو فوراً میرے سر
سے ہٹاؤ۔ اس کا رقص موت کا رقص ہوتا ہے۔ جب تک یہ رقص
کرتی رہتی ہے انسان سلامت رہتا ہے اور جب یہ رقص کر کے
تھک کر گر جاتی ہے تو وہ انسان فوراً جل کر راکھ بن جاتا ہے۔
مجھے بچاؤ۔ اس خوفناک اور بدبخت بدروح کو میرے سر سے
بھگاؤ"...... جوزف نے بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں چیختے
ہوئے کہا اور اپنے سر پر زور زور سے ہاتھ مارنے لگا جیسے اسے
یقین ہو کہ اس کے سر پر واقعی کوئی بدروح رقص کر رہی ہے۔ اسے
بوکھلاتے اور سر پر ہاتھ مارتے دیکھ کر عمران ہنس پڑا۔

"بس بس۔ تم نے اپنے سر پر سات چپتیں مار لی ہیں۔ سات
چپتیں کھا کر بھی بدروح بھاگ جاتی ہے۔ اسے سیاہ کنکری مارنے
کی ضرورت نہیں پڑتی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو
جوزف کے ہاتھ رک گئے۔ وہ گھبرائے ہوئے انداز میں اپنا چہرہ
اٹھا اٹھا کر اپنے سر کے اوپر دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔

"کک کک۔ کیا واقعی ناچتی بدروح میرے سر سے اتر گئی
ہے"...... جوزف نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں۔ اب زیادہ باتیں نہ کرو۔ گھڑ سوار ہمارے قریب پہنچ
رہے ہیں۔ سیاہ کنکریاں جمع کرو تاکہ ان کے سرخ گھوڑوں کو
غائب کیا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"یہاں تو ہر طرف خون ہی خون ہے باس۔ یہاں سیاہ کنکریاں
کہاں"...... ٹائیگر نے تشویش بھرے لہجے میں چاروں طرف نظریں
دوڑاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ تو پھر انہیں دور رکھنے کے لئے ہم تینوں کو ایک
ساتھ کمر سے کمر ملا کر تکون بنا کر کھڑے ہونا چاہئے۔ جب تک ہم
اسی حالت میں رہیں گے یہ ہمارے قریب نہیں پہنچ سکیں گے۔
انہیں ہم سے دور ہی رہنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے انہیں دور رکھنے کی۔ میرے پاس سیاہ
گولیوں والی برسم گن ہے۔ یہ گن مجھے شاہ صاحب نے ساتھ
رکھنے کا کہا تھا۔ میں اس گن سے ان سرخ بدروحوں کو بھسم کرتا
ہوں۔ آپ تینوں مشین پسٹلز اور منی میزائل گنوں سے ان کے
سواروں کو ختم کر دیں"...... جوزف نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"شاہ صاحب"...... عمران کے منہ سے نکلا۔

"جی ہاں۔ ہمیں یہاں شاہ صاحب نے ہی بھیجا ہے"......
ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ یہ ساری تفصیلی بات بعد میں ہو گی جوزف۔
تم سیاہ گولیوں والی گن اور ہمارے لئے اسلحہ لاؤ۔ جلدی کرو۔ مجھے
مشین پسٹل کے ساتھ منی میزائل گن بھی دینا"...... عمران نے تیز
لہجے میں کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے جیپ
کی طرف بڑھا۔ جیپ کے عقبی حصے میں آ کر اس نے سیٹ اٹھائی

اور اس کے نیچے پڑا ہوا بھاری تھیلا اٹھا لیا۔ اس نے تھیلا کھولا اور اس میں سے مخصوص اسلحہ نکالنا شروع کر دیا۔ جوانا بھی اس کے قریب آ گیا۔ اس نے اسلحہ اٹھایا اور لے کر عمران کی طرف دوڑ گیا۔ اس نے ایک مشین گن اور ایک منی میزائل گن عمران کو دی اور ایک مشین پسٹل اور چند راڈ بم ٹائیگر کو دیئے اور باقی اپنی جیب میں ڈال لئے اور مشین پسٹل لے کر مخصوص انداز میں کھڑا ہو گیا۔ جوزف بھی ایک لمبی نال والی مشین پسٹل جیسی گن لے کر اس کے قریب آ گیا۔ اب سرخ گھڑ سوار ان کے کافی نزدیک آ گئے تھے۔ ان پر بیٹھے ہوئے افراد کے کاندھوں پر مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔

"جلدی کرو جوزف۔ سیاہ گولیاں برسا کر سرخ گھوڑوں کو ختم کرو اور ان کے سواروں کو زمین پر لاؤ"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ آگے بڑھا۔ گھڑ سوار جیسے ہی اس کی رینج میں آئے اس نے ایک گھڑ سوار کے سرخ رنگ کے گھوڑے کا نشانہ لیا اور ایک فائر کر دیا۔

ماحول زور دار دھماکے کی آواز سے گونجا اور پھر سیاہ رنگ کی ایک گولی زناٹے دار آواز کے ساتھ ہوا کو چیرتی ہوئی سرخ رنگ کے ایک گھوڑے سے ٹکرائی۔ یکلخت زور دار دھماکہ ہوا اور سرخ گھوڑا سرخ دھوئیں میں تبدیل ہوا اور تحلیل ہوتا چلا گیا۔ جیسے ہی سرخ گھوڑا دھواں بن کر ہوا میں تحلیل ہوا اس کا سوار اچھل کر نیچے زمین پر گرا اور بری طرح سے قلابازیاں کھاتا چلا گیا۔ ایک سرخ

گھوڑے کو دھوئیں میں تبدیل ہو کر غائب ہوتے دیکھ کر اور اس کے سوار کو گرتے دیکھ کر باقی سوار بوکھلا گئے اور انہوں نے فوراً اپنے گھوڑوں کو روکنا شروع کر دیا۔

"مسلسل فائرنگ کرو اور ان سب کو ختم کر دو"...... عمران نے چیختی ہوئی آواز میں کہا اور ساتھ ہی اس نے اس آدمی پر یکلخت فائرنگ کر دی جو سرخ گھوڑے سے گرا تھا اور اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اٹھتے ہوئے اس کے حلق سے زور دار چیخ نکلی وہ لٹو کی طرح گھوما اور گر کر ساکت ہو گیا۔ جوزف نے تاک تاک کر سرخ گھوڑوں پر بلیک بلٹس فائر کرنی شروع کر دیں جو گرتا اس پر عمران، جوانا اور ٹائیگر فائرنگ کرنا شروع کر دیتے۔ گھڑ سواروں نے گھوڑے روکتے ہی کاندھوں پر سے مشین گنیں اتار لی تھیں اور انہوں نے بھی پیچھے ہٹتے ہوئے ان پر جوابی فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی۔

"زمین پر پیٹ کے بل لیٹ کر ان کا نشانہ لو۔ کوئی بچنا نہیں چاہئے"...... عمران نے کہا اور خود بھی زمین پر لیٹ گیا اور گھوڑوں سے گرنے والے مسلح آدمیوں پر فائرنگ کرنے لگا۔ مسلح افراد اس افتاد سے بری طرح سے بوکھلا گئے تھے۔ سرخ گھوڑے انہیں لئے تیزی سے پیچھے ہٹ رہے تھے۔ وہ فائرنگ رینج میں تھے اس لئے آسانی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کا نشانہ بن رہے تھے۔ اچانک سرخ گھوڑے اپنے سواروں کو لے کر پلٹے اور دوسرے لمحے

انہوں نے تیزی سے اس طرف دوڑنا شروع کر دیا جس طرف سے آئے تھے۔

"ختم کر دو انہیں۔ جانے نہ دینا"...... عمران نے اسی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور واپس پلٹنے والوں پر فائرنگ کرنے لگا پھر وہ اٹھا اور اس نے دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی منی میزائل گن کا بٹن پریس کیا۔ منی میزائل گن سے آگ کا شعلہ سا نکلا اور تیزی سے واپس جاتے ہوئے گھڑ سواروں کے پیچھے لپکا۔ دوسرے لمحے منی میزائل ایک گھڑ سوار سے ٹکرایا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور اس گھڑ سوار کے ٹکڑے اُڑتے دکھائی دیئے۔ عمران اور اس کے ساتھی اٹھے اور انہوں نے واپس جانے والے گھڑ سواروں کے پیچھے دوڑتے ہوئے ان پر فائرنگ کرنے کے ساتھ منی میزائل فائر کرنے شروع کر دیئے۔ ماحول مشین پسٹلز اور مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ اور منی میزائلوں کے زور دار دھماکوں کی آوازوں سے بری طرح سے گونج رہا تھا۔ سرخ گھوڑوں کی رفتار بے حد تیز تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ان کی رینج سے دور نکل گئے۔ انہیں دور جاتے دیکھ کر عمران اور اس کے ساتھی رک گئے۔

"بھاگ گئے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہم پیدل ہی دوڑتے ہوئے آئے ہیں۔ آپ کہیں تو میں جیپ لے آؤں۔ جیپ میں ہم آسانی سے ان کے پیچھے جا سکتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ بھاگ گئے ہیں۔ واپس آئے تو ان میں سے کوئی نہیں بچے گا"...... عمران نے منہ بنا کر کہا اور پھر وہ سب واپس جیپ کی طرف پلٹ پڑے۔ عمران کے کہنے پر جوزف نے عتقال کی لاش کو اٹھا کر جیپ کے عقبی حصے میں ڈال دیا۔ پٹیوں میں لپٹی ہوئی عتقال کی لاش کو دیکھ کر اس کے چہرے پر قدرے خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا ہوا۔ تم اس لاش کو دیکھ کر خوفزدہ کیوں ہو رہے ہو"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ لاش بے حد بھیانک ہے باس۔ یہ صدیوں پرانی ہے اور اس پر میں کالاشا دیوتا کا سایہ پڑتا دیکھ رہا ہوں۔ اگر کالاشا دیوتا اس میں سما گیا اور یہ لاش زندہ ہو گئی تو یہ ہر طرف تباہی پھیلا دے گی۔ کالاشا دیوتا کے نام کا مطلب ہی تباہی اور بربادی ہے"...... جوزف نے اسی انداز میں کہا۔

"میں اسے زندہ نہیں ہونے دوں گا۔ میں اسے جلانے کے لئے لے جا رہا ہوں اور میرے لئے یہ اچھا ہو گیا ہے جو تم یہاں پہنچ گئے ہو۔ اب میں تمہارے ساتھ مل کر اس لاش کو آتشی پہاڑی میں پھینکوں گا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا اور پھر اس نے جیب سے شاہ صاحب کا دیا ہوا کاغذ نکال کر عمران کو دے دیا۔

"یہ کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"شاہ صاحب نے آپ کے لئے دیا تھا اور آپ کے لئے ان کا ایک پیغام بھی ہے"...... جوزف نے کہا۔ عمران نے کاغذ کھولا اس پر چھوٹی سی تحریر تھی۔ سائیڈ پر ایک تعویذ بھی بنا ہوا تھا۔

"کیا پیغام ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"شاہ صاحب نے کہا تھا کہ اس کاغذ کو آپ اس لاش کی پٹیوں میں چھپا دیں تا کہ گرو مہاراج کی سفلی طاقتیں کوجائیاں اسے آپ سے کسی بھی صورت میں نہ حاصل کر سکیں اور دوسری بات یہ کہ اس لاش کو آتشی پہاڑی میں ڈال کر جلانے سے پہلے آپ کو گرو مہاراج کو ہلاک کرنا ہو گا ورنہ وہ پوشیدہ رہ کر سفلی طاقتیں آپ کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجتا رہے گا جن میں سے ایک سفلی طاقت بھی آپ پر حاوی ہو گئی تو وہ آپ کے لئے نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔ اگر عنقال کی لاش آپ کے پاس رہی تو گرو مہاراج عنقال کی لاش کو چھیننے کی کوشش میں قدرے آسانی سے مارا جا سکتا ہے"...... جوزف نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تو اب مجھے پہلے گرو مہاراج کا خاتمہ کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ یہی شاہ صاحب کا حکم ہے اور آپ کی مدد کے لئے انہوں نے ہمیں آپ کے پاس بھیجا ہے"...... جوزف نے کہا اور پھر اس نے یہاں تک پہنچنے کے بارے میں عمران کو ساری تفصیل بتا دی۔ جوزف نے عمران کو یہ بھی بتا دیا کہ عمران کے

ساتھ جو کچھ ہوا تھا شاہ صاحب سب کچھ جانتے ہیں اور انہوں نے ان تینوں کو بھی اس کی تفصیل بتا دی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ اگر یہ شاہ صاحب کا حکم ہے تو میں ان کے حکم پر ضرور عمل کروں گا۔ میں پہلے اس مردود گرو مہاراج کا خاتمہ کروں گا اور پھر ہم اس لاش کو آتشی پہاڑی میں جلانے کے لئے لے جائیں گے"...... عمران نے کہا۔ اس نے کاغذ کو لپیٹا اور پھر اس نے کاغذ کو لاش کی پٹیوں میں چھپانا شروع کر دیا۔

"اب ہمیں جانا کہاں ہے۔ باس"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"شاہ صاحب نے کہا تھا کہ اس علاقے سے نکلنے کے لئے ہمیں شمال کی طرف سفر کرنا پڑے گا۔ گرو مہاراج کو ہمیں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ شمال کی طرف سفر کرتے ہوئے وہ خود ہی ہم سے آ ٹکرائے گا"...... جوزف نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے چلو۔ شمال کی طرف"...... عمران نے کہا تو جوزف نے جیپ اسٹارٹ کی اور اسے موڑ کر شمال کی طرف دوڑانا شروع کر دیا۔ عمران کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔

جولیا کو ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک کمرے میں آرام دہ بستر پر پایا۔ کمرے کی کھڑکیوں سے دن کی روشنی اندر آ رہی تھی۔ جس سے پتہ چل رہا تھا کہ دن کا وقت ہے۔ کمرے میں جولیا کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کے ذہن میں سابقہ مناظر فلمی منظر کی طرح چلنے لگے۔ جب وہ رات کے وقت اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جنگل میں چلے جا رہے تھے اور پھر ایک کھائی کے قریب رک گئے تھے۔ کھائی میں انہیں دور روشنیاں سی چمکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں جنہیں دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہاں کوئی انسانی آبادی ہو اور اس آبادی والوں نے وہاں لالٹینیں یا پھر مشعلیں روشن کر رکھی ہوں۔

ان سب نے اس آبادی کی طرف جانے کا فیصلہ کیا تھا اور پھر وہ سب ڈھلانی کھائی میں احتیاط سے اترنا شروع ہو گئے لیکن تھوڑی دور جاتے ہی ان کے پیر پھسل گئے تھے اور وہ کھائی میں

بری طرح سے الٹتے پلٹتے ہوئے گرتے چلے گئے۔ کس وقت جولیا کے ذہن میں اندھیرا چھا گیا تھا جولیا کو کچھ یاد نہ تھا۔ اب خود کو ایک صاف ستھرے، روشن اور ہوا دار کمرے میں دیکھ کر وہ حیران ہو رہی تھی۔

”یہ کون سی جگہ ہے اور مجھے یہاں کون لایا ہے“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تو جولیا چونک پڑی۔

”کون ہے“...... جولیا نے کہا تو دروازہ کھلا اور صفدر کی شکل دکھائی دی۔ صفدر کو دیکھ کر جولیا کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”صفدر تم۔ آ جاؤ“...... جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہوش آ گیا آپ کو“...... صفدر نے اندر آ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تم کہاں تھے اور باقی ساتھی“...... جولیا نے پوچھا۔

”سب اپنے اپنے کمروں میں ہیں۔ آپ کے سوا سب کو ہوش آ چکا ہے“...... صفدر نے کہا۔

”لیکن ہم ہیں کہاں۔ دیکھنے سے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم دشمنوں میں نہیں بلکہ دوستوں میں ہوں“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ ناٹران کا خصوصی ٹھکانہ ہے اور ہمیں یہاں لانے والا بھی

ناٹران ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ناٹران''..... جولیا نے کہا۔

''جی ہاں۔ ہمارے غائب ہو جانے کے بعد وہ ہمیں مسلسل تلاش کرنے میں لگا ہوا تھا۔ وہ ہمیں ہمارے سیل فون سے ٹریک کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ چونکہ ہم کنویں اور پھر جنگل میں تھے اور ہمارے سیل فونز پر نیٹ ورک کے سگنل نہیں آ رہے تھے اس لئے اسے بھی ہمیں ٹریس کرنا مشکل ہو رہا تھا لیکن وہ پوری تندہی سے ہماری تلاش میں تھا۔

پھر ہم لڑھک کر جیسے ہی کھائی میں پہنچے تو ناٹران کو ہمارے سیل فون کے سگنل ملنا شروع ہو گئے۔ ہم کھائی کی جھاڑیوں میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ وہ ساتھ والے ایک قصبے میں موجود تھا۔ لوکیشن ٹریس ہوتے ہی وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اور پھر اس نے ہمیں جھاڑیوں میں سے ڈھونڈھ نکالا۔ ہم بے ہوش تھے۔ وہ ہمیں بے ہوشی کی ہی حالت میں لے کر روانہ ہو گیا اور پھر ہمیں اپنے اس ٹھکانے پر لے آیا۔

''اوہ۔ میں سمجھ رہی تھی کہ شاید ہماری مدد کھائی کے قریب موجود آبادی والوں نے کی ہو گی''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ رات کا وقت تھا اس لئے ناٹران نے اس طرف جانے کی بجائے ہمیں ڈھونڈھ کر محفوظ ٹھکانے پر پہنچانے کا کام کیا تھا۔ اس کی اطلاع کے مطابق پاور فورس ہر طرف ہمیں تلاش کرتی

پھر رہی ہے۔ یہاں تک کہ وہ بھوربھم جنگل میں بھی موجود ہے اور آپ کو یہ سن کر اور زیادہ حیرت ہو گی کہ ہم جس جنگل سے نکلے تھے وہی بھوربھم کا جنگل ہے جہاں کافرستانیوں نے پاکیشیا کو تباہ کرنے کے لئے بلیک اسٹیشن بنایا ہوا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ۔ تو ہم بھوربھم جنگل میں تھے اور ہمیں اس کا علم ہی نہیں تھا''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم جنگل سے زیادہ دور نہیں ہیں''...... صفدر نے جواب دیا۔

''اور ناٹران۔ وہ کہاں ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہمیں یہاں چھوڑ کر وہ واپس چلا گیا تھا البتہ اس کے چند آدمی ہمارے ساتھ ہیں جن میں اس کا ایک خاص آدمی قلندر بھی ہے۔ یہ وہی آدمی ہے جو وین میں ہمیں لینے آیا تھا''...... صفدر نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میں باقی ساتھیوں کو آپ کے ہوش آنے کی اطلاع دیتا ہوں پھر ہمیں یہاں سے جانے کی تیاری بھی کرنی ہے''...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''کہاں جانے کی تیاری''...... جولیا نے پوچھا۔

''بھوربھم کے جنگل میں اپنا مشن پورا کرنے کے لئے''...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صفدر اٹھ کر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کیپٹن

شکیل اور تنویر کے ہمراہ واپس آ گیا۔ ان کے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا جو بے حد مضبوط جسم کا مالک اور خوش شکل نوجوان تھا۔

''یہ قلندر ہے''...... صفدر نے جولیا سے نئے آدمی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''خوشی ہوئی تم سے مل کر''...... جولیا نے کہا۔

''مجھے بھی''...... قلندر نے جواب دیا۔ تنویر اور کیپٹن شکیل، جولیا کو ہوش میں دیکھ کر مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔

''آپ پہلے واش روم جا کر فریش ہو جائیں۔ پھر کچھ کھا پی لیں اس کے بعد ہم بھوربھم میں جا کر اپنا مشن مکمل کرنے کے بارے میں ڈسکس کر لیں گے۔ تب تک ہم قلندر کے ساتھ مل کر ضروری تیاریاں کر لیتے ہیں''...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر صفدر اور باقی سب اس کے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

صفدر اور اس کے ساتھی ایک بڑے ہال نما کمرے میں آ گئے۔ یہ سٹنگ روم تھا۔ وہ بیٹھ کر آپس میں مشن کے بارے میں ڈسکس کرنے لگے۔ تھوڑی دیر میں جولیا بھی نہا دھو کر اور نیا لباس پہن کر فریش ہو کر وہاں پہنچ گئی۔

''آپ کے لئے کچھ کھانے کے لئے لاؤں''...... قلندر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یہ رات بھر بے ہوش پڑی رہی ہیں۔ اب خاصا دن چڑھ آیا

ہے۔ ظاہر ہے انہوں نے ناشتہ تو کرنا ہے۔ جاؤ تم جا کر ان کے ناشتے کا انتظام کرو''...... صفدر نے کہا تو قلندر نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

''تم سب کر چکے ہو ناشتہ''...... جولیا نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ ہم نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ناشتہ کیا ہے۔ آپ کے جاگنے کا انتظار کر رہے تھے لیکن آپ گہری نیند یا بے ہوشی میں تھیں اور ہم چاہتے تھے کہ آپ کو خود ہی ہوش آئے تو اچھا ہے۔ اس لئے ہم نے آپ کو ہوش نہیں دلایا تھا''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہم اس بھوربھم جنگل سے کتنی دور ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''یہ قصبہ الاک ہے۔ یہاں سے ڈیڑھ سو کلو میٹر دور ایک اور قصبہ ہے جسے واؤجا کہا جاتا ہے ہمیں وہاں پہنچنا ہے۔ بلیک اسٹیشن جنگل کے اسی علاقے میں تیار کیا جا رہا ہے اور ناٹران کی اطلاع کے مطابق میزائل اسٹیشن مکمل ہو چکا ہے اور وہاں میزائل بھی لانچ کر دیئے گئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو پھر ہمیں تیزی دکھانی ہو گی تا کہ جلد سے جلد وہاں جا کر اس میزائل اسٹیشن کو تباہ کر سکیں''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ قلندر کے پاس بھی اس میزائل اسٹیشن کی معلومات ہیں۔ اس نے یہ بھی پتہ کرا لیا ہے کہ بلیک اسٹیشن کی حفاظت کے

لئے جو فورس وہاں موجود ہے وہ کس رنگ کے لباسوں میں ہیں۔
اس کے کہنے کے مطابق وہ ملٹری فورس جیسی یونیفارمز پہنتے ہیں لیکن
ان کی یونیفارمز کا رنگ زرد ہے۔ وہ جنگل میں فاسٹ فورس کے
طور پر تعینات ہیں اور انہوں نے واوجا کے علاقے سمیت جنگل
میں ہر طرف حفاظت کے سخت ترین انتظامات کر رکھے ہیں“......
کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہم ان کے حفاظتی انتظامات سے ڈر کر پیچھے تو نہیں ہٹ
سکتے۔ ہمیں ہر حال میں وہاں جانا ہے اور بلیک اسٹیشن کو تباہ کرنا
ہے“...... تنویر نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا اور اسی لئے ناٹران نے قلندر کو خاص طور پر
ہمارے ساتھ چھوڑا ہے۔ اس مشن کو مکمل کرنے کے سارے
انتظامات وہی کرے گا“...... صفدر نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد قلندر نے
آ کر بتایا کہ اس نے ڈائننگ ٹیبل پر مس جولیا کے لئے ناشتہ لگا دیا
ہے۔ ڈائننگ ٹیبل چونکہ کچن میں تھا اس لئے جولیا کو وہاں جانا پڑا۔
اس نے ہلکا پھلکا ناشتہ کیا اور پھر واپس سٹنگ روم میں آ گئی۔ قلندر
وہاں موجود نہ تھا۔

”قلندر نے فاسٹ فورس کی وردیاں حاصل کر لی ہیں۔
ڈریسنگ روم میں رکھی ہیں۔ ہم باری باری جائیں گے اور میک اپ
کرنے کے ساتھ فاسٹ فورس کی وردیاں پہنیں گے۔ اس کے
بعد قلندر ہمیں اپنے ساتھ لے جائے گا“...... صفدر نے کہا تو جولیا

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سب سے پہلے کیپٹن شکیل ملحقہ ڈریسنگ
روم میں گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے جسم پر فوجی وردی جیسا
لباس تھا لیکن اس کا رنگ زردی مائل تھا۔ پھر تنویر اور اس کے بعد
صفدر ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔ وہ بھی میک اپ بدل کر اور مخصوص
وردیاں پہن کر واپس آ گئے تو جولیا اٹھی اور ڈریسنگ روم میں چلی
گئی۔ صفدر نے اسے بتا دیا تھا کہ اسے بھی مردانہ میک اپ کرنا
ہے کیونکہ فاسٹ فورس میں کوئی عورت موجود نہیں ہے۔ تھوڑی دیر
بعد جولیا بھی واپس آ گئی۔ اس کے چہرے پر مردانہ میک اپ تھا
اور اس نے قدرے کھلا کھلا لباس پہنا ہوا تھا۔

”ویری گڈ۔ اس روپ میں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپ خاتون
ہیں“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بھی مسکرا دی اور پھر
وہ سب بیٹھ کر پلاننگ کرنے لگے۔ اسی لمحے قلندر اندر داخل ہوا۔
انہیں بدلے ہوئے حلیوں اور لباسوں میں دیکھ کر وہ ایک لمحے کے
لئے ٹھٹھک گیا۔

”ویری گڈ۔ آپ لوگ تو حیرت انگیز طور پر بدل گئے ہیں“......
قلندر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”حیران ہونے کی بجائے تم ہمیں یہاں موجود اسلحے کی پوری
تفصیل بتاؤ اور اس کے ساتھ ساتھ یہاں بیٹھ کر ان کے ہیڈکوارٹر
تک پہنچنے کا راستہ اور وہاں موجود ان لوگوں کے حفاظتی انتظامات کی

تفصیلات بتاؤ''...... جولیا نے کہا۔
''اسلحہ تو ادھر پیٹیوں میں پڑا ہے دیکھ لیں۔ ہر قسم کے بم
ہیں، مشین گنیں ہیں اور ان کے میگزین اور بے ہوشی کے گیس پسٹل
بھی ہیں یہاں تو یہی چیزیں کام آتی ہیں''...... قلندر نے جواب دیا
اور صفدر اور اس کے ساتھی اٹھے اور قلندر کے ساتھ دوسرے کمرے
میں آئے جہاں دو بڑے باکس رکھے ہوئے تھے۔ تنویر نے آگے
بڑھ کر دونوں باکس کھلوائے اور پھر انہیں غور سے دیکھنے کے بعد وہ
واپس سٹنگ روم میں آگئے۔

''اب مجھے اس راستے اور ان کے حفاظتی انتظامات کے متعلق
تفصیل بتاؤ''...... صفدر نے پوچھا اور قلندر اثبات میں سر ہلاتے
ہوئے ایک الماری کی طرف بڑھا اس نے الماری کھول کر اس کے
اندر سے ایک موٹا سا رول کیا ہوا نقشہ نکالا اور اسے لا کر درمیانی
میز پر رکھ کر پھیلا دیا۔

''یہ دیکھیں۔ یہاں ہم اس وقت موجود ہیں اور یہاں داؤجا
قصبے سے جنگل میں کچھ دور بلیک اسٹیشن ہے''...... قلندر نے دو
مختلف جگہوں پر انگلیاں رکھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... جولیا اور اس کے ساتھیوں نے غور سے ان
مقامات کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہاں تک پہنچنے کا ایک ہی راستہ ہے کیونکہ اس راستے کی کوئی
قدرتی رکاوٹ موجود نہیں ہے ورنہ اور ہر جگہ انتہائی خطرناک

دلدلیں موجود ہیں جو راستہ روک دیتی ہیں''...... قلندر نے نقشے پر
انگلی چلا کر راستہ بناتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب حفاظتی انتظامات کے بارے میں بتاؤ''......
صفدر نے پوچھا۔

''مقام ہے۔ یہاں فاسٹ فورس کے سپیشل ونگ کا ہیڈ کوارٹر
ہے یہ چند لکڑی کے کیبن ہیں اور فاسٹ فورس کے آدمی اس راستے
کی ہر طرف سے درختوں پر چڑھ کر مکمل نگرانی کرتے رہتے ہیں۔
اس کے بعد یہاں سے ان کے میزائل اسٹیشن کی حدود شروع ہو
جاتی ہے۔ یہاں میزائل اسٹیشن کے اوپر بھی ان کا سیکورٹی زون
ہے۔ یہاں چار لکڑی کے کیبن ہیں اور یہاں سے بلیک اسٹیشن کو
راستہ جاتا ہے اور ہم کے انچارج کو کور کر کے اس کی مدد سے خفیہ
طور پر بلیک اسٹیشن میں داخل ہو سکتے ہیں''...... قلندر نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ یہ بتاؤ کہ اگر سپیشل ونگ سے ان کا کوئی آدمی بلیک
اسٹیشن جانا چاہے تو پھر وہ کس طرح جاتے ہیں پیدل یا کسی سواری
پر''...... کیپٹن شکیل نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

''ان کے پاس مخصوص جیپیں ہیں۔ اس کے ذریعے یہ زیادہ
سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر بلیک اسٹیشن پہنچ جاتے ہیں''...... قلندر
نے جواب دیا تو وہ خاموشی سے نقشے کو غور سے دیکھنے لگے۔

''ان حفاظتی انتظامات کی موجودگی میں اگر ہم بغیر پلاننگ کے

وہاں سے گزرے تو لازماً مارے جائیں گے۔ ہمارے کنویں
فرار ہونے کی خبر مل جانے کے بعد وہ سب بے حد چوکنا ہوں
اور لازماً ہمیں تلاش بھی کر رہے ہوں گے"...... اچانک صفدر
کہا تو وہ چونک پڑے۔
"لازمی بات ہے لیکن اس راستے کے سوا آگے بڑھنے کا
کوئی راستہ بھی نہیں ہے"...... قلندر نے جواب دیا۔
"میرے ذہن میں ایک پلاننگ ہے اس پر عمل کرتے ہو
ہم کسی جگہ پہنچ کر انہیں صرف اپنی ایک جھلک دکھائیں گے اور
دوسرے راستے پر چلے جائیں گے اس سے پہلے ہم کسی مخص
سپاٹ پر درختوں کے اوپر اس طرح مشین گنوں کو فٹ کر دیں
کہ جیسے ہی وہ لوگ ادھر متوجہ ہوں ہم ان کو آن کر دیں گے۔
طرح فائرنگ ہوتی رہے گی اور وہ لوگ سمجھیں گے کہ ہم پھنس
ہیں لازماً وہ ادھر متوجہ ہو جائیں گے ہم اس دوران ہم آگے بڑھ
ان کے سب ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیں گے اور پھر وہاں موجود ا
کو ہلاک کر کے وہاں سے جیپ لے کر انہی کے میک اپ
بلیک اسٹیشن کی طرف چل پڑیں گے۔ اس طرح ہمیں راستے
چیکنگ کا خطرہ بھی نہ ہو گا اور ہم جلد از جلد وہاں پہنچ جا
گے"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تو کیا تم انہیں الجھانے کے لئے ریڈ ٹریپ استعمال
چاہتے ہو"...... تنویر نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ ریڈ ٹریپ یہاں ضروری ہے تاکہ سب کو اس طرف
کافی دیر تک متوجہ رکھا جا سکے اور ہم آسانی سے سب ہیڈ کوارٹر پر
قبضہ کر لیں"...... صفدر نے کہا۔
"ویری گڈ۔ یہ بہت اچھی تجویز ہے صفدر۔ اس طرح بھی ہمیں
خاصی آسانی ہو جائیں گی"...... جولیا نے بھی صفدر کی بات کی تائید
کرتے ہوئے کہا۔
"پھر اس طرح ہے جناب کہ یہاں گموری جھیل کے کنارے
انہیں جھلک دکھائی جائے۔ ایک تو جھیل کافی بڑی ہے اور پھر اس
کے گرد بہت اونچی اونچی جھاڑیاں ہیں۔ وہاں سے ہم آسانی سے
چھپ کر اس طرف سب ہیڈ کوارٹر کے قریب پہنچ سکتے ہیں۔ وہاں
موجود درخت بھی بے حد گھنے ہیں جنہیں ہم ریڈ ٹریپ کے لئے
استعمال کر سکتے ہیں۔ جب تک یہ لوگ یہاں متوجہ رہیں ہم اس
دوران ان کے سب ہیڈ کوارٹر پہنچ سکتے ہیں"...... قلندر نے نقشے کی
مدد سے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔
"ویری گڈ۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ مجھے خوشی ہے کہ تم ریڈ
ٹریپ کو سمجھتے ہو"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"بالکل جناب۔ باس ناٹران نے ہمیں اس کی باقاعدہ ٹریننگ
دی گئی ہے"...... قلندر نے جواب دیا۔
"او کے سنو۔ اب تم لوگ تو جھیل کے کنارے انہیں جھلک
دکھاؤ گے میں چاہتا ہوں کہ وہ صرف افراد کی جھلک دیکھیں۔ ادھر

میں اس دوران ٹریپنگ مکمل کر لوں گا اس کے بعد جب تم یہاں
پہنچو گے تو ہم وہاں سے چل پڑیں گے اور ریڈ ٹریپ آن کر دیں
گے۔ اس کے بعد ہم اکٹھے ہی بلیک اسٹیشن پر ریڈ کریں گے۔ آؤ
اب اسلحہ وغیرہ بھی لے لیں اور ساتھ ہی میک اپ باکس بھی۔ ممکن
ہے کہ وہاں ہمیں میک اپ دوبارہ کرنے پڑ جائیں"...... صفدر نے
کہا اور سارے ساتھی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے
ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ تہہ خانے سے باہر آئے تو صفدر کی
پشت پر ایک خاصا بڑا بیگ لدا ہوا تھا۔ جبکہ باقی تینوں کے ہاتھوں
میں مشین گنیں موجود تھیں۔ قلندر ان کی رہنمائی کر رہا تھا پھر کافی
آگے آنے کے بعد وہ رک گیا۔

"صفدر صاحب آپ ادھر شمال کی طرف جائیں ادھر ریڈ ٹریپنگ
کا سپاٹ ہے۔ ہم مشرق کی طرف سے آگے جا کر جھیل کے پاس
پہنچیں گے اور پھر وہاں سے ہم گھومتے ہوئے پھر مغرب سے ہو کر
آپ کے پاس پہنچ جائیں گے"...... قلندر نے انہیں سمجھاتے ہوئے
کہا۔

"اوکے۔ تم سب نے بے حد محتاط رہنا ہے"...... صفدر نے کہا
اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا شمال کی طرف بڑھتا گیا۔ وہ
جھاڑیوں میں کسی جنگلی خرگوش کی طرح بڑھا آگے بڑھا جا رہا تھا
اور ہر طرف سے انتہائی چوکنا اور محتاط تھا۔ تھوڑی دیر تک چلنے کے
بعد وہ واقعی ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں درخت بے حد قریب اور

کافی گھنے تھے۔ صفدر نے محتاط انداز میں ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس
نے اپنی پشت پر لدا ہوا تھیلا اتار کر زمین پر رکھا اور اسے کھول کر
اس میں موجود چار مشین گنیں ان کا میگزین، باریک لیکن مضبوط تار
کا ایک بڑا سا گچھا نکال لیا۔ اس کے بعد وہ ایک مشین گن اور تار
کا گچھا اٹھائے ایک درخت پر چڑھ گیا۔

اس نے اس درخت کے درمیانی حصے میں مشین گن کو ایک
مخصوص سمت میں تار کی مدد سے اس طرح باندھ دیا کہ فائر کے
باوجود مشین گن گر نہ سکتی تھی۔ پھر اس نے اس کے ٹریگر کے ساتھ
تار کو ایک مخصوص انداز میں گانٹھ دی اور تار نیچے پھینک کر وہ
درخت سے نیچے اتر آیا۔ اس نے مختلف درختوں پر چڑھ کر اس
طرح آٹھ مشین گنیں باندھیں۔ ان سب کے ساتھ تار مخصوص انداز
میں موجود تھی۔

پھر باقی تار کو وہ درختوں کے درمیان موجود جھاڑیوں میں چھپا
کر آگے لیتا گیا۔ کافی دور آ کر اس نے تار کو اپنی کمر میں موجود
بیلٹ سے باندھ لیا اور پھر ایک درخت پر چڑھ گیا۔ اس درخت کی
شاخیں خاصی لچکدار تھیں۔ اس نے ایک مضبوط سی شاخ کا انتخاب
کیا اور پھر اس کے آخری سرے کو پکڑ کر وہ نیچے لٹک گیا۔ اس کے
جسم کے وزن کی وجہ سے لچکدار شاخ خاصی نیچے تک جھک آئی۔
صفدر کے قدم بھی زمین سے لگ گئے تھے جبکہ ہاتھوں سے اس نے
اس جھکی ہوئی شاخ کو پکڑا ہوا تھا۔ پھر اس نے ایک ہاتھ سے شاخ

کو سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے بیلٹ میں بندھی ہوئی تار کو علیحدہ کیا اور پھر بڑی مہارت سے اس نے اس شاخ کو درخت کے دوسری نچلی شاخ کے ساتھ اس تار سے مخصوص انداز میں باندھ دیا جبکہ باقی تار اسی طرح سے نیچے پڑی ہوئی تھی شاخ کو باندھ کر بقایا تار کو وہ لے کر آگے بڑھتا گیا۔ اب اس کے کاندھے سے صرف ایک مشین گن لٹکی ہوئی تھی وہ تیزی سے واپس پلٹا اور اس جگہ آ گیا جہاں وہ تھیلا ابھی تک موجود ہے اس نے تھیلا اٹھا کو دوبارہ پشت پر باندھا اور ایک طرف جھاڑی کی اوٹ میں ہو کر بیٹھ گیا۔ اسے اپنے ساتھیوں کا انتظار تھا۔ جبکہ ٹریپ وہ مکمل کر چکا تھا۔ آٹھ مشین گنوں کا ریڈ ٹریپ دشمنوں کو الجھانے کے لئے کافی تھا۔

تھوڑی دیر بعد اسے ایک درخت کے پیچھے حرکت محسوس ہوئی تو اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا اس کے ساتھ ہی اس نے حلق سے جھینگر کی مخصوص آواز نکالی اور یہ آواز انہوں نے پہلے ہی شناخت کے لئے طے کر لی تھی۔ دوسرے لمحے دور درختوں کے پیچھے سے جھینگروں کی مخصوص آواز سنائی دی اور صفدر اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر درختوں کے پیچھے سے کیپٹن شکیل، تنویر، جولیا اور قلندر چاروں نکلے اور تیزی سے دوڑتے ہوئے صفدر کی طرف بڑھ آئے۔

''کیا تم نے ریڈ ٹریپ لگا دیا ہے''...... جولیا نے تیز لہجے میں

پوچھا۔

''جی ہاں کیوں''...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''ہم خطرے میں ہیں اور ہمیں ہر طرف سے گھیرا جا رہا ہے صفدر صاحب جلدی کریں ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔ وہ کچھ دیر میں ہی یہاں پہنچ جائیں گے''...... قلندر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ ابھی تار کافی باقی ہے''...... کچھ دور جا کر جب وہ تار ختم ہو گئی تو وہ سب رک گئے۔

''قلندر۔ سپیشل ونگ کا کیبن یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے''...... جولیا نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''کچھ دور ہے۔ آپ اب ٹریپ آن کر دیں اب تک وہ لوگ وہاں پہنچ چکے ہوں گے''...... قلندر نے کہا اور صفدر نے تار کے سرے کو اپنی ہتھیلی کے گرد دو بل دے کر لپیٹا اور پھر اس نے مخصوص انداز میں بازو کو اوپر اٹھا کر نیچے کی طرف زور دار جھٹکا دیا۔ جھٹکے کے ایک لمحے بعد وہاں سے کافی دور یکلخت گولیاں چلنے کی خوفناک آوازوں سے پورا جنگل گونجنے لگا۔

''ٹریپ آن ہو گیا ہے۔ چلو اب نکل چلو''...... صفدر نے کہا اور پھر وہ سب درختوں اور جھاڑیوں میں چھپتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تقریباً دس منٹ تک مسلسل دوڑنے کے بعد سب سے آگے جانے والا قلندر یکلخت رک گیا۔ سامنے جنگل کے اندر اونچا لیکن انتہائی سرسبز ٹیلا نظر آ رہا تھا۔

"رک کیوں گئے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"اس ٹیلے کے پیچھے سپیشل ونگ کا سب ہیڈ کوارٹر ہے"...... قلندر نے صفدر اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے انتہائی احتیاط سے چلو۔ ہم نے کوشش کرنی ہے کہ آواز نکالے بغیر ہی یہاں موجود ہر شخص کو ڈھیر کر دیا جائے کتنے آدمی ہوں گے یہاں"...... صفدر نے پوچھا۔

"اس وقت زیادہ سے زیادہ چار پانچ ہی ہوں گے"...... قلندر نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھنے لگا دور سے گولیاں چلنے کی مدھم مدھم آوازیں ابھی تک سنائی دے رہی تھیں۔ ٹیلے پر چڑھ کر وہ اوپر پہنچے تو دوسری طرف تین کیبن بنے ہوئے تھے۔ لیکن یہ تینوں کیبن درختوں اور پتوں میں اس طرح چھپے ہوئے تھے کہ نزدیک سے دیکھنے سے ہی نظر آتے تھے۔ انہیں مکمل طور پر کیموفلاج کر دیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک بڑے کیبن کی ایک کھڑکی سے روشنی چھن کر باہر آ رہی تھی۔ جبکہ باقی کیبن تاریک پڑے تھے۔

وہ جھاڑیوں میں رینگتے ہوئے اسی روشن کیبن کی طرف بڑھنے لگے کیبن کا دروازہ کھلا ہوا تھا اسی لمحے ایک آدمی کیبن کے کھلے دروازے سے نکلا اس کے ہاتھوں میں مشین گن تھی اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا دوسری طرف ٹیلے پر چڑھ کر جھاڑیوں میں غائب ہو گیا۔ صفدر نے اشارہ کیا اور وہ سب تیزی سے رینگتے ہوئے کیبن

کی طرف بڑھ گئے۔ اسی لمحے وہ ٹھٹھک کر رک گئے۔ انہیں اندر سے ایک تیز آواز سنائی دی تھی۔

"ہیلو ہیلو۔ سپیشل ونگ کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور"...... کیبن کے اندر سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی بار بار وہ یہی فقرہ دوہرایا جا رہا تھا۔

"یس۔ بابو لال اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک تیز آواز سنائی دی اور صفدر نے کھلے دروازے سے اندر جھانکا تو اس نے اپنی جسامت کے ایک آدمی کو ایک بڑے سے ٹرانسمیٹر پر جھکا ہوا پایا۔ اس کے جسم پر بھی ان جیسا ہی لباس تھا۔

"باس۔ ہم نے انہیں گھیر لیا ہے۔ وہ جھیل کے قریب پہنچ گئے ہیں اور مسلسل اور چاروں طرف فائرنگ کر رہے ہیں لیکن ہمارے گروپ نے انہیں چاروں طرف سے اس طرح گھیر لیا ہے کہ وہ کسی طرح بھی فرار نہیں ہو سکتے۔ ہم بھی ان پر مسلسل فائر کرتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ اوور"...... اس آدمی نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"ہمارے آدمی تو محفوظ ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے بابو لال نے پوچھا۔

"نو باس۔ ان کی اندھا دھند فائرنگ کی زد میں ہمارے دس ساتھی آ گئے تھے لیکن ہمارے پاس آدمیوں کی تعداد کافی ہے اس لئے وہ ہر صورت میں مارے جائیں گے"...... اس آدمی نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے صفدر کے پیر کے نیچے موجود ایک
پتھر شاید زیادہ وزن پڑنے کی وجہ سے یکلخت تیز آواز کے ساتھ
کھسک کر لڑھکتا ہوا نیچے ایک گڑھے میں جا گرا اور صفدر اور اس
کے ساتھی تیزی سے سائیڈوں میں دبک گئے۔
''اوہ۔ ایک منٹ۔ اوور''...... یکلخت بولنے والے آدمی نے
چونک کر کہا اور پھر کیبن کے دروازے کی طرف دوڑتے ہوئے
قدموں کی آواز سنائی دی۔ دوسرے لمحے اس آدمی نے باہر جھانکا۔
وہ شاید پتھر گرنے کی آواز سن کر ادھر آیا تھا۔ کیبن کی سائیڈ میں
دبکا ہوا تنویر یکلخت اس پر کسی عقاب کی طرح جھپٹا اور اس آدمی کو
ساتھ لیتا ہوا نیچے جھاڑیوں میں جا گرا۔ اس آدمی کے حلق سے ہلکی
سی چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا تڑپتا ہوا جسم یکلخت ساکت
ہو گیا۔ تنویر نے بڑی مہارت سے اس کی گردن کی ہڈی ہی توڑ
ڈالی تھی۔
''گڈ شو۔ تنویر۔ اب تم سب باہر کا خیال رکھو۔ میں اندر جا رہا
ہوں''...... صفدر نے کہا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا وہ کیبن کے اندر
داخل ہو گیا۔ ٹرانسمیٹر ابھی تک آن تھا۔ صفدر نے ایک لمحے کے
لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے بٹن دبا دیا۔
''ہیلو ہیلو۔ سپیشل ونگ کالنگ۔ اوور''...... صفدر کے حلق سے اس
آدمی جیسی آواز نکلی لیکن لہجہ بے حد پرجوش تھا۔
''یس۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے تیز لہجے

میں پوچھا گیا۔ صفدر اس کی آواز پہچان گیا تھا۔ یہ بابو لال تھا۔
''ہم نے انہیں مار گرایا ہے باس۔ پانچ افراد تھے۔ سب ختم ہو
گئے ہیں باس۔ ہم نے ان کی لاشیں بھی چیک کر لی ہیں۔ ان میں
سے ایک مقامی آدمی ہے۔ جبکہ باقی ایکریمین ہیں۔ ان کی لاشیں
گولیوں سے چھلنی ہو گئی ہیں۔ اوور''...... صفدر نے انتہائی پرجوش
لہجے میں کہا۔
''اوہ۔ ویری گڈ وشال سنگھ۔ کیا تم نے خود ان کی لاشیں اپنی
آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ اوور''...... بابو لال نے مسرت بھرے
لہجے میں کہا۔
''یس باس۔ اس لئے تو میں کال ہولڈ کر کے خود گیا تھا۔ میں
نے خود ان کی لاشیں چیک کی ہیں۔ اوور''...... صفدر نے جواب
دیا۔
''اوکے۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے وشال سنگھ۔ ویری
گڈ۔ اب ایسا کرو ان کی لاشیں اپنے ساتھ لے کر یہاں بلیک
اسٹیشن پہنچو۔ میں اپنی آنکھوں سے ان کی لاشیں چیک کرنا چاہتا
ہوں اور سنو۔ ان کے ساتھ جو سوئس عورت تھی۔ وہ یقیناً وہیں چھپی
ہوئی ہو گی۔ وہ مشن میں ساتھ نہ آئی ہو گی۔ اس لئے تم وہاں اسے
تلاش کراؤ اور جیسے ہی وہ نظر آئے اسے گولی مارنے کی بجائے زندہ
گرفتار کر کے بلیک اسٹیشن بھجوا دینا۔ اوور اینڈ آل''...... بابو لال
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صفدر نے ایک طویل

سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کیبن سے باہر آ گیا۔

''اسے اٹھا کر اندر لے آؤ اور مس جولیا آپ میرے ساتھ آ جائیں۔ کیپٹن شکیل، تنویر اور قلندر تینوں باہر پہرہ دیں گے۔ میں اپنا، مس جولیا اور اس وشال سنگھ کا نیا میک اپ کرنا چاہتا ہوں''...... صفدر نے کہا اور قلندر نے جلدی سے آگے بڑھ کر جھاڑی میں پڑی ہوئی وشال سنگھ کی لاش اٹھائی اور اسے کیبن کے اندر ڈال کر واپس باہر چلا گیا۔ جبکہ کیپٹن شکیل اور تنویر باہر ہی رہے اور جولیا اندر آ گئی۔

''مس جولیا۔ یہ آپ کے لئے ایک لباس میں اپنے تھیلے میں ڈال لایا تھا۔ یہ لیں۔ میں باہر جاتا ہوں۔ آپ کیبن میں جا کر لباس بدل لیں۔ جلدی کریں۔ کسی کے آنے سے پہلے ہمیں میک اپ والا کام مکمل کرنا ہے''...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صفدر وشال سنگھ کی لاش اٹھا کر باہر نکل گیا اور اس نے کیپٹن شکیل، تنویر اور قلندر سے مخاطب ہو کر کہا کہ وہ چاروں طرف پھیل جائیں اور اگر کوئی آتا دکھائی دے تو اسے روکیں نہیں بلکہ صرف جھینگر کی آواز والا اشارہ دے دیں۔ صفدر نے وشال سنگھ کی لاش جھاڑیوں میں رکھی اور اس کے قریب بیٹھ گیا اور اس نے اپنے تھیلے سے میک اپ کا سامان نکالا اور اسے نیچے رکھ کر اس نے انتہائی پھرتی سے وشال سنگھ کی لاش پر اپنا میک اپ کرنا شروع کر

دیا۔ جب جولیا لباس تبدیل کر کے واپس آئی تو صفدر وشال سنگھ کے میک اپ سے فارغ ہو چکا تھا۔

''آپ اپنا یہ میک اپ صاف کر لیں مس جولیا۔ میں خود پر وشال سنگھ کا میک اپ کر لوں''...... صفدر نے کہا اور پھر اس کے ہاتھ تیزی سے اپنے چہرے پر چلنے شروع ہو گئے جبکہ جولیا نے اپنا میک اپ واش کرنا شروع کر دیا۔ جب وہ دونوں ہی فائنل ٹچز لگا رہے تھے کہ باہر سے جھینگر کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک پڑے صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے میک اپ کا سامان تھیلے میں ڈالا اور پھر تھیلا اور وشال سنگھ کو گھسیٹ کر اس نے گھنی جھاڑیوں میں چھپایا۔ جولیا دوڑ کر دوسری طرف موجود جھاڑیوں کی طرف بڑھ گئی۔ صفدر تیزی سے کیبن میں داخل ہوا اور پھر وہ بڑے اطمینان سے کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھ گیا۔ ابھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ ایک آدمی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

''کیا رپورٹ ہے''...... صفدر نے وشال سنگھ کے لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ ان میں سے ایک بھی نہیں ملا۔ ہمارے تیرہ آدمی ہلاک ہو گئے ہیں۔ انہوں نے وہاں انتہائی ماہرانہ انداز میں ریڈ ٹریپ لگا رکھا تھا۔ اس لئے مشین گنیں خود بخود چل رہی تھیں۔ جب وہ خاموش ہوئیں اور ہم وہاں پہنچے تو وہاں ایک آدمی بھی موجود نہ تھا''...... اس آدمی نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ ناکامی۔ تیرہ افراد بھی ہلاک ہو گئے"...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ راہول ابھی تک ان کو تلاش کر رہا ہے لیکن وہ کہیں نظر نہیں آ رہے"...... آنے والے نے کہا۔

"تم ایسا کرو۔ راہول کو ساتھ لے کر فوراً واپس آؤ۔ باقی لوگ انہیں تلاش کرتے رہیں بلکہ دور جا کر تلاش کرو وہ یقیناً ہمیں ڈاج دے کر دور نکل گئے ہوں گے۔ میں نے تم دونوں سے ضروری باتیں کرنی ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"یس باس"...... اس آدمی نے کہا اور جلدی سے واپس مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

"تم نے اسے واپس بھیج دیا"...... تھوڑی دیر بعد جولیا کیبن میں داخل ہوئی تو اس نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میرے سامنے تنویر کا مسئلہ ہے۔ اس آدمی کا قدوقامت اور جسامت تو قلندر سے ملتی ہے۔ وہ کسی راہول کا نام بتا رہا تھا ہو سکتا ہے کہ وہ تنویر کے قدوقامت کا ہوا تو پھر بات بن جائے گی۔ میں نے اسے راہول کو بلانے کے لئے ہی بھیجا ہے"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے مجھے میک اپ واش کرنے اور سادہ لباس پہننے کے لئے کیوں کہا ہے"...... جولیا نے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا اور صفدر نے اسے تفصیل سے بابو لال کے ساتھ ہونے والی

گفتگو سنا دی۔

"اوہ۔ تو اب تم مجھے اس کے سامنے زندہ پکڑ کر لے جانے کا سوچ رہے ہو"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس طرح ہمارا ایک بڑا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ ورنہ راستے میں آپ کے مردانہ لباس میں ہونے کے باوجود شناخت کا خطرہ باقی رہ سکتا تھا"...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب سیکرٹ سروس کے ممبر سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف کو گرفتار کر کے لے جائیں گے۔ گڈ شو"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا اور صفدر بھی ہنس پڑا۔ اسی لمحے باہر سے جھینگر کی آواز ایک بار پھر سنائی دی اور وہ دونوں چونک پڑے۔ جولیا جلدی سے اٹھی اور سامنے موجود ایک الماری کے پیچھے پہنچ گئی۔ صفدر نے میز پر رکھے ہوئے مشین پسٹل کو سیدھا کر کے رکھ دیا اور چند لمحوں بعد دو آدمی سیڑھیاں چڑھ کر کیبن میں آئے۔ آگے ایک لمبا تڑنگا آدمی تھا جبکہ اس کے پیچھے وہی آدمی تھا جو پہلے آیا تھا اور صفدر کی آنکھوں میں دوسرے آدمی کو دیکھ کر اطمینان کی جھلکیاں نمایاں ہو گئیں کیونکہ وہ تنویر کے قدوقامت سے تقریباً ملتا جلتا تھا۔

"کیا بات ہے باس۔ شاستری نے کہا ہے کہ آپ نے مجھے فوراً بلایا ہے"...... آنے والے نے کہا اور ساتھ ہی وہ اس طرح ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے اس کی چھٹی حس نے اسے کسی انجانے

خطرے سے آگاہ کر دیا ہو۔

''ہاں۔ میں نے بلایا ہے''...... صفدر نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے مشین پسٹل اٹھایا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں سنبھلتے صفدر نے ٹریگر دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی راہول اور شاستری دونوں کی چیخوں سے کیبن گونج اٹھا اور وہ کسی لٹو کی طرح گھومتے ہوئے نیچے گرے اور چند لمحے تڑپ کر ساکت ہو گئے۔

''آ جائیں مس جولیا''...... صفدر نے کہا تو جولیا الماری کے پیچھے سے باہر آ گئی۔

''ان تینوں کو بھی اندر بلا لیں۔ اب قلندر اور تنویر کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ وہ ان کا میک اپ کر سکتے ہیں۔ رہ گیا کیپٹن شکیل تو اس کا میک اپ ہم آگے چل کر کسی کو پکڑ کر کر دیں گے''...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں کیبن سے باہر آئے اور پھر جولیا نے تنویر کو اندر جانے کا کہا تا کہ وہ اس آدمی کا میک اپ کر لے جو اس کے قد و قامت کا تھا۔ تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس آدمی کے میک اپ میں باہر آ گیا۔

''قلندر کا میک اپ میں کروں گا''...... صفدر نے کہا اور پھر وہ قلندر کو لے کر کیبن میں گیا اور پھر اس نے دوسرے آدمی شاستری کا میک اپ قلندر کو کرنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے کھٹکا ہوا تو اس نے

چونک کر دیکھا۔ دروازے پر کیپٹن شکیل موجود تھا۔ اس کے کاندھے پر ایک آدمی لٹکا ہوا تھا۔ اس کی گردن ٹیڑھی تھی۔ شاید کیپٹن شکیل نے اس کی گردن کی ہڈی توڑ کر اسے ہلاک کر دیا تھا۔

''یہ تمہیں کہاں سے مل گیا''...... میں کیبن کے عقب میں قدرے پیچھے چلا گیا تھا تو یہ اس طرف سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کا قد کاٹھ مجھ جیسا تھا اس لئے میں نے اسے فوراً چھاپ لیا اور اس کی گردن کی ہڈی توڑ دی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''گڈ شو۔ پھر تم اس کا میک اپ کر لو۔ اب ہم سب تیار ہیں''...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا کر اس آدمی کو فرش پر ڈالا اور پھر اس نے صفدر سے میک اپ کا سامان لیا اور اپنے چہرے پر اس آدمی کا میک اپ کرنے لگا۔ صفدر نے ایک نظر دونوں کو دیکھا اور پھر تحسین آمیز انداز میں سر ہلاتا ہوا وہ کیبن سے نکل کر ان جھاڑیوں کی طرف بڑھ گیا جہاں اس نے وشال سنگھ کی لاش چھپائی تھی۔ اس کا جسم ابھی تک گرم تھا۔ صفدر نے اسے گھسیٹ کر کیبن کے درمیان میں کیا اور اس کے جسم پر مشین پسٹل سے گولیاں برسا دیں۔ وشال سنگھ کا جسم پھڑکتا ہوا اچھلا اور خون سے بھرتا چلا گیا۔

''تنویر تم ایسا کرو اس کے خون آلود کپڑوں پر موجود خون مس جولیا کے چہرے اور لباس پر اس انداز میں لگا دو جیسے ان پر شدید تشدد کیا گیا ہو اور یہ زخمی ہوں''...... صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر

کہا اور پھر وہ قلندر کی طرف متوجہ ہوا۔

''تم نے مجھے بتایا تھا کہ یہاں کوئی خصوصی جیپ بھی ہے لیکن یہاں تو مجھے کوئی جیپ نظر نہیں آ رہی''...... صفدر نے قلندر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اسے یہ لوگ چھپا کر رکھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے جیپ کسی گڑھے میں چھپا رکھی ہو''...... قلندر نے جواب دیا۔

''اوہ۔ او کے۔ تم جا کر اسے ڈھونڈھ کر یہاں لے آؤ۔ اب ہمیں فوراً یہاں سے روانہ ہو جانا چاہئے''...... صفدر نے کہا اور قلندر سرہلاتا ہوا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

''ہماری عدم موجودگی میں اور لوگ آ گئے تو یہاں بکھرا ہوا خون گولیوں کے نشانات وغیرہ دیکھ کر کیا سمجھیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''اس کا یہی حل ہو سکتا ہے کہ یا تو ہم سارے کیبن کو ہی بم سے اڑا دیں یا پھر اس ٹرانسمیٹر کو خراب کر دیں تا کہ وہ فوری طور پر اطلاع نہ دے سکیں لیکن آگے ان کا ٹاپ ونگ ہے۔ یہ لوگ وہاں اطلاع دے دیں گے اور یہ معلوم نہیں کہ ابھی کتنے افراد موجود ہیں اور کہاں کہاں بکھرے ہوئے ہیں''...... صفدر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میرا خیال ہے۔ تم بم سے یہ کیبن ہی اڑا دو اور پھر ہم ایک طرف چھپ جاتے ہیں ظاہر ہے یہ آواز سن کر ان میں سے کوئی

ضرور آئے گا اسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ باقی افراد کو بھی بلا لائے یا ہو سکتا ہے انہوں نے بلانے کا کوئی خاص طریقہ اپنایا ہوا ہو''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ۔ ایک منٹ۔ مجھے راہول وغیرہ کی تلاشی کا تو خیال ہی نہ رہا''...... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے راہول اور شاستری کے ساتھ اس آدمی کی بھی تلاشی لینی شروع کر دی جسے کیپٹن شکیل لایا تھا۔ راہول کی جیبوں سے نکلنے والا ایک چھوٹا سا سنگل لائن فکسڈ فریکوئنسی بی سکس ٹرانسمیٹر دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

''اوہ۔ سنگل لائن فکسڈ فریکوئنسی بی سکس ٹرانسمیٹر کا مطلب ہے کہ ان سب کے پاس یہ ٹرانسمیٹر ہوں گے تا کہ یہ ایک دوسرے سے رابطہ کر سکیں''...... صفدر نے کہا۔ اس نے باقی افراد کی تلاشی لی تو ان کی جیبوں سے بھی ویسے ہی ٹرانسمیٹر نکل آئے تو صفدر کا چہرہ کھل اٹھا۔

''ویری گڈ۔ اب یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا''...... صفدر نے کہا اسی لمحے باہر سے جیپ کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ گہرے سبز رنگ کی ایک پتلی لیکن خاصی لمبی جیپ وہاں موجود تھی اور قلندر اس میں سے باہر نکل رہا تھا۔

''کیپٹن شکیل، تنویر اور قلندر تم تینوں یہاں سے لاشیں اٹھا کر اس جیپ میں ڈالو ہم یہاں سے کچھ فاصلے پر چھپ جائیں گے۔ پھر

میں فکسڈ ٹرانسمیٹر پر باقی آدمیوں کو کال کر کے یہاں بلاؤں گا
سب کے پہنچنے پر انہیں ہلاک کر کے گڑھوں میں پھینکیں گے اور پھر
اطمینان سے یہاں سے روانہ ہو جائیں گے اس طرح عقب سے
کسی کے اطلاع دینے کا خدشہ ہی ختم ہو جائے گا"...... صفدر نے
کہا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ
اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ ان کے چہروں پر اب
جوش کے تاثرات تھے۔

ٹیڑھے میڑھے راستوں پر جیپ خاصی رفتار سے دوڑتی ہوئی
آگے بڑھی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف موجود تھا۔ جبکہ
اس کے ساتھ والی سیٹ پر عمران اور عقبی سیٹوں پر ٹائیگر اور جوانا
موجود تھے۔ وہ گھناری کے علاقے سے نکل کر دوسری طرف موجود
پہاڑی راستوں پر سفر کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ وہ ان
راستوں پر سفر کرتے ہوئے منگالا قصبے کی طرف جا رہے تھے جہاں
پر گرو مہاراج کی حکمرانی تھی۔ عمران چونکہ ان علاقوں سے واقف تھا
اس لئے اس نے جوزف کو راستہ بتانا شروع کر دیا تھا۔ جوزف اور
اس کے ساتھی اپنے ساتھ کافرستانی کرنسی بھی لائے تھے جس کی
ہدایات انہیں شاہ صاحب نے ہی د، تھ مختلف راستوں پر سفر
کرتے ہوئے وہ اپنے کھانے پینے کا [illegible] کے ساتھ ساتھ
جیپ میں فیول بھی ڈلوا رہے تھے تا کہ انہیں [illegible] ر وقت
نہ ہو۔

انہیں مسلسل سفر کرتے ہوئے آج تیسرا روز تھا۔ انہوں نے دن رات سفر کرنے کو ترجیح دی تھی کیونکہ منگالا کا علاقہ گھناری سے بہت دور تھا اور عمران جلد سے جلد منگالا پہنچنا چاہتا تھا تاکہ وہ گرو مہاراج کو اس کے انجام تک پہنچا سکیں۔ وہ سب باری باری ڈرائیو کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک ڈرائیونگ کرتا اور باقی جیپ کی پچھلی سیٹ پر آرام کرنے کے لئے چلے جاتے۔ عمران اور ٹائیگر دونوں نے مقامی میک اپ کر لیا تھا جبکہ جوزف اور جوانا اپنے اصل چہروں میں ہی تھے۔ پہاڑی راستے سے گزر کر وہ ایک جنگل میں داخل ہوئے۔ جنگل زیادہ گھنا نہ تھا۔ اس لئے جیپ آسانی سے درختوں کے درمیان چلتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی اور تقریباً آدھے گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد جنگل اور زیادہ کھلا ہونے لگ گیا اور تھوڑی دیر بعد جیپ واقعی جنگل سے نکل کر کھلے میدان میں آ گئی۔ جہاں دور دور تک صرف جھاڑیاں ہی جھاڑیاں تھیں۔ اس وقت ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے جیپ کا رخ دائیں طرف موڑ دیا اور پھر وہ انہی جھاڑیوں میں ہی جیپ دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد انہیں دور سے پختہ سڑک نظر آنے لگ گئی۔ جس پر ٹریفک چلتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

شمال کی طرف ایک بڑے قصبے کے آثار بھی واضح ہونے لگ گئے تھے سڑک اس قصبے کے اندر تک جا رہی تھی۔ جوزف نے

جیپ کا رخ سڑک کی طرف موڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سڑک پر پہنچ کر قصبے کی طرف مڑ گئے۔ لیکن تھوڑا سا آگے جانے کے بعد جیسے ہی سڑک نے موڑ کاٹا وہ سب بری طرح چونک پڑے کیونکہ سڑک پر تین بڑی جیپیں کھڑی تھیں اور سڑک کے درمیان لکڑی کا راڈ رکھ کر رکاوٹ بنا دی گئی تھی اور دس مسلح فوجی وہاں سے گزرنے والی ہر گاڑی کی باقاعدہ چیکنگ کر رہے تھے۔

''اوہ۔ چیکنگ ہو رہی ہے اب کاغذات کا مسئلہ بنے گا''...... جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''تم چلو۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی گئی اور چند لمحوں بعد وہ قطار میں کھڑے ہوئے ایک بڑے کنٹینر کے پیچھے رک گئے۔ کنٹینر سے آگے ایک گیس سے بھرا ہوا ٹینکر تھا اور اس کے آگے ایک بس تھی جسے چیک کیا جا رہا تھا۔

''سنو جیسے ہی بس کے لئے راڈ ہٹایا جائے تم جیپ کو نکالنے کی کرنا اور تم سب اسلحہ لے کر تیار ہو جاؤ۔ ہم نے فوری طور پر یہاں موجود مسلح آدمیوں کا خاتمہ کرنا ہے۔ ان کی جیپوں پر مخصوص ریڈ پاور ایجنسی کا نشان موجود ہے۔ یہ لوگ شاید ہمیں گرو مہاراج کے لئے تلاش کر رہے ہیں''...... عمران نے تیز لہجے میں پیچھے بیٹھے ہوئے ساتھیوں سے کہا۔

"لیکن پھر تو سارے قصبے کو گھیر لیا جائے گا"...... جوزف نے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا"...... عمران نے مضبوط لہجے میں کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے راڈ اٹھایا گیا اور بس آگے بڑھنے لگی۔ گیس ٹینکر بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔ جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے جیپ کو کنٹینر کی الٹی سائیڈ سے نکالا اور آندھی اور طوفان کی طرح وہ اسے دوڑاتا ہوا بس کے قریب پہنچ گیا۔

"ارے ارے۔ رکو۔ اسے روکو۔ جلدی"...... کسی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی لیکن اسی لمحے عمران نے فائر کا لفظ کہا اور اس کے ساتھ ہی جیپ کی دونوں اطراف سے مشین گنوں کی تیز فائرنگ کی آوازوں کے ساتھ ہی بم کا ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ یہ بم عمران نے مارا تھا جو گیس ٹینکر کی سائیڈ پر لگا اور ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ گیا۔ دوسرے لمحے ٹینکر کے پرزے بکھر کر فضا میں اڑنے لگے اور ہر طرف شعلے ہی شعلے دکھائی دیئے۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اور ٹینکر میں بھری ہوئی گیس نے ایک اور زور دار دھماکہ کر دیا جس سے آگ کے شعلے اور بڑھ گئے اور ہر طرف جیسے لاوا پھوٹ پڑا ہو اور پھر تو جیسے اردگرد کے ماحول پر آگ کی بارش سی ہونے لگی۔

جوزف جیپ دوڑاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اب

وہ قصبے کی حدود میں داخل ہو چکے تھے۔ عمران نے دیکھا کہ پیچھے کوئی نہ آ رہا تھا تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ تیر گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کی گیس کے ٹینکر کو بم مارنے والی ترکیب کامیاب رہی تھی۔ قصبے کی سائیڈ پر پہنچ کر عمران نے جوزف کو جیپ روکنے کو کہا تو اس نے فوراً سائیڈ پر جیپ روک دی۔

"تم اپنے ساتھ لانگ رینج ٹرانسمیٹر لائے ہو"...... عمران نے ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میرے پاس ایس ون ٹرانسمیٹر ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور اس نے جیب سے جدید ساخت کا ایک ٹرانسمیٹر نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اس سے ٹرانسمیٹر لے کر اسے آن کیا اور پھر وہ اس پر مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ۔ ہیلو۔ اوور"...... عمران نے بٹن پریس کر کے دوسری طرف مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس ناٹران اٹنڈنگ یو۔ پرنس آپ کہاں سے بول رہے ہیں اوور"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ناٹران کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہر انسان کی طرح ظاہر ہے پرنس بھی منہ سے ہی بولتا ہے، منہ سے بولنے کے لئے البتہ اسے زبان ہلانی پڑتی ہے۔ اوور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔

''مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران نے بتایا تھا کہ آپ پہلے سے ہی کافرستان میں موجود ہیں اور کسی ماورائی چکر میں الجھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے مجھے آپ کے بارے میں حیرت انگیز باتیں بتائی تھیں۔ کیا یہ سب سچ ہے۔ آپ واقعی کسی گرو مہاراج کے ساحرانہ چکروں میں الجھے ہوئے ہیں۔ اوور''...... ناٹران نے اسی طرح انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہی سچ ہے۔ اور تم ممبران کی بات کر رہے ہو۔ کون سے ممبران اور وہ تمہیں کہاں ملے ہیں۔ اوور''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ شاید آپ نہیں جانتے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چار ممبران یہاں موجود ہیں اور وہ ایک اہم مشن پر کام کر رہے ہیں''...... دوسری طرف سے ناٹران نے جواب دیا اور پھر وہ جولیا اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بتانے لگا کہ وہ یہاں کس طرح سے پہنچے تھے۔ ان کا مشن کیا تھا اور کافرستان میں انہیں کن حالات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ یہ سن کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کہ اس کے ساتھی کافرستان میں ایک الگ مشن پر کام کر رہے تھے لیکن کافرستانی ایجنسی کے ساتھ ساتھ گرو مہاراج کی کوجائیاں بھی ان کے لئے دردِ سر بنی ہوئی تھیں۔

''لیکن آپ ہیں کہاں۔ اوور''...... دوسری طرف سے ناٹران نے پوچھا تو عمران اسے اس لوکیشن کے بارے میں بتانے لگا جہاں

وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا۔

''حیرت ہے۔ مس جولیا اور صفدر صاحب نے مجھے یہ تو نہیں بتایا تھا کہ آپ کے ساتھ جوزف، جوانا اور ٹائیگر بھی آئے ہیں۔ بہرحال بتائیں میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں۔ کیا میں آپ کو لینے کے لئے آؤں۔ اوور''...... ناٹران نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے ہر صورت میں منگالا قصبے میں پہنچ کر اس گرو مہاراج گھنشام کا خاتمہ کرنا ہے۔ میں اور میرے ساتھی مسلسل تین روز سے سفر کر رہے ہیں۔ ہماری حالت خستہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے آس پاس موجود اپنے کسی ایسے ٹھکانے کے بارے میں بتاؤ جہاں ہم کچھ وقت گزار سکیں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''آپ نے جس علاقے کے بارے میں بتایا ہے وہ بھرم راج کا علاقہ ہے۔ آپ یہاں سے دس کلو میٹر دور گوڈیم کے علاقے کی طرف چلے جائیں۔ میں آپ کو ایک ٹپ دیتا ہوں۔ وہاں آپ کو آسانی سے ایک رہائش گاہ مل جائے گی۔ وہاں آپ کی ضرورت کے سامان کے ساتھ آدمیوں کی بھی کمی نہ ہو گی۔ اوور''...... ناٹران نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں پہنچتا ہوں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''وہاں آپ کو میرا خاص آدمی ملے گا اس کا نام آصف ہے۔ آپ اس سے مل لیں وہ آپ کو اس قصبے کے ایک خاص آدمی سے ملا دے گا جسے اس علاقے کا سب سے بڑا ڈان سمجھا جاتا ہے۔

اس کا نام کالو سنگھ ہے۔ یہ آدمی آپ کی منگالا قصبے میں پہنچانے میں مدد کر سکتا ہے۔ آپ کے پیچھے فورس ہے اور کالو سنگھ آپ کو فورس سے بھی بچا سکتا ہے۔ اوور''...... ناٹران نے کہا۔

''اوکے۔ مجھے آصف کا حلیہ بتا دو اور اگر اس کے پاس ٹرانسمیٹر ہے تو اس کی فریکوئنسی بھی بتا دو تاکہ میں اس سے بات کر سکوں۔ تم بھی اسے کال کر کے ہدایات دے دینا۔ اوور''...... عمران نے کہا تو ناٹران نے اسے آصف کی فریکوئنسی بتا دی تو عمران اوور اینڈ آل کہہ کر اس سے رابطہ ختم کر دیا۔ اس نے کچھ دیر توقف کیا تاکہ ناٹران آصف سے بات کر کے اسے ان کے بارے میں بتا دے تو وہ پھر اس سے بات کرے۔ دس منٹ بعد وہ ناٹران کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

''یس۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس اور نو ہمیشہ ایک دوسرے کے مخالف رہے ہیں۔ تم یس کہو گے تو مجھے لامحالہ نو کہنا پڑے گا اور اس یس اور نو کے چکر میں تمہارا بھی وقت ضائع ہو گا اور میرا بھی۔ اس لئے میں فضول بات کئے بغیر بتا رہا ہوں کہ میں پرنس آف ڈھمپ ہوں۔ اوور''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ آپ۔ باس کی مجھے کال موصول ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے آپ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے۔ آپ ایسا کریں کہ

گوڈیم کے چوراہے پر پہنچ جائیں۔ میں کار لے کر آپ کو لینے کے لئے خود پہنچ رہا ہوں تاکہ آپ کو ٹھکانے تک آسانی سے لایا جا سکے۔ اوور''...... دوسری طرف سے آصف نے جواب دیا۔

''اس چوراہے کی تفصیل بتا دو اور تم جس کار میں آؤ گے اس کا رنگ اور ماڈل اور نمبر بھی بتا دو۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''جی ضرور''...... آصف نے کہا اور پھر اس نے گوڈیم کے چوراہے کے بارے میں اسے تفصیل بتا دی۔ ساتھ ہی اس نے اپنی کار کا رجسٹریشن نمبر، اس کا ماڈل اور اس کا رنگ بھی بتا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ ایک گھنٹے میں ملاقات ہو گی۔ اوور اینڈ آل''...... عمران نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''چلو۔ ہمیں گوڈیم پہنچنا ہے''...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا تو جوزف نے جیپ آگے بڑھا دی۔ ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ مخصوص چوراہے پر پہنچ گئے۔ جیسے ہی جوزف نے جیپ روکی سیاہ رنگ کی ایک کار ان کے قریب آ کر رکی اور اس میں سے ایک نوجوان نکل کر باہر آیا۔ عمران نے ہاتھ کے مخصوص اشارے سے اسے قریب بلایا۔

''آپ شاید پرنس آف ڈھمپ ہیں''...... اس نوجوان نے کہا۔

''شاید نہیں میں یقینی طور پر پرنس آف ڈھمپ ہوں۔ یقین نہیں تو ان سب سے پوچھ لو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو

نوجوان بے اختیار ہنس پڑا۔
''میں آصف ہوں''...... نوجوان نے کہا۔
''تو میں نے کب کہا ہے کہ تم واصف نہیں ہو''...... عمران نے کہا تو نوجوان آصف ایک بار پھر ہنس پڑا۔
''آپ جیپ میری کار کے پیچھے لے آئیں۔ میں آپ کو محفوظ مقام پر لے چلتا ہوں اور پھر مجھے آپ کی ملاقات کالو سنگھ سے کرانے کے بھی انتظامات کرنے ہیں''...... آصف نے کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جوزف جیپ لئے اس کی کار کے پیچھے جا رہا تھا۔ آصف ایک بڑے قصبے کے اندر کار دوڑا ہوا ایک باغ نما احاطے کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ جوزف کی جیپ بھی اس کے پیچھے تھی۔ احاطے کا لکڑی کا پھاٹک بند تھا۔ آصف کے مخصوص انداز میں ہارن بجانے پر پھاٹک کھلا تو وہ کار اندر لے گیا۔ جوزف بھی جیپ اس کے پیچھے اندر لے گیا۔ وہاں دس افراد موجود تھے وہ کار کو دیکھتے ہی تیزی سے اس کے قریب پہنچ گئے۔
''آصف تم''...... ان میں سے ایک نے آصف کو دیکھتے ہی چونک کر کہا۔
''ہاشم کہاں ہے''...... آصف نے جیپ سے نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا۔
''وہ اندر کمرے میں موجود ہے۔ کیوں''...... اس آدمی نے

حیرت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جیپ سے نیچے اترتے ہوئے دیکھ کر کہا اور آصف اسے اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو تیزی سے ایک طرف لے گیا اور مقامی زبان میں جلدی جلدی اسے کچھ بتانے لگا۔
''اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ تم مہمانوں کو لے کر اندر جاؤ۔ میں جیپ کا بندوبست کر لوں گا''...... اس آدمی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور آصف تیزی سے دوڑتا ہوا واپس عمران کے پاس آیا۔
''سنو۔ اس جیپ کو یہیں رہنے دو۔ اس میں ایک لاش موجود ہے۔ ہم یہ لاش ایک خاص مقام پر لے جانا چاہتے ہیں اس لئے اسے کوئی نہ چھوئے''...... عمران نے کہا تو لاش کا سن کر آصف اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔
''کس کی لاش ہے''...... آصف نے چونک کر کہا۔
''تمہیں ان باتوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم وہ کرو جس کے لئے تمہیں ناٹران نے کہا ہے اور بس''...... عمران نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
''اگر لاش کو کسی تہہ خانے یا محفوظ جگہ پر رکھوا سکتے ہو تو اسے جیپ سے نکال لو ورنہ اسے یہیں پڑا رہنے دینا''...... عمران نے کہا۔
''ٹھیک ہے۔ یہ لاش جیپ میں ہی رہے گی۔ آپ میرے

ساتھ آئیں''...... آصف نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔ آصف انہیں لے کر ایک بڑے کمرے میں آ گیا۔ کمرے میں
چار پانچ بیڈ بچھے ہوئے تھے۔ آصف نے انہیں ریسٹ کرنے کا کہا
اور ان کے کھانے پینے کا بندوبست کرنے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد
ان سب نے آصف اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ مل کر کھانا کھایا
اور وہ ایک بار پھر ریسٹ کرنے اس روم میں آ گئے۔ شام کے
وقت آصف دوبارہ ان سے ملنے آ گیا اور پھر وہ انہیں وہاں سے
قصبے کے دوسرے حصے کی طرف لے کر آ گیا۔ یہاں ایک بڑی
حویلی تھی۔ حویلی کے گیٹ پر دو مسلح آدمی کھڑے تھے۔ آصف نے
کار سے اتر کر ان سے کوئی بات کی تو انہوں نے اثبات میں سر
ہلاتے ہوئے گیٹ کھول دیا۔ آصف کار ڈرائیو کرتا ہوا اندر لے گیا
جہاں پورچ میں پہلے ہی کئی گاڑیاں موجود تھیں۔

''یہ کالو سنگھ کا مخصوص اڈہ ہے۔ میری اس سے بات ہو گئی
ہے''...... آصف نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ
آصف کی رہنمائی میں عمارت کے مختلف حصوں سے گزرتے ہوئے
ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے جو سٹنگ روم کے طرز پر سجا ہوا تھا۔

''آپ یہاں رکیں۔ میں اندر جا کر کالو سنگھ کو آپ کے بارے
میں بتاتا ہوں''...... آصف نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا
دیا اور پھر آصف وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

''یہ لوگ کہیں ہمارا پتہ نہ بتا دیں کیونکہ اب پاور فورس نے اس

پورے قصبے پر دھاوا بول دینا ہے''...... عمران نے آصف سے
مخاطب ہو کر کہا۔

''اوہ، نہیں۔ کالو سنگھ اس قصبے کا بے تاج بادشاہ ہے۔ اس کی
اجازت کے بغیر تو قصبے کا کوئی آدمی پلکوں کو بھی حرکت نہیں دے
سکتا''...... آصف نے کہا اور باہر نکل گیا۔ عمران اطمینان سے ایک
کرسی پر بیٹھ گیا۔ جبکہ ٹائیگر اور باقی ساتھی وہیں خاموش کھڑے
رہے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور آصف اندر آ گیا۔ اس کے
ساتھ ہی ایک دیو نما لمبا تڑنگا آدمی اندر آ گیا۔ اس دیو نما آدمی
نے سرخ رنگ کی بنیان اور سیاہ جینز پہنی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ جگہ
جگہ سے کٹا پھٹا سا تھا۔ اس کا چہرہ دیکھ کر ہی اندازہ لگایا جا سکتا تھا
کہ اس کی عمر کا زیادہ حصہ لڑائی بھڑائی میں گزرا ہے۔

''یہ کالو سنگھ ہے پرنس اور کالو سنگھ یہ میرے مہمان پرنس علی
عمران صاحب ہیں اور یہ جوزف یہ جوانا ہیں عمران صاحب کے
ساتھی اور ان صاحب کا نام مجھے معلوم نہیں آصف نے ٹائیگر کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اس کا نام ٹائیگر ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آصف نے مجھے تفصیل بتا دی ہے اور اگر آپ کے پیچھے
واقعی فورس پڑی ہوئی ہے۔ آپ ان سے بچنا چاہتے ہیں اور گرو
مہاراج گھنشام کے علاقے منگالا پہنچنا چاہتے ہیں تو یہ کام میں
آسانی سے کر سکتا ہوں لیکن میں اس کا معاوضہ لوں گا''...... کالو

سنگھ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کتنا معاوضہ لو گے''...... عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

''آپ کے ساتھ تین افراد ہیں۔ ہر آدمی کے عیوض پچاس ہزار روپے اور یہ رقم بھی صرف اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آصف ساتھ آیا ہے۔ یہ میرے کام کا آدمی ہے۔ ورنہ اگر کوئی اور ہوتا تو پچاس ہزار ڈالر سے کم نہ لیتا''...... کالو سنگھ نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ ہمیں منظور ہے۔ ایک لاکھ روپے میں ایڈوانس دے دیتا ہوں اور ایک لاکھ روپے کام کے بعد''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ نکالو''...... کالو سنگھ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''جوزف اسے ایک لاکھ روپے دے دو''...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا اور اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور کالو سنگھ کی طرف بڑھا دی۔

''ٹھیک ہے آصف۔ انہیں لے کر بڑے تہہ خانے میں چلے جاؤ۔ میں ان کے پیچھے آنے والی فورس کا بندوبست کر کے آتا ہوں''...... کالو سنگھ نے گڈی جیب میں ڈال کر آصف سے کہا اور آصف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آئیں عمران صاحب''...... آصف نے عمران سے کہا۔

''ایک بات کا دھیان رکھنا کالو سنگھ۔ میں نے تمہیں منہ مانگا معاوضہ دے دیا ہے لیکن اگر تم نے مزید لالچ کرنے یا کسی قسم کا دھوکہ دینے کی کوشش کی تو اس کے نتائج کی ذمہ داری تم پر ہو گی''...... عمران کے لہجے میں سختی تھی۔

''کالو سنگھ نے کبھی دھوکہ نہیں دیا۔ بے فکر رہو''...... کالو سنگھ نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا آصف کے ساتھ اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ایک طویل راہداری کراس کر کے وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ اس کمرے میں داخل ہوتے ہی آصف نے ایک جگہ فرش پر پیر مارا تو فرش ایک سائیڈ سے ہٹ گیا اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں دکھائی دینے لگیں۔

''آئیں عمران صاحب۔ بے فکر رہیں۔ کالو سنگھ وعدے کا پکا ہے۔ میں اسے برسوں سے جانتا ہوں''...... آصف نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے سے تہہ خانے میں پہنچ گئے یہاں ضروریات زندگی کا ہر سامان موجود تھا۔

''آپ بیٹھیں آپ کے لئے کھانے کا بندوبست کرتا ہوں''...... آصف نے کہا اور واپس سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

''آپ کو کالو سنگھ پر شک ہے''...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

''نہیں۔ اس کے چہرے کی ساخت دیکھ کر تو ایسا لگ رہا تھا

کہ وہ معاہدے کے معاملات میں کھرا آدمی ہے۔ لیکن میں اس
معاملے میں زیادہ محتاط رہنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ گرو مہاراج گھنشام
سے کوئی بعید نہیں کہ اس کی کوئی کوجائی آ کر اس کے دماغ پر قبضہ
کر لے اور یہ ہمارا دشمن بن جائے"...... عمران نے جواب دیا۔
"ماسٹر آپ کیوں فکر کرتے ہیں۔ اگر اس کی نیت خراب ہوئی
بھی تو اپنی ہی گردن تڑوائے گا۔ ہمارا کیا بگاڑے گا"...... جوانا نے
منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی
جواب دیتا دروازہ کھلا اور آصف دو افراد کے ساتھ تہہ خانے میں
داخل ہوا۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں کھانے کے بڑے بڑے تھال
تھے۔ ان دونوں نے یہ تھال درمیانی میز پر رکھ دیئے۔ دونوں
تھالوں پر دیسی بھنے ہوئے مرغ تھے۔ دونوں تھالوں میں چار مرغ
تھے۔
"یہ یہاں کی سب سے مرغوب غذا ہے پرنس"...... آصف نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ باہر کی پوزیشن بتاؤ"...... عمران نے پوچھا۔
"کالو سنگھ احاطے میں گیا ہے۔ تاکہ اپنے آدمیوں کو مکمل
ہدایات دے سکے۔ میری اس سے بات ہوئی ہے۔ پاور فورس اس
علاقے میں پہنچ چکی ہے لیکن کالو سنگھ کی اجازت کے بغیر وہ اس
حویلی میں نہیں آ سکتی ہے۔ کالو سنگھ نے کہا ہے کہ وہ رات کے
وقت ہمیں یہاں سے کسی اور خفیہ ٹھکانے پر منتقل کر دے گا اور اس

کے بعد وہ ہمیں ایک آئل ٹینکر میں چھپا کر منگالا کی طرف روانہ کر
دے گا۔ جس کا ڈرائیور اس کا خاص آدمی ہے۔ وہ منگالا قصبے میں
ہمیں کہیں بھی اتار دے گا۔ ہم اس ڈرائیور کو معاہدے کی باقی رقم
ادا کر دیں گے"...... آصف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ یہ واقعی ایک اچھی پلاننگ ہے۔ ہم آئل ٹینکر
میں چھپ کر واقعی اس علاقے سے نکل سکتے ہیں۔ ویری گڈ"......
عمران نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر وہ سب مل کر
کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو میزائل اسٹیشن کے سیکورٹی زون کے ایک کمرے میں جو دفتری انداز میں سجا ہوا تھا میز کے پیچھے ریوالونگ کرسی پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے جس کا نام بابو لال تھا ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"بابو لال بول رہا ہوں"...... بابو لال نے تیز اور سخت لہجے میں کہا۔

"مہالکشمی بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے مہالکشمی کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ یس مادام"...... بابو لال نے فوراً مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کہاں ہیں ان افراد کی لاشیں جنہیں تمہارے آدمیوں نے جنگل میں نشانہ بنایا ہے"...... مہالکشمی نے پوچھا۔

"میرے آدمی انہیں میرے پاس لے کر پہنچ رہے ہیں مادام۔ بس تھوڑی ہی دیر میں وہ پہنچ جائیں گے"...... بابو لال نے مؤدبانہ

لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ان لاشوں کو چیک کرنے کے لئے خود پہنچ رہی ہوں"...... دوسری طرف سے مہالکشمی نے کہا۔

"یس مادام"...... بابو لال نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات تھے۔ یہ پاور فورس کے سپیشل سیکشن کا انچارج تھا۔ فل انچارج مہالکشمی ہی تھی جس کو اسی نے کچھ دیر پہلے پانچ افراد کے ہلاک ہونے کا بتایا تھا اور اس نے کہا تھا کہ ان افراد کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے جس پر مہالکشمی چونک پڑی تھی اور اس نے اسے کچھ دیر بعد دوبارہ فون کرنے کا کہا تھا اور اب اسی سلسلے میں اس کا فون آیا تھا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد ایک سائیڈ کا دروازہ کھلا اور مہالکشمی اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ مسرت کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔ اسے دیکھ کر بابو لال فوراً احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"پہنچ گئیں ان ایجنٹوں کی لاشیں۔ کہاں ہیں"...... مہالکشمی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ابھی آ جاتیں ہیں مادام"...... بابو لال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ"...... مہالکشمی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور بابو

لال کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور بابو لال نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... بابو لال نے کہا۔

''نند کمار بول رہا ہوں باس۔ وشال سنگھ اس کا ساتھی راہول، شاستری اور دو افراد اس سوئس لڑکی اور پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں لے کر پہنچ گئے ہیں۔ وشال سنگھ چاہتا ہے کہ وہ خود یہ لاشیں آپ کے سامنے پیش کرے''...... نند کمار نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ یہ وشال سنگھ کا بہت بڑا کارنامہ ہے نند کمار۔ اس لئے اسے اجازت دے دو۔ البتہ ضابطے کے مطابق ان کی تلاشی لے لینا''...... بابو لال نے ہنستے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے نند کمار نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور بابو لال نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد کمرے کا بڑا دروازہ کھلا اور چار افراد اندر داخل ہوئے۔ چاروں کے کاندھوں پر لاشیں لدی ہوئی تھیں۔ ان کے پیچھے ایک خوبصورت سوئس لڑکی بھی اندر داخل ہوئی جس کا چہرہ بری طرح ستا ہوا تھا اور اس کے دونوں بازو پشت پر بندھے ہوئے تھے اور وہ خاصی زخمی دکھائی دے رہی تھی۔

''آؤ وشال سنگھ آؤ۔ ویل ڈن۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ریئلی ویل ڈن''...... مہا لکشمی نے بڑے مسرت بھرے لہجے

میں کہا۔

''مادام۔ یہ آپ کی اور باس کی تربیت کا نتیجہ ہے''...... سب سے آگے آنے والے آدمی نے مسکرا کر کہا اور پھر کاندھے پر لدے ہوئے آدمی کی لاش اس نے فرش پر رکھ دی۔

''ساری لاشیں قطار میں رکھ دو''...... وشال سنگھ نے پیچھے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور انہوں نے بھی اپنے کاندھوں پر لدی ہوئی لاشیں پہلی لاش کے ساتھ رکھ دیں۔

''بہت خوب۔ اس لڑکی کو آگے لے آؤ۔ جاندار لڑکی ہے''...... بابو لال نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مہا لکشمی بھی اس کی طرف غور سے دیکھ رہی تھی۔

''اس کا نام جولیانا فٹز واٹر ہے''...... مہا لکشمی نے کہا۔

''آگے آؤ لڑکی۔ باس یہ ایک درخت پر چھپی بیٹھی تھی۔ ہم نے اس پر جال ڈال کر پکڑا ہے۔ اس نے ہمارے دو آدمی مار دیئے تھے''...... وشال سنگھ نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ جاندار لڑکی ہے''...... بابو لال نے کہا اور میز کے پیچھے سے نکل کر جولیا کی طرف بڑھ گیا اور پھر وہ اس کے چاروں طرف گھوم کر اسے اس طرح دیکھنے لگا اور پھر خاموشی سے واپس اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

''ہاں وشال سنگھ۔ اب تفصیل سے اپنے اس کارنامے کے متعلق

بتاؤ"...... مہا لکشمی نے وشال سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مادام۔ شاستری دروازہ بند کر دو۔ کیونکہ یہ اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ مادام اور باس شاید اسے دوبارہ بھی سننا پسند کریں گے"...... وشال سنگھ نے سب سے آخر میں کھڑے شاستری سے مخاطب ہو کر کہا اور شاستری تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے دروازہ بند کر دیا اور خود وہ دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"ہاں تو باس۔ آپ نے اس لڑکی کا اچھی طرح جائزہ لے لیا۔ لیکن آپ نے ان لاشوں کا جائزہ نہیں لیا"...... وشال سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لاشوں کا جائزہ کیا مطلب۔ لاشوں کا کیا جائزہ لینا ہے"...... بابو لال نے حیران ہو کر کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے آپ ان کا جائزہ نہیں لینا چاہتے تو آپ کی مرضی۔ بہرحال اب سنیں کہ ہم نے یہ کارنامہ کیسے انجام دیا لیکن پہلے میں آپ کو اپنا اصل تعارف کرا دوں تو بہتر ہو گا۔ کیوں مادام مہا لکشمی"...... وشال سنگھ نے بدلی ہوئی آواز میں کہا تو نہ صرف بابو لال بلکہ مہا لکشمی بھی بری طرح سے اچھل پڑی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تمہارا بولنے کا انداز کیوں بدل گیا ہے"...... بابو لال نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں وشال سنگھ نہیں پاکیشیائی ایجنٹ صفدر ہوں اور یہ راہول

نہیں بلکہ تنویر ہے۔ اور یہ شاستری نہیں بلکہ ہمارا ساتھی قلندر ہے اور چوتھے آدمی کا مجھے نام معلوم نہیں لیکن اس کے میک اپ میں ہمارا ساتھی کیپٹن شکیل ہے۔ تم جن ناموں سے ہمیں پکار رہے ہو۔ وہ سب یہ لاشوں کی صورت میں تمہارے سامنے پڑے ہوئے ہیں"...... وشال سنگھ نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا اور بابو لال جو کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا اس کے ساتھ ہی مہا لکشمی بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کیا بکواس کر رہے ہو"...... بابو لال نے چیختے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ تم تو ابھی سے بوکھلا گئے"...... وشال سنگھ نے ہنستے ہوئے کہا۔ مگر بابو لال نے یکلخت جیب میں ہاتھ ڈالا مگر دوسرے لمحے وہ اور مہا لکشمی دونوں بری طرح چیختے ہوئے اچھل کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرائے جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں قلابازی کھا کر دوبارہ اپنی جگہوں پر آ گئے۔

اسی لمحے جولیا نے اپنے بازوؤں کو مخصوص انداز میں جھٹکا اور اس کی کلائیوں کے گرد موجود رسی ایک لمحے میں کھل کر نیچے جا گری۔ مہا لکشمی اور بابو لال دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرے اور ابھی وہ اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ صفدر اور جولیا ان پر کسی بھوکے عقاب کی طرح جھپٹے لیکن اس بار مہا لکشمی اور بابو لال دونوں کا داؤ چل گیا اور وہ دونوں الٹ کر پشت کے بل نیچے جا گرے اور پھر وہ

بتاؤ''...... مہالکشمی نے وشال سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس مادام۔ شاستری دروازہ بند کر دو۔ کیونکہ یہ اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ مادام اور باس شاید اسے دوبارہ بھی سننا پسند کریں گے''...... وشال سنگھ نے سب سے آخر میں کھڑے شاستری سے مخاطب ہو کر کہا اور شاستری تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے دروازہ بند کر دیا اور خود وہ دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

''ہاں تو باس۔ آپ نے اس لڑکی کا اچھی طرح جائزہ لے لیا۔ لیکن آپ نے ان لاشوں کا جائزہ نہیں لیا''...... وشال سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لاشوں کا جائزہ کیا مطلب۔ لاشوں کا کیا جائزہ لینا ہے''...... بابو لال نے حیران ہو کر کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے آپ ان کا جائزہ نہیں لینا چاہتے تو آپ کی مرضی۔ بہرحال اب سنیں کہ ہم نے یہ کارنامہ کیسے انجام دیا لیکن پہلے میں آپ کو اپنا اصل تعارف کرا دوں تو بہتر ہو گا۔ کیوں مادام مہالکشمی''...... وشال سنگھ نے بدلی ہوئی آواز میں کہا تو نہ صرف بابو لال بلکہ مہالکشمی بھی بری طرح سے اچھل پڑی۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تمہارا بولنے کا انداز کیوں بدل گیا ہے''...... بابو لال نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں وشال سنگھ نہیں پاکیشیائی ایجنٹ صفدر ہوں اور یہ راہول

نہیں بلکہ تنویر ہے۔ اور یہ شاستری نہیں بلکہ ہمارا ساتھی قلندر ہے اور چوتھے آدمی کا مجھے نام معلوم نہیں لیکن اس کے میک اپ میں ہمارا ساتھی کیپٹن شکیل ہے۔ تم جن ناموں سے ہمیں پکار رہے ہو۔ وہ سب یہ لاشوں کی صورت میں تمہارے سامنے پڑے ہوئے ہیں''...... وشال سنگھ نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا اور بابو لال جو کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا اس کے ساتھ ہی مہالکشمی بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کیا بکواس کر رہے ہو''...... بابو لال نے چیختے ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ تم تو ابھی سے بوکھلا گئے''...... وشال سنگھ نے ہنستے ہوئے کہا۔ مگر بابو لال نے یکلخت جیب میں ہاتھ ڈالا مگر دوسرے لمحے وہ اور مہالکشمی دونوں بری طرح چیختے ہوئے اچھل کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرائے جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں قلابازی کھا کر دوبارہ اپنی جگہوں پر آ گئے۔

اسی لمحے جولیا نے اپنے بازوؤں کو مخصوص انداز میں جھٹکا اور اس کی کلائیوں کے گرد موجود رسی ایک لمحے میں کھل کر نیچے جا گری۔ مہالکشمی اور بابو لال دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرے اور ابھی وہ اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ صفدر اور جولیا ان پر کسی بھوکے عقاب کی طرح جھپٹے لیکن اس بار مہالکشمی اور بابو لال دونوں کا داؤ چل گیا اور وہ دونوں الٹ کر پشت کے بل نیچے جا گرے اور پھر وہ

چاروں ہی بیک وقت اٹھ کھڑے ہوئے۔ بابو لال کے ہاتھ میں ریوالور نظر آیا ہی تھا کہ یکلخت ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔

''یہ ریوالور والی بات غلط ہے۔ بابو لال''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا پسٹل نظر آرہا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ چاروں کوئی حرکت کرتے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی اور دروازے پر کھڑا قلندر تیزی سے پلٹا اور اس نے کنڈی ہٹا کر دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے ایک مسلح آدمی بری طرح چیختا ہوا اچھل کر لاشوں کے قریب آ گرا۔ قلندر نے اسے گردن سے پکڑ کر اندر اچھال دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بڑے اطمینان سے دروازہ دوبارہ بند کر دیا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم ہار گئے اور تم جیت گئے۔ بتاؤ کیا چاہتے ہو''...... یکلخت مہا لکشمی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تم تینوں ادھر کرسیوں پر بیٹھ جاؤ پھر اطمینان سے باتیں کریں گے''...... صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''بب۔ بب۔ باس۔ یہ۔ یہ......'' قلندر کے ہاتھوں آ کر گرنے والے آدمی نے اٹھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نند کمار۔ یہ وشال سنگھ اور راہول نہیں ہیں۔ یہ وہی پاکیشیائی ایجنٹ ہیں انہوں نے ہمیں ایسا ڈاج دیا ہے جس کا ہم تصور بھی نہ کر سکتے تھے آؤ ادھر بیٹھو''...... بابو لال نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا

اور نند کمار کسی سحر زدہ انسان کی طرح کیپٹن شکیل، قلندر، صفدر اور تنویر کی طرف دیکھتا ہوا بابو لال کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔ جبکہ مہا لکشمی پہلے ہی کرسی پر گر سی گئی تھی۔ اس کے چہرے پر شدید ترین مایوسی کے آثار نمایاں تھے۔

''بابو لال ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہم نے مہا لکشمی سے بھی بلیک اسٹیشن کے بارے میں پوچھا تھا لیکن اس سے پہلے کہ یہ ہمیں کچھ بتاتی اس کی مددگار ایک سفلی طاقت نے ہمیں بے ہوش کر کے ایک کنوئیں میں قید کر دیا تھا لیکن ہم وہاں سے نکل کر آخرکار یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اب تم ہمیں یہاں سے میزائل اسٹیشن کے اندر داخل ہونا کا خفیہ راستہ بتا دو تو ہم یہاں سے چلے جائیں گے''...... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''بلیک اسٹیشن میں داخل ہونے کا راستہ صرف ہمارا چیف کرنل بھرت راج جانتا ہے اور کسی کو اس کا کوئی علم نہیں ہے''...... بابو لال نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر جو اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا، کو اس کے لہجے میں سچائی محسوس ہوئی۔

''تم کیا کہتی ہو مہا لکشمی۔ تمہارا تو کرنل بھرت راج سے براہ راست تعلق ہے''...... صفدر نے مہا لکشمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''بابو لال درست کہہ رہا ہے۔ کرنل بھرت راج نے اس بارے میں انتہائی رازداری سے کام لیا ہے اس نے مجھے بھی بلیک اسٹیشن میں جانے کے راستے کے بارے، میں کچھ نہیں بتایا اور نہ میں بھی

اندر گئی ہوں''...... مہا لکشمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ پھر تو ہمارا یہاں آنا بیکار گیا''...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو تم بلیک اسٹیشن کو تباہ کرنے یہاں آئے تھے''...... بابو لال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو اور ہم نے یہاں سے کیا لینا تھا''...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سنو بابو لال۔ اب تم لوگوں کی زندگی کی ضمانت صرف اس صورت میں دی جا سکتی ہے کہ تم ہمیں اپنے ساتھ نہ صرف اس سب ہیڈ کوارٹر سے باہر لے چلو بلکہ خود ہمیں جنگل کی سرحد میں تک پہنچا دو۔ اگر تم اس کام کے لئے تیار ہو تو ٹھیک ورنہ پھر مجھے دوسرا فیصلہ کرنا ہوگا''...... صفدر نے سخت لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں''...... بابو لال نے جلدی سے حامی بھرتے ہوئے کہا۔

''یہ نند کمار اور مہا لکشمی بھی ساتھ جائیں گے اور سنو۔ مجھے معلوم ہے کہ یہاں تمہارے پاس ایک بڑا ہیلی کاپٹر موجود ہے۔ اس لئے ہم یہاں سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... بابو لال نے حامی بھرتے ہوئے کہا۔ وہ پوری طرح تعاون پر آمادہ نظر آ رہا تھا۔

''تو چلو باہر نکلو۔ لیکن ایک بار یاد رکھنا۔ اگر تم نے ہمیں دھوکہ دینے کا تصور بھی کیا تو پھر تمہارے جسم میں بے شمار سوراخ ہو جائیں گے''...... تنویر نے سخت لہجے میں کہا۔

''تم فکر نہ کرو۔ ہم کوئی دھوکہ نہ دیں گے''...... بابو لال نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی مہا لکشمی اور نند کمار بھی اٹھے اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ صفدر کے ساتھی ان کے پیچھے تھے جبکہ صفدر نے کیپٹن شکیل کو اشارہ کیا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے فوراً اپنا دایاں پیر اونچا کیا اور اپنے بوٹ کی ایڑی کو ایک جھٹکے سے الگ کر کے اس میں موجود چھوٹے سے خانے سے ایک چھوٹی سا مشین نما آلہ نکال لیا۔

اس نے تیزی سے اس مشین کو آپریٹ کیا اور اس پر لگے چھوٹے چھوٹے بٹن پریس کرنے لگا۔ دوسرے لمحے مشین آن ہوئی اور اس پر لگے چھوٹے چھوٹے بلب اسپارک کرنے لگے۔ کیپٹن شکیل نے دائیں بائیں دیکھا اور پھر اس نے اس مشین کو سائیڈ میں موجود ایک الماری کے پیچھے ڈال دیا۔ مشین الماری کے پیچھے پھینک کر اس نے فوراً اپنے بوٹ کی ایڑی ٹھیک کی اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا ان کے پیچھے دروازے سے باہر نکل کر راہداری میں آ گیا۔

صفدر نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا تو کیپٹن شکیل نے آئی کوڈ

مس اسے اوکے کا اشارہ کر دیا تو صفدر نے ایک طویل سانس لے کر اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ راہداری میں سے گزرتے ہوئے وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچے جہاں واقعی ایک بڑا اور خاصا تیز رفتار جنگی ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ اس ہیلی کاپٹر میں انتہائی طاقتور مشین گنیں فٹ تھیں۔

''مس جولیا۔ آپ پائلٹ سیٹ سنبھال لیں''...... صفدر نے ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچتے ہوئے کہا اور جولیا اثبات میں سر ہلاتی ہوئی پائلٹ سیٹ پر جا کر بیٹھ گئی۔

''چھت کھولنے کا سسٹم ریموٹ کنٹرولڈ ہے۔ اور ہیلی کاپٹر کے اندر ہے''...... بابو لال نے کہا۔

''اوکے۔ چلو قلندر اوپر میں اور کیپٹن شکیل ان کے بعد اوپر آئیں گے اور اگر یہ کوئی غلط حرکت کریں تو گولیوں سے بھون ڈالنا''...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

''سنو بار بار ہمیں دھمکیاں نہ دو۔ اگر میں نے کچھ کرنا ہوتا تو وہیں دفتر میں بہت کچھ ہو سکتا تھا''...... اس بار مہا لکشمی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم اوپر تو چڑھو''...... صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا اور بابو لال، نند کمار، مہا لکشمی ہونٹ بھینچ کر ہیلی کاپٹر پر چڑھے اور عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ یہ سیٹ بنچ نما تھی اس لئے وہ تینوں اس بنچ پر بیٹھ گئے۔ اس کے پیچھے کوئی سیٹ نہ تھی بلکہ خالی جگہ تھی۔ قلندر

وہیں کھڑا تھا۔

''تنویر تم کیپٹن شکیل کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھو۔ میں قلندر کے ساتھ پیچھے کھڑا ہوں گا''...... صفدر نے تنویر سے کہا اور تنویر اثبات میں سر ہلاتا ہوا اوپر چڑھا اور کیپٹن شکیل کے ساتھ بیٹھ کر اس نے اپنا رخ عقبی طرف کو موڑ لیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ صفدر ان تینوں کے عقب میں سائیڈ پر ہو کر کھڑا ہو گیا۔

''اب مجھے ریموٹ کنٹرول کے متعلق بتاؤ''...... صفدر نے کہا اور بابو لال نے اسے ریموٹ کنٹرول بٹن کے متعلق اشارے سے بتا دیا۔ دوسرے لمحے اس کمرے کی چھت سرر کی تیز آواز کے ساتھ سائیڈوں میں غائب ہو گئی۔ اب باہر کھلا آسمان نظر آ رہا تھا۔

''چلیں مس جولیا''...... صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر سٹارٹ کیا اور دوسرے لمحے جنگی ہیلی کاپٹر تیزی سے اوپر کی طرف بلند ہوتا ہوا چھت سے باہر آ گیا۔

''چھت بند کر دو''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر ریموٹ کنٹرول کا ایک بٹن پریس کیا تو نیچے چھت خود بخود بند ہو گئی۔

''اب راستہ بتاتے جاؤ بابو لال''...... صفدر نے کہا۔

''پہلے ہیلی کاپٹر کو انتہائی بلندی پر لے جاؤ ورنہ ونگ ون والے اس پر فائر کھول دیں گے اور ہم سب ختم ہو جائیں گے''...... بابو

لال نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے بابو لال کہتا رہے کرتی رہیں مس جولیا"...... صفدر نے جولیا سے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ہیلی کاپٹر کو افقی انداز میں اوپر اٹھاتی لے گئی۔ اب نیچے جنگل نظر آنا بند ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی ڈائل پر سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے چمکنے لگا تو جولیا نے بلندی تھوڑی سی کم کر دی کیونکہ یہ نقطہ خطرے کا کاشن دے رہا تھا جب ذرا کم بلندی پر آجانے کے بعد نقطہ جلنا بند ہو گیا تو بابو لال کے بتانے پر جولیا نے ہیلی کاپٹر کا رخ شمال کی طرف موڑ دیا۔ ہیلی کاپٹر انتہائی رفتار سے اڑا جا رہا تھا اور فاصلہ بتانے والی سوئی تیزی سے آگے والے ہندسوں کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

"اب ہم جنگل کی سرحد کے قریب ہیں"...... یکلخت بابو لال نے کہا جس کی نظریں اس ڈائل پر جمی ہوئی تھیں۔

"رفتار آہستہ کر دیں مس جولیا"...... صفدر نے کہا اور جولیا نے ہیلی کاپٹر کی رفتار آہستہ کرتے کرتے اسے تقریباً روک ہی دیا۔ اب ہیلی کاپٹر انتہائی بلندی پر معلق حالت میں تھا۔

"یہاں نیچے کیا ہے اور ہم نے کہاں اترنا ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"نیچے کاسون کا علاقہ ہے۔ یہ ایک صحرا ہے اور یہ صحرا مارگان پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ مارگان سے دارالحکومت سڑک اور ریل دونوں

ذریعے سے پہنچا جا سکتا ہے لیکن ایک بات بتا دوں کہ مارگان میں بہت بڑا فوجی ہوائی اڈہ ہے اور وہاں انتہائی جدید مشینری فٹ ہے۔ ایسی مشینری کہ وہ لوگ ہماری تصویریں بھی چیک کر لیں گے"...... بابو لال نے کہا۔

"او کے۔ پھر ہمیں یہیں صحرا میں ہی اتر جانا چاہئے۔ مس جولیا ہیلی کاپٹر کو نیچے اتار دیں۔ اسی طرح سیدھا نیچے۔ صحرا میں پہنچ کر فیصلہ کریں گے کہ ہم ان لوگوں کو یہیں چھوڑ دیں یا ہیلی کاپٹر کو آگے لے جائیں"...... صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آگے گئے تو ہیلی کاپٹر لازماً چیک ہو جائے گا اور تمہیں میرے ساتھ دیکھ کر وہ مجھ پر بھی اعتبار نہ کریں گے۔ مارگان کا انچارج کرنل سوراج انتہائی سخت ترین آدمی ہے اور کرنل بھرت راج کا دست راست ہے"...... بابو لال نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے"...... صفدر نے کہا اور جولیا نے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے بلندی کم کرتا جا رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد نیچے دور دور تک پھیلا ہوا صحرا نمایاں ہونے لگ گیا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ریت کے ایک بڑے سے ٹیلے کے ساتھ جا کر ریت پر اتر گیا۔

"چلو نیچے اترو اور ہمیں سمجھاؤ کہ یہاں سے مارگان کس طرف ہے اور کتنے فاصلے پر ہے"...... صفدر نے ہیلی کاپٹر سے باہر اترتے ہوئے کہا اور بابو لال، مہا لکشمی اور نند کمار تینوں اس کے پیچھے باہر

آ گئے۔ ان کے بعد جولیا نیچے اتری، پھر کیپٹن شکیل اور آخر میں قلندر اور تنویر نیچے آ گئے۔

''یہ جگہ تو مارگان سے کافی دور ہے۔ تقریباً ایک سو دس کلو میٹر۔ وہ دیکھو نخلستان نظر آ رہا ہے۔ یہ اندرم ہے۔ یہاں چیکنگ چوکی ہے۔ میرے خیال میں ہمارا ہیلی کاپٹر لازماً چیک کر لیا گیا ہو گا اور چوکی سے لازماً فوجی یہاں آئیں گے تم فکر نہ کرو میں انہیں یہ کہوں گا کہ تم ہمارے آدمی ہو اس طرح وہ تمہیں اپنی جیپ میں مارگان تک پہنچا دیں گے آگے تم جانو اور تمہارا کام'' ...... بابو لال نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

واقعی کچھ دیر بعد دور سے ایک بڑی سی جیپ ہچکولے کھاتی ہوئی ادھر آتی دکھائی دی۔ صفدر اور اس کے ساتھی بالکل خاموش کھڑے تھے۔ جبکہ بابو لال اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر چمک آتی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جیپ ان کے قریب آ کر رکی اور جیپ سے چار مشین گن بردار افراد اچھل کر نیچے اترے۔ صفدر نے اس دوران قریب کھڑی جولیا سے خاموشی سے اس کا سائیلنسر لگا ریوالور لے لیا تھا۔ ان کے جسموں پر بھی پاور فورس کی مخصوص وردیاں تھیں۔

''باس اور مادام آپ'' ...... آنے والے افراد نے بابو لال اور مہا لکشمی کو دیکھ کر یکلخت اٹن شن ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ کیا پوزیشن ہے'' ...... بابو لال نے ہونٹ بھینچے ہوئے

کہا۔

''باس ہم بے حد چوکنا ہیں۔ لیکن ابھی تک سرحد کی طرف سے کوئی نہیں آیا۔ ہم نے آپ کا ہیلی کاپٹر پہچان لیا تھا لیکن ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ مادام اور آپ بذات خود آئے ہیں'' ...... ایک مسلح آدمی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے تم ایسا کرو ہمارے آدمیوں کو جیپ میں لے جاؤ اور مارگان تک پہنچا دو'' ...... بابو لال نے کہا۔

''یس باس'' ...... اسی آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے اب ہم واپس چلتے ہیں'' ...... بابو لال نے صفدر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

''کہاں واپس'' ...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بابو لال کوئی جواب دیتا صفدر کے ہاتھ میں دبے ہوئے سائیلنسر لگے ریوالور سے ٹھک ٹھک کی آوازیں نکلیں اور اس کے ساتھ ہی سامنے کھڑے چاروں مسلح آدمی چیختے ہوئے نیچے جا گرے۔ بابو لال کی وجہ سے انہوں نے مشین گنیں کاندھوں سے نہ اتاری تھیں۔

''یہ۔ یہ کیا کیا تم نے'' ...... مہا لکشمی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا لیکن صفدر کا ہاتھ تیزی سے گھوما اور بابو لال اور نند کمار بھی بری طرح چیختے ہوئے الٹ کر ریت پر جا گرے۔

''خبردار بھاگنے کی کوشش نہ کرنا'' ...... صفدر نے سائیلنسر لگے

ریوالور کا رخ مہا لکشمی کی طرف کیا تو مہا لکشمی کے ہاتھ خود بخود ہوا میں بلند ہو گئے۔ اور اس کا دائیں طرف کو مڑتا ہوا جسم دوبارہ سیدھا ہو گیا۔ اس کا چہرہ تاریک پڑ گیا تھا۔

"کک کک۔ کاش اس وقت میرے ساتھ ہماشی ہوتی۔ کاش"...... مہا لکشمی نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"کہاں ہے وہ"...... صفدر نے پوچھا۔

"وہ تمہیں تلاش نہ کر پائی تھی اس کے کہنے کے مطابق تمہارے پاس کچھ ایسی مقدس کلام والی تختیاں تھی کہ وہ تمہیں تلاش نہ کر سکتی تھی۔ مجھے اس پر غصہ تھا اس لئے اسے میں نے واپس گرو مہاراج کے پاس بھیج دیا تھا اور تت۔ تت۔ تم نے کہا تھا کہ تم ہمیں زندہ......" مہا لکشمی نے اس طرح لمبا سا سانس لیتے ہوئے کہا جیسے اس کے حلق میں کوئی گولہ سا پھنس گیا ہو۔ وہ فقرہ بھی مکمل نہ کر سکی تھی۔

"میں نے درست کہا تھا اور دیکھو اب تک تم زندہ سلامت کھڑی ہو ورنہ ان کی طرح ایک گولی تمہارے سینے میں بھی ترازو ہو سکتی تھی"...... صفدر نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔ اس دوران کیپٹن شکیل، تنویر، جولیا اور قلندر چاروں نے ان مسلح افراد کی مشین گنیں اٹھا لی تھیں وہ چاروں چند ہی لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو چکے تھے کیونکہ صفدر کے سائیلنسر لگے ریوالور سے نکلنے والی گولیاں براہ راست ان کے سروں میں اتر گئی تھیں۔ بابو لال

اور نند کمار بھی ہلاک ہو چکے تھے۔ کیپٹن شکیل نے چوتھی مشین گن بھی اٹھا لی تھی۔

"مم۔ مم۔ مگر......" مہا لکشمی نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر وہ خاموش ہو گئی۔ اس نے اب ہاتھ نیچے کر لئے تھے۔

"سنو مہا لکشمی۔ کافرستان ایک عالمی دہشت گرد ملک ہے جو آئے دن پاکیشیا کے خلاف مذموم سازشیں کرتا رہتا ہے۔ اس بار بلیک اسٹیشن بنا کر کافرستان نے ایک بار پھر پاکیشیا کے خلاف گھناؤنی سازش کی ہے جس کا تار و پود بکھیرنے کے لئے ہمیں یہاں بھیجا گیا ہے اور ہم اپنا یہ مشن ہر صورت میں پورا کریں گے۔ تم نے بھی ہمیں ہلاک کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھ چھوڑی تھی۔ یہ تو تمہاری قسمت اچھی تھی کہ پہلی بار تم ہمارے ہاتھوں بچ نکلی تھی اور اس کے لئے تم سفلی طاقت ہماشی کا شکریہ ادا کرنا۔ اگر وہ ہمارے راستے میں نہ آئی ہوتی تو اب تک تمہاری لاش گل سڑ رہی ہوتی۔

تم خود کو بہت چالاک سمجھتی ہو۔ تمہارا خیال تھا کہ ہم تمہیں ہیلی کاپٹر پر واپس جانے دیں گے اور تم اس جنگلی ہیلی کاپٹر سے آسانی سے اس صحرا میں ہمیں مار گراؤ گی اور پھر تم جا کر بڑے فخر سے اپنا یہ کارنامہ کرنل بھرت راج کو بتاؤ گی۔ اس لئے تم نے وہ تصویروں والی بات کی تھی۔ تاکہ ہم خوفزدہ ہو کر یہیں صحرا میں ہی اتر جائیں۔ سیدھے مارگان نہ چلے جائیں لیکن میں جانتا ہوں کہ ابھی

کوئی ایسی مشین ایجاد نہیں ہوئی جو بلندی پر اڑتے ہوئے جہاز یا ہیلی کاپٹر کے اندر بیٹھے ہوئے انسانوں کی تصویریں کھینچ کر زمین پر بیٹھے ہوئے افراد کو دکھا سکے لیکن اب سن لو کہ ہم تمہارا میزائل اسٹیشن کسی بھی وقت تباہ کر سکتے ہیں۔ میرے ساتھی نے ففٹی فائیو ہنڈرڈ زیرو الیون وائرلیس بم تمہارے دفتر کے اندر لگا دیا تھا۔ یہ انتہائی طاقتور بم ہے جس کی تباہی کے اثرات میزائل اسٹیشن کے اندر تک پہنچ جائیں گے اور اس کی وجہ سے میزائل اسٹیشن میں لانچروں میں لوڈ کئے ہوئے میزائل بھی تباہ ہو جائیں گے۔ اس بم کا ڈی چارجر میرے پاس ہے۔ اس لئے تو میں پوچھ رہا تھا کہ تم واپس کہاں جاؤ گی''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکال لیا۔

''کک کک کیا کہا۔ تم نے بلیک اسٹیشن کے سیکورٹی ایریا میں میگا پاور بم رکھ دیا ہے مگر نند کمار نے تو تمہاری تلاشی لی تھی''...... مہا لکشمی نے بے اختیار زمین پر اکڑوں بیٹھتے ہوئے کہا اس کے چہرے سے شدید ترین مایوسی کا اظہار ہو رہا تھا۔

''نند کمار کو یہ تو معلوم نہ تھا کہ ہم دشمن ہیں۔ اس نے ہمیں اپنے آدمی سمجھ کر رسمی تلاشی لی تھی۔ ویسے بھی یہ بم میرے ساتھی نے اپنے بوٹ کی ایڑی میں رکھا ہوا تھا''...... صفدر نے بڑے اطمینان سے اسے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''سنو۔ تم اپنا مشن تو مکمل کر چکے ہو اس لئے اگر تم مجھے

زندہ چھوڑ دو تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں صحیح سلامت کافرستان سے پاکیشیائی سرحد تک پہنچا دوں گی۔ تم سب یہاں سے بچ کر زندہ سلامت نکل جاؤ گے''...... مہا لکشمی نے کہا۔

''ہم اگر یہاں پہنچ سکتے ہیں تو یہاں سے نکل کر واپس بھی جا سکتے ہیں۔ تم ہماری پرواہ نہ کرو۔ اس لئے تم چھٹی کرو''...... صفدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ مہا لکشمی چیختی ہوئی الٹ کر پشت کے بل ریت پر جا گری اور بری طرح تڑپنے لگی لیکن وہ بھی زیادہ سے زیادہ چند لمحے ہی تڑپ سکی اور پھر ساکت ہو گئی۔

''تم تو عمران سے بھی زیادہ ٹھنڈے دماغ کے آدمی ہو۔ جس طرح تم نے ساری پلاننگ کی ہے کم از کم یہ میرے بس کا روگ نہ تھا۔ میں تو اسلحہ اٹھا کر براہ راست بلیک اسٹیشن پر حملہ کر دیتا''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ واقعی صفدر۔ تمہارا ذہن پلاننگ بنانے میں بے حد ماہر ہے۔ تم نے ہمیں بھی آخر تک اس ساری پلاننگ سے بے خبر رکھا۔ کیپٹن شکیل نے میگا پاور بم کو ہم سے بھی چھپا کر رکھا تھا''...... جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ ہمارے پاس وقت بے حد کم تھا اور کام کافی تھا۔ آپ چونکہ دیر تک بے ہوش رہی تھیں اس لئے مجھے ہی سب کچھ سنبھالنا تھا اور میں نے صرف اپنا کام کیا ہے اور بس''......

صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب یہاں سے نکلنے کا کیا پروگرام ہے''...... تنویر نے کہا۔

''میرا پروگرام ہے کہ اس کرنل سوراج کو اغوا کر کے اس کی مدد سے بلیک اسٹیشن پہنچا جائے اور وہاں مارگان جانے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ ہم اس ہیلی کاپٹر میں سیدھا چھاؤنی کے اندر جا اتریں دوسری صورت یہ ہے کہ ہم جیپ پر پہلے مارگان جائیں اور پھر وہاں سے کسی طرح چھاؤنی کے اندر داخل ہو جائیں''...... صفدر نے کہا۔

''اب میں آپ کو ایک بات بتا دوں کہ مارگان چھاؤنی میں غیر متعلق افراد کا وجود ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے میں تو آپ کے ساتھ وہاں جا نہیں سکتا''...... قلندر نے کہا۔

''ٹھیک ہے ہم تمہیں واپس سرحد کے اندر چھوڑ دیں گے۔ وہاں سے تم آسانی سے جا سکتے ہو''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ ہیلی کاپٹر استعمال کریں تو پھر میں جیپ میں واپس چلا جاؤں گا اور اگر آپ جیپ استعمال کریں تو پھر پہلے مجھے واپس چھوڑ دیں پھر آگے جائیں''...... قلندر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے صفدر ہمیں ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر براہ راست چھاؤنی میں پہنچ جانا چاہئے۔ ہم ابھی تک فاسٹ فورس کے آدمیوں

کے روپ میں ہیں۔ اس طرح ہماری پہچان آسانی سے نہ ہو سکے گی اور ہم وہاں کرنل سوراج کو قابو کر کے اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے واپس نکل آئیں گے''...... تنویر نے اپنی طبیعت کے عین مطابق کہا۔

''ٹھیک ہے۔ فی الحال یہی پروگرام مناسب ہے۔ قلندر تم ایسا کرو یہ ساری لاشیں جیپ میں رکھ دو اور پھر جیپ لے کر واپس چلے جاؤ۔ کسی مناسب جگہ انہیں پھینک دینا۔ میں نہیں چاہتا کہ چوکی والے تحقیق کرنے آئیں اور پھر لاشیں وغیرہ دیکھ کر چھاؤنی اطلاع کر دیں''...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''آؤ مل کر یہ لاشیں جیپ میں ڈال دیں کسی بھی وقت کوئی اور جیپ ان کا پتہ کرنے آ سکتی ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور تنویر اثبات میں سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ پھر ان سب نے مل کر مہا لکشمی، بابو لال اور نند کمار کی لاشوں کے ساتھ ساتھ جیپ والے چاروں مسلح آدمیوں کی لاشیں بھی اس بڑی جیپ کے عقبی حصے میں ڈھیر کر دیں۔ لاشوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد صفدر ایک طرف گیا۔ اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور کال کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آ گیا تو اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔

''کیا ہوا۔ کسے کال کر رہے تھے''...... جولیا نے پوچھا۔

''ناٹران کو۔ میں اس کی مدد لینا چاہتا تھا لیکن وہ مجھے یہاں سے نکلنے کا طویل راستہ بتا رہا تھا۔ ہمارے لئے یہی بہتر ہے جو ہم

کرنا چاہتے ہیں''...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ اب مجھے اجازت''...... قلندر نے کہا۔

''او کے۔ تمہارا بے حد شکریہ۔ تم نے واقعی نہ صرف ہماری جانیں بچائیں بلکہ ہمارے ساتھ بھرپور تعاون بھی کیا۔ ناٹران کو ہمارا سلام کہنا۔ مشن مکمل کرنے کے بعد ہم ناٹران سے ضرور ملیں گے''...... صفدر نے باقاعدہ قلندر سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

''شکریہ جناب۔ ویسے مجھے آپ جیسے ذہین اور بے جگر افراد کے ساتھ کام کر کے دلی مسرت ہوئی ہے۔ آپ نے جس ذہانت کے ساتھ فاسٹ فورس کے ناقابل تسخیر بلیک اسٹیشن کو تباہ کرنے کے لئے جو پلان سوچا ہے وہ انتہائی قابل تحسین ہے۔ اب آپ کو بس ایک بٹن پریس کرنا ہے اور کافرستان کا بلیک اسٹیشن تباہ و برباد ہو جائے گا''...... قلندر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جولیا کے علاوہ سب سے مصافحہ کر کے وہ اسٹیرنگ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے جیپ تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ جب جیپ اونچے نیچے ٹیلوں میں سے ہوتی ہوئی ان کی نظروں سے غائب ہو گئی تو وہ سارے ایک طرف کھڑے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ہیلی کاپٹر میں سوار تھے۔ اس بار صفدر نے پائلٹ سیٹ سنبھالی اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر بلندی پر آیا۔ اس نے بلندی پر لا کر ہیلی کاپٹر کو ہوا میں معلق کیا اور

پھر اس نے ریموٹ کنٹرول نما آلہ جیب سے نکال لیا۔ اس نے پہلے چند بٹن پریس کئے اور پھر آلے پر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی آلے پر ایک سرخ رنگ کا بلب اسپارک ہونا شروع ہو گیا۔ اسی لمحے انہیں دور سے تیز اور خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔ آوازیں کافی دور سے آ رہی تھیں ایسا لگ رہا تھا جیسے کہیں آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔

''خس کم جہاں پاک۔ بلیک اسٹیشن تباہ ہو گیا ہے۔ اب کافرستان اپنی اس ناکامی پر ہمیشہ آنسو بہاتا رہے گا''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان سب کے لبوں پر مسکراہٹیں آ گئیں۔

سیاہ رنگ کا ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر اپنی پوری رفتار سے بھوربھم جنگل کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ پائلٹ سیٹ کے ساتھ بیٹھا ہوا کرنل بھرت راج آنکھوں سے دور بین لگائے مستقل طور پر نیچے سڑک اور اس پر دوڑنے والی گاڑیوں کو چیک کر رہا تھا لیکن کسی بھی گاڑی میں اسے کوئی ایسا آدمی نظر نہ آیا جسے وہ مشکوک سمجھ سکتا۔ ابھی آدھا راستہ ہی طے ہوا تھا کہ یکلخت ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر ٹوں ٹوں کی تیز آواز سے جاگ اٹھا اور پائلٹ نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ کرنل بھرت راج ،اندرجیت کالنگ۔ اوور''...... ایک تیز اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کرنل بھرت راج اٹنڈنگ۔ اوور''...... کرنل بھرت راج نے اندرجیت کی آواز سن کر چونک کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا اور دوربین کو گلے میں ڈالتے ہوئے اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر

کے پائلٹ کی بجائے خود بات کرنی شروع کر دی۔

''یس سر۔ کیا آپ بھوربھم کے علاقے واؤجا کی طرف آ رہے ہیں۔ آپ کے آفس انچارج میجر اشونت سے آپ کی فریکوئنسی لے کر کال کر رہا ہوں۔ اوور''...... اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''ہاں۔ میں واؤجا پہنچ رہا ہوں لیکن تم نے کیوں کال کی ہے۔ اوور''...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

''سر یہاں قصبہ واؤجا کے شمال کی طرف جانے والی سڑک پر میں نے ایک چیک پوسٹ قائم کی ہوئی تھی۔ وہاں سے اطلاع ملی کہ ایک جیپ نے چیک پوسٹ سے گزرتے ہوئے وہاں موجود فاسٹ فورس پر فائرنگ کی اور اس کے ساتھ ہی وہاں سے گزرتے ہوئے ایک گیس ٹینکر پر بم مار دیا گیا۔ اس سے گیس سے بھرا ہوا ٹینکر تباہ ہو گیا۔ گیس سے دھماکہ ہوا اور ہر طرف آگ ہی آگ پھیل گئی۔ جس نے وہاں موجود ہمارے بے شمار ساتھیوں سمیت جیپوں اور گاڑیوں کو جلا کر راکھ کر دیا۔ جیپ واؤجا کی طرف جاتی ہوئی دیکھی گئی تھی۔ یہ اطلاع ملنے پر میں فوراً واؤجا پہنچا۔ اس جیپ نے مسافروں سے بھری ہوئی ایک بس کو اوورٹیک کیا تھا۔ اس بس کے مسافروں نے بتایا کہ جیپ میں چند مقامی افراد موجود تھے۔ اس پر میں نے سارے قصبے کو گھیر لیا اور گھر گھر کی تلاشی لی لیکن اب تک نہ ہی جیپ کا پتہ چلا ہے اور نہ ان حملہ آوروں کا بہرحال

انکوائری جاری ہے۔ اوور"...... اندرجیت نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ وہی لوگ ہوں گے۔ تم ایسا کرو کہ قصبے کا انتہائی سختی سے محاصرہ کرلو۔ کسی کو باہر جانے کی اجازت مت دو۔ چاہے وہ کوئی مقامی فرد ہی کیوں نہ ہو کیونکہ یہ لوگ میک اپ کے ماہر ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مقامی میک اپ میں نکل جائیں۔ میں خود قصبے میں پہنچتا ہوں پھر میں دیکھوں گا کہ یہ لوگ میری نظروں سے کیسے بچ کر نکلتے ہیں۔ مہا لکشمی تو نجانے کہاں جا کر غائب ہو گئی ہے۔ میں نے اس سے متعدد بار رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کا کچھ پتہ نہیں چل رہا ہے اور مجھے فاسٹ فورس کے اہم افراد سے اطلاع ملی تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹ بلیک اسٹیشن کو تباہ کرنے کے لئے بھورہم کے جنگل کی طرف جا رہے ہیں اور میں خود ان کے پیچھے جانا چاہتا ہوں۔ اوور"...... کرنل بھرت راج نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں نے پہلے ہی قصبے کے باہر سخت محاصرہ کیا ہوا ہے اور نہ کسی کو اندر جانے اور نہ کسی کو باہر آنے کی اجازت دی ہے۔ اوور"...... اندرجیت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ پوری طرح محتاط رہنا۔ اور سنو۔ تم وہاں کسی ایسے آدمی کو یقیناً جانتے ہو گے جو ایسے لوگوں کو پناہ دے سکتا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ پلاننگ کے تحت یہاں آئے ہوں۔ اوور"...... کرنل بھرت راج نے تیز لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ یہاں ایک ہی ایسا آدمی ہے جو اس قسم کے کاموں میں ملوث ہو سکتا ہے۔ اس کا نام کالو سنگھ ہے۔ وہ اس علاقے کا بے تاج بادشاہ ہے۔ یہ جرائم پیشہ اور لڑنے مرنے والا آدمی ہے دولت کے عوض یہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ اوور"...... اندرجیت نے کہا۔

"اوہ پھر یقیناً اسی کالو سنگھ نے ہی انہیں چھپایا ہوا ہو گا۔ اوور"...... کرنل بھرت راج نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے اس کے مکان اور احاطے کی مکمل تلاشی لی ہے وہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ اوور"...... اندرجیت نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرے آنے تک اسے قابو میں رکھنا اوور اینڈ آل"...... کرنل بھرت راج نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ بھورہم میں داخل ہو چکے ہیں"...... کرنل بھرت راج نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ وہ شاید اب باقاعدہ پلاننگ کر کے کسی نئے میک اپ میں یہاں سے نکل جائیں۔ لیکن میں انہیں ہر صورت میں ڈھونڈ نکالوں گا"...... کرنل بھرت راج نے تیز لہجے میں کہا۔ وہ چند لمحے خاموش رہا پھر وہ پائلٹ کی طرف متوجہ ہوا۔

"پائلٹ سیدھے اس قصبے واؤ جا چلو"...... کرنل بھرت راج نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... پائلٹ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا لیکن ابھی انہوں نے تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا ہوگا کہ ٹرانسمیٹر ایک بار پھر ٹوں ٹوں کرنے لگا۔ کرنل بھرت راج نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ مہا ویر کالنگ فرام ونگ سیون۔ اوور"...... ایک تیز آواز سنائی دی اور مہا ویر کی آواز سن کر کرنل بھرت راج بری طرح سے چونک پڑا۔ کیونکہ مہا ویر جنگل کے دوسرے حصے میں موجود سیکنڈ سکیورٹی انچارج تھا جو بلیک اسٹیشن سے بہت دور تھا تاکہ وہ اس طرف سے آنے والے افراد کو جنگل میں داخل ہونے سے روک سکے۔

"یس کرنل بھرت راج۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔ اوور"...... کرنل بھرت راج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ بھوربھم سے ابھی ابھی انتہائی بری خبر ملی ہے وہاں بلیک اسٹیشن کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے۔ مہا لکشمی اور بابو لال دونوں ہلاک ہو گئے ہیں۔ لیکن ان دونوں کی لاشیں بھوربھم اور جنگل کی سرحد کے قریب پڑی ہوئی ملی ہیں۔ بلیک اسٹیشن میں سے شدید ترین زخمی افراد نے جو تفصیل بتائی ہے وہ انتہائی حیرت انگیز ہے انہوں نے بتایا ہے کہ چند پاکیشیائی ایجنٹ بابو لال کے آدمیوں نے پکڑے تھے جن میں چار مرد اور ایک عورت تھی۔ عورت سوئس نژاد تھی۔ انہیں ہلاک کرنے کے احکامات دیئے گئے لیکن پھر پتہ چلا

کہ ہلاک کرنے والے خودان کے ہاتھوں مارے گئے ہیں اور وہ تینوں فرار ہو گئے ہیں اس پر بابو لال نے اپنے سپیشل ونگ کو انہیں پکڑنے کی ہدایات دیں۔ پھر وہ پکڑے گئے اور سپیشل ونگ کے ہاتھوں مارے گئے۔ اس کے بعد بابو لال نے ان کی لاشیں بلیک اسٹیشن طلب کیں۔ یہ لاشیں اور وہ زندہ لڑکی کو سپیشل ونگ کا انچارج وشال سنگھ اور اس کا اسسٹنٹ راہول اور ان کا ایک ساتھی لے کر بلیک اسٹیشن آئے جہاں بابو لال اور مہا لکشمی موجود تھے بابو لال کا نائب نند کمار بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس کے بعد یہ سب لوگ ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر چلے گئے اور ہیلی کاپٹر کی پرواز کے تھوڑی ہی دیر بعد بلیک اسٹیشن میں انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا یہ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ پورا بلیک اسٹیشن اور اس میں موجود افراد سوائے چند کے ہلاک ہو گئے۔ وہ چند افراد بھی شدید زخمی تھے باقی ونگز نے اطلاع ملنے پر انکوائری شروع کی تو بھوربھم اور جنگل کی سرحد کے قریب بابو لال، مہا لکشمی اور نند کمار کی لاشوں کے ساتھ چار اور افراد کی لاشیں بھی ملی ہیں جن کا تعلق فاسٹ فورس سے ہے اور وہ نجانے کہاں تعینات تھے کیونکہ ان چاروں کے چہرے بری طرح بگاڑ دیئے گئے تھے۔ اوور"...... مہاویر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ویری سیڈ نیوز۔ مہا لکشمی نے مجھے رپورٹ دی تھی کہ بابو لال کے گروپ نے ان ایجنٹوں کو پکڑ کر ہلاک کر دیا گیا ہے اس کے بعد کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ لیکن مہا ویر وہ ہیلی کاپٹر جس پر یہ ایجنٹ

گئے ہیں وہ کہاں ہے کیا وہ مل گیا ہے۔ اوور''...... کرنل بھرت راج نے تیز لہجے میں کہا۔

''نو چیف۔ ہیلی کاپٹر کا ابھی پتہ نہیں چل سکا ہے لیکن ہم اسے تلاش کر رہے ہیں۔ اوور''...... مہا ویر نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ کیسے لوگ ہیں کہ ان کے آتے ہی ہر طرف سے بری خبریں ملنے لگ گئی ہیں۔ پوری طرح حرکت میں آ جاؤ اور جلد از جلد انہیں ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دو۔ انہوں نے بلیک اسٹیشن کو تباہ کر کے میرے غضب کو للکارا ہے۔ انہیں یہاں سے کسی بھی صورت میں زندہ بچ کر نہیں جانا چاہئے ہر صورت میں ان کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ اوور''...... کرنل بھرت راج نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ آپ فکر نہ کریں۔ جلد ہی وہ ٹریس کر لئے جائیں گے اور اب وہ ہمارے پنجے سے کسی صورت بھی نہ نکل سکیں گے۔ اوور''...... مہا ویر نے کہا۔

''مجھے ساتھ ساتھ اپنی کارکردگی کی رپورٹ دیتے رہا کرو تاکہ مجھے بھی حالات کا علم ہوتا رہے۔ اوور''...... کرنل بھرت راج نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ اوور''...... مہا ویر نے کہا اور کرنل بھرت راج نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے چہرے پر غصے اور نفرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ یہ سن کر اس کا خون کھول رہا تھا

کہ پاکیشیائی ایجنٹ نہ صرف بھوربھم جنگل میں پہنچ چکے تھے بلکہ انہوں نے بلیک اسٹیشن بھی تباہ کر دیا تھا۔ مہا لکشمی بھی وہاں پہنچی ہوئی تھی جسے ان پاکیشیائی ایجنٹوں نے ہلاک کر دیا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے اُڑا کر رکھ دے۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر قصبے کے اوپر پہنچ گیا اور پائلٹ نے ایک کھلی جگہ پر موجود فاسٹ فورس کی مخصوص جیپوں کو دیکھ کر ہیلی کاپٹر وہیں اتار دیا۔ کرنل بھرت راج ہیلی کاپٹر سے باہر آ گیا۔ وہاں موجود مسلح آدمیوں نے اسے دیکھ کر فوراً سیلوٹ کرنا شروع کر دیئے۔

''اندرجیت کہاں ہے''...... کرنل بھرت راج نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''وہ جناب کالو سنگھ سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ ادھر قریب ہی موجود ایک احاطے میں جناب''...... ایک آدمی نے جلدی سے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ وہاں لے چلو مجھے''...... کرنل بھرت راج نے کہا اور پھر وہ اس آدمی کی رہنمائی میں چلتا ہوا کچھ دور ایک باغ نما احاطے میں داخل ہو گیا۔ یہ خاصا وسیع احاطہ تھا جس کے ایک طرف بیرک نما کمرے بنے ہوئے تھے ان بیرک نما کمروں کے سامنے بھی مسلح افراد موجود تھے جو اسے دیکھ کر اٹن شن ہو گئے۔

''باس ادھر کمرے میں ہیں''...... ایک آدمی نے ایک دروازے

ی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور کرنل بھرت راج اثبات میں
سر ہلاتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ کمرے میں
داخل ہوا تو اس نے ایک دیو ہیکل آدمی کو ایک کرسی پر بیٹھے دیکھا۔
اس کے جسم کو رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی
ہاتھ میں بیلٹ اٹھائے اس کے سامنے کھڑا تھا۔ اس دیو ہیکل آدمی
کے جسم پر جگہ جگہ بیلٹ کے زخموں کے نشانات نظر آرہے تھے۔
ایک آنکھ بھی سوجھی ہوئی تھی اور چہرے پر بھی زخموں کے نشانات
تھے اور اس کے منہ اور ناک سے خون رس رہا تھا۔ اس کے اندر
داخل ہوتے ہی بیلٹ بردار آدمی تیزی سے مڑا اور اس نے باقاعدہ
فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"کیا ہو رہا ہے اندرجیت"...... کرنل بھرت راج نے بیلٹ
بردار سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔

"یہ زبان نہیں کھول رہا ہے چیف۔ میں اس کی چمڑی ادھیڑ رہا
تھا"...... اندرجیت نے کہا۔

"یہ کالو سنگھ ہے"...... کرنل بھرت راج نے کرسی پر بندھے
ہوئے آدمی کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ اس قدر تشدد کے باوجود اس کا یہی کہنا ہے کہ
اسے کسی اجنبی کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے"...... اندرجیت نے
جواب دیا۔

"جب یہ اتنے تشدد کے باوجود نہیں قبول کر رہا تو پھر سچ ہی

کہہ رہا ہو گا خواہ مخواہ کے تشدد کا کیا فائدہ"...... کرنل بھرت راج
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا کروں چیف"...... اندرجیت کرنل بھرت راج کے اس
خلاف توقع حکم پر انتہائی حیرت زدہ نظر آرہا تھا۔ اس کا تو خیال تھا
کہ کرنل بھرت راج اسے حکم دے گا کہ اس کی کھال اتار دو۔ لیکن
کرنل بھرت راج الٹ بات کر رہا تھا۔

"مجھے اس کے چہرے پر سچائی کے تاثرات نظر آرہے ہیں اور
پھر تم نے بتایا ہے کہ یہ اس علاقے کا بے تاج بادشاہ ہے۔ چھوڑ دو
اسے۔ اتنا بڑا آدمی بھلا جھوٹ کیسے بول سکتا ہے"...... کرنل بھرت
راج نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ جو آپ کا حکم"...... اندرجیت نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا بیلٹ ایک طرف اچھال دیا۔

"اسے ابھی اسی طرح بندھا رہنے دو اور خیال رکھنا یہ یہاں
سے باہر نہ جائے۔ میں خود ایک ایک گھر کی تلاشی لوں گا میں دیکھتا
ہوں کہ یہ لوگ کس طرح چھپے رہ سکتے ہیں اور جس گھر سے وہ
برآمد ہو گئے۔ اس کا جو حشر ہو گا اس کا تماشہ پھر دنیا دیکھے گی"......
کرنل بھرت راج نے تیز اور کرخت لہجے میں کہا اور پھر مڑ کر باہر
آ گیا۔ اندرجیت بھی اس کے پیچھے باہر آ گیا۔

"آپ نے مجھے اسے چھوڑنے کا کیوں کہا ہے چیف۔ میں اس
کی کھال ادھیڑ کر اس کا منہ کھلوا لیتا"...... اندرجیت نے کہا۔

"وہ سخت جان معلوم پڑتا ہے۔ آسانی سے زبان نہیں کھولے گا۔ تم ایک کام کرو"...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

"یس چیف"...... اندرجیت نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم ایسا کرو اس کالوسنگھ کے کسی دبلے پتلے اور بے جان سے یا پھر کسی بوڑھے ملازم کو یہاں بلا کر کسی دوسرے کمرے میں بٹھاؤ"...... کرنل بھرت راج نے اس کمرے سے باہر نکل کر اندرجیت سے کہا۔

"یس چیف"...... اندرجیت نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکل گیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر لیکن کمزور جسم کا آدمی بھی تھا۔ اس آدمی کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

"یہ کالوسنگھ کا ملازم ہے چیف"...... اندرجیت نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ کیا نام ہے تمہارا"...... کرنل بھرت راج نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"دھ۔ دھ۔ دھنی رام جناب"...... ادھیڑ عمر ملازم نے بری طرح سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تم ڈرو نہیں دھنی رام۔ ہم نے صرف تم سے چند سوالات کرنے ہیں ادھر آؤ اس کمرے میں"...... کرنل بھرت راج نے بڑے دوستانہ انداز میں اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے انتہائی نرم لہجے میں کہا اور دھنی رام کے چہرے پر موجود خوف کے

تاثرات تیزی سے غائب ہونے لگے۔ وہ اسے لے کر دوسرے کمرے میں آ گیا۔ باقی ساتھیوں کو اس نے باہر روک دیا تھا۔ اس کمرے میں بھی چار کرسیاں پڑی تھیں۔

"بیٹھو دھنی رام"...... کرنل بھرت راج نے کہا اور دھنی رام خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرنل بھرت راج نے بڑے پراسرار سے انداز میں بیرونی دروازے کی طرف اس طرح دیکھا جیسے اسے خطرہ ہو کہ باہر سے کوئی اس کی آواز سن نہ لے۔

"سنو دھنی رام۔ میں کالوسنگھ کے مہمان بننے والے پاکیشیائیوں کا ساتھی ہوں۔ مجھے انہیں ایک ضروری پیغام دینا ہے۔ کیا تم ان تک میرا پیغام پہنچا سکتے ہو"...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

"مم۔ مم۔ مگر"...... دھنی رام نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"پلیز دھنی رام۔ یہ بہت ضروری ہے کسی بھی لمحے اصل کرنل بھرت راج کی طرف سے اطلاع آ سکتی ہے۔ مجھے صرف پیغام دینا ہے اور بس پھر میں ان سب کو یہاں سے لے کر نکل جاؤں گا دیکھو انکار مت کرو"...... کرنل بھرت راج نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"مگر میں تو ان تک نہیں جا سکتا۔ کالوسنگھ نے سختی سے منع کر دیا ہے میں تو صرف آصف صاحب کو پیغام دے سکتا ہوں"...... دھنی رام نے کہا۔

"ارے نہیں۔ پیغام ان تک پہنچانا ہے۔ ہر صورت میں بس تم کسی نہ کسی طرح ان تک پیغام پہنچا دو ۔ پلیز"...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

"مگر جناب۔ وہ بڑے تہہ خانے میں ہیں۔ میں وہاں نہیں جا سکتا ورنہ کالو سنگھ کے آدمی مجھے ہلاک کر دیں گے وہ ان معاملات میں بے حد سخت ہے"...... دھنی رام نے کہا۔

"اوہ۔ کوئی ترکیب نکالو۔ آخر بڑا تہہ خانہ مکان کے اندر ہی ہو گا"...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

"ہاں ہے تو مکان کے اندر لیکن......" دھنی رام نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں صرف ہمت کی ضرورت ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ تم پر ذرا برابر بھی آنچ نہ آئے گی۔ مجھے بتاؤ کہاں ہے تہہ خانہ میں تمہیں اندر جانے کی ترکیب بتا دیتا ہوں"...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

"ج۔ ج۔ جی بیرونی دروازے کی بڑی راہداری کے اختتام پر جو کمرہ ہے۔ اس کے فرش سے سیڑھیاں نیچے تہہ خانے میں جاتی ہیں اور راہداری میں کالو سنگھ کے خاص آدمی ہر وقت موجود رہتے ہیں وہ مجھے ادھر جانے ہی نہ دیں گے"...... دھنی رام نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی مجبوری ہے۔ اچھا تو اس آصف صاحب تک پہنچا دو پیغام اور اسے کہہ دو کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں تک اسے پہنچا

دے"...... کرنل بھرت راج نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ کیا پیغام ہے"...... دھنی رام نے بھی اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اسے صرف اتنا پیغام دے دو کہ یقینی موت اس کا مقدر بن چکی ہے"...... کرنل بھرت راج نے یکلخت کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر فاتحانہ مسرت ابھر آئی تھی۔

"کک کک۔ کیا۔ کیا مطلب"...... دھنی رام نے انتہائی حیران ہوتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا کرسی سمیت دوسری طرف جا گرا۔ کرنل بھرت راج کا زوردار تھپڑ اس کے جبڑے پر پڑا تھا۔

"اندر جیت۔ اندر آ جاؤ"...... کرنل بھرت راج نے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور اندر جیت تیزی سے اندر آیا تو دھنی رام اس وقت فرش سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"جو کام تم اس کالو سنگھ پر تشدد کے باوجود نہیں کر سکے وہ میں نے کر لیا ہے۔ اسے گولی مار دو اور میرے ساتھ آؤ"...... کرنل بھرت راج نے تیز لہجے میں کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اسی لمحے اندر سے گولی چلنے اور دھنی رام کی دردناک چیخ سنائی دی لیکن کرنل بھرت راج نے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

"آؤ میرے ساتھ۔ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ وہ لوگ کہاں موجود ہیں۔ اب صرف ان کو بل میں سے باہر نکالنا ہے"...... کرنل

بھرت راج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ واقعی۔ اتنی جلدی۔ کیا اس بوڑھے نے بتایا ہے''...... اندر جیت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور کرنل بھرت راج نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں باہر کھلے احاطے میں آ گئے۔

''اندر جیت، اس علاقے کے بے تاج بادشاہ کالو سنگھ کے مکان میں کتنے آدمی موجود ہیں''...... کرنل بھرت راج نے پوچھا۔

''بیس سے پچیس افراد ہیں چیف''...... اندر جیت نے کہا۔

''کتنے مرد اور کتنی عورتیں ہیں''...... کرنل بھرت راج نے پوچھا۔

''سارے مرد ہیں چیف۔ یہاں کوئی عورت نہیں ہے''...... اندر جیت نے جواب دیا۔

''اوکے۔ اب سنو وہ لوگ اس مکان کے تہہ خانے میں چھپے ہوئے ہیں لیکن ہم نے اس وقت تک انہیں کسی تبدیلی کا علم نہیں ہونے دینا جب تک ہم ان کے سروں پر نہ پہنچ جائیں کیونکہ اگر انہیں ذرا بھی شک پڑ گیا تو وہ اپنی جانوں پر کھیل جائیں گے اور جس طرح انہوں نے بلیک اسٹیشن کو تباہ کر دیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے پاس بم اور دوسرا جدید اسلحہ بھی ہے اس لئے تم ایسا کرو کہ انتہائی خاموشی سے مکان کا مکمل طور پر محاصرہ کر لو اور اندر موجود سب آدمیوں کو گرفتار کر لو اور سنو۔ تمہارے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ انہیں وہیں تہہ

خانے میں ہی بے ہوش کر دیا جائے''...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

''یس چیف۔ سب کچھ موجود ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ مجھے صرف یہ بتائیں کہ تہہ خانے کا راستہ کہاں سے ہے میں جلد ہی انہیں بے ہوش کر کے آپ کو اطلاع کر دیتا ہوں۔ میں اور میرے آدمی ایسی کارروائیوں میں ماہر ہیں''...... اندر جیت نے جواب دیا۔

کرنل بھرت راج چند لمحے خاموشی سے کچھ سوچتا رہا اور پھر اس نے اس انداز میں کندھے جھٹکے جیسے کسی فیصلے پر پہنچ گیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس نے دھنی رام سے ملنے والی تہہ خانے کی تمام تفصیل اندر جیت کو بتا دی۔

''اوہ۔ ویری گڈ۔ اب آپ فکر نہ کریں۔ اب میں سب ٹھیک کر لوں گا''...... اندر جیت نے جوشیلے انداز میں کہا۔

''انہیں بے ہوش کر کے مجھے یہاں آ کر فوراً اطلاع دینا''...... کرنل بھرت راج نے کہا

''کیا آپ انہیں گرفتار کر کے لے جائیں گے''...... اندر جیت نے پوچھا۔

''نہیں۔ اب تو بس ان کے جسموں میں سوراخ کرنے ہیں۔ اب میں انہیں ذرا برابر بھی کوئی موقع نہیں دوں گا''...... کرنل بھرت راج نے جواب دیا تو اندر جیت اثبات میں سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑ کر ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ کرنل بھرت راج آفس میں بیٹھ کر

اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا لیکن کافی دیر گزر گئی اور اندر جیت
واپس نہ آیا تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''یہ اندر جیت کہاں جا کر مر گیا ہے۔ اب تک واپس کیوں
نہیں آیا ہے''...... کرنل بھرت راج نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی
پر نظر ڈالتے ہوئے چونک کر کہا۔ اسی لمحے اسے دوڑتے قدموں کی
آوازیں سنائی دیں تو اس نے چونک کر دیکھا تو اسے اس طرف
سے اندر جیت دوڑ کر آتا دکھائی دیا۔ اس کا چہرہ فرط مسرت سے
پھٹا پڑ رہا تھا۔

''وکٹری سر وکٹری۔ وہ بے ہوشی کی حالت میں کالو سنگھ کے گھر
میں پڑے ہیں۔ میں نے انہیں چیک کر لیا ہے ان کے پاس خاصا
خوفناک اسلحہ موجود تھا چیف۔ لیکن یہ لوگ وہ نہیں ہیں جن کے لئے
ہم یہاں آئے ہیں۔ یہ تو عمران، اس کا شاگرد ٹائیگر اور عمران کے
دو سیاہ فام ساتھی ہیں۔ جنہیں میں بذات خود جانتا ہوں''......
اندر جیت نے قریب آ کر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل
بھرت راج بری طرح سے اچھل پڑا۔

''کک۔ کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ عمران اور اس کے دوسرے
ساتھی۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ عمران کو تو گرو مہاراج نے اپنی
ساحرانہ شکتیوں سے قید کر لیا تھا۔ پھر وہ یہاں کیسے پہنچ گیا اور وہ
لوگ کہاں ہیں جنہوں نے بلیک اسٹیشن کو تباہ کیا ہے''...... کرنل
بھرت راج نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

''میں نہیں جانتا چیف۔ لیکن عمران کا پکڑے جانا ہماری بہت
بڑی خوش قسمتی ہے۔ اسے ہلاک کرنے کا کریڈٹ ہمیں صرف ہمیں
ملے گا۔ اسے ہلاک کرنا پوری دنیا کے ایجنٹوں کا خواب تھا جس کی
تعبیر ہم پوری کریں گے''...... اندر جیت نے اسی طرح مسرت
بھرے لہجے میں کہا جیسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے روپ میں
اسے قارون کا خزانہ مل گیا ہو اور وہ واقعی بے حد خوش ہو۔

''واقعی۔ ویری گڈ۔ آؤ اب ان کے جسموں میں گولیاں اتار
دیں۔ اس کالو سنگھ کے ہاتھ میں ہتھکڑی ڈال کر اسے بھی ساتھ لے
چلو۔ تاکہ اسے بھی دشمنوں کی پناہ دینے کی عبرتناک سزا دی جا
سکے''...... کرنل بھرت راج نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا
اور پھر تھوڑی دیر بعد یہ قافلہ کالو سنگھ کے مکان میں داخل ہو گیا۔
وہاں مسلح افراد جگہ جگہ موجود تھے۔ کالو سنگھ بھی ان کے ساتھ تھا۔
اس کے ہاتھ عقب میں کر کے کلپ ہتھکڑی ڈال دی گئی تھی۔
اندر جیت آگے آگے اس طرح چل رہا تھا جیسے کوئی عظیم فاتح اپنی
نئی فتح کی ہوئی مملکت میں داخل ہو رہا ہو۔ طویل راہداری کے
اختتام پر وہ ایک کمرے میں پہنچے۔ جس کے فرش کا ایک حصہ ہٹا
ہوا تھا اور سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں
اتر کر نیچے پہنچ گئے۔ یہاں ایک بڑا ہال کمرہ تھا اور واقعی وہاں دو
دیو قامت ایکریمین حبشی دو پاکیشیائی اور ایک مقامی آدمی فرش پر
الٹے سیدھے لیٹے ہوئے تھے وہ سب کے سب بے ہوش تھے۔

"ہاہاہا۔ دیکھا آخر کار فتح نے کرنل بھرت راج کے قدم چوم لئے۔ ہاہاہا۔ ہاہاہا"...... کرنل بھرت راج نے اندر داخل ہوتے ہی زور دار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کالو سنگھ کی طرف مڑ گیا۔

"دیکھو۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کی موجودگی کا تم انکار کر رہے تھے۔ اب بتاؤ"...... کرنل بھرت راج نے کالو سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس کا تاریک چہرہ مزید تاریک پڑ گیا تھا۔

"مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم یہ یہاں کیسے پہنچ گئے۔ میں تو اپنی حویلی میں تھا۔ یہ ضرور میرے کسی آدمی کی شرارت ہو گی"...... کالو سنگھ نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

"تم اور تمہارے سارے آدمیوں کو موت کا ذائقہ چکھنا ہو گا کالو سنگھ۔ میں نے کبھی اپنے کسی دشمن کو معاف نہیں کیا سمجھے تم۔ لیکن پہلے تمہارے یہ مہمان مریں گے اور اس کے بعد تم"...... کرنل بھرت راج نے درشت لہجے میں کہا اور پھر وہ اندرجیت کی طرف مڑ گیا۔

"مشین پسٹل مجھے دو تاکہ میں اپنے ہاتھوں سے انہیں موت کے گھاٹ اتار دوں"...... کرنل بھرت راج نے تیز لہجے میں کہا تو اندرجیت نے کوٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکال کر کرنل بھرت راج کو دے دیا۔

"کیا آپ انہیں اس طرح بے ہوشی کے عالم میں مار ڈالیں گے"...... یکلخت اندرجیت نے کہا تو کرنل بھرت راج چونک کر اس

کی طرف دیکھنے لگا۔

"ہاں۔ یہ بے حد خطرناک لوگ ہیں۔ میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا"...... کرنل بھرت راج نے مشین پسٹل کا رخ بے ہوش افراد کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"مگر چیف۔ کیا واقعی یہ وہی لوگ ہیں"...... اندرجیت نے کہا تو کرنل بھرت راج بری طرح اچھل پڑا۔ مشین پسٹل کی نال اس نے نیچے کر لی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ تم نے ہی کہا ہے کہ یہ عمران، اس کا شاگرد اور اس کے ساتھی ہیں اور اب تم الٹی باتیں کر رہے ہو۔ نانسنس"...... کرنل بھرت راج نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

"چیف۔ عمران اور ٹائیگر اصل روپ میں ہیں۔ اگر یہ یہاں مجرموں کی حیثیت سے آئے ہیں تو یہ بغیر میک اپ کے کیسے ہو سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ وہ لوگ نہ ہوں بلکہ ان کے میک اپ میں دوسرے ہوں اور ہمیں الجھانے اور مطمئن کرنے کی غرض سے یہ سارا کھیل کھیلا گیا ہو۔ بس میرے ذہن میں یہ خیال آیا ہے۔ آگے آپ جس طرح مناسب سمجھیں کریں"...... اندرجیت نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ وہ شاید کرنل بھرت راج کے انتہائی درشت لہجے سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اس کی بات سن کر کرنل بھرت راج چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر بھی تشویش کے تاثرات

ابھر آئے تھے۔

"ہونہہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ عمران اور اس کے ساتھی بغیر میک اپ کے کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ ضرور کوئی اور ہیں جنہیں عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا میک اپ کرایا ہے۔ یہ لوگ واقعی اس طرح کی شاطرانہ چالیں چلنے کے ماہر ہیں۔ ٹھیک ہے۔ ان کو اٹھا کر کرسیوں پر ڈالو اور مضبوط رسیوں سے باندھ دو۔ تاکہ یہ حرکت بھی نہ کر سکیں اور پھر ان دونوں سفید فاموں کو ہوش میں لے آؤ۔ مرنا تو بہرحال انہوں نے ہے۔ پہلے تسلی تو کر لیں کہ یہ واقعی عمران اور اس کے ساتھی ہیں بھی یا نہیں۔ معلومات لینے کے بعد یہ جو بھی ہوں گے انہیں بہرحال مرنا تو پڑے گا"...... کرنل بھرت راج نے کہا تو اندرجیت نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنے ساتھیوں کو بلانے کے لئے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہمراہ چار آدمی تھے۔ اندرجیت نے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔

ہیلی کاپٹر تیزی سے اڑتا ہوا مارگان چھاؤنی کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ جس کے درمیان بڑا جنگی ائر پورٹ تھا۔

"ہیلو ہیلو۔ کون ہو تم۔ اپنا ہیلی کاپٹر فوراً کسی جگہ لینڈ کرو۔ آگے مت بڑھو۔ رک جاؤ۔ اپنی شناخت کراؤ۔ فوراً۔ اوور"...... اچانک ٹرانسمیٹر سے ایک تیز اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے بے اختیار ہیلی کاپٹر کی رفتار کم کر کے اسے ایک جگہ معلق کر لیا۔

"یس وشال سنگھ اٹنڈنگ یو۔ سنو۔ میرا نام وشال سنگھ ہے۔ فاسٹ فورس کی انچارج مہالکشمی اور فاسٹ سیکشن کے دوسرے تین انچارج بھی میرے ساتھ ہیں۔ ریڈ پاور کے چیف کرنل بھرت راج نے ہمیں فوراً کمانڈر سوراج کے پاس پہنچنے کا حکم دیا ہے۔ وہاں چند پاکیشیائی ایجنٹوں کے آنے کا خطرہ ہے۔ ہم اس بارے میں کرنل سوراج کو مطلع کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ اوور"...... صفدر نے

کہا۔

''تمہارا تعلق کس ونگ سے ہے۔ اوور''...... ایک لمحے بعد وہی آواز سنائی دی۔

''سپیشل ونگ۔ میں سپیشل ونگ کا چیف ہوں اور راہول میرا نائب ہے۔ اوور''...... صفدر نے اسی لہجے میں جواب دیا۔

''اوکے۔ کچھ دیر انتظار کرو۔ اگر بغیر اجازت آگے آئے تو ہٹ کر دیئے جاؤ گے۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر خاموشی چھا گئی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد دوبارہ ٹرانسمیٹر پر سیٹی کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو ہیلو۔ وشال سنگھ۔ اوور''...... بولنے والے کا لہجہ اس بار نرم تھا۔

''یس۔ وشال سنگھ آن دی لائن۔ اوور''...... صفدر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم نے چیک کر لیا ہے۔ سپیشل ونگ کی فہرست میں تمہارا اور راہول کا نام موجود ہے۔ ٹھیک ہے آگے بڑھو میں تمہیں گائیڈ کرتا جاؤں گا۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''تھینک یو۔ اوور''...... صفدر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک وسیع و عریض چھاؤنی کی حدود میں داخل ہو گئے اور پھر اس آدمی کی رہنمائی میں چند لمحوں بعد ہی وہ وسیع و

عریض ایئر پورٹ کے شمالی حصے میں اتر گئے۔ پھر وہ جیسے ہی ہیلی کاپٹر سے نیچے اترے انہیں ایک فوجی جیپ میں بٹھا دیا گیا اور جیپ تیزی سے شمال کی طرف دوڑنے لگی۔ ان کے پیچھے مسلح فوجیوں سے بھری ہوئی دو جیپیں بھی آ رہی تھیں اور پھر یہ جیپیں ایک برآمدے کے سامنے جا کر رک گئیں۔ اسی لمحے برآمدے میں سے ایک فوجی باہر آ گیا۔ اس کے کاندھے پر میجر کے سٹار موجود تھے۔

''میرا نام کیپٹن وکرم ہے۔ آئیں میں آپ کو سیکنڈ کمانڈر کے پاس لے چلوں۔ وہ آپ کے منتظر ہیں''...... آنے والے آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کیپٹن وکرم تیز نظروں سے جولیا کو دیکھ رہا تھا لیکن وہ اس سے مخاطب نہ ہوا تھا۔

''ہم نے تو کرنل سوراج سے ملنا ہے''...... صفدر نے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

''کرنل سوراج راؤنڈ پر گئے ہوئے ہیں۔ وہ بھی آ جائیں گے''...... کیپٹن وکرم نے جواب دیا اور پھر وہ ایک راہداری سے گزار کر انہیں ایک آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں لے آیا۔ جس میں ایک ادھیڑ عمر سفید فام کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

''ہیلو۔ میرا نام میجر بھاسکر ہے۔ میں یہاں سیکنڈ کمانڈر ہوں''...... اس ادھیڑ عمر نے اٹھ کر باقاعدہ مصافحے کے لئے ہاتھ

بڑھاتے ہوئے کہا اور صفدر نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا اس سے تعارف کرایا۔ میجر بھانکر نے انہیں بیٹھنے کے لئے کہا۔

''کیپٹن وکرم۔ معزز مہمانوں کو مشروب پیش کرواور مادام مہا لکشمی کے متعلق تو ہمیں حکم ہے کہ ان کی عزت کرنل بھرت راج کی طرح کی جائے۔ اور یہ بہرحال ان کے ساتھی ہیں''...... میجر بھانکر نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن وکرم اثبات میں سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

''اس عزت افزائی کا شکریہ میجر''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کا یہاں آنے کا اصل مقصد کیا ہے''...... میجر بھانکر نے کہا۔

''یہ بات صرف کرنل سوراج کو ہی بتائی جا سکتی ہے جناب۔ ،، چاہیں تو آپ کو بتا دیں۔ ہمیں بہرحال منع کر دیا گیا ہے۔ اس لئے معذرت خواہ ہوں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے لیکن چیف کرنل سوراج تو چھٹی پر ہیں اور دارالحکومت اپنے گھر گئے ہوئے ہیں۔ وہ تو تین چار روز بعد آئیں گے۔ اس وقت تک آپ کو انتظار کرنا ہو گا۔ میں آپ کی رہائش کا بندوبست کرا دیتا ہوں''...... میجر بھانکر نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں''...... صفدر نے مسکراتے

ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک فوجی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی۔ جس میں مشروبات کے گلاس تھے۔ اس فوجی نے بڑے ادب سے ایک ایک گلاس سب کے ہاتھ میں دے دیا۔ مشروب سے پینے کے بعد میجر بھانکر انہیں اپنے ساتھ جیپ میں بٹھا کر چھاؤنی کے رہائشی حصے کی طرف لے آیا۔ یہاں ایک شاندار گیسٹ ہاؤس تھا۔

''یہ ہمارا وی آئی پی گیسٹ ہاؤس ہے۔ یہاں آپ کو کسی بات کی تنگی نہ ہو گی۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ آپ جب تک چیف کرنل سوراج سے نہ مل لیں گیسٹ ہاؤس سے باہر چھاؤنی میں گھوم نہیں سکتے۔ یہ یہاں کا قانون ہے جس پر آپ کو ہر صورت میں عمل کرنا پڑے گا''...... میجر بھانکر نے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ ہم سمجھتے ہیں''...... صفدر نے کہا اور پھر میجر بھانکر انہیں گیسٹ ہاؤس کے کامن روم میں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ میجر بھانکر کے باہر جاتے ہی صفدر نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا کہ وہ کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے ان کا راز کھل جائے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ گیسٹ ہاؤس میں سیکورٹی کے تحت ایسے آلات نصب ہوں جن سے یہاں کی چیکنگ کی جا رہی ہو۔

''مادام مہا لکشمی۔ آپ اگر چاہیں تو دوسرے کمرے میں آرام کر سکتی ہو۔ ہم تو ابھی بیٹھ کر گپ شپ کریں گے''...... صفدر نے

اونچی آواز میں کہا۔

''نہیں۔ میں آرام کرنے کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہیں کر رہی۔ کرنل سوراج اگر مل جاتے تو زیادہ اچھا تھا''...... جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ سامنے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور صفدر نے چونک کر پہلے فون کو دیکھا پھر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ وشال سنگھ بول رہا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''مسٹر وشال سنگھ۔ کرنل سوراج کی طرف سے ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہ فوری طور پر واپس آ رہے ہیں۔ وہ اب سے ایک گھنٹے بعد یہاں پہنچ جائیں گے''...... دوسری طرف سے میجر بھاکر کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ تو آپ نے اچھی خبر سنائی ہے۔ تھینک یو۔ جیسے ہی وہ آئیں انہیں ہمارے متعلق اطلاع دے دیں تاکہ فوری طور پر ملاقات ہو سکے''...... صفدر نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''بالکل اطلاع دے دی جائے گی۔ آپ بے فکر رہیں گڈ بائی''...... دوسری طرف سے میجر بھاکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''چلو یہ تو اچھا ہوا کہ کرنل سوراج سے جلد ملاقات ہو رہی

ہے''...... صفدر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے میز پر رکھا ہوا پیڈ اٹھا کر اس کے ساتھ منسلک بال پوائنٹ سے اس پر کچھ لکھنا شروع کر دیا۔ کیپٹن شکیل، تنویر اور جولیا بھی پیڈ پر جھک گئے۔

''ہم نے کرنل سوراج کو فوری طور پر بے بس کر کے یرغمال کر لینا ہے اور پھر اس کی مدد سے سرحدی علاقے کی طرف جانا ہے۔ اس کی مدد کے بغیر ہم یہاں سے نہ نکل سکیں گے۔ اس لئے آپ تینوں مکمل طور پر محتاط اور ہوشیار رہیں کیونکہ ہماری ری بیک ہونا خاصا خطرناک ہو سکتا ہے''...... صفدر نے یہ الفاظ لکھے تو تنویر، کیپٹن شکیل اور جولیا تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صفدر نے پیڈ سے ورق پھاڑا اور پھر اسے اچھی طرح پھاڑ کر اس نے ایک طرف موجود ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔

''میرا خیال ہے تم دونوں کرنل سوراج کے آنے تک ہم آرام کر لیں کیونکہ پھر ہم نے فوری طور پر واپس بھی جانا ہے''...... صفدر نے کیپٹن شکیل اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹھیک ہے''...... ان دونوں نے جواب دیا۔

''آپ بھی صوفے پر لیٹ کر ریسٹ کر لیں مادام''...... صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹھیک ہے''...... جولیا نے جواب دیا اور اس کے بعد وہ چاروں ہی کامن روم کے صوفوں پر نیم دراز سے ہو گئے۔ ابھی انہیں لیٹے ہوئے چند لمحے ہی گزرے ہوں گے کہ باہر سے فوجی

بوٹوں کی آوازیں سنائی دیں جو گیسٹ روم کے اس کامن روم کی طرف آتی سنائی دے رہی تھیں۔ وہ چاروں چونک کر سیدھے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد میجر بھاٹکر کیپٹن وکرم اور اس کے پیچھے چار مسلح فوجی اندر داخل ہوئے۔

''اوہ۔ میں نے آپ کو ڈسٹرب کر دیا۔ کرنل سوراج سے ٹرانسمیٹر پر بات ہوئی ہے۔ میں نے انہیں آپ کی آمد کے بارے میں اطلاع دی تو انہوں نے کہا ہے کہ وہ آپ سے فوری طور پر ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے آپ گیسٹ روم کی بجائے ان کے دفتر میں آ جائیں تاکہ ملاقات میں دیر نہ ہو سکے۔ اس لئے میں آپ کو لینے آیا تھا۔ انہوں نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ آپ انتہائی معزز مہمان ہیں۔ اس لئے آپ کے ادب و احترام میں کسی قسم کی کمی نہ آنے دی جائے۔ آئیں تشریف لائیے''...... میجر بھاٹکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ آپ کا اور کرنل سوراج کا بھی بے حد شکریہ۔ آئیے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر میجر بھاٹکر کے ساتھ چلتے ہوئے گیسٹ روم سے باہر آ گئے۔ یہاں دو ملٹری جیپیں موجود تھیں۔ ایک جیپ میں کیپٹن وکرم اور دوسرے فوجی سوار ہو گئے اور دوسری جیپ میں میجر بھاٹکر کے ساتھ وہ سوار ہو گئے تو جیپیں تیزی سے جنوب کی سمت بنی ہوئی ایک عمارت کی طرف بڑھ گئیں۔ اس عمارت کے اوپر کافرستان کا مخصوص جھنڈا لہرا رہا تھا

اور باہر برآمدے میں کئی چاق و چوبند مسلح فوجی موجود تھے۔

''یہ کرنل سوراج کا آفس ہے''...... میجر بھاٹکر نے عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیپیں عمارت کے برآمدے کے سامنے جا کر رک گئیں تو وہاں موجود فوجیوں نے اٹین شن ہو کر باقاعدہ انہیں سلیوٹ کیا میجر بھاٹکر اور کیپٹن وکرم اثبات میں سر ہلا کر ان کے سلیوٹ کا جواب دیتے ہوئے انہیں ایک راہداری سے گزر کر ایک بڑے کمرے میں لے آئے۔ کمرے کے دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ یہاں صوفے اور ان کے درمیان میزیں موجود تھیں۔ ایک طرف ایک اور دروازہ تھا۔ جس پر کرنل سوراج کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔

''یہاں تشریف رکھیں۔ ابھی کرنل سوراج پہنچنے والے ہیں ہم انہیں لے کر آ رہے ہیں۔ آپ کے لئے مشروبات بھیجے جائیں''...... میجر بھاٹکر نے انتہائی اخلاق بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ نہیں۔ تھینک یو''...... جولیا نے کہا اور صوفے پر بیٹھنے کے لئے آگے بڑھ گئی۔ میجر بھاٹکر اپنے ساتھیوں سمیت واپس چلا گیا اور جاتے ہوئے اس نے بیرونی دروازہ بھی بند کر دیا۔

''بڑے ٹھاٹ ہیں اس کرنل سوراج کے''...... تنویر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کی پیشانی پر سلوٹیں سی پڑ گئی تھیں۔ جیسے وہ ذہنی طور پر کوئی خاص الجھن محسوس

کر رہا ہو۔ اس کی اس کیفیت کو جولیا، کیپٹن شکیل اور تنویر نے محسوس کر لیا۔

"کیا بات ہے وشال سنگھ۔ آپ کچھ الجھے ہوئے سے دکھائی دے رہے ہیں"...... جولیا سے نہ رہا گیا تو اس نے پوچھ لیا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ کرنل سوراج کا ہمیں یہاں بلانا کچھ عجیب سا لگتا ہے۔ وہ ہم سے گیسٹ ہاؤس میں آ کر بھی مل سکتے تھے"...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات......" جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن وہ ابھی اپنی بات پوری نہ کر سکی تھی کہ اچانک اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا اسی لمحے صفدر اور تنویر نے بھی محسوس کیا کہ ان کے جسم بھی حرکت کرنے سے معذور ہو چکے ہیں۔ صرف ان کی آنکھیں حرکت کر سکتی تھیں جن میں شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اسی لمحے بند دروازہ کھلا اور میجر بھاٹکر دوبارہ اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے کیپٹن وکرم اور اس کے پیچھے چار مسلح فوجی تھے۔

"کیپٹن وکرم۔ انہیں ٹارچر روم میں لے چلو"...... میجر بھاٹکر نے کیپٹن وکرم کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... کیپٹن وکرم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ آگے بڑھے اور انہوں نے ان سب کو ایک ایک کر کے اٹھا کا کاندھوں پر ڈالا اور انہیں لے کر

وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں ان سب کو ایک تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا۔ تہہ خانے میں سامان نام کی کوئی چیز نہ تھی البتہ سامنے ایک دیوار کے پاس چند فولادی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ میجر بھاٹکر جو ان کے ساتھ تھا اس کے حکم پر انہیں کرسیوں پر بٹھا دیا گیا۔ ان سب کے جسم ساکت ہو چکے تھے اس لئے میجر بھاٹکر مطمئن تھا کہ وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکیں گے اس لئے انہیں کرسیوں پر باندھنے کی زحمت گوارا نہ کی گئی تھی۔

"کیپٹن وکرم"...... میجر بھاٹکر نے کیپٹن وکرم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... کیپٹن وکرم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اینٹی لے آؤ تاکہ ان کی گردنوں میں لگا کر ان کے بولنے کی صلاحیت کو واپس لایا جا سکے"...... میجر بھاٹکر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... کیپٹن وکرم نے کہا اور تیزی سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا تہہ خانے سے نکلتا چلا گیا۔

اچانک عمران کے دماغ میں روشنی کا نقطہ سا چمکا اور تیزی سے
پھیلتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔
چند لمحے وہ لاشعوری کیفیت میں پڑا رہا پھر جیسے ہی اس کا شعور
پوری طرح سے بیدار ہوا تو اس نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول
دیں اور دوسرے لمحے سامنے کھڑے کرنل بھرت راج کو دیکھ کر اس
کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔

''تم مجھے دیکھ کر مسکرا رہے ہو علی عمران حالانکہ مجھے دیکھ کر تمہیں
ڈرنا چاہئے تھا''...... کرنل بھرت راج نے عمران کو مسکراتے ہوئے
دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب تم اتنے بدصورت بھی نہیں ہو کرنل بھرت راج۔ میرے
خیال میں تو کافرستانی لڑکیاں نہ سہی بوڑھی بیوائیں تو تمہیں دیکھ کر
اب بھی دل پر ہاتھ رکھ کر آہیں بھرتی ہوں گی۔ ویسے بیوائیں اور
آہیں ہم قافیہ ہیں اور شاید اس لئے ہم قافیہ ہیں کہ دونوں لازم و

ملزم ہیں۔ کیا خیال ہے''...... عمران نے اس بار کھل کر مسکراتے
ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے حد اطمینان تھا۔

''ہونہہ۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم عمران ہی ہو اور تم
میرے سامنے بہادر بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ ابھی جب میں
مشین پسٹل کا ٹریگر دباؤں گا تو تمہارا یہ سارا اطمینان اور بہادری
ختم ہو جائے گی لیکن تمہارے جسم پر گولیوں کی بارش کرنے سے
پہلے میں تمہارے اس ساتھی پر گولیاں برسانی زیادہ پسند کروں گا۔
جس نے تمہیں پناہ دی ہے''...... کرنل بھرت راج نے ایک طرف
کھڑے کالو سنگھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''تم کچھ بھی کر سکتے ہو۔ میں بھلا تمہیں کچھ کرنے سے کیسے
روک سکتا ہوں کرنل بھرت راج لیکن کچھ کرنے سے پہلے کیا تم مجھے
ایک بات بتانا پسند کرو گے''...... عمران نے کہا۔

''کون سی بات''...... کرنل بھرت راج نے چونک کر کہا۔

''تم یہاں تک پہنچ کیسے گئے۔ کالو سنگھ جس پوزیشن میں کھڑا
ہے اور جس طرح تم اس کو قتل کر دینے پر آمادہ ہو۔ اس سے تو یہی
ظاہر ہوتا ہے کہ کالو سنگھ نے تمہیں ہمارے بارے میں کچھ نہیں
بتایا ہے اور نہ ہی اس نے ہمیں دھوکہ دیا ہے''...... عمران نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اس نے تشدد کے باوجود تمہارے
بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ میں نے اس کی بجائے اس کے ایک

کمزور ملازم سے بات کی تھی اور اسے چکر دیا تھا۔ اس نے فوراً سب کچھ بتا دیا تھا''...... کرنل بھرت راج نے بڑے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

''گڈ کالو سنگھ۔ تم نے واقعی بہادری سے کام لیا ہے۔ اس لئے اب بے فکر رہو۔ اب کرنل بھرت راج تمہیں انگلی بھی نہ لگا سکے گا۔ میں تم جیسے بہادروں کی نہ صرف عزت کرتا ہوں بلکہ تمہارا تحفظ بھی میری ذمہ داری ہے''...... عمران نے کالو سنگھ کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''گڈ شو۔ شاید اسے زخموں پر نمک چھڑکنا ہی کہتے ہیں۔ تم اس کا تحفظ کرو گے جبکہ تم اپنا تحفظ کرنے کے قابل بھی نہیں ہو۔ دیکھو ابھی تمہارے سامنے یہ موت کے گھاٹ کیسے اترتا ہے''...... کرنل بھرت راج نے بڑے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے کالو سنگھ کو تہہ خانے کے ایک کونے میں دیوار کے ساتھ جا کر کھڑا کرنے کا حکم دیا اور اندرجیت نے کالو سنگھ کو بازو سے پکڑا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے سے گزرتا ہوا مخالف کونے کی طرف لے گیا اور پھر اس نے کالو سنگھ کو دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا کر دیا۔ عمران نے اس دوران گردن گھما کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے آہستہ سے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔ صرف وہی ہوش میں تھا جبکہ باقی ساتھیوں کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔

''ہاہاہا۔ ہاہاہا۔ اب کرو تحفظ اس کا۔ میں دیکھتا ہوں کیسے تم اس کا تحفظ کرتے ہو''...... کرنل بھرت راج نے مشین گن اٹھا کر کاندھے سے لگاتے ہوئے بڑے طنزیہ انداز میں سامنے کرسی پر بندھے بیٹھے عمران کی طرف دیکھا اور پھر نشانہ باندھنے میں مصروف ہو گیا۔ کالو سنگھ کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا اور اس کی آنکھوں میں موت کا خوف نظر آنے لگا۔

''میری ایک بات سن لو کرنل بھرت راج۔ صرف ایک چھوٹی سی بات''...... عمران نے اسی لمحے کرنل بھرت راج سے مخاطب ہو کر بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا اور ٹریگر پر جمی ہوئی کرنل بھرت راج کی انگلی لاشعوری طور پر ہٹ گئی اور اس نے سر گھما کر عمران کی طرف دیکھا ہی تھا کہ یکلخت عمران کی دونوں ٹانگیں سیدھی ہو کر نیم دائرے کی صورت میں گھوم کر کرنل بھرت راج کی پنڈلیوں پر پڑیں تو کرنل بھرت راج یکلخت چیختا ہوا الٹ کر پشت کے بل نیچے گرا اور مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر پیچھے دیوار سے ٹکرا کر نیچے گری۔ اسی لمحے یکلخت عمران اچھل کر کرسی سمیت نیچے گرتے ہوئے کرنل بھرت راج پر جا گرا اور اس کے اس طرح جمپ لگانے سے کرسی آدھے راستے تک تو صحیح حالت میں اس کے ساتھ گئی لیکن اس کے بعد کرسی بھی مشین گن کی طرح پھسلتی ہوئی سائیڈ کی دیوار سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی اور عمران کرسی کی گرفت سے آزاد ہو کر کرنل بھرت راج پر جا گرا تھا۔ لیکن کرنل بھرت راج نے بری

طرح تڑپ کر اپنے گھٹنے موڑے اور اس کے ساتھ ہی عمران فضا
میں کسی گیند کی طرح اچھلا اور کرنل بھرت راج کے سر کے اوپر سے
ہوتا ہوا اس دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا جس کے ساتھ ٹکرا کر مشین گن
نیچے گری تھی اور عمران کے اٹھتے ہی ریٹ ریٹ کی آوازوں کے
ساتھ ہی اندرجیت کی چیخ سے تہہ خانہ گونج اٹھا۔ وہ کسی لٹو کی طرح
گھومتا ہوا نیچے گرا تھا۔ فائرنگ رکتے ہی یکلخت ٹائیگر اپنی کرسی سے
اچھلا اور کرنل بھرت راج اس بار چیختا ہوا فضا میں اچھلا اور ٹائیگر کی
کرسی کے اوپر سے ہوتا ہوا عقب کی طرف جا گرا اور ٹائیگر نے
پلک جھپکنے میں کرنل بھرت راج سے چھینا ہوا ریوالور حیرت سے
بت بنے کھڑے کرنل بھرت راج کی گردن سے لگا دیا۔ جب
عمران نے اندرجیت پر فائر کھولا تھا اسی لمحے کرنل بھرت راج جیب
سے ریوالور نکال چکا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ گھوم کر عمران پر
فائر کھولتا۔ ٹائیگر نے نہ صرف اسے ایک طرف اچھال دیا۔ بلکہ اس
کے ہاتھ سے ریوالور بھی چھین لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

''اب ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ کرنل بھرت راج۔ میں نے
کیا کہا تھا تاکہ کالو سنگھ کا تحفظ میری ذمہ داری ہے''...... عمران نے
بڑے ٹھنڈے لہجے میں کہا اور کرنل بھرت راج ہونٹ بھینچتا ہوا اٹھا
اور اس نے دونوں ہاتھ سر سے بلند کر لئے۔

''تم نے اس طرح اچانک رسیاں کیسے کھول لیں۔ کیا تم بھی
گرو مہاراج کی طرح جادو جانتے ہو''...... کرنل بھرت راج نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس کے چہرے پر بھی گھبراہٹ کی
بجائے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

''اب اس کے بارے میں کیسے بتاؤں۔ تم اسے میرا استادی
نکتہ سمجھ لو کرنل بھرت راج۔ اسے سیکھنے کے لئے چار کلو مٹھائی اور
ایک تھان کی پگڑی لگے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن
اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا اس کے حلق سے بے اختیار
سسکاری سی نکلی اور مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک سائیڈ
پر جا گری۔ عمران کی ہتھیلی کی پشت پر ایک باریک لیکن انتہائی تیز
دھار خنجر کا پھل گھسا ہوا صاف نظر آ رہا تھا اور اسی لمحے کرنل بھرت
راج بجلی کی سی تیزی سے تڑپا اور ٹائیگر یکلخت ہوا میں اچھل کر
سیدھا کرنل بھرت راج کی سائیڈ میں جا گرا۔ اس کے ہاتھ سے
ریوالور نکل کر دور جا گرے تھے۔ کرنل بھرت راج نے واقعی انتہائی
حیرت انگیز انداز میں نہ صرف جیب سے پتلی دھار والا ایک خنجر
نکال کر عمران کی طرف اچھال دیا تھا بلکہ اس نے انتہائی پھرتی سے
ٹائیگر پر بھی حملہ کیا اور ٹائیگر کو آگے کی طرف اچھال دیا تھا اور
ٹائیگر صرف اس لئے مار کھا گیا کہ عمران کے منہ سے سسکاری کی
آواز نکلتے ہی اس کی توجہ عمران کی طرف ہو گئی تھی۔ ٹائیگر کو
اچھالتے ہی کرنل بھرت راج تیزی سے گھوما تو اس کے ہاتھ میں
بھاری ریوالور تھا۔ یہ ریوالور اس نے ٹائیگر کی پتلون کی عقبی جیب
سے نکالا تھا۔ اس کے گھومتے ہی ریوالور کا رخ عمران کی طرف ہوا

ہی تھا کہ یکلخت کرنل بھرت راج چیختا ہوا الٹ کر پشت کے بل
زمین پر جا گرا اور اس کے ہاتھ میں موجود ریوالور میں اڑتا ہوا
دیوار کے ساتھ کھڑے کالو سنگھ کے قدموں میں جا گرا۔ عمران نے
یکلخت اچھل کر اس کے ریوالور والے ہاتھ پر لات ماری تھی اور
ساتھ ہی اچھل کر اس نے دوسری لات کرنل بھرت راج کے سینے
پر مار دی۔ کرنل بھرت راج اچھل کر ٹائیگر کے قریب گرا۔ اس کے
ہاتھ فرش پر لگے اور اس کا پورا جسم یکلخت اس کے ہاتھوں پر اٹھا
پوری قوت سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے عمران سے ٹکرایا۔ عمران
اس کے سر کی ٹکر کھا کر قدرے پیچھے ہٹا اور ساتھ ہی اس نے
یکلخت ایک بار پھر فضا میں الٹی قلابازی کھائی اور اس بار اس کے
دونوں جڑے ہوئے پیر پوری قوت سے منہ کے بل نیچے گرے
ہوئے کرنل بھرت راج کی پشت پر پڑے اور کرنل بھرت راج کے
حلق سے ایک زور دار چیخ نکل گئی۔ یہ سارا کھیل صرف چند لمحوں
میں ہی مکمل ہو گیا۔ ایک بار پھر عمران کے ہاتھوں میں مشین گن
اور ٹائیگر کے ہاتھوں میں ریوالور تھا اور کرنل بھرت راج ہونٹ بھینچتا
ہوا اور کراہتا ہوا آہستہ آہستہ زمین سے اٹھ رہا تھا۔

''اس کا منہ دیوار کی طرف کرا دو ٹائیگر۔ ہو سکتا ہے اس کے
پاس ایسا ہی کوئی اور خنجر موجود ہو''...... عمران نے چیخ کر ٹائیگر سے
کہا اور ٹائیگر نے ریوالور اٹھتے ہوئے کرنل بھرت راج کی سائیڈ
سے لگا دیا۔

''دیوار کی طرف مڑ جاؤ کرنل۔ ورنہ ایک لمحے میں جسم میں
سوراخ کر دوں گا''...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم جیت گئے میں ہار گیا''...... کرنل
بھرت راج نے منہ بناتے ہوئے کہا اور دیوار کی طرف مڑ گیا۔
عمران نے مشین گن کا رخ کرنل بھرت راج کی طرف کر دیا۔

''تم کالو سنگھ کی ہتھکڑی کا کلپ دبا کر اسے کھول دو''...... عمران
نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر کالو سنگھ کی ہتھکڑی کھول
دی۔

''یہ ہتھکڑی کرنل بھرت راج کے ہاتھوں میں ڈال دو''......
عمران نے کہا اور کالو سنگھ ہتھکڑی اٹھائے تیزی سے کرنل بھرت راج
کے پاس آ گیا اور پھر چند لمحوں بعد ہی کرنل بھرت راج کے
ہاتھوں میں ہتھکڑی پڑ چکی تھی۔

''گڈ شو کالو سنگھ۔ اب تم یہ بتاؤ کہ مجھے اور ٹائیگر کو ہوش میں
کیسے لایا گیا تھا''...... عمران نے مشین گن اٹھا کر آگے بڑھتے
ہوئے کہا۔

''اس اندرجیت کی جیب میں ایک چھوٹا سا میڈیکل باکس
ہے۔ اس نے اس میں سے زرد محلول والا انجکشن نکال کر آپ
دونوں کو لگایا تھا''...... کالو سنگھ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اس کی جیب سے سرنج اور انجکشن کی شیشی نکالو
اور پہلے میرے ساتھیوں کو ہوش میں لاؤ''...... عمران نے کہا۔ کرنل

بھرت راج ہونٹ بھینچے اب دیوار کی طرف پشت کئے خاموش کھڑا تھا۔ لیکن ٹائیگر ریوالور کا رخ اس کی طرف کئے ابھی تک چوکنا اور مستعد کھڑا ہوا تھا۔ کالو سنگھ نے فرش پر مردہ پڑے اندرجیت کی جیب سے چھوٹا سا میڈیکل باکس نکالا اور پھر اسے کھول کر اس نے باکس میں سے ایک شیشی اور سرنج نکالی اور پھر چند لمحوں بعد ہی جوزف اور جوانا جھرجھری لیتے ہوئے ہوش میں آگئے۔ وہ ہوش میں آ کر حیرت بھری نظروں سے کمرے کا منظر دیکھ رہے تھے۔

''اوہ۔ باس۔ آپ کے ہاتھ سے خون نکل رہا ہے''...... جوزف نے یکلخت تیز لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اب یہ مشین گن سنبھالو۔ میں اس کی ڈریسنگ کر لوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور مشین گن جوزف کی طرف اچھال دی۔

''میں کرتا ہوں ڈریسنگ ماسٹر''...... جوانا نے جلدی سے کہا اور پھر تیزی سے عمران کی طرف بڑھ آیا۔ اس نے جیب سے ایک رومال نکالا اور پھر اسے بینڈیج کے سے انداز میں اس نے عمران کی ہتھیلی پر کس کر باندھ دیا۔

''اب اس کرنل بھرت راج بہادر کو یہاں کرسی پر بٹھا دو اور اس کے جسم کو رسیوں سے باندھ دو تاکہ میں اب اس سے مذاکرات کا آغاز کر سکوں''...... عمران نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے خاموش کھڑے کرنل بھرت راج کو کرسی کی طرف چلنے کا

اشارہ کیا۔

''تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ سنو۔ میں نے تمہاری بے حد تعریف سنی تھی۔ لیکن آج سے پہلے میں ان باتوں کو جھوٹ سمجھتا تھا لیکن آج جس طرح تم لوگوں نے انتہائی حیرت انگیز طور پر سچویشن بدلی ہے اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تمہاری جو تعریفیں کی جاتی تھیں وہ درست تھیں''...... کرنل بھرت راج نے کرسی کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

''اس قدر افزائی کا بے حد شکریہ کرنل بھرت راج۔ میں نے صرف تم سے یہ پوچھنا ہے کہ گرو مہاراج گھنشام کہاں مل سکتا ہے۔ صرف ایک سوال''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''وہ پراسرار طاقتوں کا مالک ہے کسی وقت بھی کہیں بھی پہنچ سکتا ہے اس لئے اس کا کسی کو پتہ نہیں کہ کس وقت وہ کہاں ہو گا''...... کرنل بھرت راج نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''تمہارا اس سے رابطہ رہتا ہے۔ مجھے بتاؤ کہ کیسے کرتے ہو تم اس سے رابطہ''...... عمران نے پوچھا اور کرنل بھرت راج نے بڑے اطمینان سے ایک ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتا دی۔ عمران اس دوران اس کے چہرے اور خصوصاً آنکھوں کو غور سے دیکھ رہا تھا اور اسے اندازہ ہو گیا کہ کرنل بھرت راج نے واقعی سچ بتایا تھا۔

''گڈ شو کرنل۔ تم واقعی سمجھدار آدمی ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ کالو سنگھ کی طرف مڑ گیا۔

''تمہاری حویلی اس وقت یقیناً اس کے آدمیوں کے نرغے میں ہو گی اور اس صورتحال میں ہم باہر نکلے تو یقیناً وہ لوگ ہم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اس لئے کوئی ایسا راستہ ہے جہاں سے ہم خفیہ طور پر نکل سکیں۔ مسلح آدمیوں کی نظروں میں آئے بغیر''...... عمران نے کالو سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم جانا کہاں چاہتے ہو''...... کرنل بھرت راج نے چونک کر پوچھا۔

''تمہارے گرو مہاراج گھنشام سے ملاقات کرنے کا ارادہ ہے تاکہ اس سے آشیر باد لے سکوں''...... عمران نے کہا اور کرنل بھرت راج نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''ایک راستہ ہے تو سہی۔ لیکن وہ بے حد تنگ ہے۔ اس میں لیٹ کر اور گھسٹ کر ہی جایا جا سکتا ہے۔ اگر تم یہیں ٹھہرو تو میں اس راستے سے باہر جا کر یہاں موجود تمام مسلح افراد کا خاتمہ کر سکتا ہوں''...... کالو سنگھ نے کہا۔ عمران نے کچھ سوچا پھر وہ آگے بڑھا اور اس نے کرنل بھرت راج کے قریب آ کر یکلخت اس کی کنپٹی پر مکا مار دیا۔ کرنل بھرت راج کے منہ سے چیخ نکلی۔ وہ لہرایا اور اسی لمحے عمران کے دوسرے مکے کی ضرب نے اسے بے ہوشی کی دنیا میں پہنچا دیا۔

''میں اسے ساتھ والے کمرے میں لے جا رہا ہوں تاکہ اس کا لباس پہن کر اس کا میک اپ کر سکوں۔ اب میں اس کے روپ

میں ہی تم سب کو لے کر یہاں سے نکلوں گا''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے کرنل بھرت راج کو اٹھایا اور اسے لے کر ساتھ والے کمرے میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے جسم پر نہ صرف کرنل بھرت راج کا لباس تھا بلکہ اس کے چہرے پر کرنل بھرت راج کا میک اپ دکھائی دے رہا تھا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ کیا تم کرنل بھرت راج ہو''...... کالو سنگھ نے اسے دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں اس کا بھوت ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کالو سنگھ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ تم نے اس قدر کامیاب میک اپ کیا ہے کہ میں واقعی ڈر گیا تھا۔ اگر تم اپنی اصل آواز میں نہ بولتے تو میں یقیناً تم پر حملہ کر دیتا''...... کالو سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر عمران کا میک اپ دیکھ کر واقعی شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''تم سب یہاں رکو۔ میں باہر جا کر فورس کو واپس بھیجتا ہوں''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

''میں نے سب کو واپس بھیج دیا ہے البتہ کرنل بھرت راج جس ہیلی کاپٹر میں آیا تھا میں نے اسے روک لیا ہے۔ ہم اس ہیلی کاپٹر میں جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اس کرنل بھرت راج کا کیا کرنا ہے باس''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''اسے دوسرے کمرے سے لے آؤ''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کرنل بھرت راج کو کاندھے پر ڈال کر وہاں لے آیا۔

''اسے کرسی پر ڈال کر ہوش میں لاؤ''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے کرنل بھرت راج کو کرسی پر بٹھا دیا اور پھر اس نے کرنل بھرت راج کے منہ پر زور زور سے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تیسرا تھپڑ پڑتے ہی کرنل بھرت راج کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ یکلخت ہوش میں آ گیا۔ عمران کو اپنے لباس اور اپنے میک اپ میں دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا تم مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو جو تم نے میرا لباس پہنا ہے اور میرا میک اپ کر رکھا ہے''...... کرنل بھرت راج نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا میں نے تمہیں ہلاک کیا ہے۔ حالانکہ تم نے اپنے طور پر پوری کوشش کی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''سنو عمران۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم مجھے چھوڑ دو اور واپس پاکیشیا چلے جاؤ۔ گرو مہاراج تک تم کسی صورت بھی نہ پہنچ سکو گے۔ چاہے تم کچھ ہی کیوں نہ کر لو''...... کرنل بھرت راج نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''میں گرو مہاراج تک نہیں پہنچ سکتا تو نہ سہی کرنل بھرت راج تو اس تک پہنچ ہی جائے گا۔ ایک ہی بات ہے''...... عمران نے جواب دیا اور کرنل بھرت راج ایک بار پھر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

''کالو سنگھ۔ اب تم باہر جا کر دیکھو کہ اس کی فورس واپس گئی ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا تو کالو سنگھ نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے سے نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آ گیا۔

''سب لوگ واپس چلے گئے ہیں البتہ باہر احاطے میں کرنل کا ہیلی کاپٹر موجود ہے''...... کالو سنگھ نے واپس آ کر کہا۔

''اوکے۔ آؤ اب چلیں۔ کالو سنگھ تمہاری مہمان نوازی کا بے حد شکریہ''...... عمران نے ایک طرف کھڑے کالو سنگھ سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ آپ نے میری جان بچائی ہے اس کے لئے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ اگر آپ اس اندرجیت کو ہلاک نہ کرتے تو اس نے مجھ پر جتنا تشدد کیا ہے اس سے زیادہ میں اس پر تشدد کر کے اسے ہلاک کرتا۔ بہرحال آپ میرے محسن ہیں میں اب ہمیشہ کے لئے آپ کا غلام بن کر رہوں گا''...... کالو سنگھ نے

بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

''میں نے گرو مہاراج گھنشام سے ملنا ہے۔ اس کی آشیرباد لینی ہے اور ہو سکتا ہے کہ آئندہ بھی کبھی تم سے ملاقات ہو جائے اس لئے تمہارا شکریہ''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا آپ مجھے ساتھ نہیں لے جائیں گے''...... کالو سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ گرو مہاراج گھنشام زیادہ بھیڑ بھاڑ پسند نہیں کرتا''...... عمران نے کہا اور پھر عمران کے کہنے پر ٹائیگر نے ایک بار پھر کرنل بھرت راج کے سر پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش کر دیا۔

''اس کے چہرے پر کوئی دوسرا میک اپ کر دو تاکہ کوئی اسے پہچان نہ سکے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک پیکٹ نکالا اور اس پیکٹ کو کھول کر اس نے ایک ماسک نکالا اور ماسک کرنل بھرت راج کے چہرے پر لگا کر دونوں ہتھیلیوں سے اسے تھپتھپانے لگا۔ کرنل بھرت راج کا چہرہ تیزی سے بدلتا چلا گیا۔ عمران کے کہنے پر جوزف نے کرنل بھرت راج کو بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا اور پھر وہ سب باہر نکلتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ مکان سے باہر نکل کر ہیلی کاپٹر کے سامنے پہنچ گئے۔ مسلح افراد واقعی وہاں سے جا چکے تھے۔

جوزف نے کرنل بھرت راج کو عقبی سیٹ کے نیچے ڈالا اور جوانا

کے ساتھ اندر داخل ہو گیا جبکہ عمران کے کہنے پر ٹائیگر نے پائلٹ سیٹ سنبھالی اور عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''منگالا قصبہ کس سمت میں ہے یہ تو تمہیں معلوم ہوگا۔ اس لئے اطمینان سے ادھر بڑھتے چلو''...... عمران نے ٹائیگر سے کہا۔ جو ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کر چکا تھا۔ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور پھر کافی بلندی پر جا کر وہ تیزی سے مڑا اور منگالا قصبے کی طرف بڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ اس قصبے کی حدود سے نکل کر منگالا قصبے کی طرف لے جانے والی سڑک کے اوپر پرواز کرنے لگا۔

''کیا سڑک کے اوپر اڑنا ہے یا ہٹ کر''...... ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا جو آگے کی طرف جھکا بڑے غور سے ہیلی کاپٹر کے ڈیش بورڈ پر لگے ہوئے بے شمار ڈائلوں کو چیک کر رہا تھا۔

''سڑک کے اوپر ہو کر چلتے جاؤ لیکن منگالا قصبے کی حدود میں داخل ہونے سے پہلے ہیلی کاپٹر کو کسی زرعی فارم کے قریب اتار دینا جہاں سے ہمیں کوئی جیپ وغیرہ مل سکے۔ منگالا قصبے کے اردگرد کھیتوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ اس لئے لازماً کوئی نہ کوئی فارم ہاؤس بھی وہاں موجود ہوگا''...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ہیلی کاپٹر کے اندر موجود ٹرانسمیٹر پر ایک مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر

دی۔

''ہیلو ہیلو۔ پی او کالنگ ٹو این ٹی۔ اوور''...... عمران نے تیز لہجے میں بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

''یس۔ این ٹی اٹنڈنگ۔ مگر تم کون ہو۔ شناخت کراؤ۔ اوور''...... دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

''کیا تمہارا سسٹم محفوظ ہے۔ اوور''...... عمران نے جواب دیا۔

''ہاں بالکل۔ تم کھل کر بات کر سکتے ہو۔ اوور''...... ناٹران کی آواز سنائی دی۔

''تو پھر سنو میں اِک بے چارہ پرنس بول رہا ہوں جو نہ اب پاکیشیا کا ہے اور نہ ڈھمپ کا۔ دشمنوں نے میری ایسی حالت کر دی ہے کہ میں خود کو بھی پہچاننے سے قاصر ہو چکا ہوں۔ اوور''...... عمران نے اصل آواز میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ عمران صاحب یہ آپ ہیں۔ میں تو نجانے کب سے آپ کی کال کے منتظر تھا۔ اوور''...... ناٹران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''میں اور میرے ساتھی خیریت سے ہیں اور ہم ریڈ پاور ایجنسی کے چیف کرنل بھرت راج کے ساتھ اس کے ہیلی کاپٹر میں منگالا قصبے کی طرف آ رہے ہیں۔ کوئی محفوظ جگہ بتاؤ۔ اوور''...... عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ آپ کس طرف سے منگالا قصبے آ رہے ہیں۔ سمت

بتائیں۔ اوور''...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

''ہم کالو سنگھ کے علاقے کی طرف سے آ رہے ہیں۔ اوور''...... عمران نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں آپ کو ایک جگہ کا پتہ بتاتا ہوں آپ وہاں پہنچ جائیں۔ یہ ایک پرانا زرعی فارم ہے۔ آپ کے لئے مناسب رہے گا۔ آپ وہاں اتر جائیں۔ وہاں آپ کی خدمت کے لئے آصف اور اس کے ساتھی پہنچ جائیں گے۔ کوڈ یہی رہے گا۔ بے فکر ہو کر وہاں چلے جائیں۔ اوور''...... ناٹران نے کہا اور آخر میں اس نے زرعی فارم کا پتہ بتا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ آصف سے کہنا کہ میں نے اس کے پاس جو امانت رکھوائی تھی اسے اپنے ساتھ لے آئے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ میں اسے کال کر کے کہہ دیتا ہوں۔ اوور''...... ناٹران نے کہا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے اڑتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد ہیلی کاپٹر کھیتوں کے ایک طویل سلسلے پر پرواز کرنے لگا۔ عمران کو ٹائیگر کو ناٹران کے بتائے ہوئے تفصیلی راستے کے بارے میں بتانے کی ضرورت نہ پڑی تھی۔ ٹائیگر نے چونکہ ان کی ساری باتیں سن لی تھیں اس لئے وہ ہیلی کاپٹر ان راستوں کی طرف ہی لے جا رہا تھا

جس کے بارے میں عمران کو ناٹران نے بتایا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر کی رفتار اور بلندی کم کرنی شروع کر دی اور عمران نے اسے بلندی کم کرتے دیکھ کر مسکرا کر اس طرح سر ہلا دیا جیسے اسے ٹائیگر کی دور اندیشی پسند آئی ہو۔ چند لمحوں بعد ہی انہیں دور تک پھیلے ہوئے کھیتوں کے درمیان ایک پرانا سا زرعی فارم نظر آ گیا۔ ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر فارم سے ذرا پہلے کھیتوں کے کنارے پر اتار دیا۔

''چلو سب نیچے آ جاؤ''...... عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ اچھل کر ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آیا۔ ٹائیگر بھی دوسری طرف سے نیچے اتر آیا۔ جوزف اور جوانا بھی باہر نکل آئے۔ جوزف نے کرنل بھرت راج کو بھی باہر نکال لیا جو بدستور بے ہوش تھا۔ اسی لمحے عمارت سے ایک آدمی نکل کر تیزی سے چلتا ہوا ان کی طرف بڑھنے لگا۔

''پرنس آف ڈھمپ''...... آنے والے نوجوان نے ان کی طرف دیکھ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم کو اگر ہم میں کوئی پرنس نظر آ رہا ہے تو اسے بے شک اپنے ساتھ لے جاؤ۔ لیکن اس پرنس کے ساتھ ڈھمپ نہیں ہے۔ شاید اس کے بارے میں تمہیں ناٹران نے بتا دیا ہو گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ناٹران کا نام سن کر اس آدمی کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''مجھے مکمل ہدایات مل چکی ہیں۔ میرا نام شمس ہے۔ آپ سب اندر آ جائیں''...... اس آدمی نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔

''اس ہیلی کاپٹر کا کیا کرنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ آپ اس کی فکر مت کریں۔ یہ یہاں سے غائب کر دیا جائے گا۔ آپ میرے ساتھ چلیں''...... شمس نے کہا اور عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کو اندر آنے کے لئے کہا اور پھر پھاٹک کی اس چھوٹی کھڑکی سے اندر داخل ہو گیا۔ عمارت کے وسیع برآمدے میں اور بھی کئی افراد کھڑے تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ عمران اندر داخل ہو کر پھاٹک کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا اور پھر سب کے اندر داخل ہونے پر وہ ان سب کے ساتھ چلتا ہوا عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ شمس بھی تیز تیز قدم اٹھاتا عقب میں ان کے ساتھ آ ملا۔

برآمدے میں پہنچ کر وہ انہیں ایک راہداری سے گزار کر ایک بڑے سے کمرے میں لے آیا۔ وہ مسلح افراد بھی اس کے ساتھ ہی اندر آ گئے تھے۔ یہاں کئی کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔

''تشریف رکھیں''...... شمس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی ٹائیگر، جوزف اور جوانا بھی بیٹھ گئے۔ جبکہ بے ہوش کرنل بھرت راج کو عمران کے کہنے پر شمس کا ایک ساتھی اٹھا کر اپنے ساتھ لے گیا۔

''سنو مسٹر شس۔ ہم یہاں رکنے نہیں آئے۔ پہلے اس ہیلی کاپٹر کو کہیں ٹھکانے لگاؤ تاکہ اس کے ذریعے ہمیں ٹریس نہ کیا جا سکے اور پھر ہمیں میک اپ باکس مہیا کرو''...... عمران نے شس سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آپ فکر نہ کریں جناب۔ سارا بندوبست ہو جائے گا''...... شس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر دروازے کے ساتھ لگے ہوئے سوئچ بورڈ پر ایک بٹن پریس کر دیا تو اسی لمحے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور جس حصے میں عمران اور اس کے ساتھی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے زمین کا وہ حصہ نیچے گرتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے عمران اور اس کے ساتھی اس کھلے ہوئے حصے میں گرتے چلے گئے۔

''ہاہا۔ ہاہا۔ تو تم سمجھ رہے تھے کہ ہم تمہارے ساتھی ناٹران کے آدمی ہیں۔ نانسنس۔ تمہارے بارے میں ہمیں گرو مہاراج نے بتا دیا تھا کہ تم لوگ کہاں ہو اور کہاں پہنچنے والے ہو۔ ہم گرو مہاراج کے ساتھی ہیں اور میں گرو مہاراج کا نائب اباندا ہوں''...... اس نوجوان شس نے یکلخت بڑے فاتحانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ عمران اور اس کے ساتھی فرش کے نیچے جا کر غائب ہو گئے تھے اور ان کے گرتے ہی فرش یکلخت برابر ہو گیا۔

جولیا اور اس کے ساتھیوں کے جسم ساکت تھے۔ وہ سن سکتے تھے۔ دیکھ سکتے تھے لیکن نہ بول سکتے تھے اور نہ ہی اپنی جگہ سے حرکت کر سکتے تھے۔ انہیں شاید کسی ریز کی مدد سے اس حال میں پہنچایا گیا تھا۔ ان سب کی حالت دیدنی تھی اور وہ دشمنوں کے سامنے ساکت حالت میں پڑے تھے۔ میجر بھاکر ان پر کسی بھی وقت گولیاں برسا سکتا تھا۔

''ان کی گردنوں میں انٹی انجکشن لگا دو تاکہ گردن سے اوپر کا حصہ حرکت کر سکے۔ مجھے ان سے بات کرنی ہے''...... اچانک میجر بھاکر نے تیز لہجے میں کیپٹن وکرم سے کہا اور کیپٹن وکرم اثبات میں سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے بیگ ن کے صوفے کے ساتھ زمین پر رکھا اور پھر اسے کھول کر اس میں سے ایک سرنج نکالی جس پر کیپ چڑھی ہوئی تھی۔ سرنج میں زرد رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ کیپٹن وکرم نے سوئی کے اوپر لگی ہوئی کیپ ہٹائی اور پھر اس نے

سب سے پہلے صفدر کی گردن کی سائیڈ پر سوئی اتار دی۔ صفدر کو چبھن تک محسوس نہ ہوئی۔ تھوڑا سا محلول اس نے صفدر کی گردن میں انجکٹ کرنے کے بعد اس طرح تھوڑا تھوڑا محلول کیپٹن شکیل، تنویر اور جولیا کی گردنوں میں بھی انجکٹ کر دیا اور پھر پیچھے ہٹ کر اس نے کیپ دوبارہ سوئی پر لگائی اور سرنج کو بیگ میں رکھ کر اس نے بیگ بند کر دیا۔ اسی لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور دو آدمی ٹرالی پر رکھی ہوئی ایک بڑی سی مشین کو دھکیل کر اندر لے آئے۔ مشین کے ساتھ ایک شفاف شیشے کا بنا ہوا کنٹوپ منسلک تھا۔ صفدر کی آنکھیں چونکہ حرکت کر سکتی تھیں اس لئے وہ اس مشین کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ جدید ترین میک اپ واشر ہے۔ ان دونوں آدمیوں نے مشین کو صوفے کے قریب روک کر کنٹوپ کو صفدر کے سر اور چہرے پر چڑھا کر مشین آن کر دی۔ صفدر نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ کنٹوپ میں نیلے رنگ کا دھواں سا بھر گیا تھا لیکن صفدر کو کچھ بھی محسوس نہ ہو رہا تھا کیونکہ سوائے سوچنے اور دیکھنے کے اس کے باقی تمام حواس منجمد ہو چکے تھے۔ چند لمحوں بعد کنٹوپ ہٹا لیا گیا اور صفدر نے آنکھیں کھول دیں۔

''ہونہہ۔ تو یہ ہے تمہاری اصل شکل۔ پاکیشیائی ایجنٹ''...... میجر بھاکر نے غراتے ہوئے کہا لیکن صفدر ظاہر ہے بول نہ سکتا تھا۔ اس لئے کوئی جواب نہ دے سکا۔ تنویر اور کیپٹن شکیل کا میک اپ بھی واش کر دیا گیا اور کیپٹن شکیل اور تنویر بھی اصل شکل میں آ گئے جبکہ

جولیا تو ویسے ہی اصل شکل میں تھی۔ اس لئے اس کا چہرہ ویسے ہی رہا۔ ان سب کے میک اپ واش کرنے کے بعد مشین واپس لے جائی گئی۔ میجر بھاکر اب اپنی ریسٹ واچ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ شاید ان کی زبان کے حرکت میں آنے کا انتظار کر رہا تھا اور پھر چند لمحوں بعد جولیا کا کھلا ہوا منہ یکلخت بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی صفدر اور تنویر دونوں کے سر حرکت کرنے لگے۔ اب انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا کہ گردن سے نیچے ان کے جسم پتھر کے بنے ہوئے ہوں۔

''گڈ۔ اب تم بتاؤ گے پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ کہ تمہارا یہاں چھاؤنی میں آنے کا اصل مقصد کیا تھا''...... میجر بھاکر نے ان کی طرف تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''ہم نے تمہیں بتایا تو تھا کہ ہم کرنل سوراج سے ملنے آئے ہیں اور یہ بھی سن لو کہ ہم پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ نہیں ہیں ریڈ پاور ایجنسی کی فاسٹ فورس کے آدمی ہیں''...... صفدر نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''فاسٹ فورس میں کوئی پاکیشیائی نہیں ہے۔ اور سنو۔ شاید تم یہ سمجھ رہے ہو کہ مجھے تم پر شک گزرا ہے اس لئے میں نے از خود یہ حرکت کی ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ تم لوگوں نے واقعی انتہائی حیرت انگیز میک اپ کئے ہوئے تھے کہ مجھے تمہارے اتنے قریب رہنے کے باوجود تم پر ذرا بھی شک نہ پڑ سکا تھا لیکن تمہاری بدقسمتی

کہ تم بلیک اسٹیشن سے یہ ہیلی کاپٹر لے کر آ گئے۔ یہ مہا لکشمی کا ہیلی کاپٹر ہے جس کے بارے میں ہمیں پہلے ہی بتا دیا گیا تھا۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم لوگوں نے بلیک اسٹیشن کو تباہ کر دیا ہے اور مہا لکشمی، بابو لال اور اس کے نمبر ٹو نند کمار کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ اگر تم اپنے ساتھ اس لڑکی کو مہا لکشمی بنا کر نہ لاتے یا ہمیں پہلے سے تمہارے بارے میں اطلاع نہ ہوتی تو شاید ہم دھوکہ کھا جاتے۔ بلیک اسٹیشن سے کچھ دور موجود لوگ مرنے سے بچ گئے اور صرف زخمی ہوئے تھے۔ انہوں نے پوری رپورٹ دی۔ فاسٹ فورس کے افراد نے مہا لکشمی، بابو لال اور نند کمار کی لاش ڈھونڈھ نکالیں۔ اس طرح ساری صورتحال سامنے آ گئی۔ اس کی رپورٹ کرنل بھرت راج کو دی گئی۔ کرنل بھرت راج کے پاس اس وقت کرنل سوراج بھی موجود تھے۔ چنانچہ کرنل سوراج کو بھی یہ ساری رپورٹ مل گئی۔ تم نے چونکہ مہا لکشمی کو ہلاک کر دیا تھا جو یہاں جنگل کی انتظامی انچارج تھی اس لئے کرنل بھرت راج نے جنگل کا چارج بھی کرنل سوراج کو دے دیا اور کرنل سوراج تمہیں اور ہیلی کاپٹر کو تلاش کرنے کی غرض سے فوری طور پر واپس آ رہے ہیں لیکن جب میں نے ٹرانسمیٹر پر انہیں تمہاری آمد کے متعلق بتایا تو وہ بری طرح چونک پڑے اور انہوں نے ساری تفصیل مجھے بتا کر حکم دیا کہ میں تمہیں بے حس کر کے تمہارے میک اپ واش کراؤں تاکہ جب کرنل سوراج یہاں پہنچیں تو تم بے بس ہو چکے ہو۔ انہوں نے مجھے بتایا

تھا کہ تم انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہو۔ اس لئے تمہیں کسی طرح بھی شک نہیں پڑنا چاہئے۔ اس لئے میں تمہیں بہانے سے یہاں لے آیا۔ کیونکہ یہاں چھت پر ایسا نظام موجود ہے جس سے بے حس کر دینے والی ریز نکلتی ہیں پھر تم پر یہ ریز ڈالی گئیں اور تم بے حس ہو گئے۔ میں نے سوچا کہ شاید کرنل سوراج تم سے بات چیت کرنا چاہیں اس لئے میں نے تمہاری گردن سے اوپر کا حصہ ایکٹو کرا دیا"...... میجر بھاٹکر نے پوری تفصیل سے سارے حالات بتاتے ہوئے کہا اور صفدر نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ہیلی کاپٹر کی وجہ سے وہ پھنسے ہیں۔ انہیں ہیلی کاپٹر ساتھ نہ لانا چاہئے تھا۔

"او کے میجر بھاٹکر۔ واقعی ہم بے بس ہو گئے ہیں اور اب ہماری موت تو بہرحال یقینی ہو چکی ہے کیا کوئی ایسی صورت بھی ہو سکتی ہے کہ تم ہماری بات کرنل بھرت راج سے کرا دو۔ چاہے ٹرانسمیٹر پر ہی یہ بات کیوں نہ ہو"...... صفدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"نہیں۔ آئی ایم سوری۔ تمہارے لئے کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ چلو کیپٹن وکرم۔ کرنل سوراج پہنچنے والے ہوں گے"...... میجر بھاٹکر نے درشت لہجے میں کہا اور پھر وہ پاس کھڑے کیپٹن وکرم سے مخاطب ہو گیا۔

"یہ فوجی تو یہاں رہیں"...... کیپٹن وکرم نے کہا۔

''ارے نہیں۔ یہ لوگ مکمل طور پر بے بس ہیں۔ ویسے بھی اس کمرے میں عام فوجیوں کی موجودگی کرنل سوراج برداشت نہ کرے گا۔ تم جانتے تو ہو اس کی طبیعت۔ وہ ان معاملات میں بے حد سخت گیر ہے''...... میجر بھاسکر نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن وکرم نے بیگ اٹھایا اور پھر کمرے میں موجود فوجیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا۔ فوجیوں کے جانے کے بعد دروازہ بند کر دیا گیا۔

''لگتا ہے کہ اس بار ہم واقعی برے پھنس گئے ہیں''...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں اور اب ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے۔ اس کرنل سوراج نے فوری طور پر ہمیں گولیوں سے اڑا دینا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ایک طریقہ ہو سکتا ہے صفدر کہ ہم کرنل سوراج کو یہ یقین دلا دیں کہ ہم تو ڈمی ہیں اصل ایجنٹ اور ہیں۔ اس طرح وہ ہم سے ان ایجنٹوں کا پتہ پوچھنے کے لئے ظاہر ہے ہم پر تشدد کرے گا اور تشدد کرنے کے لئے اسے لازماً ہمارے بے حس جسموں کو صحیح کرنا پڑے گا''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا ممکن نہیں۔ یہ بات میں نے بھی سوچی تھی۔ ہمارے میک اپ واش ہو چکے ہیں اس لئے وہ آسانی سے ہم پر یقین نہیں کرے گا''...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے

جواب دیا۔

''میرے خیال میں ہم اپنے جسموں کو صحیح حالت میں لا سکتے ہیں''...... اچانک تنویر نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیسے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''جب ہم ساکت ہوئے تھے تو میں نے کمرے میں ریڈ لائٹ سی چمکتی دیکھی تھی اس کا مطلب ہے کہ ہم پر ریڈ لائٹ فائر کی گئی تھی جس نے ایک لمحے میں ہمارے جسموں کو بے حس کر دیا۔ اس کے بعد اب انہوں نے ہماری گردنوں میں اینٹی انجکشن لگائے ہیں۔ اینٹی کا اثر ہماری گردنوں تک محدود ہے لیکن اگر ہم اپنا سانس روک لیں تو اس انجکشن کا اثر خون میں شامل ہو کر ہمارے باقی جسم میں بھی پھیل سکتا ہے۔ سانس روکنے سے ہمارے دل پر دباؤ پڑے گا جس سے اس کے دھڑکنے کی رفتار تیز ہو جائے گی اور پھر دل جب خون کو تیزی سے پمپ کرے گا تو یہ عمل تیز ہو جائے گا اور ہمارے جسم فوراً اصل حالت میں آ جائیں گے''...... تنویر نے کہا تو اس کی بات سن کر وہ چونک پڑے۔

''تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی کہ ایسا کرنے سے ہم اصل حالت میں آ سکتے ہیں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک ایکریمین مشن میں عمران اور میں ایک ساتھ کام کر رہے تھے تب بھی ایسی ہی صورتحال پیدا ہوئی تھی اور پھر عمران نے اسی طریقے سے اپنے آپ کو صحیح کیا تھا''...... تنویر نے کہا تو ان سب

نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر انہوں نے فوراً اپنے سانس روک لئے۔ تھوڑی ہی دیر میں انہیں واقعی اپنے جسم میں توانائی سی بھرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ انہوں نے بدستور سانس روکے رکھے اور جب انہیں اپنے جسم میں حرکت محسوس ہوئی تو انہوں نے بے اختیار تیز تیز سانس لینا شروع کر دیئے۔ ان کے جسم واقعی متحرک ہو چکے تھے۔ ریز کا اثر زائل ہو چکا تھا۔

''تمہارا بے حد شکریہ تنویر۔ تم واقعی اس وقت ہم سب کے لئے فرشتہ رحمت ثابت ہوئے ہو۔ اگر تمہیں جسم متحرک کرنے کی یہ ترکیب نہ معلوم ہوتی تو ہم سب بے موت مارے جاتے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر مسکرا دیا۔

''اب ہم حرکت کر سکتے ہیں لیکن ابھی ہمیں بظاہر اس طرح بے حس و حرکت رہنا ہو گا تاکہ ہم انہیں مکمل طور پر ڈاج دے سکیں''...... صفدر نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کافی دیر بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پھر درمیانے قد اور درمیانے جسم کا ایک ادھیڑ عمر آدمی جس کے جسم پر فوجی یونیفارم تھی ہاتھ میں سیاہ رنگ کا ہنٹر اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس کے سر پر پی کیپ تھی۔ چہرے پر درشتی جیسے ثبت ہوئی نظر آتی تھی۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں ایسی چمک تھی جیسے کسی بھوکے چیتے کی آنکھوں میں اس وقت ابھر آتی ہے جب اسے اچانک کوئی مرغوب شکار نظر آ جائے۔ اس کے پیچھے میجر بھاگر اور کیپٹن وکرم بڑے مؤدبانہ

انداز میں چل رہے تھے لیکن اس بار ان کے ساتھ فوجی سپاہی نہ تھے۔ کیپٹن وکرم نے اندر داخل ہوتے ہی مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔

''ہونہہ۔ تو یہ ہیں وہ پاکیشیائی ایجنٹ۔ جنہوں نے بلیک اسٹیشن تباہ کیا ہے اور مہا لکشمی کو ہلاک کیا ہے''...... اس آدمی نے ان سب کو گھورتے ہوئے انتہائی درشت لہجے میں کہا۔

''جی ہاں کرنل سوراج۔ یہی ہیں وہ''...... میجر بھاگر نے جواب دیا۔

''تم کون ہو''...... صفدر نے بڑے مطمئن سے لہجے میں پوچھا۔

''میں کرنل سوراج ہوں۔ نانسنس۔ تمہاری موت''...... کرنل سوراج نے غصے سے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا جولیا کی طرف بڑھ گیا۔

''ہونہہ۔ خاصی خوبصورت اور جوان لڑکی ہے یہ......'' کرنل سوراج نے جولیا کی طرف شکاری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس سے پیچھے ہٹ جاؤ نانسنس۔ ورنہ......'' یکلخت تنویر نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ تنویر کا فقرہ سنتے ہی کرنل سوراج بپھرے ہوئے سانڈ کی طرح مڑا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ تیزی سے تنویر کے چہرے کی طرف لپکا لیکن پھر کرنل سوراج کے حلق سے خوفناک چیخ نکلی اور وہ کسی گیند کی طرح اچھلتا ہوا کمرے کی عقبی دیوار سے جا ٹکرایا۔ تنویر کا کرسی پر موجود جسم بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے نیچے کی طرف پھسلا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کی

دونوں ٹانگیں اکڑ کر نیزوں کی طرح پوری قوت سے کرنل سوراج کے پیٹ پر پڑی تھیں اور نتیجہ یہ نکلا کہ کرنل سوراج یہ خوفناک ضرب کھا کر کسی گیند کی طرح اچھلتا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا جب کہ تنویر ایک دھماکے سے کولہوں کے بل نیچے قالین پر جا گرا۔ اسی لمحے یکلخت صفدر اور جولیا بھی برق رفتاری سے کرسیوں سے اچھل کر میجر بھاٹکر اور کیپٹن وکرم پر جھپٹ پڑے۔ میجر بھاٹکر اور کیپٹن وکرم چونکہ مطمئن کھڑے تھے اور انہیں خواب میں بھی یہ توقع نہ تھی کہ وہ اس قدر تیزی سے حرکت میں بھی آ سکتے ہیں چنانچہ وہ دونوں بھی مار کھا گئے۔ دوسرے لمحے ان کے حلق سے زور دار چیخیں نکلیں اور وہ قالین پر پہلو کے بل گرے بری طرح پھڑکنے لگے۔ چند لمحے پھڑکنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ صفدر اور جولیا دونوں نے ان پر ایک ہی داؤ آزمایا تھا۔ گردن توڑنے والا اور ان دونوں کی گردنیں ایک لمحے میں ٹوٹ گئی تھیں اور تنویر نے کرنل سوراج کو اپنے دونوں ہاتھوں پر بلند کیا ہوا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر اس کی طرف بڑھتا تنویر نے پوری قوت سے اسے گھما کر قالین پر دے مارا۔

کرنل سوراج کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ پھڑک کر ساکت ہو گیا۔ اس کی کیپ اڑ کر ایک طرف جا گری تھی اور اب اس کا انڈے کی طرح شفاف سر صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"نانسنس۔ میں نے تمہیں روکا بھی تھا کہ جولیا سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ ورنہ"...... تنویر نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور زور

زور سے کرنل سوراج کے پہلو میں ٹھوکریں رسید کرنے لگا لیکن اسی لمحے صفدر نے اسے بازو سے پکڑ کر ایک طرف گھسیٹ لیا۔

"بس رک جاؤ تنویر۔ ورنہ یہ مر جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"اس نے حرکت ہی ایسی کی ہے۔ نانسنس"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کی حالت دیکھنے والی تھی اور جولیا کا چہرہ تنویر کی باتیں سن کر کسی انجانی سی مسرت سے جگمگا اٹھا تھا۔ وہ بڑی عجیب سی نظروں سے تنویر کو دیکھ رہی تھی۔

"رک جاؤ تنویر۔ اس کا زندہ رہنا ضروری ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے تنویر سے کہا اور تنویر نے بھی دانت نکال لئے۔ جولیا کو مسکراتا دیکھ کر اس کے چہرے پر موجود غصے کے تاثرات تیزی سے غائب ہو گئے تھے۔ صفدر نے قالین پر بے سدھ پڑے ہوئے کرنل سوراج کو اٹھایا اور ایک صوفے پر پھینک دیا۔ پھر وہ تنویر اور جولیا کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"کیپٹن اور میجر دونوں کی تلاشی لے لو۔ ان کے پاس اسلحہ ہو گا"...... صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل، تنویر، جولیا تینوں چونک کر قالین پر پڑی ہوئی میجر بھاٹکر اور کیپٹن وکرم کی لاشیں پر جھک گئے۔ صفدر نے کرنل سوراج کے منہ پر تھپڑوں کی بارش کر دی اور جلد ہی کرنل سوراج نے ایک ہلکی سی چیخ مارتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ لو مشین پسٹل ہیں۔ کیپٹن کی جیب سے دو مشین پسٹل نکلے

ہیں۔ ایک تم لے لو"...... تنویر نے ایک مشین پسٹل صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور صفدر نے مشین پسٹل ہاتھ میں لے کر اس کی نال کرنل سوراج کی گردن پر رکھ کر دبا دی۔ چونکہ وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے اس لئے وہ مطمئن تھا کہ کوئی مداخلت نہیں کرے گا۔

"تت۔ تت۔ تم کیا چاہتے ہو"...... کرنل سوراج کی حالت اس وقت بھیگے ہوئے چوہے جیسی ہو رہی تھی۔ اس کی وہ ساری کروفر یکسر غائب ہو گئی تھی۔ جو کمرے میں داخل ہوتے وقت نظر آ رہی تھی۔

"سنو کرنل سوراج ہمیں تمہارے ساتھ کوئی مطلب نہیں۔ اس لئے اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو تو میرے سوالوں کا صحیح صحیح جواب دیتے جاؤ لیکن اگر تم نے ذرا بھی حیل و حجت کی یا جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو میں پلک جھپکنے میں ٹریگر دبا دوں گا اور تمہاری کھوپڑی کے ٹکڑے بکھر جائیں گے"...... صفدر نے اس قدر سرد اور سفاک لہجے میں کہا کہ کرنل سوراج کا جسم نمایاں طور پر کانپ اٹھا۔

"تت۔ تت۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... اس نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا اس کی پیشانی پسینے سے تر ہو چکی تھی اور خوف کی وجہ سے چمکتی ہوئی آنکھیں اس طرح بجھ گئی تھیں جیسے ان میں کبھی چمک ہی نہ رہی ہو۔

"گرو مہاراج گھنشام کہاں رہتا ہے"...... صفدر نے اسی طرح

سفاک لہجے میں کہا تو جولیا اور اس کے ساتھی یکلخت چونک پڑے۔ انہیں صفدر کی بات سن کر حیرت ہوئی کیونکہ وہ تو کرنل سوراج کے ذریعے کافرستان سے نکلنا چاہتے تھے لیکن اب وہ کرنل سوراج سے گرو مہاراج گھنشام کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔

"گرو۔ گرو مہاراج۔ مگر میرا اس سے کیا تعلق"...... کرنل سوراج نے ہکلاتے ہوئے کہا مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر صوفے کے کنارے پر گرا اور پھر سر کے بل لٹک کر قالین پر جا گرا۔ صفدر نے اس کے چہرے پر الٹے ہاتھ کا بھرپور تھپڑ مارا تھا۔ تنویر نے جھک کر اسے گریبان سے پکڑا اور دوبارہ صوفے پر انتہائی بے دردی سے اچھال دیا۔

"بولو۔ اس بار تھپڑ کی بجائے ٹریگر دبا دوں گا"...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ وہ۔ منگلا قصبے میں ہے۔ منگلا قصبے میں"...... کرنل سوراج نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے منگلا قصبہ۔ تفصیل بتاؤ"...... صفدر نے اسے گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکا دیتے ہوئے کہا تو کرنل سوراج کی زبان چلنے لگی وہ انہیں گرو مہاراج گھنشام اور منگلا قصبے کے بارے میں تفصیل بتانا شروع ہو گیا۔

"سنو کرنل سوراج۔ اگر تم نے ہم سے تعاون کیا تو ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے۔ ہم نے پہلے اس چھاؤنی سے باہر جانا ہے

اور پھر تم ہمیں اس منگالا قصبے تک پہنچاؤ گے۔ اس لئے تم ایسا کرو
کہ فون پر ہیلی کاپٹر کی تیاری کا حکم دو۔ تم ہمیں بطور مہمان اپنے
ساتھ لے جاؤ گے۔ تم ہمارے آگے آگے چلو گے اور خود ہمارے
ساتھ ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر منگالا قصبے تک جاؤ گے۔ منگالا قصبے پہنچ کر
ہم تمہیں اتار دیں گے۔ بولو تعاون کے لئے تیار ہو یا تمہاری لاش
بھی ان کے ساتھ شامل کر دیں اور پھر ہم خود یہاں سے نکلنے کی
کوشش کریں''...... صفدر نے تیز اور سرد لہجے میں کہا۔ صفدر کی بات
سن کر کرنل سوراج کی آنکھوں میں یکلخت پہلے جیسی چمک ابھر
آئی۔

''ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہارے ساتھ تعاون کروں گا۔ تم
فکر نہ کرو۔ میں مکمل تعاون کروں گا''...... کرنل سوراج نے کہا اور
صفدر نے اس کی گردن چھوڑ دی۔

''اس کی تلاشی تو لے لیں''...... جولیا نے کہا۔

''میں نے چیک کر لیا ہے۔ اس کے پاس سوائے اس ریوالور
کے اور کچھ نہیں ہے جو اس کے ہولسٹر میں تھا۔ چلو کرنل سوراج فون
کرو''...... صفدر نے کہا۔

فون کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں میرا حکم چلتا ہے۔ آؤ
میرے ساتھ''...... کرنل سوراج نے اس بار بڑے با اعتماد لہجے میں
کہا اور اپنی یونیفارم کو ٹھیک کرنے لگا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔

''بس یہ خیال رکھنا کہ ہماری جیبوں میں مشین پسٹل ہوں گے
اور ٹریگر پر ہماری انگلیاں اور جیب کے اندر سے بھی تمہارے دل
میں سوراخ کیا جا سکتا ہے''...... صفدر نے کرنل سوراج کی طرف
بڑھتے ہوئے کہا۔

''تم فکر نہ کرو۔ مجھے خواہ مخواہ مرنے کا کوئی شوق نہیں ہے''......
کرنل سوراج نے مڑے بغیر کہا اور پھر وہاں ایک طرف پڑی ہوئی
اپنی مخصوص کیپ اٹھا کر کرنل سوراج نے اپنے سر پر رکھی اور اسے
ایڈجسٹ کیا اور پھر وہ سب کرنل سوراج کے پیچھے چلتے ہوئے
بڑے کمرے میں آ گئے۔ کرنل سوراج بڑے کمرے میں رکے بغیر
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا تو صفدر اور
اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے۔ باہر راہداری میں مسلح فوجی موجود تھے
جو کرنل سوراج کو دیکھ کر اٹن شن ہو گئے تھے۔

''دروازہ بند کرو مسٹر''...... کرنل سوراج نے مڑ کر بڑے رعب
دار لہجے میں تنویر سے کہا اور تنویر نے دروازہ کھینچ کر بند کر دیا۔

''سنو میرے واپس آنے تک کوئی اس کمرے میں داخل نہ ہو
سمجھے''...... کرنل سوراج نے راہداری میں موجود فوجی سپاہیوں سے
مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... ایک فوجی نے جھٹکے سے ایڑیاں ملا کر سیلوٹ
کرتے ہوئے جواب دیا اور کرنل سوراج اسی طرح اکڑ کر چلتا ہوا
آگے بڑھ گیا۔ جولیا اس کے اس انداز پر مسکرا رہی تھی۔ کیونکہ اس

نے اس کی وہ حالت بھی دیکھی تھی جب یہ بھیگے ہوئے چوہے کی
طرح کانپ رہا تھا۔ راہداری سے گزر کر جب وہ برآمدے میں
پہنچے تو وہاں موجود فوجیوں نے بھی ایڑیاں بجا کر اسے سلیوٹ
کیا لیکن کرنل سوراج ان کی طرف متوجہ ہوئے بغیر سامنے کھڑی
ایک نئی اور چمکتی ہوئی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ جس کے ساتھ ایک
فوجی ڈرائیور بڑے مستعد انداز میں کھڑا تھا۔

"پیچھے بیٹھ جاؤ"...... کرنل سوراج نے ایک بار پھر مڑ کر صفدر
اور اس کے ساتھیوں کو رعب دار لہجے میں کہا اور خود اچھل کر وہ
ڈرائیور کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"بڑے احاطے کی طرف چلو جہاں میرا ہیلی کاپٹر موجود
ہے"...... کرنل سوراج نے بارعب لہجے میں ڈرائیور سے مخاطب ہو
کر کہا اور ڈرائیور نے تیزی سے جیپ آگے بڑھا دی۔ ایک لمبا
چکر کاٹ کر جیپ اس عمارت سے نکل کر کچھ دور موجود دوسری
عمارت کے احاطے میں داخل ہوئی اور کچھ ہی دیر میں ایک ہیلی پیڈ
کے پاس پہنچ گئی جہاں سیاہ رنگ کا بڑا اور تیز رفتار ہیلی کاپٹر موجود
تھا۔

"آؤ بیٹھو"...... کرنل سوراج نے صفدر اور اس کے ساتھیوں سے
کہا اور پھر خود بھی پائلٹ کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے
صفدر تیزی سے آگے بڑھا اور وہ گھوم کر دوسری طرف سے پائلٹ
سیٹ پر بیٹھ گیا۔ بیرک سے آنے والا فوجی جو قریب آ چکا تھا یکلخت

ٹھٹھک کر رک گیا۔ وہ شاید اس جنگی ہیلی کاپٹر کا پائلٹ تھا۔

"میں خود پائلٹ کروں گا اسے"...... صفدر نے تیز لہجے میں
کہا۔ جولیا اور تنویر عقبی سیٹوں پر بیٹھ چکے تھے۔

"تم جاؤ"...... کرنل سوراج نے سر ہلاتے ہوئے پائلٹ سے کہا
جواب گھوم کر کرنل سوراج والی سائیڈ کی طرف آ گیا تھا۔

"یس سر"...... پائلٹ نے سلیوٹ کرتے ہوئے کہا اور تیزی
سے پیچھے ہٹ گیا۔ صفدر نے جلدی سے ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کر
دیا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک تیز آواز نکلی۔

"ہیلو۔ فرام ٹاور سپیکنگ۔ ہیلی کاپٹر نمبر سکس ون سکس کیوں
اسٹارٹ ہو رہا ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"کرنل سوراج انٹڈنگ یو۔ ہم ایک ایمرجنسی مشن پر جا رہے
ہیں۔ راستہ کلیئر کرو۔ اوور"...... کرنل سوراج نے ہاتھ بڑھا کر
ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کرتے ہوئے انتہائی رعب دار لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف
سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے
ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔ تیز رفتار جنگی ہیلی کاپٹر چند لمحوں بعد
ہی فضا میں کافی اونچائی پر پہنچ گیا اور پھر صفدر نے اس کا رخ شمال
مشرق کی طرف کیا اور تیزی سے اسے آگے بڑھانے لگا۔ کرنل
سوراج بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد ہی ہیلی کاپٹر
چھاؤنی کی حدود سے باہر نکل گیا۔

”مجھے یہیں اتار دو۔ اب ہیلی کاپٹر چھاؤنی سے باہر آ گیا ہے“...... کرنل سوراج نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اتار دیتے ہیں۔ تنویر۔ کرنل سوراج کو اتار دو بھئی۔ یہ بہت بے چین ہو رہے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”کک۔ کک۔ کیا مطلب“...... کرنل سوراج نے چونک کر کہا لیکن دوسرے لمحے اس کا جسم سیٹ سے اونچا ہوا اور پھر ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر کے کھلے دروازے سے باہر نکل گیا۔ کرنل سوراج کی چیخ دور نیچے تک لہراتی ہوئی سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ ہیلی کاپٹر چونکہ کافی بلندی پر تھا اس لئے زمین کے قریب جا کر کرنل سوراج کا گرتا ہوا جسم ان کی نظروں سے غائب ہو گیا تھا۔

”بڑی جلدی تھی اسے نیچے جانے کی“...... تنویر نے ہنستے ہوئے کہا اور اچھل کر اس سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جس پر چند لمحے پہلے کرنل سوراج بیٹھا ہوا تھا اور صفدر مسکرا دیا۔

”یہ تم نے اچانک منگالا قصبے میں جانے کا فیصلہ کیوں کر لیا“...... جولیا نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ناٹران سے جب میری آخری بار بات ہوئی تھی تو اس نے مجھے بتایا تھا کہ عمران صاحب، ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ساتھ منگالا کی طرف جا رہے ہیں وہ منگالا پہنچ کر اس گرو مہاراج گھنشام کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ میرے پوچھنے پر ناٹران نے بتایا تھا کہ وہ ایک ہیلی کاپٹر میں منگالا کے قریب پہنچے ہیں اور ایک فارم ہاؤس

میں موجود ہیں۔ گو اس بات کو کافی وقت ہو گیا ہے لیکن میں سوچ رہا تھا کہ ہمیں ایک بار اس فارم ہاؤس تک ضرور چلے جانا چاہئے تاکہ عمران صاحب کو اگر ہماری ضرورت ہو تو ہم ان کے کام آ سکیں“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ بات کچھ اور بھی ہے۔ تمہارے لہجے سے لگ رہا ہے کہ تم کچھ چھپا رہے ہو“...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو صفدر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”جی ہاں۔ ناٹران نے عمران صاحب کو اپنے ایک مخصوص ٹھکانے پر بھیجا تھا لیکن بعد میں ناٹران کو پتہ چلا کہ اس کے مخصوص ٹھکانے پر ایک گروپ نے ریڈ کر کے اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے اس فارم ہاؤس پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس نے عمران صاحب سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ اس لئے اس نے مجھ سے کہا کہ اگر عمران صاحب اس فارم ہاؤس پہنچے تو وہ وہاں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ٹریپ ہو جائیں گے اور پھر ناٹران کو اس کے ایک ساتھی نے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دی کہ عمران صاحب اور ان کے ساتھی واقعی ٹریپ ہو گئے ہیں۔ وہ جیسے ہی فارم ہاؤس میں پہنچے وہاں موجود افراد نے انہیں ایک کمرے کا فرش کھول کر انہیں تہہ خانے میں گرا دیا ہے۔ عمران صاحب اور ان کے ساتھی اسی تہہ خانے میں قید ہیں۔ اطلاع دینے والا ناٹران کا ساتھی تھا جو زخمی ہوا تھا اور فارم ہاؤس پر قبضہ کرنے والوں نے اسے بھی لاش سمجھ کر

ایک کمرے میں ڈال دیا تھا۔ اس کی چونکہ تلاشی نہ لی گئی تھی اس لئے اس نے ٹرانسمیٹر پر ناٹران کو کال کر کے اطلاع دے دی''...... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے۔ تمہاری ناٹران سے کب بات ہوئی ہمیں پتہ ہی نہیں چلا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہ بات تب ہوئی تھی جب ہم ہیلی کاپٹر سے چھاؤنی کی طرف جا رہے تھے۔ تمہیں یاد ہو گا کہ جنگل میں جا کر میں نے مدد کے لئے ناٹران کو کال کی تھی''...... صفدر نے کہا۔

''اب تو کافی دیر ہو چکی ہے۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی اب تک وہیں ہوں گے''...... جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''پتہ کرنے میں کیا حرج ہے''...... صفدر نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر صفدر تیزی سے ہیلی کاپٹر کو ایک طرف اُڑائے لے گیا۔

کرنل بھرت راج کی آنکھیں کھلیں تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ اس کے سامنے ایک نوجوان کھڑا تھا جس کے چہرے پر زخموں کے پرانے نشان تھے۔ کرنل بھرت راج اسے پہچانتا تھا۔ یہ گرو مہاراج کا نائب تھا۔ اس کا نام اباندا تھا۔ اباندا کو دیکھ کر کرنل بھرت راج ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اباندا۔ تم یہاں۔ کیا مطلب۔ وہ لوگ کہاں ہیں''...... کرنل بھرت راج نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''ہمیں یہاں گرو مہاراج نے بھیجا ہے کرنل بھرت راج۔ گرو مہاراج نے ہمیں بتایا تھا کہ مہا رشی اور اس کے چند ساتھی تمہیں لے کر یہاں پہنچنے والے ہیں۔ یہ ساری خبر ہماشی نے گرو مہاراج کو دی تھی۔ گرو مہاراج نے ہمیں فوراً یہاں پہنچنے کا حکم دیا اور ہم نے یہاں آتے ہی یہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر کے ان کی جگہ خود سنبھال لی''...... اباندا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ تو اس بار میری جان گرو مہاراج نے بچائی ہے"...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

"ہاں"...... اباندا نے کہا۔

"لیکن وہ لوگ کہاں ہیں۔ کیا کیا ہے تم نے ان کے ساتھ۔ کیا وہ زندہ ہیں یا......" کرنل بھرت راج نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"وہ ابھی زندہ ہیں۔ ہم نے انہیں ایک تہہ خانے میں پھینک دیا ہے۔ وہاں وہ بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ گرو مہاراج نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں انہیں ہلاک نہ کروں بلکہ تمہارے سپرد کر دوں تاکہ تم انہیں ان کے انجام تک پہنچا دو۔ میں تو تمہارے ہوش میں آنے اور عنقال کو حاصل کرنے کے لئے یہاں رکا ہوا تھا جو عمران کے دوسرے ساتھی لے کر یہاں آنے والے ہیں۔ جیسے ہی وہ عنقال کو لائیں گے ہم ان پر حملہ کر کے انہیں مار گرائیں گے اور ان سے عنقال کو لے کر چلے جائیں گے۔ اس کے بعد تم مہا رشی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا کرتے ہو یہ تم جانو"...... اباندا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اور کون ہیں عمران کے ساتھی اور یہ عنقال کون ہے"...... کرنل بھرت راج نے چونک کر کہا۔

"اس بارے میں تمہیں ہم کچھ نہیں بتا سکتے۔ تم کچھ دیر یہاں اور آرام کر لو۔ ہم عمران کے آنے والے ساتھیوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ آ جائیں تو ہم ان سے عنقال حاصل کر کے یہاں سے

چلے جائیں گے۔ پھر یہ جگہ تم خود سنبھال لینا"...... اباندا نے کہا۔

"تو کیا میں یہاں اپنے ساتھیوں کو بلا سکتا ہوں۔ میں اکیلا انہیں کیسے سنبھال سکتا ہوں"...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

"اپنی مدد کے لئے تم جسے بلانا چاہو بلا لو لیکن ابھی نہیں"...... اباندا نے کہا تو کرنل بھرت راج نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اباندا اسے وہیں رکنے کا کہہ کر چلا گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد اسے باہر سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ فائرنگ کا یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا پھر ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ دس منٹ بعد اباندا دروازہ کھول کر اندر آیا تو کرنل بھرت راج چونک پڑا۔

"ہمارا کام پورا ہو گیا ہے کرنل بھرت راج۔ ہم نے یہاں آنے والے عمران کے ساتھیوں کو مار گرایا ہے اور ان سے عنقال بھی حاصل کر لیا ہے۔ اب ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں اس فارم ہاؤس کے خفیہ راستوں کے بارے میں بتا دیتا ہوں اور تمہیں وہ تہہ خانہ بھی دکھا دیتا ہوں جہاں مہا رشی عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں"...... اباندا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل بھرت راج اٹھ کھڑا ہوا۔

اباندا نے اسے سارا فارم ہاؤس دکھایا اور پھر وہ اسے ایک کمرے میں لے گیا۔

اباندا نے ایک طرف لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو اس کمرے کا

فرش درمیان سے ہٹتا چلا گیا۔ ابانڈا کے کہنے پر کرنل بھرت راج نے نیچے جھانک کر دیکھا تو اسے نیچے چار افراد بے ہوش پڑے ہوئے دکھائی دیئے۔ یہ وہی عمران اور اس کے ساتھی تھے جو اسے اپنے ساتھ لائے تھے۔

"اب تم جانو اور تمہارا کام۔ میں اپنے ساتھیوں کو لے کر جا رہا ہوں"...... ابانڈا نے کہا اور پھر وہ فوراً مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ کرنل بھرت راج باہر آیا تو اس نے ابانڈا اور اس کے ساتھیوں کو وہاں سے جیپوں پر بیٹھ کر ایک طرف جاتے دیکھا۔ ابانڈا اور اس کے ساتھیوں نے نجانے عمران کے کن ساتھیوں کو ہلاک کیا تھا۔

وہاں کسی کی لاش دکھائی نہ دے رہی تھی۔ شاید انہوں نے وہاں سے لاشیں ہٹا دی تھیں۔ ابانڈا اور اس کے ساتھیوں کی جیپیں جب دور چلی گئیں تو کرنل بھرت راج پھر اندر آیا اور گھوم پھر کر ایک بار پھر فارم ہاؤس کا جائزہ لینے لگا۔ ایک کمرے میں اسے متعدد افراد کی گولیوں سے چھلنی لاشیں دکھائی دیں تو وہ سمجھ گیا کہ ابانڈا اور اس کے ساتھیوں نے جن افراد کو ہلاک کیا تھا ان سب کی لاشیں یہاں اس کمرے میں لا کر پھینک دی تھیں۔ ایک کمرے میں کرنل بھرت راج کو ایک فون بھی دکھائی دیا تھا۔ وہ اس کمرے میں آیا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ آر پی ایچ ڈی"...... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ آر پی ایچ ڈی کا مطلب ریڈ پاور ہیڈ کوارٹر تھا۔

"کرنل بھرت راج بول رہا ہوں"...... کرنل بھرت راج نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ آپ۔ یس سر۔ یس سر۔ حکم سر"...... اس کی آواز سن کر دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"کون بول رہا ہے"...... کرنل بھرت راج نے اسی طرح تیز اور غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"مم مم۔ میں آفس انچارج جگوناتھ بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میری کشن سے بات کراؤ۔ ریڈ سیکشن کے انچارج کشن سے۔ جلدی کرو"...... کرنل بھرت راج نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔ ابھی بات کراتا ہوں۔ آپ ہولڈ کریں پلیز"...... جگوناتھ نے کہا اور پھر رسیور میں خاموشی چھا گئی۔

"یس چیف۔ کشن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سنو کشن۔ تم فوراً اپنے ساتھ دس مسلح افراد کو لے کر منگالا کے داخلی راستے کے قریب موجود کھیتوں میں پہنچ جاؤ۔ یہاں تمہیں زرد رنگ کی ایک فارم ہاؤس کی عمارت دکھائی دے گی۔ جلد سے جلد پہنچو میں یہیں تمہارا انتظار کر رہا ہوں"...... کرنل بھرت راج نے تیز

تیز بولتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ میں پہنچ رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کشن نے جواب دیا تو کرنل بھرت راج نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر وہ اس کمرے میں دوبارہ گیا جہاں فرش کھول کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو گرایا گیا تھا۔ فرش ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ نیچے عمران اور اس کے ساتھی بدستور بے ہوش دکھائی دے رہے تھے۔ کرنل بھرت راج کو اباندا نے جاتے ہوئے اس کمرے کا سارے فنکشن اور ایک چھوٹے کنٹرول روم کے بارے میں بتا دیا تھا۔ کرنل بھرت راج نے ایک بٹن پریس کیا تو فرش دوبارہ برابر ہو گیا اور کرنل بھرت راج اسی کمرے میں آ کر ایک کرسی پر بیٹھ کر اپنے ساتھیوں کا انتظار کرنے لگا۔

ایک گھنٹے بعد اس کے ساتھی وہاں پہنچ گئے۔ ان کے ساتھ کشن بھی تھا جو ریڈ پاور ایجنسی کے ریڈ سیکشن کا انچارج تھا۔ کرنل بھرت راج کی حالت دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ اس سے پہلے کہ وہ کرنل بھرت راج سے کچھ پوچھتا کرنل بھرت راج نے اسے خود ہی اپنی آپ بیتی سنانی شروع کر دی۔

''ٹھیک ہے چیف۔ ایک بار میں اس عمارت اور کنٹرول روم کا راؤنڈ لگا لوں پھر میں واپس آتا ہوں''...... کشن نے کہا تو کرنل بھرت راج نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کشن وہاں سے گیا اور پھر پندرہ منٹ بعد واپس آ گیا۔

''میں نے ساری عمارت کو چیک کر لیا ہے چیف۔ کنٹرول روم میں جا کر اس کا سسٹم بھی میں نے چیک کر لیا ہے۔ اب بتائیں میرے لئے کیا حکم ہے''...... کشن نے کہا۔

''میں انہیں اسی حالت میں ہلاک کرنا چاہتا ہوں''...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

''اس تہہ خانے کی چھت پر مشین گنیں لگی ہوئی ہیں چیف۔ جن کا کنٹرول، کنٹرول روم میں ہے۔ میں کنٹرول روم میں جا کر ان مشین گنوں کو ایکٹیو کرتا ہوں پھر انہیں تہہ خانے میں بے ہوشی کی ہی حالت میں ہلاک کر دیتا ہوں یا اگر آپ چاہیں تو ہم تہہ خانے کی چھت ہٹا کر اوپر سے بھی انہیں فائرنگ کر کے ہلاک کر سکتے ہیں''...... کشن نے کہا۔

''نہیں فرش ہٹائے بغیر جب انہیں گولیوں سے بھونا جا سکتا ہے تو فرش ہٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم کنٹرول روم میں میرے ساتھ چلو۔ وہاں مانیٹرنگ اسکرین بھی موجود ہے۔ وہاں جا کر ہم ان پر فائرنگ کریں گے اور انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیں گے''...... کرنل بھرت راج نے کہا تو کشن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ اس کمرے سے نکل کر مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے میں آ گئے جہاں چند مشینیں لگی ہوئی تھیں اور سامنے دیوار پر ایک بڑی اسکرین بھی نصب تھی۔

''کیا تم ان مشینوں کو کنٹرول کر سکتے ہو''...... کرنل بھرت راج

نے کہا۔

''یس چیف۔ یہ تو عام سی مشینیں ہیں۔ ہمارے ہیڈ کوارٹر میں تو اس سے بھی جدید مشینیں اور سسٹم موجود ہیں''...... کشن نے کہا تو کرنل بھرت راج نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کشن اسکرین کے سامنے موجود ایک مشین کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا اور اس مشین کو آن کر کے اسے آپریٹ کرنا شروع ہو گیا۔

اس نے چند بٹن پریس کئے تو یکلخت دیوار پر نصب اسکرین آن ہو گئی اور اس اسکرین پر ایک تہہ خانے کا منظر دکھائی دیا۔ اسکرین پر نظریں پڑتے ہی کرنل بھرت راج اور کشن بری طرح سے چونک پڑے۔ یہ وہی تہہ خانہ تھا جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو گرایا گیا تھا۔ ابانڈا نے جاتے ہوئے کرنل بھرت راج کو تہہ خانے کی چھت ہٹا کر نیچے گرے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں دکھایا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی فرش پر ساکت پڑے ہوئے تھے جیسے بے ہوش ہوں لیکن اب جیسے ہی اسکرین روشن ہوئی عمران اور اس کے تینوں ساتھی نہ صرف ہوش میں نظر آ رہے تھے بلکہ تہہ خانے میں گھومتے پھر رہے تھے۔ وہ تہہ خانے کی دیواریں تھپتھپا کر چیک کر رہے تھے۔

''اوہ اوہ۔ انہیں ہوش کیسے آ گیا یہ تو بے ہوش پڑے ہوئے تھے''...... کرنل بھرت راج نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''تہہ خانہ مکمل طور پر بند ہے چیف۔ یہ ہوش میں ہوں یا بے

ہوش اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم انہیں اسی تہہ خانے میں آسانی سے ہلاک کر سکتے ہیں''...... کشن نے کہا۔

''تو جلدی کرو اور جلد سے جلد ان کا خاتمہ کرو۔ یہ ہوش میں ہیں اور ہوش میں رہ کر یہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ اس بار میں انہیں بچ نکلنے کا کوئی موقع نہیں دینا چاہتا''...... کرنل بھرت راج نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... کشن نے کہا۔ اس نے مشین آپریٹ کرتے ہوئے چند بٹن پریس کئے تو کرنل بھرت راج نے اچانک تہہ خانے کی چاروں دیواروں میں خانے سے کھلتے دیکھا۔ دیواریں میں چھت کے قریب خانے کھلے تھے اور دوسرے لمحے ان خانوں سے ہیوی مشین گنیں آٹومیٹک انداز میں نکل کر باہر آ گئیں۔ خانوں کو کھلتے اور ان سے مشین گنوں کو باہر آتے عمران اور اس کے ساتھیوں نے بھی دیکھ لیا تھا۔

''یہ آٹومیٹک موونگ گنیں ہیں چیف۔ آن ہوتے ہی یہ تہہ خانے کے ایک ایک انچ پر گولیاں برسا دیں گی اور ان میں سے کوئی بھی خود کو ان گولیوں کی زد میں آنے سے نہ بچا سکے گا''...... کشن نے کہا۔

''جو کرنا ہے جلدی کرو۔ نانسنس۔ انہیں ہوش میں دیکھ کر مجھے گھبراہٹ ہونا شروع ہو گئی ہے''...... کرنل بھرت راج نے غراتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ میں ابھی ان پر فائر کھولتا ہوں''...... کشن نے
کہااور پھر وہ مشین کی طرف متوجہ ہوگیا جبکہ کرنل بھرت راج کی
نظریں اسکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھی چھت
کے پاس نمودار ہونے والی مشین گنوں کو غور سے دیکھ رہے تھے اور
پھر اس سے پہلے کہ کشن مشین آپریٹ کر کے آٹومیٹک مشین گنوں
سے ان پر فائرنگ کرتا کرنل بھرت راج نے عمران اور اس کے
ساتھیوں کو جیبوں سے مشین پسٹل نکالتے دیکھا۔

''اوہ اوہ۔ ان کے پاس تو اسلحہ ہے''...... کرنل بھرت راج نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ کشن نے چونک کر اسکرین کی طرف دیکھا
اور دوسرے لمحے یہ دیکھ کر وہ اچھل پڑا کہ عمران اور اس کے
ساتھیوں نے مشین پسٹل نکالتے ہی چھت کے پاس خانوں سے نکلی
ہوئی آٹومیٹک مشین گنوں پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔

''اوہ اوہ۔ یہ مشین گنوں پر فائرنگ کر رہے ہیں۔ جلدی آن
کرو ان مشین گنوں کو ورنہ یہ فائرنگ کر کے انہیں بے کار کر دیں
گے۔ جلدی کرو۔ نانسنس''...... کرنل بھرت راج نے کہا لیکن
دوسرے لمحے اس کے چہرے پر یکلخت مایوسی کے تاثرات پھیلتے
چلے گئے جب اس نے دیکھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے
خانوں میں موجود مشین گنوں پر فائرنگ کر کے انہیں تباہ کر دیا تھا۔
وہاں چار آٹومیٹک مشین گنیں تھیں اور ان پر عمران اور اس کے
ساتھیوں نے اس قدر فائرنگ کی تھی کہ چاروں مشین گنوں کی نہ

صرف نالیں ٹیڑھی میڑھی ہو گئی تھیں بلکہ ان مشین گنوں کے کچھ
پارٹس بھی ٹوٹ کر نیچے گر گئے تھے۔

''ستیاناس۔ انہوں نے ان مشین گنوں کو ہی تباہ کر دیا ہے۔
اب ہم ان پر فائر کیسے کریں گے''...... کرنل بھرت راج نے غراتے
ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے
شدید غصہ اور نفرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

''آپ فکر نہ کریں چیف۔ انہیں تہہ خانے میں ہلاک کرنے کا
ایک اور طریقہ بھی ہے''...... کشن نے کرنل بھرت راج کو مایوس
دیکھ کر کہا۔

''اب کیا طریقہ ہو سکتا ہے۔ نانسنس۔ انہوں نے مشین گنوں کو
تو تباہ کر دیا ہے''...... کرنل بھرت راج نے کہا۔

''میں اس مشین سے تہہ خانے میں زہریلی گیس پھیلا سکتا
ہوں۔ یہ دیکھیں مشین کے ساتھ ریڈ ٹیوب بھی منسلک ہے۔ اس
ٹیوب کے ذریعے ہم تہہ خانے میں ہائیڈم گیس بھر سکتے ہیں جس
سے یہ نہ صرف فوراً بے ہوش ہو جائیں گے بلکہ جلد ہی اس گیس
سے یہ ہلاک بھی ہو جائیں گے''...... کشن نے کہا۔

''ہائیڈم گیس۔ اوہ۔ اس کمرے میں ہائیڈم گیس بھی پھیلائی جا
سکتی ہے۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو''...... کرنل بھرت راج نے دیوانگی
کے عالم میں کہا۔ اس کی حالت دیدنی تھی۔ جیسے عمران اور اس کے
ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے اس پر جنون سا طاری ہو گیا ہو

اور اسے کوئی طریقہ نہ س رہا ہو کہ وہ کیسے انہیں ہلاک کرے۔

"یس چیف"...... کشن نے کہا۔

"تو جلدی کرو۔ تہہ خانے میں ہائیڈم گیس پھیلاؤ۔ ہری اپ۔ ہری اپ"...... کرنل بھرت راج نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو کشن نے مشین پر لگے ہوئے پینل کے یکے بعد دیگرے دو بٹن دبا دیئے۔ دوسرے لمحے اسکرین پر تہہ خانے میں میں ہلکے سبز رنگ کا دھواں چھت سے نکل کر پھیلتا دکھائی دیا اور چند لمحوں بعد عمران اور اس کے ساتھی اس دھوئیں میں مکمل طور پر غائب ہو گئے۔

"یہ انتہائی تیز اثر والی خوفناک زہریلی گیس ہے۔ یہ جلد ہی ہلاک ہو جائیں گے"...... کشن نے چیختے ہوئے کہا اور کچھ دیر بعد ایک بار پھر اس نے وہی دو بٹن یکے بعد دیگرے پریس کر دیئے تو سبز رنگ کا دھواں تیزی سے غائب ہونے لگا اور پھر یہ دیکھ کر کشن کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ عمران اور اس کے ساتھی اس طرح ٹیڑھے میڑھے انداز میں فرش پر پڑے تھے جیسے زہریلی دوا چھڑکنے سے ضرر رساں کیڑے مردہ ہو کر زمین پر پڑے ہوتے ہیں۔

"ہرا۔ ہرا۔ وکٹری۔ وکٹری چیف۔ یہ سب ہلاک ہو گئے ہیں۔ میں نے انہیں ہلاک کر دیا ہے۔ یہ اس گیس سے نہیں بچ سکتے تھے۔ ہرا ہرا"...... کشن نے فاتحانہ انداز میں کہا۔ کرنل بھرت راج فرش پر گرے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف غور سے

دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بدستور تناؤ تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ نہایت باریک بینی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسموں کی حرکت چیک کر رہا ہو۔

"کک کک۔ کیا یہ واقعی مر گئے ہیں"...... کرنل بھرت راج نے جیسے سکتے کے عالم میں بولتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز اب بھی ایسا ہی تھا جیسے اسے اب بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے مرنے کا یقین نہ ہو رہا ہو۔

"یس چیف۔ یہ سب مر چکے ہیں۔ ہائیڈم گیس سائنائیڈ گیس کا مرکب ہے جو ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں اثر کرتی ہے اور کسی بھی جاندار کو ہلاک کر سکتی ہے۔ گیس ان کے پھیپھڑوں اور دماغ میں گئی ہو گی اور یہ اسی لمحے ہلاک ہو کر گر گئے ہوں گے"...... کشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نن نن۔ نہیں یہ مرنے کے بعد پھر سے زندہ ہو جانے والے جادوگر ہیں۔ میں اتنی آسانی سے ان کے مرنے کا یقین نہیں کر سکتا ہوں۔ مجھے اب بھی ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ مکر کر رہے ہوں۔ یہ ابھی اٹھیں گے اور یہاں کی ساری سچویشن کو تبدیل کر کے رکھ دیں گے"...... کرنل بھرت راج نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسا کچھ نہیں ہو گا چیف۔ آپ فکر نہ کریں۔ اب یہ کسی بھی طرح زندہ نہیں ہو سکیں گے"...... کشن نے کہا۔ اسے چیف کے خوف پر حیرانی ہو رہی تھی۔

"تم اپنے مشین گن برداروں کو اس کمرے میں بھیجو۔ میں اس کمرے کی چھت اوپن کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ جیسے ہی میں چھت اوپن کروں تمہارے ساتھی ان سب پر فائر کھول دیں اور انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیں"...... کرنل بھرت راج نے تیز لہجے میں کہا۔

"او کے چیف"...... کشن نے ایک طویل سانس لے کر کہا پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ آئیں گے ہمارے ساتھ"...... کشن نے کہا۔

"ہاں چلو"...... کرنل بھرت راج نے کہا اور پھر وہ کنٹرول روم سے نکل کر باہر آ گئے۔ کرنل بھرت راج اسے اپنے ساتھ اس کمرے میں لے آیا جس کی چھت کے نیچے عمران اور اس کے ساتھی پڑے تھے۔ کشن نے اپنے ساتھیوں کو بھی بلا لیا۔ کمرے میں آتے ہی کرنل بھرت راج نے انہیں مختلف حصوں پر پھیلا دیا تاکہ جیسے ہی چھت اوپن ہو وہ نیچے موجود عمران اور اس کے ساتھیوں پر فائر کھول سکیں۔

"میں چھت اوپن کر رہا ہوں۔ تم تیار رہنا"...... کرنل بھرت راج نے کہا تو کشن اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کرنل اس دیوار کے پاس آیا جس میں پینل لگا ہوا تھا۔ کشن اور اس کے ساتھی آگے بڑھ گئے اور انہوں نے مشین گنوں کی نالیں فرش کی طرف جھکا دیں۔

"تیار ہو"...... کرنل بھرت راج نے پوچھا۔

"یس چیف"...... ان سب نے ایک ساتھ کہا تو کرنل بھرت راج نے پینل کا بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے چھت کا ایک حصہ کھلتا چلا گیا اور مشین گن بردار فوراً مشین گنیں لئے آگے بڑھ آئے۔ دوسرے لمحے ماحول یکلخت فائرنگ کی تیز تڑتڑاہٹ اور تیز انسانی چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

صفدر نے منگالا کے علاقے میں پہنچ کر مختلف حصوں کے بلندی سے دو تین چکر کاٹے اور پھر ہیلی کاپٹر کھیتوں کی طرف بڑھاتا لے گیا۔ اسے کھیتوں کے سرے پر زرد رنگ کی ایک عمارت دکھائی دی تھی جو فارم ہاؤس جیسی تھی۔ اس عمارت کو دیکھ کر اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ عمارت ضرور وہی ہے جس کے بارے میں اسے ناٹران نے بتایا تھا۔ اس نے ایک اور چکر کاٹا اور اس عمارت کو چیک کرتا ہوا ہیلی کاپٹر آگے بڑھاتا لے گیا۔ اسے فارم ہاؤس کے پاس کئی جیپیں اور گاڑیاں دکھائی دی تھیں۔ جیپوں پر اس نے فاسٹ فورس کا مخصوص سرکل اور بند مکے کا نشان دیکھ لیا تھا۔ جس سے اسے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ اس عمارت میں یقیناً فاسٹ فورس کے افراد موجود ہیں۔ اس نے ہیلی کاپٹر اس فارم ہاؤس سے کچھ دور درختوں کے ایک بڑے جھنڈ کی طرف بڑھایا اور اسے آہستہ آہستہ نیچے اتارنے لگا۔

''کیا یہی وہ جگہ ہے جہاں ہمیں آنا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں''...... صفدر نے کہا۔ اس نے ہیلی کاپٹر لینڈ کیا اور پھر وہ فوراً ہیلی کاپٹر سے باہر آ گئے۔ ان کے پاس اب اسلحے کی کوئی کمی نہ تھی۔

''اسلحہ لے لو۔ ہمیں اس زرد رنگ کی عمارت کی طرف جانا ہے۔ وہاں فاسٹ فورس کی جیپیں اب بھی موجود ہیں جس کا مطلب ہے کہ وہ ابھی عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کو کہیں اور لے کر نہیں گئے ہیں''...... صفدر نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ انہوں نے اپنے سفری بیگ ٹائپ کے تھیلے اٹھا کر اپنے کاندھوں پر ڈالے اور پھر ہاتھوں میں مشین گنیں لے کر تیزی سے اس طرف دوڑنا شروع ہو گئے جس طرف انہوں نے زرد رنگ کی عمارت دیکھی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ سب اس عمارت کے نزدیک پہنچ گئے۔ عمارت اور اس کے ارد گرد مکمل طور پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے عمارت کے عقبی حصے میں آ گئے۔ یہاں ہر طرف جھاڑیاں تھیں۔ وہ آگے بڑھے ہی تھے کہ اچانک انسانی آوازیں سن کر وہ ٹھٹھک کر رک گئے۔ یہ آوازیں ایسی تھیں جیسے بہت سے افراد نہ صرف بھاگ دوڑ کر رہے ہوں بلکہ ایک دوسرے سے تیز تیز باتیں بھی کر رہے ہوں۔ آوازیں عمارت کے اندر سے آ رہی تھیں۔

"محتاط رہو۔ اندر موجود افراد یقیناً مسلح ہوں گے"...... صفدر نے
کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صفدر عمارت کی ایک
دیوار کی طرف بڑھا۔ اس نے ایک بار اپنے ارد گرد کا جائزہ لیا اور
پھر وہ تیزی سے ایک درخت کی طرف بڑھا جو اس عمارت کی عقبی
دیوار کے ساتھ اوپر جا رہا تھا۔

"میں اوپر جا کر دیکھتا ہوں"...... صفدر نے کہا تو انہوں نے
اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صفدر آگے بڑھا اور اس نے مشین پسٹل
جیب میں رکھ کر درخت پر چڑھنا شروع کر دیا۔ دیوار کے نزدیک
پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر اس نے آہستہ آہستہ سر
اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ اس طرف کوئی نہیں تھا۔ نیچے باغ کی نرم
مٹی تھی۔ صفدر اگر اس طرف چھلانگ لگاتا تو کوئی آواز نہ پیدا
ہوتی۔

"آ جاؤ۔ اس طرف کوئی نہیں ہے"...... صفدر نے اپنے ساتھیوں
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اسی کی طرف متوجہ تھے۔ اس کی بات
سن کر وہ سب جھاڑیوں سے نکلے اور اس درخت کی طرف بڑھے
جس پر صفدر موجود تھا۔ صفدر نے ہاتھ بڑھا کر دیوار کا کنارہ پکڑا
اور پھر اچھل کر دیوار پر آ گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر اس نے
یکلخت دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ چھلانگ لگاتے ہی اس نے
قلابازی کھائی اور پیروں کے بل نرم گھاس پر پہنچ گیا۔ باغ میں چند
درخت موجود تھے۔ نیچے آتے ہی وہ تیزی سے ایک درخت کی

طرف لپکا اور اس کی آڑ میں ہوتے ہی اس نے جیب سے مشین
پسٹل نکال کر اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اسی لمحے دیوار پر جولیا دکھائی
دی اور پھر اس نے بھی صفدر کے انداز میں اندر چھلانگ لگا دی۔
نیچے آتے ہی وہ بھی فوراً سائیڈ پر موجود ایک درخت کے پیچھے پہنچ
گئی۔ چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل اور تنویر بھی ان کے ساتھ تھے۔
انہوں نے چند لمحے توقف کیا اور پھر وہ سب درختوں کے پیچھے سے
نکل کر تیزی سے سامنے عمارت کی دیوار کی طرف بڑھنے لگے۔

"تم دونوں اس طرف جاؤ۔ میں اور مس جولیا اس طرف جاتے
ہیں"...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل اور تنویر اثبات میں سر ہلاتے
ہوئے دیوار کے دائیں طرف بڑھ گئے جبکہ صفدر، جولیا کے ساتھ
بائیں طرف بڑھ گیا اور پھر وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے
سائیڈ کی طرف آ گئے۔ صفدر نے احتیاط سے دوسری طرف جھانکا۔
اس طرف ایک راہداری تھی۔

"کوئی نہیں ہے۔ آئیں"...... صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر
کہا اور تیزی سے اس طرف بڑھا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے آ گئی۔
وہ دونوں دوڑتے ہوئے راہداری کے آخری سرے پر آ گئے۔
یہاں آتے ہی انہیں ایک بار پھر رکنا پڑا۔ ان کے سامنے بڑا صحن
تھا۔ وہاں بھی کوئی دکھائی نہ دے رہا تھا لیکن بائیں طرف عمارت کا
بیرونی حصہ تھا جہاں لوگ موجود ہو سکتے تھے۔ صفدر نے ایک لمحہ
توقف کیا اور پھر احتیاط سے دیوار کے پیچھے سے سر نکال کر فرنٹ

کی طرف دیکھا پھر اس نے فوراً اپنا سر پیچھے کر لیا۔

''کیا ہوا''...... جولیا نے کہا۔

''اس طرف ایک آدمی موجود ہے''...... صفدر نے جواب دیا۔

''کیا وہ مسلح ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں''...... صفدر نے کہا۔

''تمہارے پاس سائیلنسر لگا ہوا ریوالور ہے۔ اس سے اس کا کام تمام کر دو''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ وہ آدمی دیوار کے پاس کھڑا ہے۔ اس طرف رہائشی حصہ ہے اور وہاں نجانے اور کتنے افراد موجود ہوں۔ اگر میں نے اسے نشانہ بنایا تو وہ سب چونک پڑیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''تو پھر کیا کرنا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''آپ پیچھے جا کر باقی سب کو عقبی سمت میں ہی رکنے کا کہیں میں اس آدمی کو اس طرف لانے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر یہ اس طرف آ گیا تو میں اسے آسانی سے قابو کر لوں گا اور کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا''...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور دبے قدموں پیچھے کھسکنے لگی۔ صفدر اس وقت تک رکا رہا جب تک جولیا واپس دوسری طرف نہ چلی گئی۔ پھر صفدر نے ایک بار پھر عمارت کی دوسری طرف جھانکا تو وہ مسلح آدمی اسے وہیں کھڑا دکھائی دیا۔ صفدر نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر اس نے اچانک پیر زور سے مارا۔ پیر کی دھمک خاصی تیز تھی۔ صفدر کو یقین تھا کہ یہ آواز

اس مسلح آدمی نے سن لی ہو گی۔ اس کے کان دوسری طرف لگے ہوئے تھے۔ پھر اسے واقعی دوسری طرف سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ یکلخت چوکنا ہو گیا۔ اس نے مشین پسٹل جیب میں ڈال لیا اور آنے والے پر جھپٹنے کے لئے تیار ہو گیا۔ قدموں کی آواز جیسے ہی قریب آئی صفدر یکلخت جھک گیا اور پھر جیسے ہی وہ آدمی اس طرف آیا صفدر کسی تیز رفتار چیتے کی طرح اس پر جھپٹا اور اس نے اس آدمی کے منہ پر ہاتھ رکھ اسے تیزی سے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ آدمی کچھ سمجھتا صفدر کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے اور کڑک کی آواز کے ساتھ اس آدمی کی گردن کی ہڈی ٹوٹتی چلی گئی اور وہ آدمی صفدر کے ہاتھوں میں جھول گیا۔ صفدر نے اسے فوراً زمین پر لٹایا اور پھر اٹھ کر دیوار کے کنارے کے پاس آیا اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔ اس طرف اب کوئی موجود نہ تھا۔ صفدر نے فوراً جھک کر اس آدمی کو اٹھایا اور اسے لئے عقبی سمت دوڑتا چلا گیا۔ دوسری طرف جولیا نے تنویر اور کیپٹن شکیل کو روک رکھا تھا۔

''تم سب اس طرف نظر رکھو۔ میں اس آدمی کو درخت کے پیچھے لے جا رہا ہوں۔ اس کا لباس قدرے مختلف ہے۔ میں اس کا لباس پہن کر آتا ہوں''...... صفدر نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صفدر اس آدمی کو لے کر درخت کے پیچھے گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے جسم پر اس آدمی کا لباس

تھا۔

''کیپٹن شکیل تم ایک نظر اس آدمی کو دیکھ آؤ۔ میرا قد و قامت اس سے قدرے ملتا ہے۔ ہم نے ماسک میک کیا ہوا ہے جسے تھپتھپا کر ہم چہرے بدل بھی سکتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میرا ماسک تھپتھپا کر میرا چہرہ اس آدمی جیسا بنا دو پھر میرے لئے دوسری طرف جانا مشکل نہ ہو گا''...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے اس درخت کی طرف بڑھا جہاں اس آدمی کی لاش موجود تھی۔ اس آدمی کی لاش کا چہرہ دیکھ کر وہ واپس آیا اور اس نے صفدر کے چہرے پر ہتھیلیوں اور انگلیوں کی مدد سے مخصوص تبدیلیاں لانی شروع کر دیں۔ تھوڑی ہی دیر میں صفدر کا چہرہ اس آدمی جیسا تھا۔

''اب ٹھیک ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اوکے۔ میں آگے جاتا ہوں۔ تم میرے کاشن کا انتظار کرنا''...... صفدر نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اب چونکہ اس کا میک اپ بدل چکا تھا اور اس کے جسم پر اس آدمی کی وردی موجود تھی اس لئے وہ نپے تلے قدم اٹھاتا ہوا عمارت کے فرنٹ کی طرف گیا۔ اس طرف ایک بڑا سا دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ اندر سے آوازیں آ رہی تھیں۔ صفدر آگے بڑھا اور پھر وہ اندر داخل ہوا تو اسے کئی مشین گن بردار ایک طرف جاتے ہوئے دکھائی دیئے۔ صفدر تیزی سے آگے بڑھا اور جانے والے آدمیوں کے پیچھے چلنے

لگا۔ وہ آدمی مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے ایک بڑے کمرے میں آ گئے۔

''تم سب کمرے کے ہر حصے میں پھیل جاؤ''...... ان میں سے ایک آدمی نے کہا جو ان کا سربراہ معلوم ہو رہا تھا اور اس کے کہنے پر مسلح آدمی تیزی سے کمرے میں پھیل گئے۔ صفدر جان بوجھ کر دروازے کے پاس رک گیا۔

''میں چھت اوپن کر رہا ہوں۔ تم تیار رہنا''...... ایک ادھیڑ عمر آدمی نے کہا اور تیزی سے ایک دیوار کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک پینل موجود تھا۔ صفدر کے علاوہ سب تیزی سے کمرے کی دیواروں کی طرف بڑھ گئے اور انہوں نے مشین گنوں کی نالیں فرش کی طرف جھکا دیں۔

''تیار ہو''...... ادھیڑ عمر آدمی نے پوچھا۔

''یس چیف''...... ان سب نے ایک ساتھ کہا تو صفدر کے ذہن میں چیونٹیاں سی رینگنا شروع ہو گئیں۔ اسی لمحے ادھیڑ عمر آدمی نے پینل کا بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے چھت کا ایک حصہ کھلتا چلا گیا اور مشین گن بردار فوراً مشین گنیں لئے آگے بڑھ آئے۔ جیسے ہی وہ آگے بڑھے اسی لمحے نیچے سے یکلخت تیز فائرنگ ہوئی اور چھت کے کناروں پر موجود کئی افراد چیختے ہوئے اور گولیوں سے چھلنی ہو کر نیچے جا گرے۔ کمرہ یکلخت فائرنگ کی تیز تڑتڑاہٹ سے اور تیز انسانی چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا تھا۔ نیچے سے فائرنگ

ہوتے ہی کئی مشین گن بردار اچھل کر پیچھے ہٹے۔

''وہ ہوش میں ہیں اور نیچے سے فائرنگ کر رہے ہیں۔ جلدی کرو نیچے بم پھینکو۔ جلدی''...... ادھیڑ عمر آدمی نے چیختے ہوئے کہا تو صفدر یکلخت اچھل پڑا۔ اس سے پہلے کہ نیچے والے آدمی جیبوں سے بم نکال کر نیچے پھینکتے، صفدر نے یکلخت مشین گن کا رخ ان کی جانب کیا اور کمرہ ایک بار پھر مشین گن کی تڑتڑاہٹ اور اوپر موجود افراد کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ سب چونکہ کھلی ہوئی چھت کے کناروں پر موجود تھے اس لئے گولیاں کھا کر وہ لٹو کی طرح گھومتے ہوئے نیچے جا گرے تھے۔ صفدر نے وہاں موجود افراد پر نیم قوس کے انداز میں مشین گن گھماتے ہوئے فائرنگ کی تھی جس کے نتیجے میں سوائے ادھیڑ عمر کے جو سائیڈ پر ہینڈل کے ساتھ موجود تھا باقی سب گولیاں کھا کر کھلے ہوئے حصے سے نیچے جا گرے تھے۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کر رہے ہو نانسنس۔ تم نے اپنے ہی ساتھیوں پر گولیاں کیوں برسائی ہیں''...... ادھیڑ عمر نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے حلق کے بل چیخ کر کہا تو صفدر کی مشین گن سے ایک بار پھر تڑتڑاہٹ ہوئی اور ادھیڑ عمر آدمی بری طرح سے چیختا ہوا دروازے کے پاس جا گرا۔ صفدر نے اس کی ٹانگوں کا نشانہ لیا تھا۔

''کون ہے نیچے''...... صفدر نے اصل آواز میں چیختے ہوئے کہا۔ وہ آگے نہ بڑھا تھا تاکہ نیچے موجود افراد اسے دشمن سمجھ کر اس پر

فائرنگ نہ کر سکیں۔

''ارے۔ یہ تو میاں مٹھو بہادر کی آواز معلوم ہوتی ہے''...... اچانک نیچے سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی تو صفدر کو اپنے رگ و پے میں مسرت کی لہریں سی بھرتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

''اوہ۔ عمران صاحب''...... صفدر نے کہا اور پھر وہ بے اختیار آگے بڑھا۔ اس نے کھلی ہوئی چھت سے نیچے دیکھا تو نیچے عمران، ٹائیگر، جوزف اور جوانا موجود تھے اور ان کے ہاتھوں میں مشین پسٹلز موجود تھے۔

''میں صفدر ہوں عمران صاحب''...... صفدر نے فوراً کہا تو ٹائیگر، جوزف اور جوانا نے فوراً مشین پسٹلز والے ہاتھ نیچے کر لئے۔

''ارے۔ شکل سے تو تم میاں مٹھو ہی لگ رہے ہو''...... عمران نے انجان بننے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

''میں میک اپ میں ہوں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میک اپ کرنا تو نسوانی کام ہے۔ کیا مینا نے تمہیں بھی اس کام پر لگا دیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر طوطا اور مینا کے القاب پر بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران نے اسے میاں مٹھو یعنی طوطا کہہ کر صالحہ کو مینا سے تشبیہ دی تھی۔

''آپ یہاں رکیں۔ میں باقی ساتھیوں کو بلا کر لاتا ہوں۔ آپ کو دیکھ کر مجھے بے حد خوشی ہو رہی ہے''...... صفدر نے کہا اور

پھر وہ مڑا اور تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔ باہر جا کر اس نے اپنے ساتھیوں کو سب کچھ بتا دیا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے وہاں موجود ہونے کا سن کر وہ سب بے حد خوش ہوئے۔ صفدر کے کہنے پر انہوں نے ایک بار پوری عمارت کا جائزہ لیا اور پھر وہ اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں عمران اور اس کے ساتھی تہہ خانے میں تھے۔ کمرے میں آتے ہی وہ ٹھٹھک گئے کیونکہ جوزف، جوانا کے کاندھوں پر چڑھ گیا تھا اور ان کے لمبے قد عمران اور ٹائیگر کے لئے اوپر آنے کا ذریعہ بن گئے تھے اور اب عمران اور ٹائیگر مل کر جوزف اور جوانا کو اوپر کھینچ رہے تھے۔ چند ہی لمحوں میں وہ دونوں بھی ان کے ساتھ تھے۔

''شکر ہے تم زندہ ہو''...... عمران کو دیکھ کر جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم شکر کر رہی ہو لیکن کوئی ایک ہے جو مجھے زندہ دیکھ کر دل ہی دل میں افسوس کر رہا ہو گا کہ اس کے راستے سے ہٹنے والا کانٹا پھر بچ گیا ہے''...... عمران نے تنویر کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے کوئی افسوس نہیں ہے سمجھے''...... تنویر نے فوراً کہا اور پھر اسے فوراً اپنی غلطی کا احساس ہو گیا کہ یہ بات کہہ کر کے اس نے خود کو ظاہر کر دیا ہے۔ اس کی بات پر سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''چلو۔ تم نے یہ تسلیم تو کیا کہ تم دل میں ایسا ہی کچھ سوچ رہے تھے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''فضول باتیں مت کرو۔ مجھے واقعی تمہیں زندہ دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے لیکن تمہیں تو سفلی طاقتوں نے اغوا کیا تھا پھر یہ سب تمہارے پاس کیسے پہنچ گئے''...... تنویر نے بات بدلتے ہوئے ٹائیگر، جوزف اور جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ خود ہی ٹپک پڑے تھے اور ٹپکنے کے بارے میں تو تم بخوبی جانتے ہو۔ عام طور پر پکا ہوا پھل ہی درختوں سے ٹپکتا ہے اور اگر وہ پھل ناریل کا ہو اور درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے کسی آدمی کے سر پر ٹپکے تو پھر اس آدمی کے ساتھ جو ہوتا ہے وہ تم نے دیکھ ہی لیا ہے۔ اب اسی طرح تم بھی آ ٹپکے ہو''...... عمران نے کہا تو وہ سب پھر سے ہنسنا شروع ہو گئے۔

''واقعی۔ ان سب کو تمہارے ساتھ دیکھ کر مجھے بھی حیرانی ہو رہی ہے۔ ناٹران نے ہی بتایا تھا کہ تم چاروں یہاں موجود ہو اور صفدر ہمیں یہاں لے آیا''...... جولیا نے کہا۔

''میں یہاں وقت پر پہنچ گیا تھا ورنہ دشمنوں نے عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کو ٹپکانے کا پورا بندوبست کر لیا تھا۔ یہ تہہ خانے میں تھے اور اوپر موجود مسلح افراد ان پر فائرنگ کرنا چاہتے تھے۔ جیسے ہی چھت کھلی تو عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں نے

اوپر موجود افراد پر فائرنگ کر دی۔ یہ چار افراد کو ہی نشانہ بنا سکے
تھے جبکہ اوپر بارہ افراد تھے۔ انہوں نے نیچے بم پھینکنے کی بات کی تو
میں نے فوراً ان پر فائر کھول دیا۔ اگر یہ نیچے بم پھینکنے میں کامیاب
ہو جاتے تو عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کو یقیناً نقصان پہنچ
سکتا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''کیا تم نے سب کو ہلاک کر دیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ ادھیڑ عمر آدمی ابھی زندہ ہے۔ میں نے اس کے
پیروں پر گولیاں ماری ہیں''...... صفدر نے کہا تو عمران نے چونک کر
دروازے کے پاس پڑے ہوئے آدمی کی طرف دیکھا۔

''کرنل بھرت راج۔ یہ تو کرنل بھرت راج ہے''...... عمران نے
کہا اور تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ اس نے جھک کر کرنل بھرت
راج کی نبض اور اس کے دل کی دھڑکن چیک کی تو یہ دیکھ کر اس
کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کہ وہ ابھی زندہ تھا۔

''یہ زندہ ہے۔ ٹائیگر دیکھو کہیں سے میڈیکل ایڈ باکس مل
جائے تو فوراً اس کی بینڈیج کرو۔ اس کا زندہ رہنا ہمارے لئے
فائدہ مند ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر
ہلایا اور پھر وہ تیزی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

''اس ماورائی معاملے کا کیا ہوا ہے''...... جولیا نے عمران سے
مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے اسے تفصیل بتانی شروع کر دی۔
جب اس نے ساری تفصیل بتا دی تو جولیا نے اسے اپنے یہاں تک

پہنچنے کی تفصیل بتا دی۔

''ویری گڈ۔ یہ سن کر مجھے واقعی خوشی ہو رہی ہے کہ تم چاروں
نے اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا مشن بروقت مکمل کیا
ہے۔ ویل ڈن''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کے ویل
ڈن پر ان سب کے چہرے کھلتے چلے گئے۔

''تو تمہارا کیا خیال تھا کہ تمہارے ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے ہم
مشن مکمل نہیں کر سکیں گے''...... تنویر نے کہا۔

''ارے نہیں۔ میں نے ایسا کب کہا۔ میں جانتا ہوں تم سب
بالغ ہو گئے ہو اور سب سے پہلے سرحد بلوغت تم نے ہی پار کی
ہے''...... عمران نے کہا تو وہ سب ہنسنے لگے۔ اسی لمحے ٹائیگر ایک
میڈیکل ایڈ باکس لے آیا۔

''یہ مجھے ایک کمرے سے ملا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ ناٹران کے ساتھیوں کا اڈہ ہے۔ ایسی چیزیں یقیناً یہاں
موجود ہونی چاہئیں''...... عمران نے کہا اور پھر اچانک وہ اچھل پڑا۔

''کیا ہوا''...... جولیا نے کہا۔

''آصف۔ پتہ نہیں یہاں آصف آیا تھا یا نہیں''...... عمران نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''کون آصف''...... جولیا نے کہا۔

''وہ ناٹران کا آدمی ہے۔ میں نے عنقال کی لاش اسے
سنبھالنے کے لئے دیا تھا۔ ناٹران سے میں نے کہا تھا کہ وہ اسے

عنقال کی لاش سمیت یہاں بھیج دے۔ اب اگر وہ یہاں آیا ہے تو کہاں ہے اور عنقال کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہم نے ایک کمرے میں کچھ افراد کی لاشیں دیکھی ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''کس کمرے میں۔ چلو میرے ساتھ اور مجھے دکھاؤ''...... عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ اس کے ساتھ باہر آ گئی۔

''اس کمرے میں ہیں لاشیں''...... جولیا نے عمران کو ایک کمرے کے دروازے کے پاس لا کر کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اندر چھ افراد کی لاشیں تھیں۔ عمران نے ان سب کو دیکھا پھر اس کی نظریں ایک آدمی پر جم گئیں۔

''اوہ۔ تو آصف یہاں پہنچ گیا تھا اور یہ بھی ان کے ہاتھوں مارا گیا ہے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑا اور تیزی سے کمرے سے نکل کر باہر آ گیا اور بیرونی حصے کی طرف دوڑتا چلا گیا جہاں کئی گاڑیاں موجود تھیں۔ جولیا اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے آ گئے۔ عمران گاڑیوں کو چیک کرنے لگا اور پھر ایک جیپ کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک گیا۔ یہ وہی جیپ تھی جو جوزف، جوانا اور ٹائیگر لائے تھے اور عمران نے عنقال کی لاش بھی اسی جیپ کی سیٹ کے نیچے رکھی تھی۔ وہ تیزی سے جیپ کے عقبی حصے پر آیا اور

سیٹوں کے نیچے دیکھنے لگا لیکن عنقال کی لاش وہاں موجود نہ تھی۔

''ہونہہ۔ کہاں ہو گی عنقال کی لاش''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور جیپ سے اتر کر نیچے آ گیا۔ اس کے چہرے پر اب قدرے پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''اس ادھیڑ عمر آدمی کو ہوش میں لا کر اس سے پوچھ لو۔ شاید اسے پتہ ہو کہ لاش کہاں ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ اب یہی اس بارے میں بتائے گا۔ آؤ''...... عمران نے کہا اور تیزی سے اندرونی حصے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ کمرے میں ٹائیگر موجود تھا جو کرنل بھرت راج کے زخموں کی بینڈیج کر کے اسے طاقت کے انجکشن لگانے میں مصروف تھا۔

''اس کی حالت کیسی ہے ٹائیگر''...... عمران نے پوچھا۔

''کافی خون ضائع ہو چکا ہے اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اسے ہوش میں لاؤ اور اس کی پیشانی کی رگ کو پریس کرو۔ جلدی کرو۔ یہ چند لمحوں کے لئے بھی ہوش میں آ گیا تو میں اس سے ضروری معلومات حاصل کر لوں گا''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ پر لگے ہوئے پینل کا بٹن پریس کر کے فرش برابر کیا تو ٹائیگر نے کرنل بھرت راج کو اٹھایا اور ایک طرف پڑی ہوئی کرسی کی طرف لے گیا۔ اس نے کرنل بھرت راج کو اس کرسی پر بٹھایا اور پھر اس نے

کرنل بھرت راج کا کوٹ اتار کر اس کے کاندھوں تک کھینچ لیا۔ اب کرنل بھرت راج کو اگر ہوش بھی آ جاتا تو وہ آسانی سے نہ اٹھ سکتا تھا۔ ٹائیگر نے یکلخت کرنل بھرت راج کی دونوں کنپٹیوں پر انگوٹھے رکھے اور انہیں مخصوص انداز میں پریس کیا تو اسی لمحے کرنل بھرت راج کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوگئے۔ یہ دیکھ کر ٹائیگر نے اس کی کنپٹیوں سے انگوٹھے ہٹا لئے۔ اس کی نظریں کرنل بھرت راج کی پیشانی پر جمی ہوئی تھی۔ کرنل بھرت راج کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو اس کی پیشانی پر ایک رگ بھی پھول گئی۔ اس رگ کو دیکھتے ہی ٹائیگر نے انگلی کا ہک بنایا اور پھر اس کا ہک پوری قوت سے کرنل بھرت راج کی اس رگ پر پڑا۔ کرنل بھرت راج یکبارگی بری طرح سے کانپ اٹھا۔ اس کا پورا جسم بری طرح سے لرز اٹھا تھا۔ ٹائیگر کی دوسری ضرب پڑی تو نہ صرف کرنل بھرت راج کی آنکھیں کھل گئیں بلکہ اس کی تیز اور دردناک چیخ کمرے میں گونج اٹھی۔

"تم سب باہر جا کر پھیل جاؤ۔ جو اس طرف آئے اسے اڑا دینا۔ تب تک میں اس سے بات کرتا ہوں"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو سوائے ٹائیگر کے سب سر ہلاتے ہوئے باہر نکلتے چلے گئے۔ عمران تیزی سے کرنل بھرت راج کے سامنے آیا۔ کرنل بھرت راج کی آنکھیں کھل کر دوبارہ بند ہو رہی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس نے بے تحاشہ چڑھا رکھی ہو اور وہ اپنے مکمل ہوش و حواس

میں نہ ہو۔

"آنکھیں کھولو کرنل بھرت راج"...... عمران نے اس کے قریب آ کر اس کی تھوڑی پکڑ کر اس کا منہ اوپر کرتے ہوئے کہا تو ایک لمحے کے لئے کرنل بھرت راج کی آنکھیں کھلیں لیکن پھر بند ہونے لگیں۔ اسی لمحے عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کی انگلی کا ہک کرنل بھرت راج کی پیشانی پر موجود اسی رگ پر پڑا جہاں ٹائیگر دو بار ضرب لگا چکا تھا۔ کرنل بھرت راج کے حلق سے انتہائی تیز اور دردناک چیخ نکلی اور اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں۔

"تت۔ تت۔ تم۔ عمران تم"...... کرنل بھرت راج نے آنکھیں کھول کر عمران کی طرف دیکھ کر ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں عمران ہوں۔ یہاں کیا ہوا تھا۔ بتاؤ۔ وہ آدمی جس نے کہا تھا کہ وہ شش ہے۔ وہ کون تھا اور یہاں کیسے پہنچا تھا۔ بولو۔ جلدی سے بتاؤ۔ ورنہ......" عمران نے اس کی رگ پر ایک اور ضرب لگاتے ہوئے کہا تو کرنل بھرت راج کے حلق سے پھر چیخ نکلی اور وہ بری طرح سے تڑپنے لگا۔

"بب بب۔ بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ فار گاڈ سیک۔ مجھے زندہ چھوڑ دو"...... کرنل بھرت راج نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"تو بولو۔ جلدی بولو۔ ورنہ......" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو کرنل بھرت راج اسے بتانا شروع ہو گیا۔ عمران نے اس سے متعدد سوالات پوچھے جن کے اس نے لاشعوری کیفیت میں

جواب دینا شروع کر دیئے اور عمران جانتا تھا کہ لاشعوری کیفیت میں اس کے منہ سے صرف سچ نکل رہا ہے۔

"اوہ۔ تو ہم سے پہلے یہاں گرو مہاراج کے آدمی پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے ہی ہمیں تہہ خانے میں گرایا تھا اور پھر وہ یہاں رک گئے۔ جب آصف یہاں عنقال کی لاش لے کر آیا تو وہ اسے لے کر یہاں کا سارا انتظام کرنل بھرت راج کے حوالے کر کے چلے گئے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ یہ تو ہماری قسمت اچھی تھی کہ ہم نیچے گر کر کچھ دیر کے لئے ساکت ہوئے تھے۔ پھر جب کرنل بھرت راج اور اس کے ساتھیوں نے ہم پر فائرنگ کرنے کے لئے تہہ خانے کی دیواروں میں موجود مشین گنوں کے خانے کھولے تو ہم نے فوراً ان مشین گنوں کو تباہ کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے تہہ خانے میں زہریلی گیس پھیلانے کی کوشش کی تھی۔ آپ کے کہنے پر ہم نے فوراً سانس روک لئے تھے اور پھر شاید انہیں یقین ہو گیا کہ ہم اس گیس سے ہلاک ہو چکے ہیں اس لئے انہوں نے فوراً ہی گیس کی سپلائی بند کر دی تھی۔ اس کے بعد صفدر یہاں پہنچ گیا اور اس نے کرنل بھرت راج اور اس کے ساتھیوں کو نیچے بم پھینکنے سے روک دیا۔ ہمیں تہہ خانے میں کافی وقت لگ گیا تھا اس لئے گرو مہاراج کے ساتھیوں کو عنقال کی لاش لے کر نکل جانا آسان ہو گیا تھا۔ اب وہ یقیناً عنقال کی لاش کو لے کر گرو مہاراج کے پاس پہنچ گئے

ہوں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں جلد سے جلد ان کے پیچھے جانا ہے۔ اگر عنقال کی لاش گرو مہاراج کے پاس پہنچ گئی تو وہ اسے لے کر اس مقام کی طرف چلا جائے گا جہاں وہ اسے کسی ساحرانہ عمل سے زندہ کرنا چاہتا ہے۔ ہمیں گرو مہاراج کو وہاں جانے سے روکنا ہو گا اور اس سے عنقال کی لاش کو پھر سے حاصل کرنا ہو گا"...... عمران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"اس کا کیا کرنا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ پہلے ہی مر رہا ہے۔ گولی مار کر اس کی مشکل آسان کر دو"...... عمران نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ اسی لمحے اسے اندر سے گولی چلنے کی آواز سنائی دی تو وہ سمجھ گیا کہ ٹائیگر نے کرنل بھرت راج کو گولی مار دی ہے۔

"کیا ہوا۔ کچھ بتایا کرنل بھرت راج نے"...... اسے باہر آتے دیکھ کر جولیا نے اس کے قریب آ کر پوچھا۔

"ہاں۔ عنقال کی لاش کو گرو مہاراج کے ساتھی لے گئے ہیں اور اب ہمیں فوراً ان کے پیچھے جانا ہے۔ گرو مہاراج اگر عنقال کی لاش کو ساحرانہ انداز میں زندہ کرنے کے لئے کسی خاص مقام پر لے گیا تو ہمارے لئے اس تک پہنچنا مشکل ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا تم جانتے ہو کہ گرو مہاراج ہمیں کہاں ملے گا"......

جولیا نے پوچھا۔

''وہ منگالا قصبے میں رہتا ہے اس کا حویلی نما مکان ہے اور مجھے بتایا گیا تھا کہ وہ اس حویلی کے تاریک تہہ خانے میں رہتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو چلو۔ اس کی حویلی میں پہنچ کر اس کے خلاف کارروائی کرتے ہیں اور اسے ہلاک کر کے اس سے عنقال کی لاش حاصل کر لاتے ہیں تاکہ اسے کسی آتش فشاں میں پھینک سکیں''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں چلو۔ سب کو بلاؤ جلدی کرو''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور بلند آواز میں اپنے ساتھیوں کو آوازیں دینے لگی۔ کچھ ہی دیر میں سب اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ جولیا نے انہیں عمران کی بتائی ہوئی باتوں کی تفصیل بتا دی۔

''ہم جس ہیلی کاپٹر سے آئے ہیں۔ اس میں ہم منگالا قصبے کی طرف جا سکتے ہیں۔ ہم سڑک کی طرف سفر کریں گے ہو سکتا ہے کہ گرو مہاراج کے آدمی ہمیں راستے میں ہی مل جائیں''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ انہیں یہاں سے نکلے کافی دیر ہو چکی ہے اور میرے دماغ میں عجیب سی روشنی ہے جو مجھے بتا رہی ہے کہ وہ لوگ عنقال کی لاش لے کر گرو مہاراج کے پاس پہنچ چکے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''دماغ میں روشنی''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ جوزف، جوانا اور ٹائیگر کے آنے سے پہلے اذہان نوفر نے میرا ہاتھ تھاما تھا۔ اس وقت اس کے ہاتھ سے ایک عجیب سی روشنی نکل کر میرے ہاتھ پر آئی تھی اور پھر میں نے اس روشنی کو اپنے دل و دماغ میں اترتے ہوئے محسوس کیا تھا۔ اس وقت میری عجیب سی حالت تھی جیسے میرا جسم لطیف روح میں بدل گیا ہو اور میرے سامنے سے زمان و مکاں کے سارے پردے ہٹ گئے ہوں۔ اس سے پہلے کہ میں اذہان نوفر سے کچھ پوچھتا اس نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور جیسے ہی اس نے میرا ہاتھ چھوڑا اسی وقت میرے دماغ میں اندھیرا بھر گیا اور میں بے ہوش ہو گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا اس بچے اذہان نوفر نے آپ کو واقعی روشنی کی شکل میں مثالی شکتی دی تھی''...... کیپٹن شکیل نے چونکتے ہوئے کہا۔

''مثالی شکتی''...... عمران کے منہ سے نکلا اسی لمحے اسے اپنے ذہن میں سرسراہٹ کا احساس ہوا اور اس کی آنکھیں خود بخود بند ہوتی چلی گئیں۔ اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا اچانک عمران لہرایا اور پھر وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح گرتا چلا گیا۔ عمران کو اس طرح اچانک گرتے دیکھ کر وہ سب بری طرح سے اچھل پڑے۔

گرو مہاراج بے حد خوش تھا۔ ابانڈا، عمران کے پاس موجود عنقال کی لاش لے آیا تھا۔ گرو مہاراج کو اس کی کوجائیاں عمران کے بارے میں ساری خبریں دے رہی تھیں۔ ان کوجائیوں نے گرو مہاراج کو عمران کے ساتھیوں کے آنے کا بھی بتا دیا تھا۔ جب ابانڈا اپنے ساتھیوں کو لے کر عمران کو ہلاک کرنے اور اس سے عنقال کی لاش لانے کے لئے سرخ کوجائیوں کو سرخ گھوڑوں میں تبدیل کر کے لے گیا تھا تو عمران اور اس کے ساتھیوں نے یکلخت ان پر حملہ کر دیا تھا۔ ان کے پاس سیاہ گولیاں تھیں جن سے وہ سرخ گھوڑوں میں بدلی ہوئی کوجائیوں کو نشانہ بنا رہے تھے۔

ابانڈا کے بے شمار ساتھی ہلاک ہو گئے تھے۔ اس سے پہلے کہ عمران اور اس کے ساتھی اسے اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو ہلاک کر ڈالتے وہ سرخ گھوڑوں کو اپنے باقی ساتھیوں سمیت لے کر واپس آ گیا اور اس نے گرو مہاراج کو آ کر بتا دیا تھا کہ عمران اور

اس کے ساتھیوں کے پاس سرخ کوجائیوں کو فنا کرنے کے لئے سیاہ گولیاں موجود ہیں اس لئے وہ ان کے قریب نہیں جا سکے تھے۔

گرو مہاراج کو پہلے تو ابانڈا پر بے حد غصہ آیا تھا کہ نہ وہ عمران کو ہلاک کر سکا تھا اور نہ ہی وہ عنقال کی لاش واپس لایا تھا لیکن پھر اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اس نے مزید کوجائیوں کو بلا کر ان سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھا تو کوجائیوں نے بتایا کہ عمران کے جسم میں ایک ایسی طاقت موجود ہے کہ اب وہ کسی صورت میں اس کے نزدیک نہیں جا سکتی تھیں۔ عمران کے جسم میں روشنی کی طاقت ہے جو اس کی حفاظت کر رہی ہے اور کوجائیوں سمیت اس وقت سفلی ذریات میں ایسی کوئی طاقت نہیں ہے جو عمران کے قریب پھٹک بھی سکے۔

گرو مہاراج نے عمران کے جسم میں موجود روشنی کے بارے میں معلوم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن اسے صرف اتنا معلوم ہوا تھا کہ عمران کے جسم میں روشنی اس کی مثالی شکتی ہے۔ مثالی شکتی والی بات بھی اسے بڑے معبد کے ایک پجاری نے بتائی تھی۔ گرو مہاراج نے اس پجاری سے درخواست کی تھی کہ وہ اسے کوئی ایسا طریقہ بتا دے جس پر عمل کر کے وہ عمران سے عنقال کی لاش واپس حاصل کر سکے۔ جس پر پجاری نے اسے یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ کوجائیوں کو عمران اور اس کے ساتھیوں سے دور رکھ کر محض ان کی نگرانی کا حکم دے اور جب عمران، عنقال کی لاش کو خود سے دور

کرے تو وہ سفلی ذریات کی بجائے اپنے ساتھیوں کو بھیج کر وہاں
سے عنقال کی لاش حاصل کر لے۔ چنانچہ گرو مہاراج نے ایسا ہی
کیا اور اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر نظر رکھنی شروع کر
دی۔ اسے پتہ چل گیا تھا کہ عمران نے عنقال کی لاش کو آصف نام
کے ایک آدمی کے حوالے کر دیا تھا جس نے عنقال کی لاش کو
غائب کر دیا تھا اور کوجائیاں اسے تلاش نہیں کر سکتی تھیں۔

پھر اسے اطلاع ملی کہ آصف اس عنقال کی لاش کو منگالا کے
کھیتوں میں موجود فارم ہاؤس میں لانے والا ہے اور وہ جگہ عمران
کے کافرستانی ساتھیوں کی تھی۔ گرو مہاراج نے فوراً اباندا کو بلایا اور
اسے اس فارم ہاؤس کے بارے میں بتا کر باقی ساری تفصیل بھی بتا
دی اور اباندا اپنے ساتھیوں کو لے کر فوراً فارم ہاؤس روانہ ہو گیا۔
فارم ہاؤس پہنچ کر اس نے وہاں اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھرپور
انداز میں حملہ کیا اور وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا۔ اباندا نے
فارم ہاؤس کے افراد کو ہلاک کر کے ان کے لباس پہن لئے تھے
اور پھر وہ عمران کا انتظار کرنے لگے۔

پہلے عمران، کرنل بھرت راج کو لے کر وہاں پہنچا جسے اباندا نے
اسی فارم ہاؤس میں قید کر لیا اور پھر جیسے ہی آصف، عنقال کی لاش
لے کر وہاں پہنچا تو اباندا اور اس کے ساتھیوں نے اسے بھی ہلاک
کر دیا۔ لاش جیپ کی سیٹ کے نیچے موجود تھی۔ جسے اباندا نے
حاصل کیا اور پھر اسے لے کر واپس آ گیا۔ اب عنقال کی لاش گرو

مہاراج کے سامنے رکھی ہوئی تھی اور وہ اسے دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔
اس نے لاش کے گرد چار چراغ جلا کر رکھ دیئے تھے۔ جن میں
سے ایک عنقال کی لاش کے سر کے پاس تھا۔ دوسرا اس کے دائیں
طرف، تیسرا بائیں طرف اور چوتھا چراغ اس نے عنقال کی لاش
کے پیروں کے پاس رکھا ہوا تھا۔

اس کے پاس ایک بار پھر تاؤگا آیا تھا جو اس کے لئے بڑے
معبد کے پجاری ہوشام کا پیغام لایا تھا۔ اس نے گرو مہاراج سے
کہا تھا کہ وہ تین دنوں تک عنقال کی لاش کو اپنے پاس اس تاریک
جگہ پر رکھے اور اس رذیل لاش پر مخصوص جاپ کرے۔ اس دوران
وہ اپنے ساتھیوں کے ذریعے ناگال جنگل میں موجود سرخ جھیل کے
پاس مخصوص انتظامات کرا لے۔ ان انتظامات کے تحت اسے سرخ
جھیل کے پاس ستر طاقتور انسانوں کو پہنچانا تھا۔ تاؤگا نے کہا تھا کہ
وہ ان ستر انسانوں پر منگاتا کا مہان جادو چلا دے تاکہ ان کے
ذہن ماؤف ہو جائیں اور پھر وہ وہی کریں جو کرنے کا حکم گرو
مہاراج انہیں دے۔

تاؤگا کے کہنے کے مطابق ان ستر افراد کو سرخ جھیل کے
کنارے پر لے جانا تھا جہاں وہ ایک قطار بنا کر جھیل کے کناروں
پر کھڑے ہو جائیں۔ ان کے ہاتھوں میں خنجر موجود ہوں اور گرو
مہاراج اس جھیل میں ایک تختے پر عنقال کی لاش کو ڈال کر چھوڑ
دیتا۔ وہ مخصوص جاپ کرتا اور تاؤگا وہاں آ کر منگاتا کا مخصوص

جاپ کرتا اور پھر جھیل کے گرد موجود ستر افراد گرو مہاراج کے حکم پر اپنی گردنیں کاٹ دیتے اور ان کے خون سے عنقال کی لاش کو غسل دیا جاتا اور پھر تاؤ گا خود اس لاش میں سما کر اسے زندہ کر دیتا اور یہ عنقال ہمیشہ کے لئے گرو مہاراج کا تابع ہو جاتا جس کے قبضے میں لاکھوں شکتیاں تھیں۔ ان سب شکتیوں کا گرو مہاراج مالک بن جاتا اور ان کی مدد سے وہ پوری دنیا پر قبضہ کر کے راج کر سکتا تھا۔ اب گرو مہاراج عنقال کی لاش پر مخصوص عمل کر رہا تھا۔ عنقال کی لاش کو سرخ جھیل کے پاس لے جانے میں ابھی دو راتیں اور دو دن باقی تھے۔

گرو مہاراج ابھی جاپ کر رہا تھا کہ اچانک اسے کھٹکے کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔ اس کی نظریں یکلخت سامنے دیوار پر موجود ایک چھپکلی پر پڑیں جو سرخ سرخ آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی اور سرخ زبان بھی نکال رہی تھی۔

''بھانگری''...... گرو مہاراج نے چھپکلی کی طرف دیکھ کر کہا۔

''ہاں۔ میں بھانگری ہوں''...... ایک عورت کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''میرے سامنے آؤ''...... گرو مہاراج نے کہا تو اسی لمحے چھپکلی دھوئیں میں تبدیل ہوئی اور دھواں تیزی سے اوپر اٹھ کر جمع ہونے لگا۔ دوسرے لمحے روشنی چمکی اور دھوئیں سے ایک بھیانک شکل والی عورت ظاہر ہوئی۔ اس عورت کا رنگ سیاہ تھا۔ اس کے بال برف

کی طرح سفید اور کھچڑی بنے ہوئے تھے۔ عورت کی آنکھیں گول اور سفید تھیں۔ اس کے ہاتھ پاؤں بے حد سوکھے سے دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس کے سہارے وہ کھڑی تھی۔

''بھانگری حاضر ہے آقا''...... اس عورت نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور گرو مہاراج کے سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔

''میں نے تمہیں ایک اہم کام کے لئے بلایا تھا بھانگری''...... گرو مہاراج نے سخت لہجے میں کہا۔

''حکم آقا۔ بھانگری حاضر ہے''...... بھانگری نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمہیں یہاں آنے کے بعد اصل حالات کا تو علم ہو ہی گیا ہو گا''...... گرو مہاراج نے کہا۔

''ہاں آقا۔ مجھے معلوم ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے بڑے معبد کا پجاری تاؤ گا تمہارے پاس آیا تھا۔ اس کے کہنے پر عمل کر کے تم نے اباندا کو بھیج کر مہارشی اور اس کے ساتھیوں سے عنقال کی لاش حاصل کی تھی۔ تاؤ گا نے تم کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ اباندا اس مہارشی اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک نہیں کر سکتا اس لئے وہ ان کی ہلاکت کی ذمہ داری کرنل بھرت راج کو سونپ کر عنقال کی لاش کو لے کر تمہارے پاس آ جائے۔ اب سے تھوڑی دیر پہلے آ کر اس نے تمہیں بتایا ہے کہ مہارشی اور اس کے ساتھیوں نے کرنل بھرت راج

اور اس کے ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ اس لئے تم فوراً اس مہا رشی اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرا دو"...... بھانگری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم انہیں ہلاک کر سکتی ہو"...... گرو مہاراج نے کہا۔

"نہیں آقا۔ یہ پاکیشیائی روشنی کی دنیا کے لوگ ہیں اس لئے میں انتہائی طاقتور ہونے کے باوجود انہیں براہ راست ہلاک نہیں کر سکتی لیکن میں اتنا ضرور کر سکتی ہوں کہ انہیں کالی غار میں پہنچا دوں۔ وہاں اس غار کی کالی شکتیاں ان سے روشنی کی طاقتوں کو دور کر کے انہیں ہلاک کر دیں گی"...... بھانگری نے کہا۔

"لیکن تم انہیں کالی غار میں پہنچاؤ گی کیسے"...... گرو مہاراج نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آقا میں انہیں راستے سے بھٹکا دوں گی۔ اس کے لئے مجھے ان پر تام جھام سحر چلانا پڑے گا۔ وہ راستہ بھٹک کر کالی غار کے پاس پہنچ جائیں گے اور پھر جیسے ہی وہ کالی غار میں داخل ہوں گے میں ان پر پرم سحر پھونک دوں گی۔ پرم سحر سے یہ غار میں بے ہوش ہو جائیں گے اور پھر میں غار کی کالی طاقتوں کو جگا دوں گی تاکہ وہ انہیں بے ہوشی کی حالت میں ہی ہلاک کر دیں"...... بھانگری نے جواب دیا۔

"لیکن اگر ان سے روشنی کی طاقتیں دور نہ ہوئیں تو"...... گرو مہاراج نے کہا۔

"تو پھر تم ایسا کرو کہ کالی شکتیوں کو جگا کر ان سے پاکیشیائیوں کو ہلاک کرانے کی بجائے انہیں اڑانگا کے سپرد کر دیں۔ اڑانگا اس کالی غار میں جا کر انہیں آسانی سے ہلاک کر سکتا ہے۔ اس پر روشنی کی طاقت بھی اثر نہیں کرے گی۔ وہ جن بھی ہے اور بڑے معبد کا خاص پجاری بھی ہے"...... بھانگری نے کہا۔

"اوہ۔ اڑانگا کو میں بلا تو سکتا ہوں لیکن وہ بھینٹ کی شکل میں بے شمار آدمیوں کا خون مانگتا ہے"...... گرو مہاراج نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"دشمنوں کو ہلاک کرنے کے لئے تم کو یہ قربانی تو دینی ہی پڑے گی آقا۔ اس کے بعد تمہارے سر سے ان پاکیشیائیوں کا خطرہ ہمیشہ کے لئے ٹل جائے گا۔ عتال کی لاش کو جگانے میں ابھی دو دن اور دو راتیں باقی ہیں۔ اگر اس دوران پاکیشیائی یہاں پہنچ گئے تو وہ تمہارا خاتمہ کر سکتے ہیں اور تم ان کا مقابلہ بھی نہیں کر سکو گے کیونکہ مہا رشی کے پاس روشنی کی طاقت ہے جو تمہاری تمام طاقتوں پر حاوی ہے"...... بھانگری نے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اگر تمہیں یقین ہے کہ اڑانگا انہیں ہلاک کر سکتا ہے تو پھر میں اسے بلا لیتا ہوں۔ تم اس کے ساتھ جاؤ اور جا کر ان پاکیشیائیوں کو ختم کرنے کا انتظام کرو۔ مجھے ہر صورت میں ان کی موت کی خبر ملنی چاہئے۔ سمجھی تم"...... گرو مہاراج نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ بھانگری، اڈانگا کے ساتھ مل کر ان پاکیشیائیوں پر موت بن کر جھپٹ پڑے گی اور ہر صورت انہیں ہلاک کر دے گی"...... بھانگری نے کہا۔

"سنو۔ اگر تم یہ سب کر سکتی ہو تو پھر ایسا کرو کہ ان پاکیشیائیوں کو میرے سامنے لا کر ہلاک کرو۔ میں انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے مرتا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں۔ بولو۔ کیا ایسا ممکن ہے"...... گرو مہاراج نے کچھ سوچ کر کہا۔

"ہاں آقا۔ بھانگری کے لئے سب کچھ ممکن ہے"...... بھانگری نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ میں اڈانگا کو بلا کر اس سے بات کرتا ہوں۔ میرا کام کرنے سے پہلے وہ مجھ سے بھینٹ مانگے گا اور بھینٹ لینے کے بعد ہی وہ میرا کام کرے گا"...... گرو مہاراج نے کہا تو بھانگری نے اثبات میں سر ہلایا اور دوسرے لمحے اس کا وجود دھوئیں میں تبدیل ہو گیا۔ دھواں تیزی سے سمٹتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں دھوئیں نے ایک سیاہ رنگ کی چھپکلی کا روپ دھارا اور چھپکلی تیزی سے دوڑتی ہوئی ایک کونے کی طرف چلی گئی۔ چھپکلی کو کونے میں جاتا دیکھ کر گرو مہاراج نے آنکھیں بند کیں اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک مٹھی بند کی اور پھر اس نے یکلخت آنکھیں کھولیں اور مٹھی کو زور سے زمین کی طرف جھٹکا تو اس کی مٹھی سے راکھ سی نکل کر زمین پر گری اور دوسرے لمحے اس

راکھ نے یکلخت ایک سیاہ رنگ کے وجود کا روپ دھار لیا۔ یہ سیاہ سایہ سا تھا جس کا قد کاٹھ تو انسانی تھا لیکن اس کا نہ کوئی چہرہ تھا اور نہ آنکھیں۔ وہ مجسم سائے کے ہی روپ میں تھا۔

"بالاش حاضر ہے گرو مہاراج"...... اچانک اس سائے کے منہ سے چیختی ہوئی آواز نکلی۔

"بڑے معبد میں جاؤ بالاش اور وہاں موجود مہان پجاری اڈانگا کو میرا پیغام پہنچاؤ۔ اس سے کہو کہ مجھے پھر اس کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ وہ جلد میرے پاس پہنچ جائے"...... گرو مہاراج نے تیز لہجے میں کہا۔

"آقا کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... بالاش نے کہا۔

"جاؤ۔ ابھی جاؤ"...... گرو مہاراج نے کہا تو سایہ یکلخت وہاں سے غائب ہو گیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ یکلخت وہاں تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی زمین پہلے کی طرح بری طرح سے لرزنا شروع ہو گئی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اچانک دور کہیں آتش فشاں پھٹ پڑا ہو اور اس نے زمین کو بری طرح سے لرزانا شروع کر دیا ہو۔ گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ زمین کی لرزش میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا اور تہہ خانے کی چھت سے مٹی گرنے لگی تھی جو گرو مہاراج کے ارد گرد گرتی دکھائی دے رہی تھی۔ گڑگڑاہٹ کی آواز سن کر اور زمین کی لرزش دیکھ کر گرو مہاراج نے پہلے کی طرح وہاں سے اٹھنے اور دور ہٹنے کی کوئی

کوشش نہ کی تھی۔ اسی لمحے اچانک گڑگڑاہٹ کے ساتھ اس کے سامنے زمین پھٹی اور زمین سے سرخ رنگ کا دھواں نکلنا شروع ہو گیا۔

گرو مہاراج کی نظریں اس دھویں پر جم گئیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے زمین نے طوفانی انداز میں سرخ دھواں اگلنا شروع کر دیا ہو۔ دھواں زمین سے نکل کر تیزی سے چھت کی طرف جا کر ایک جگہ جمع ہوتا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد گڑگڑاہٹ کی آواز بند ہوگئی اور زمین کی لرزش میں بھی کمی آ گئی اور پھر زمین کی لرزش بھی ختم ہو گئی۔ اب گرو مہاراج کے سامنے سرخ دھویں کا ایک پہاڑ سا بنا کھڑا تھا۔ چند لمحے تک سرخ دھواں لہراتا رہا پھر اچانک دھماکہ سا ہوا اور دھواں غائب ہوگیا اور اس کی جگہ گرو مہاراج کے سامنے ایک لمبی تڑنگی سرخ رنگ کی عجیب و غریب مخلوق ظاہر ہوگئی۔ یہ اڈانگا تھا۔ جس کا لمبے تڑنگے آدمی جیسا وجود تھا۔ اس وجود کا سر گنجا تھا لیکن اس کے سر پر بیلوں کی طرح مڑے ہوئے دو سینگ واضح دکھائی دے رہے تھے۔

''اڈانگا آ گیا ہے گھنشام۔ کیا تم نے پھر مجھے اپنی مدد کے لئے بلایا ہے''...... اڈانگا کے حلق سے دھاڑتی ہوئی آواز نکلی۔

''ہاں۔ مجھے ایک بار پھر تمہاری مدد کی ضرورت پڑ گئی ہے اڈانگا۔ تمہارا یہاں آنے کا شکریہ''...... گرو مہاراج نے کہا۔

''کیا ضرورت ہے۔ بولو۔ کیوں بلایا ہے''...... اڈانگا نے اسی

طرح گرجدار لہجے میں کہا تو اس نے وہ ساری تفصیل اسے بتا دی جو اس نے بھانگری کو بتائی تھی

''اب بولو۔ کیا تم میرا کام کرو گے''...... گرو مہاراج نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ کروں گا۔ لیکن اس بار میں دوگنی بھینٹ لوں گا''...... اڈانگا نے سپاٹ اور کرخت لہجے میں کہا تو گرو مہاراج نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''مجھے منظور ہے لیکن یہ بھینٹ میں تمہیں کام پورا ہونے کے بعد دوں گا''...... گرو مہاراج نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کام پورا کر کے بھینٹ لے لوں گا مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے''...... اڈانگا نے کہا۔

''تو پھر جاؤ اور جا کر ان پاکیشیائیوں کا خاتمہ کر دو۔ انہیں اب کسی بھی صورت میں زندہ نہیں بچنا چاہئے۔ سمجھ گئے تم''...... گرو مہاراج نے کہا۔

''ہاں سمجھ گیا''...... اڈانگا نے کہا۔

''لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم انہیں میری آنکھوں کے سامنے ہلاک کرو۔ میں خود انہیں مرتا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں''...... گرو مہاراج نے کہا۔

''تو پھر انہیں یہاں غار میں بلوا لو۔ تم بھی یہاں موجود ہو۔ میں تمہارے سامنے ان کا خاتمہ کر دیتا ہوں''...... اڈانگا نے کہا۔

"نہیں۔ یہ مقدس غار ہے اور یہاں ہماری شکتیاں اور منگال کی لاش موجود ہے۔ روشنی کی دنیا کے نمائندے اگر یہاں آ گئے تو ہماری تمام شکتیاں ختم ہو جائیں گی اس لئے انہیں کہیں اور ہلاک کرنا ہے"...... گرو مہاراج نے کہا۔

"میں تاریکی کی طاقت ہوں۔ کھلی فضاء میں تو میں صرف ان پر نظر رکھ سکتا ہوں۔ انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا ہوں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ میں انہیں ہلاک کروں تو پھر اس کے لئے ان کا کسی تاریک جگہ پر ہونا ضروری ہے۔ میں تاریکی میں ہی ان پر حملہ کر کے انہیں ہلاک کر سکتا ہوں"...... اڈانگا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ کسی دوسرے تاریک غار میں چلتا ہوں۔ وہاں میں ایسا چکر چلا دوں گا کہ وہ لوگ میرے پیچھے اس غار میں پہنچ جائیں گے۔ میرے ساتھ میری ایک شکتی بھانگری ہو گی۔ وہ انہیں اس غار میں لے آئے گی اور انہیں بے ہوش بھی کر دے گی پھر تو تم انہیں ہلاک کر سکتے ہو"...... گرو مہاراج نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن میرے کام میں کوئی مداخلت نہیں کرے گا۔ بھانگری بھی ان پر براہ راست حملہ نہیں کرے گی"...... اڈانگا نے کہا۔

"وہ کوئی مداخلت نہیں کرے گی۔ انہیں ہلاک کرنا تمہارا کام ہے"...... گرو مہاراج نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... اڈانگا نے کہا۔

"میں بھانگری کو بلاتا ہوں۔ تم اس کے ساتھ یہاں سے کچھ دور سیاہ پہاڑ کے تاریک غار میں چلے جاؤ۔ میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گا"...... گرو مہاراج نے کہا تو اڈانگا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"بھانگری۔ سامنے آؤ"...... گرو مہاراج نے اس کونے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جہاں بھانگری چھپکلی بن کر چھپی ہوئی تھی۔ گرو مہاراج کی آواز سن کر چھپکلی دوڑتی ہوئی اچھل کر زمین پر آ گئی اور پھر اچانک وہ دھوئیں میں تبدیل ہوئی اور دھواں تیزی سے بلند ہو کر ایک جگہ جمع ہونا شروع ہو گیا۔ دوسرے لمحے بھانگری ان کے سامنے تھی۔

"میں حاضر ہوں آقا"...... بھانگری نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم اڈانگا کے ساتھ جاؤ گی"...... گرو مہاراج نے کہا۔

"آقا کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ آؤ اڈانگا"...... بھانگری نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم یہیں رہو گے گرو مہاراج تو پھر وہ دشمن کیسے غار میں آئیں گے"...... اڈانگا نے کہا۔

"میں بھی پہنچ جاؤں گا"...... گرو مہاراج نے کہا تو بھانگری اور اڈانگا نے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑے اور پھر دونوں ہی بیک

وقت غائب ہو گئے تو گرو مہاراج نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر زمین پر زور سے پھونک ماری تو سامنے زمین پھٹی اور اس میں سے ایک کالے رنگ کا بڑا سا ناگ باہر آ گیا۔ اس ناگ کا منہ آگے سے سرخ رنگ کا تھا۔ جس کے دو دانت باہر کو ۔ ہوئے تھے۔

"حکم آقا۔ ششکار حاضر ہے"...... اس ناگ نے انسانی آواز میں کہا۔

"ششکار۔ میں نے دشمن کے خاتمے کے لئے جو اقدامات کئے ہیں کیا تم ان سے مطمئن ہو"...... گرو مہاراج نے کہا۔

"ہاں آقا۔ بظاہر تم نے اچھے اقدامات کئے ہیں لیکن......" اس ناگ نے اپنی باریک چیختی ہوئی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا تو گرو مہاراج اس کے لیکن کہہ کر خاموش ہو جانے پر بے اختیار چونک پڑا۔

"لیکن۔ اور یہ بظاہر کا کیا مطلب ہوا ششکار۔ تم کھل کر بات کرو"...... گرو مہاراج نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"شما کرنا مہاراج۔ میں نے اس لئے بظاہر کا لفظ ادا کیا ہے کہ تمہارے دشمن بے حد خطرناک ہیں۔ اڈانگا سے مقابلے کا کچھ بھی نتیجہ نکل سکتا ہے"...... ناگ نے اپنی مخصوص آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اڈانگا پجاری ہے اور ایک طاقتور جن بھی ہے۔ کیا تمہارے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ دشمن اس طاقتور جن کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔

لیکن کیسے"...... گرو مہاراج نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گرو مہاراج۔ یہ لوگ پہلے بھی جنوں کے قبیلوں سے ٹکرا چکے ہیں انہیں معلوم ہے کہ جنوں کا خاتمہ کیسے ہو سکتا ہے اس لئے اگر تو اڈانگا نے انہیں کوئی مہلت دیئے بغیر ہلاک کر دیا تو وہ ہلاک ہو جائیں گے لیکن اگر انہیں تھوڑی سی بھی مہلت مل گئی تو پھر کچھ بھی ہو سکتا ہے یہاں تک کہ وہ اڈانگا کو بھی فنا کر سکتے ہیں"...... ششکار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ تو پھر مجھے ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے"...... گرو مہاراج نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"گرو مہاراج۔ یہ لوگ اگر اس غار میں آ گئے تو یہ تمہیں بھی ہلاک کر سکتے ہیں۔ تمہاری موت بھی ان کے ہاتھوں کسی غار میں ہی ممکن ہو سکتی ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ جب تک تم ان کے سامنے نہیں جاؤ گے ان کی ہلاکت نہیں ہو گی۔ اس لئے تمہیں اڈانگا کی بات ماننی ہی پڑے گی۔ تمہیں بھی اس بڑے غار میں جانا پڑے گا۔ مہارشی کے پاس ایک ایسی شکتی ہے کہ وہ تمہیں ڈھونڈتا ہوا اپنے ساتھیوں سمیت خود اس غار میں پہنچ جائے گا۔ لیکن اس سے پہلے تم بھاگری کے ذریعے غار کے باہر دس مسلح آدمیوں کو پہنچا دو۔ وہ آدمی غار سے باہر موجود رہیں گے۔ ان کے پاس اسلحہ ہو گا۔ اگر تو اڈانگا نے تمہارے دشمنوں کا خاتمہ کر دیا تو ٹھیک ورنہ تم ان آدمیوں کو حکم دینا کہ وہ غار میں داخل ہو کر فائر کھول دیں اور

اس طرح اچانک فائرنگ سے تمہارے دشمن ہلاک ہو جائیں گے''...... ششکار نے کہا۔

''اوہ۔ یہ زیادہ مناسب رہے گا۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہارے مشورے پر عمل کروں گا۔ اب تم جا سکتے ہو''...... گرو مہاراج نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جو حکم''...... ششکار نے کہا اور تیزی سے رینگ کر پھٹی ہوئی زمین کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ نکل کر آیا تھا۔ جیسے ہی وہ زمین میں جا کر غائب ہوا زمین برابر ہو گئی۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو وہ ایک کمرے کے بیڈ پر لیٹا ہوا تھا اور اس کے گرد اس کے ساتھی موجود تھے۔ اسے ہوش میں آتے دیکھ کر ان سب کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''کیا ہوا تھا تمہیں۔ تم اچانک بے ہوش ہو گئے تھے''...... جولیا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''میں بے ہوش نہیں ہوا تھا۔ مجھ پر گہری نیند طاری کی گئی تھی، تاکہ میں گرو مہاراج کے بارے میں پتہ چلا سکوں کہ وہ کہاں ہے اور اس تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے''.... عمران نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''گہری نیند۔ کیا مطلب''...... جولیا نے کہا۔ باقی سب بھی حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔

''ہاں۔ جیسے ہی مجھ پر نیند طاری ہوئی۔ میرے ذہن میں روشنی بھر گئی اور پھر مجھے وہ سارے راستے دکھائی دینا شروع ہو گئے جہاں

سے گزر کر ہم گرو مہاراج تک پہنچ سکتے ہیں۔ مجھے اس گرو مہاراج کو ہلاک کرنے کا طریقہ بھی بتایا بلکہ دکھایا گیا ہے۔ اسے ہمیں کسی تاریک غار میں جا کر ہلاک کرنا ہے وہ بھی جلد تاکہ وہ عنقال کی لاش کو خاص مقام پر ساحرانہ عمل پورا کرنے کے لئے نہ لے جا سکے''...... عمران نے جواب دیا۔

''تو کیا آپ کو نیند کے عالم میں ساری تفصیل بتائی گئی ہے باس''...... جوزف نے چونک کر کہا۔

''بتائی نہیں دکھائی گئی ہے اور یہ شاید اس روشنی کا کمال ہے جو اذہان نوفر نے میرے وجود میں بھری تھی''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو ان کے چہروں پر قدرے حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''تو اب ہمیں کہاں جانا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہمیں منگالا قصبے کے عقبی سمت میں موجود ناگال جنگل میں جانا ہے۔ وہاں وہ جھیل بھی ہے جہاں گرو مہاراج نے عنقال کی لاش کو جگانے کے لئے ساحرانہ عمل کرنا ہے اور جنگل کی ایک پہاڑی میں دو غاریں بھی موجود ہے۔ یہی وہ غار ہیں جن میں گرو مہاراج ہمیں مل سکتا ہے۔ وہ اپنی موت مرنے کے لئے خود ہمارے پاس آئے گا اور ہمیں اس کا ہر حال میں خاتمہ کرنا ہے۔ اس کے بعد ہمیں دوسرے غار میں جا کر عنقال کی لاش کو حاصل کرنا ہے اور اسے لے جا کر آتشی پہاڑی میں پھینکنا ہے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ کو راستوں کا علم ہو گیا ہے تو ہم آسانی سے وہاں جا کر گرو مہاراج کا کام تمام کر سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ ہم ہیلی کاپٹر سے وہاں جائیں گے اور جنگل کے ایک مخصوص حصے میں لینڈ کریں گے۔ تھوڑی دور گرو مہاراج کے مسلح افراد کا ٹھکانہ موجود ہے۔ ہم ان سب کا خاتمہ کر کے آگے بڑھیں گے۔ وہاں جو دو غار ہیں ان میں سے کس غار میں گرو مہاراج موجود ہے یہ اس کا ساتھی اباندا بتائے گا جو جنگل میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ خیموں اور مچانوں میں موجود ہے''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''لیکن پہلے تو آپ نے بتایا تھا کہ گرو مہاراج منگالا کی حویلی کے تہہ خانے میں ہے اور اب آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ کسی غار میں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''وہ شروع سے ہی اسی غار میں ہے۔ البتہ اس غار میں جانے کا ایک راستہ اس کی حویلی کے تہہ خانے سے جاتا ہے اور دوسرا راستہ جنگل کی پہاڑی سے''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا تم نہیں جانتے کہ وہ دو میں سے کس غار میں موجود ہو سکتا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''وہ تاریک غاریں ہیں۔ مجھے خواب میں دو غاروں کے دہانے دکھائے گئے ہیں اور اباندا سے اصل غار کا پوچھنے کا بتایا گیا ہے۔ اس لئے اباندا کا ہاتھ آنا ضروری ہے وہی ہمیں ان غاروں تک

لے جائے گا''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''تو چلیں''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب اٹھ کر اس فارم ہاؤس سے نکل کر اس جانب چل پڑے جہاں صفدر نے ہیلی کاپٹر چھپایا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سب ہیلی کاپٹر میں سوار ناگال جنگل کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر ٹائیگر بیٹھا تھا۔ عمران اسے ہدایات دے رہا تھا اور ٹائیگر اس کی ہدایات پر عمل کرتا ہوا ہیلی کاپٹر اڑائے لئے جا رہا تھا۔ وہ کافی نیچی پرواز کر رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک جنگل پر پرواز کر رہے تھے۔ عمران کے کہنے پر ٹائیگر نے جنگل کا ایک راؤنڈ لگایا۔ جنگل زیادہ بڑا اور گھنا نہ تھا۔ عمران نے ایک خالی مقام دیکھ کر ٹائیگر کو ہیلی کاپٹر لینڈ کرنے کا کہا تو ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر نیچے اتارنا شروع کر دیا۔

ہیلی کاپٹر کے لینڈ ہوتے ہی وہ سب باہر آ گئے اور پھر عمران انہیں لے کر جنگل کے اندر چل پڑا۔ وہ اس جنگل میں اس انداز میں آگے بڑھا چلا رہا تھا جیسے یہ سارا جنگل اس کا دیکھا بھالا ہو اور وہ ہر راستے سے واقف ہو۔

آگے جاتے ہی جنگل گھنا ہونا شروع ہو گیا۔ یہاں درختوں کی بہتات تھی اس لئے راستے بھی تنگ ہو کر سکڑ رہے تھے لیکن عمران انہیں مسلسل آگے لے جا رہا تھا اور پھر ایک جگہ پہنچ کر اس نے ان سب کو رکنے کا کہا اور تیزی سے ایک درخت کی آڑ میں ہو گیا۔

اس کے ساتھیوں نے بھی فوراً درختوں کی آڑ لے لی۔ انہوں نے دیکھا سامنے درختوں کے جھنڈوں میں بڑے بڑے خیمے لگے ہوئے تھے اور ارد گرد کئی مسلح افراد دکھائی دے رہے تھے۔ خیموں کے ساتھ ساتھ درختوں پر بھی مچانیں بنی ہوئی تھیں۔ وہاں بھی مسلح آدمی موجود تھے۔ وہاں چونکہ ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی اس لئے وہ سب مطمئن اور بے فکر دکھائی دے رہے تھے۔

''ہمیں اس جگہ کو چاروں اطراف سے گھیرنا ہوگا۔ یہاں جگہ جگہ مسلح آدمی موجود ہیں۔ ہمیں ان سب کو ہلاک کرنا ہے۔ یہ شیطان مردود کے پیروکار ہیں۔ ان کا زندہ رہنا ٹھیک نہیں ہو گا''...... عمران نے آہستہ آواز میں کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''ٹھیک ہے''...... ان سب نے کہا اور پھر عمران نے انہیں درختوں کی آڑ لے کر دونوں سائیڈوں کی طرف جاتے دیکھا۔ اب اس طرف صرف عمران موجود تھا۔ اس کے باقی سارے ساتھی سائیڈوں سے ہوتے ہوئے پھیل رہے تھے۔ عمران نے انہیں ہدایات دی تھیں کہ وہ اس کا کاشن ملنے تک خاموش رہیں گے۔ ابھی عمران یہ سب دیکھ ہی رہا تھا کہ یکلخت دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر عمران کے ساتھ ساتھ خیمہ کے سامنے کھڑے افراد بھی چونک کر ادھر ہی دیکھنے لگے۔

''کیا ہوا۔ اس طرف کیوں آئے ہو''...... خیمے کے پاس

کھڑے ایک آدمی نے آنے والوں سے پوچھا۔

''ابا ندا نے کہا ہے کہ گرو مہارج کا حکم ہے کہ ہم چوکنے ہو جائیں۔ دشمن اس جنگل میں آنے والے ہیں۔ وہ جیسے اور جہاں بھی دکھائی دیں ہم فوراً ان پر حملہ کر کے ان سب کو ہلاک کر دیں''...... آنے والے ایک آدمی نے کہا۔

''دشمن یہاں آ رہے ہیں۔ اوہ ٹھیک ہے۔ ہم ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں''...... اس آدمی نے کہا اور پھر اس نے چیخ چیخ کر اپنے ساتھیوں کو آوازیں دینی شروع کر دیں۔ تھوڑی ہی دیر میں وہاں ہر طرف مسلح آدمی تیزی سے پھیلتے چلے گئے۔ مچانوں پر موجود افراد بھی ہوشیار ہو گئے۔ عمران درخت کے پاس جھاڑیوں میں دبک گیا۔ جب سارے افراد جنگل کے اندر غائب ہو گئے تو عمران احتیاط سے آگے بڑھا اور پھر ایک خیمہ کی طرف بڑھنے لگا۔ خیمہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر سے باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے آوازیں صاف سنائی نہیں دے رہی تھیں۔ لیکن بہرحال یہ خیمہ باقی تمام خیموں سے نسبتاً دوگنا بڑا تھا۔ باقی خیموں پر پردے پڑے ہوئے تھے جس سے پتہ لگ رہا تھا کہ وہ بند ہیں۔ عمران ایک خیمہ کے درمیانی راستے سے گزر کر خیموں کی عقبی سمت میں آ گیا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کسی بھی لمحے کوئی آدمی خیمے کے کھلے دروازے سے باہر آ سکتا ہے اور وہ چونکہ کھلی جگہ پر تھا۔ اس لئے وہ فوری طور پر چیک ہو سکتا تھا۔

اس لئے وہ خیموں کے عقبی حصے کی طرف آ گیا اور پھر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی کیونکہ اس بڑے خیمے کے عقبی حصے میں بھی ایک دروازہ تھا جو قدرے چھوٹا تھا۔ پردہ تھوڑا سا ہٹا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اس طرف بڑھ گیا اور اس پردے کے قریب جا کر خیمہ کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اب اندر سے آنے والی آوازیں اسے صاف طور پر سنائی دے رہی تھیں۔

''یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں جو اس طرف آ رہے ہیں''...... ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''معلوم نہیں۔ جب کوئی پکڑا جائے گا تب ہی پتہ چلے گا''...... ایک اور آواز سنائی دی اور پھر خیمہ میں خاموشی طاری ہو گئی۔ چند لمحوں بعد اندر سے قدموں کی آواز ابھری۔ جو مخالف سمت میں جا رہی تھی۔ عمران تیزی سے واپس خیمہ کے کنارے کی طرف کھسک گیا۔ خیمہ کے کنارے پر پہنچ کر عمران خیمہ سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا اور پھر اسے قدموں کی بھاری آواز درمیانی حصے کو کراس کرتی ہوئی سنائی دی جب یہ آواز آگے بڑھ گئی تو عمران تیزی سے درمیانی حصے کو کراس کرتا ہوا خیمہ کے دوسرے کنارے سے جا لگا اور پھر اس نے سر نکال کر پہلے باہر جھانکا۔ تو اسے ایک مشین گن بردار تیز تیز قدم اٹھاتا قطار کے آخری خیمہ کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔

عمران محتاط انداز میں اس کا جائزہ لینے لگا وہ بار بار دوسری

سائیڈ پر بھی دیکھ لیتا لیکن ادھر کوئی موجود نہ تھا اور پھر اس نے اس آدمی کو آخری خیمے کا پردہ کھول کر اندر داخل ہوتے دیکھا۔ پردہ بند نہ کیا گیا تھا شاید انہیں یہاں کسی خطرے کا ایک فیصد بھی تصور نہ تھا۔ جب یہ آدمی اندر داخل ہو گیا تو عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس خیمے اور اس سے پہلے خیمے کے درمیانی رخنے میں جا کر چھپ گیا۔ اس نے خیمے کی سن گن لی جب اسے یقین ہو گیا کہ اندر موجود آدمی اکیلا ہے تو وہ جھپٹ کر آگے بڑھا اور یکلخت وہ اچھل کر خیمے میں داخل ہو گیا۔ وہ آدمی اندر ایک باکس کھول کر اس میں سے مشین گن کے فاضل میگزین نکال رہا تھا اس لئے اس کی دروازے کی طرف سائیڈ تھی۔ عمران کے اندر داخل ہونے کی آواز سن کر وہ تیزی سے مڑا ہی تھا کہ عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل نیچے فرش پر جا گرا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے بڑھ کر اس کی گردن پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔ اس نے مخصوص انداز میں اس آدمی کی گردن پر پیر رکھ کر اسے ذرا سا گھمایا تو اس آدمی کا پھڑکتا ہوا جسم یکلخت ساکت ہو گیا اور عمران کی ٹانگ پر ضرب لگانے کے لئے اس نے دونوں بازو اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ بھی ٹانگ تک پہنچنے سے پہلے ہی دھڑام سے نیچے گر گئے۔ اس کے حلق سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگی۔ آنکھیں یکلخت باہر کو ابل آئیں اور چہرہ اس طرح مسخ ہو گیا کہ اس کی شکل بھی نہ پہچانی جا رہی تھی۔ عمران نے لات کو ذرا پیچھے کی

طرف کیا تو اس آدمی کا تیزی سے مسخ ہوتا چہرہ نارمل ہونے لگ گیا لیکن عمران کے بوٹ کی ٹو بہرحال اعصابی رگ پر ہی تھی اس لئے اس آدمی کا صرف سانس بحال ہوا تھا۔ اعصابی طور پر وہ ویسے ہی مفلوج تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے۔ بولو"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"س۔ س سوہن۔ سوہن لال"...... اس آدمی نے خرخراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"سنو۔ مجھے میک اپ باکس چاہئے۔ مکمل کٹ یہاں موجود ہے تو بتاؤ ورنہ......" عمران نے غراتے ہوئے ٹانگ کو ذرا آگے کیا۔

"مم۔ مم۔ مم۔ موجود ہے۔ یہاں اس خیمہ میں"...... سوہن لال کے حلق سے خرخراتی ہوئی آواز سنائی دی اور اسی لمحے عمران کو بھی سامنے خیمہ کی دیوار کے ساتھ موجود الماری میں موجود ایک بڑا میک اپ باکس نظر آ گیا۔ باکس نظر آتے ہی عمران نے اپنی ٹانگ پر یکلخت جھٹکے سے دباؤ ڈالا اور ساتھ ہی ٹانگ کو پوری قوت سے گھما دیا۔ سوہن لال کا جسم ایک لمحے کے لئے بہت تیزی سے پھڑکا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی باہر کو ابلی ہوئی آنکھیں بے نور ہو چکی تھی۔ عمران نے جلدی سے پیر ہٹایا اور پھر دوڑ کر اس نے سب سے پہلے خیمہ کا پردا گرایا۔ پردہ گرا کر کے عمران اس الماری

کی طرف بڑھا اور اس نے وہ بڑا سا میک اپ باکس اٹھا لیا۔ میک اپ باکس خاصا جدید تھا۔ نجانے یہاں اسے کس مقصد کے لئے رکھا گیا تھا بہرحال عمران کے لئے یہ نعمت غیر مترقبہ سے کم حیثیت نہ رکھتا تھا۔ اس نے جلدی سے باکس کھولا اور پھر اس کے ہاتھ انتہائی تیز رفتاری سے اپنے چہرے پر چلنے لگ گئے۔ وہ جلد از جلد میک اپ مکمل کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کسی بھی لمحے سوہن لال کا کوئی ساتھی یہاں آ سکتا تھا۔ میک اپ مکمل کر لینے کے بعد اس نے میک اپ باکس کے ڈھکن کے اندرونی حصے میں لگے ہوئے چھوٹے سے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا اور پھر مطمئن ہو کر اس نے باکس بند کیا اور تیزی سے واپس پلٹا۔ اس نے جلدی سے اپنا لباس اتار دیا۔ اس کے بعد سوہن لال کے جسم پر موجود یونیفارم اتارنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ یونیفارم پہن چکا تھا۔ سوہن لال گو قد وقامت کے لحاظ سے اس کے برابر تھا لیکن جسمانی لحاظ سے وہ ذرا سا ہلکا تھا اس لئے یونیفارم ذرا سی ڈھیلی تھی لیکن اس وقت پوزیشن ایسی تھی کہ عمران کو یہ خامی نظر انداز کرنی پڑی یونیفارم پہن کر وہ اب مکمل طور پر سوہن لال کے روپ میں آ چکا تھا اس کے بعد اس نے اپنا لباس سوہن لال کو پہنایا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور پھر اس نے سوہن لال کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور باہر جھانک کر دیکھا لیکن باہر کوئی موجود نہ تھا۔

عمران اسے لے کر باہر نکلا اور پھر تیزی سے درختوں کے

درمیان سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا ذرا فاصلے پر جا کر اسے ایک گڑھا سا نظر آیا۔ اس نے سوہن لال کو وہیں گڑھے میں پھینکا اور پھر مشین گن کے بٹ سے اس نے اس کے چہرے کو بری طرح بگاڑنا شروع کر دیا۔ جب سوہن لال کا چہرہ گوشت کے لوتھڑوں میں بدل گیا تو وہ مڑا اور پھر مشین گن کو کاندھے سے لٹکائے وہ واپس خیمہ کی طرف آیا۔ ابھی وہ تھوڑا ہی آگے آیا ہو گا کہ اسے درختوں کے درمیان سے ایک مشین گن بردار آتا دکھائی دیا۔

''ہیلو سوہن لال۔ کوئی آیا تو نہیں''...... آنے والے نے دور سے ہی عمران کو پکار کر کہا۔

''نہیں۔ مگر تم کہاں چلے گئے تھے''...... عمران نے سوہن لال کے لہجے میں کہا۔

''میں۔ تم نے خود ہی تو مجھے کالی پہاڑی کی طرف بھیجا تھا کہ وہاں کا راؤنڈ لگا کر آؤں۔ اتنی جلدی بھول گئے کیا ہو گیا ہے تمہیں''...... آنے والے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ ہاں۔ سوری میرے ذہن سے نکل گیا تھا۔ بہرحال ادھر آؤ جلدی سے''...... عمران نے کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔

''حیرت ہے۔ تم اور کچھ بھول جاؤ۔ کیسے ممکن ہے''...... اس آدمی نے اس کے قریب پہنچ کر حیرت بھرے انداز میں کہا۔

''آؤ تو سہی''...... عمران نے مڑے بغیر کہا اور پھر وہ اسے لئے تیزی سے اسی خیمہ کی طرف بڑھ گیا جس میں میک اپ باکس

موجود تھا۔

''کچھ بتاؤ تو سہی سوہن لال۔ کیا بات ہے۔ آخر اس قدر پراسرار بننے کی کیا ضرورت ہے''...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آؤ بتاتا ہوں''...... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور خیمہ کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ وہ آدمی بھی اس کے پیچھے اندر آ گیا

''ادھر دیکھو فرش پر۔ غور سے دیکھو''...... عمران نے ایک کونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑے پراسرار سے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی گن کو نال سے پکڑ لیا۔

''کیا ہے یہاں''...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور غور سے دیکھنے کے لئے فرش کی طرف جھکا ہی تھا کہ عمران کا مشین گن والا بازو گھوما اور مشین گن کا بٹ پوری قوت سے اس آدمی کی کھوپڑی کے عقبی حصے پر پڑا اور وہ چیخ کر نیچے گرا۔ عمران نے دوسرا وار کیا اور اس آدمی کے منہ سے ایک بار پھر چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا فرش پر اوندھے منہ گرا پھڑکتا ہوا جسم یکلخت ساکت ہو گیا۔ عمران نے اسے سیدھا کیا۔ وہ آدمی بے ہوش ہو چکا تھا عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہی نیا منصوبہ بنا لیا تھا وہ بالکل صفدر کے قدوقامت کا تھا۔ اس لئے عمران نے اس کے سر پر ضرب لگائی تھی تا کہ صفدر اس کا میک اپ کر سکے۔ عمران

نے اس کی نبض چیک کی تو اسے احساس ہو گیا کہ ابھی دو تین گھنٹوں سے پہلے وہ ہوش میں نہیں آ سکے گا۔ وہ تیزی سے مڑ کر خیمے سے باہر آ گیا۔ دوسرے لمحے اس کے منہ سے جھینگر کی مخصوص آواز نکلنی شروع ہو گئی۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ ایک خیمے کے پیچھے سے صفدر اور جولیا نکل کر اس طرف آ گئے۔ عمران کا بدلا ہوا لباس اور چہرہ دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹکے لیکن عمران نے انہیں قریب آنے کا مخصوص اشارہ کیا تو وہ عمران کو پہچان کر اس کے قریب آ گئے۔

''تم۔ تم اس حلیئے میں''...... جولیا اور صفدر نے بیک آواز ہو کر کہا۔

''ہاں۔ جلدی کرو۔ ابھی یہاں مسلح افراد پہنچ جائیں گے۔ اس سے پہلے میں تم دونوں کا میک اپ کرنا چاہتا ہوں''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''جلدی سے قطار کے آخری خیمہ میں چلو''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور صفدر اور جولیا سر ہلاتے ہوئے اس کے ساتھ چل پڑے۔ عمران انہیں بڑے خیمے میں لے آیا۔ خیمے میں داخل ہوتے ہی ان کی نظر اس آدمی پر پڑی جسے عمران نے بے ہوش کیا تھا تو وہ چونک پڑے۔

''ارے یہ کون پڑا ہے''...... جولیا نے اندر داخل ہوتے ہی فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"صفدر۔ اس کی یونیفارم اتار کر خود پہن لو اور اپنا لباس اسے پہنا دو۔ میں نے اسے ابھی تک زندہ رکھا ہوا ہے کیونکہ تمہارے لباس میں اس پر گولیاں برسانی ہیں۔ جلدی کرو۔ آؤ جولیا تم باہر آجاؤ میرے ساتھ تاکہ صفدر لباس بدل لے"...... عمران نے جولیا سے کہا اور جولیا اثبات میں سر ہلاتی ہوئی اس کے ساتھ باہر آگئی اور پھر کچھ دیر بعد صفدر نے لباس بدل کر انہیں آواز دی تو وہ دوبارہ خیمے کی طرف بڑھ گئے۔

"اوہ۔ تو اب تم اور صفدر ان دونوں کے میک اپ میں ساتھ جانا چاہتے ہو"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہمیں یہاں اباندا کو ڈھونڈھنا ہے۔ اس کے ذریعے ہم کالی پہاڑی تک جائیں گے اور وہ ہمیں بتائے گا کہ گرو مہاراج کس غار میں ہے"...... عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب میں نے کیا کرنا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"جلدی سے اپنا اس پر اور خود پر اس کا میک اپ کر لو۔ جلدی کرو۔ نجانے کس لمحے کوئی یہاں پہنچ جائے"...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے الماری میں پڑے ہوئے میک اپ باکس کی طرف اشارہ کیا اور صفدر اثبات میں سر ہلاتا ہوا الماری کی طرف مڑ گیا۔ صفدر اب اپنے چہرے پر میک اپ کرنے میں مصروف تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ میک اپ سے فارغ ہو گیا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا۔

"صفدر تم اس پر اپنا میک اپ کرو۔ میں اور جولیا باہر جاتے ہیں۔ کہیں کوئی آ نہ جائے۔ ہم انہیں اس دوران کور کریں گے اور سنو میک اپ کے بعد اس آدمی کی لاش اٹھا کر عقبی طرف لے جانا وہاں ایک گڑھے کے ساتھ میں نے سوہن لال کی لاش رکھی ہوئی ہے۔ میں اسی سوہن لال کے میک اپ میں ہوں۔ میں نے اس کا چہرہ مسخ کر دیا ہے۔ لیکن تم اس آدمی پر گولیوں کا برسٹ چلا دینا۔ اس کے بعد تم وہیں ہمارے پاس آجانا"...... عمران نے کہا اور صفدر کے سر ہلانے پر وہ جولیا کو لے کر خیمہ سے باہر آ گیا۔ عمران مشین گن ہاتھ میں پکڑے خیمہ کے دروازے پر آ گیا۔ جبکہ جولیا اندر ہی رہی۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد اسے دور سے مشین گن کی فائرنگ کی آواز سنائی دی تو عمران نے ہونٹ بھینچ لئے اسے بس اس بات سے خطرہ تھا کہ کوئی اس فائرنگ کو چیک نہ کر لے لیکن تھوڑی دیر بعد جب صفدر دوسرے آدمی کے میک اپ میں وہاں پہنچ گیا اور کوئی اور آدمی نمودار نہ ہوا تو عمران نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ ابھی صفدر کو آئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ان دونوں کو دور سے جیپ کے انجن کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک پڑے۔

"وہ لوگ جیپوں میں آ رہے ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد درختوں میں سے ایک بڑی سرخ رنگ کی جیپ نمودار

ہوئی۔ یہ کھلی جیپ تھی اور اس میں بیٹھے ہوئے پانچ افراد صاف نظر آ رہے تھے۔ ان میں سے ایک ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا جبکہ دوسرا ساتھ والی سیٹ پر اور باقی عقبی سیٹ پر بیٹھے تھے۔

''نیند میں مجھے اباندا کا چہرہ دکھایا گیا تھا۔ ان میں کوئی اباندا نہیں ہے''...... عمران نے کہا اور تیزی سے جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

''سردار اباندا کہاں ہے۔ وہ نہیں آیا''...... عمران نے ان کے قریب جا کر پوچھا۔

''وہ دوسری جیپ میں آ رہا ہے''...... ان میں سے ایک آدمی نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ایک بار اباندا مل جائے پھر ان سب کو ختم کر دیا جائے گا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے ایک اور جیپ کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔ چند لمحوں بعد درختوں کے پیچھے سے ایک جیپ نکل کر اس طرف آنے لگی۔ اس جیپ میں ایک ہی آدمی موجود تھا جو جیپ ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس پر نظر پڑتے ہی عمران کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

''یہی اباندا ہے۔ مجھے اسی کا تو انتظار تھا۔ صفدر، جولیا۔ اب تم خیمے کے عقبی حصے سے نکل کر جاؤ اور سب کے ساتھ مل کر یہاں موجود افراد پر حملہ کر دو۔ کوئی نہیں بچنا چاہئے ان میں سے''...... عمران نے خیمے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں اس جیپ

پر جمی ہوئی تھیں جو اسی جانب آ رہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں اباندا تیزی سے جیپ لے کر اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے عمران کے قریب لا کر جیپ روکی اور اچھل کر نیچے آ گیا۔

''تم نے اچھا کیا ہے سوہن لال کہ اپنے آدمیوں کو ہر طرف پھیلا دیا ہے۔ اب دشمن اس طرف آئے تو ان میں سے کوئی زندہ نہ بچ سکے گا''...... اباندا نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''تمہارا ہی حکم تھا سردار''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سردار۔ کیا مطلب۔ یہ تم نے مجھے سردار کب سے کہنا شروع کر دیا۔ میں تمہارا بھائی ہوں۔ تم ہمیشہ مجھے بھائی ہی بولتے ہو''...... اباندا نے چونک کر کہا۔

''اوہ۔ ویسے ہی کہہ دیا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے یکلخت مشین گن کا رخ اس کی ٹانگوں کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ ہوئی اور اباندا حلق کے بل چیختا ہوا زمین پر گر گیا۔ اسی لمحے عمران کو جنگل میں تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کے ساتھیوں نے وہاں موجود افراد پر حملہ کر دیا ہے۔ فائرنگ میں شدت آتی جا رہی تھی اور پھر ہر طرف سے دوڑنے بھاگنے کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئیں۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو سوہن لال''...... اباندا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''میں سوہن لال نہیں عمران ہوں''...... عمران نے منہ بنا کر کہا

تو اس کا نام سن کر اباندا کا چہرہ حیرت سے بگڑتا چلا گیا۔ عمران
تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے اباندا کے سر پر زور دار ٹھوکر رسید
کر دی۔ اباندا کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ ساکت ہوتا چلا گیا۔
عمران آگے بڑھا اور اس نے اباندا کو بازوؤں سے پکڑا اور اسے
گھسیٹتا ہوا بڑے خیمے میں لے گیا۔ اس نے اباندا کی نبض چیک کی
اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیل گئے کہ اباندا کو
دو تین گھنٹوں سے پہلے ہوش نہیں آ سکتا تھا۔ وہ اسے وہیں چھوڑ کر
باہر آیا۔ اسی لمحے اسے سامنے سے چار مشین گن بردار دوڑ کر اس
طرف آتے دکھائی دیئے تو عمران نے فوراً مشین گن کا رخ ان کی
طرف کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کے ساتھ گولیاں ان
چاروں پر پڑیں تو وہ لٹو کی طرح گھومتے ہوئے گرے اور ساکت
ہو گئے۔ جنگل سے مسلسل فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی
تھیں۔ عمران کے ساتھیوں اور دشمنوں میں زبردست جنگ چھڑ گئی
تھی اور پھر جگہ جگہ سے بموں کے دھماکوں کی آوازیں بھی سنائی
دینے لگیں۔ عمران بھی دوڑتا ہوا اس طرف بڑھ گیا جہاں سے
فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ اپنے ساتھیوں کی مدد
کرنا چاہتا تھا اور جلد سے جلد اس جگہ سے گرومہاراج کے آدمیوں
کا صفایا کر دینا چاہتا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے جنگل کے اس حصے میں موجود
گرومہاراج کے تمام مسلح آدمیوں کا خاتمہ کر دیا تھا۔ جنگل میں ہر
طرف ان کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ جب تمام لوگ ہلاک ہو گئے
تو عمران انہیں لے کر اس خیمے میں پہنچ گیا جہاں اس نے اباندا کو
زخمی کر کے بے ہوش کر رکھا تھا۔ اباندا کو ہوش میں لا کر عمران نے
اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر مخصوص انداز موڑا تو اباندا پانی سے نکلی
ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا اور پھر عمران کے پوچھنے پر اس نے
عمران کو بتا دیا کہ گرومہاراج کالی پہاڑیوں میں موجود دو میں سے
کس غار میں رہتا تھا۔ اس سے معلومات حاصل کر کے عمران نے
فائرنگ کر کے اسے ہلاک کیا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر
جنگل کے اس حصے کی طرف بڑھنا شروع ہو گیا جہاں کالی پہاڑی
موجود تھی۔ وہ سب مشین گنیں ہاتھوں میں لئے گھنے جنگل میں آگے
بڑھ رہے تھے کہ اچانک جوزف ٹھٹک گیا۔

''کیا ہوا''...... عمران نے اسے ٹھٹکتے دیکھ کر چونک کر پوچھا۔

''باس۔ مجھے ایک سفلی طاقت کی بو آ رہی ہے''...... اچانک آگے بڑھتے ہوئے جوزف نے یکلخت چیخ کر کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

''کہاں سے آ رہی ہے بو''...... عمران نے کہا۔

''ہمارے ارد گرد سے باس''...... جوزف نے جواب دیا لیکن پھر تھوڑا سا آگے بڑھتے ہی وہ ایک بار پھر اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''اب کیا ہوا''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ یہاں ایک بدروح ہے اور وہ اکیلی نہیں ہے اس کے ساتھ ایک جن بھی ہے''...... جوزف نے کہا۔

''جن۔ کیا مطلب''...... عمران نے اس بار چونک کر اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں بدروحوں اور جنات کی بو آسانی سے محسوس کر لیتا ہوں۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ ہمارے ارد گرد ایک سفلی طاقت اور ایک جن موجود ہے''...... جوزف نے جواب دیا تو عمران کے چہرے پر سنجیدگی سی چھا گئی۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ گرو مہاراج نے اپنی حمایت میں کسی جن کو بلوایا ہے اور جن تو اس صورت میں اسلحے سے ہلاک ہو سکتا جب وہ انسان کے روپ میں ہو۔ ورنہ نہیں''...... عمران نے

تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں اس سے مقابلہ کر کے اس کا خاتمہ کر دوں گا''...... جوزف نے کہا۔

''تم چلو تو سہی۔ پہلے ہم اس غار میں داخل تو ہوں پھر دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے''...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ سب محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سیاہ رنگ کی ایک پہاڑی کے پاس پہنچ گئے۔ اس پہاڑی میں دو غاروں کے دہانے دکھائی دے رہے تھے۔ دونوں غاروں کے دہانے کھلے ہوئے تھے۔ ایک غار کے دہانے کے اوپر سرخ رنگ کا بھیانک چہرہ بنا ہوا تھا جبکہ دوسرے غار کے اوپر نیلے رنگ کا بھیانک چہرہ بنا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

''خواب میں مجھے یہی دو غار دکھائی دیئے تھے۔ اماندا کے کہنے کے مطابق سرخ چہرے والا غار گرو مہاراج کا ہے جہاں وہ اپنی جاپ کرتا ہے''...... عمران نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''تو پھر اس غار میں چلیں''...... جولیا نے کہا۔

''باس۔ اس نیلے چہرے والے غار میں وہ سفلی طاقت اور جن موجود ہے۔ وہ دہانے کے قریب ہی ہیں''...... جوزف نے رک کر کہا۔

''تمہارے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل ہے نکالو''...... عمران نے کہا۔

"تو باس۔ بدروح اور جن گیس سے بے ہوش نہیں ہوں گے"...... جوزف نے کہا۔

"کیوں"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"باس۔ گیس انسانوں پر اثر کرتی ہے سفلی شکتیوں اور جنوں پر نہیں۔ البتہ ایک کام ہوسکتا ہے"...... جوزف نے کہا۔

"کیا"...... عمران نے کہا۔

"آپ مجھے اس غار میں جانے دیں تو میں اندر جا کر اس بدروح کو فنا کر دوں گا اور اس جن کو باہر نکال لاؤں گا۔ باہر کھلی فضا میں آ کر اس کی طاقت کمزور ہو جائے گی اور پھر اسے پکڑا جا سکتا ہے اور ہلاک بھی کیا جا سکتا ہے"...... جوزف نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دے سکتا ہوں کہ ہم یہاں باہر کھڑے رہیں اور تم اندر جنوں اور سفلی طاقتوں سے لڑتے رہو"...... عمران نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ مقدس کلام کی موجودگی کے باوجود ہم اس طرح ان سے کیوں خوفزدہ ہو رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اس گرو مہاراج نے اگر ہمارے خلاف اس جن کو بلایا ہے تو کچھ سوچ کر ہی بلایا ہو گا۔ اسے یقیناً معلوم ہو گا کہ ہمارے پاس مقدس روشن کلام ہے اس لئے اسے خود ہم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں ہو رہی تو یقیناً اس جن میں کوئی ایسی خاصیت ہو گی کہ اسے یہاں بلایا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم چاہتے کیا ہو"...... جولیا نے کہا۔

"اس جن اور بدروح کو ہمیں اس غار سے باہر لانا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم انہیں یہاں چھوڑ دیں اور دوسرے غار میں چلے جائیں اور وہ ہمارے پیچھے آ کر ہم پر حملہ کر دیں۔ ان کا خاتمہ ضروری ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ باہر کیسے آئیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"تمہارے پاس مقدس کلام کی تختیاں ہیں۔ تم انہیں پتھروں سے باندھو اور غار میں اچھال دو۔ تختیاں غار میں جا کر گریں گی تو بدروح اور جن کا وہاں رکنا ناقابل برداشت ہو جائے گا اور وہ یقیناً غار سے باہر آ جائیں گے پھر جوزف بدروح پر حملہ کرے گا اور اسے اپنے انداز میں فنا کرے گا۔ جن کو میں خود دیکھ لوں گا"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل نے جیبوں سے مقدس کلاموں والی تختیاں نکالیں اور پھر انہوں نے ان تختیوں کو پتھروں سے باندھا اور پھر اللہ کا نام لے کر پوری قوت سے اس غار میں اچھال دیا جس پر نیلا چہرہ بنا ہوا تھا۔ اسی لمحے اچانک انہیں دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑے۔ وہ تیزی سے پہاڑی کے اردگرد موجود چٹانوں کی طرف بڑھے۔ ٹھیک اسی لمحے چٹانوں کے پیچھے سے ان پر اندھادھند فائرنگ کی گئی۔

"اوہ۔ یہاں بھی مسلح افراد موجود ہیں۔ پہلے ان کا خاتمہ

کرو''...... عمران نے چیخ کر کہا اور خود تیزی سے غوطہ مار کر سائیڈ میں ایک چٹان کے پیچھے پہنچ گیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر چند لمحوں بعد ہی وہ چٹانوں کی اوٹ لیتے ہوئے فائرنگ کرنے والے افراد کے عقب میں پہنچ گئے۔ وہ دس افراد تھے اور سب کے پاس مشین گنیں تھیں اور وہ چٹان کے پیچھے چھپے ہوئے تھے لیکن اب وہ انہیں صاف دکھائی دے رہے تھے۔ عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ان میں سے تین افراد کے حلق سے چیخیں نکلیں اور وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔ دوسرے آدمی اس کی طرف پلٹے ہی تھے کہ جولیا اور اس کے ساتھی یکلخت ان کے عقب میں نمودار ہوئے اور پھر انہوں نے مشین گنوں سے ان افراد پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ عمران نے جن تین افراد کو نشانہ بنایا تھا ان میں سے دو ہلاک ہو گئے تھے جبکہ ایک ابھی پڑا تڑپ رہا تھا۔ عمران اٹھ کر تیزی سے دوڑتا ہوا ان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ قریب جا کر اس نے زخمی آدمی کی گردن پر پیر رکھ دیا۔

''کیا نام ہے تمہارا۔ بولو''...... عمران نے پیر کو گھماتے ہوئے کہا تو اس آدمی کا تڑپتا ہوا جسم مزید تڑپنے لگا۔

''شش۔ شابھم۔ شابھم''...... اس آدمی نے رک رک کر کہا تو عمران نے پیر کو واپس کر دیا۔

''تم یہاں اچانک کیسے پہنچ گئے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہمیں اباندا نے گرو مہاراج کے حکم پر یہاں بھیجا تھا۔ گرو مہاراج کو معلوم ہو گیا تھا کہ تم یہاں پہنچنے والے ہو۔ وہاں گرو مہاراج کی ایک شکتی ہے بھانگری اور اس نے ہمیں کہا کہ گرو مہاراج کا حکم ہے کہ ہم کالی پہاڑی کے پاس چھپ کر پہرہ دیں۔ پاکیشیائی دشمن آئیں تو ہم ان پر فائر کھول دیں''...... اس آدمی نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے جواب دیا تو عمران نے پیر کو ایک جھٹکے سے آگے کر کے دبا دیا۔ اس آدمی کا جسم ایک لمحے کے لئے زور سے تڑپا اور دوسرے لمحے ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

''وہ سفلی طاقت اور جن تو باہر نہیں آئے۔ اب کیا کرنا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اب ہم اس غار میں جائیں گے۔ تم سب اسماء اعظم کا ورد شروع کر دو اور میرے پیچھے چلو''...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ اس نے بھی اسماء اعظم کا ورد کرنا شروع کر دیا تھا۔ غار میں داخل ہو کر وہ مسلسل اسماء اعظم پڑھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ یہ سرنگ نما راستہ تھا جو آگے جا کر مڑا تو سامنے ایک وسیع غار تھی جس کے آخری حصے میں ایک دیو ہیکل سرخ رنگ کا جن اپنا جسم پھیلائے کھڑا تھا۔ اس کے قریب سیاہ رنگ کا دھواں ناچتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

''یہ سیاہ دھواں بدروح کا ہے باس اور یہ سرخ جن ہے''......

جوزف نے کہا۔ اسی لمحے اچانک دیوار میں ایک راستہ سا کھلا اور ایک بوڑھا آدمی اچھل کر باہر آ گیا۔ اس بوڑھے آدمی کی شکل بے حد بھیانک تھی اور وہ شکل وصورت سے ہی کوئی پجاری معلوم ہو رہا تھا۔ اسے دیکھ کر عمران چونک پڑا۔

''یہ گرو مہاراج ہے جو اس کوجائی اور سرخ جن کے ہاتھوں ہمیں مرتے ہوئے دیکھنے کے لئے دوسری غار سے نکل کر اس طرف آیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاہاہا۔ ہاہاہا۔ مہا رشی تم اپنے ساتھیوں سمیت یہاں مرنے کے لئے آخر پہنچ ہی گئے ہو۔ بھانگری اور اڈانگا مل کر تم سب کا خاتمہ کردیں گے اور میں یہاں رک کر تمہاری موت کا تماشہ دیکھوں گا''...... اس بوڑھے نے زوردار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

''اس نے جن کا نام بتا کر میرے دماغ کی گرہیں کھول دی ہیں۔ میں اس جن کی طاقت پہچان گیا ہوں۔ اس کا چہرہ جناتی ہے لیکن اس نے ایک انسان کا روپ دھار رکھا ہے۔ میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اسے ہلاک کروں گا۔ تم اس بوڑھے پر نظر رکھنا''...... عمران نے آہستہ آواز میں کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''میں اس بدروح کو قابو کرتا ہوں''...... جوزف نے کہا اور پھر وہ غیر محسوس انداز میں دھویں کی بنی مخلوق کی طرف بڑھنے لگا۔

''آگے بڑھو اڈانگا اور ان سب کو ختم کر دو''...... بوڑھے نے

چیختی ہوئی آواز میں کہا تو اڈانگا غراتا ہوا اور زمین پر دھم دھم پاؤں مارتا ہوا ان کی طرف بڑھنے لگا۔

''تم سب ایک طرف ہو جاؤ''...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی فوراً سائیڈ کی دیواروں سے لگ گئے۔

''میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا مہا رشی۔ تمہاری موت میرے ہاتھوں ہوگی''...... اڈانگا نے غراتے ہوئے کہا۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو اڈانگا۔ پہلے بھانگری کو ان پر سحر چلا کر انہیں بے ہوش کر لینے دو پھر تم ان سب کو ہلاک کرنا۔ رک جاؤ۔ ابھی رک جاؤ''...... گرو مہاراج نے چیختے ہوئے کہا۔

''میں ان پر سحر نہیں چلا سکتی آقا۔ یہ مقدس کلام پڑھ رہے ہیں''...... دھویں کی مخلوق نے تیز آواز میں چیختے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ کچھ کرو۔ جلد سے جلد ان کا خاتمہ کردو''...... گرو مہاراج نے چیخ کر کہا۔

''تم فکر نہ کرو گرو مہاراج۔ مجھ پر ان کے کلام کا کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے۔ میں ان سب کا خاتمہ کر دوں گا''...... اڈانگا نے سر گھما کر کہا۔

''کیا تم اکیلے ایسا کر سکتے ہو''...... گرو مہاراج نے کہا۔

''ہاں۔ میں شیطان کے دربار کا جن ہوں۔ یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ان کی موت میرے ہاتھوں طے ہے''...... اڈانگا نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ سب کو ہلاک کر دو"...... گرو مہاراج نے کہا تو اڈانگا اچھل کر عمران کے سامنے آ گیا۔ وہ خوفناک نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران کو اچانک اپنا دماغ روشن ہوتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے دماغ میں سرسراہٹ سی ہو رہی ہو۔

اڈانگا چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر اس کے حلق سے زوردار غراہٹ نکلی اور اس نے ماہر فائٹر انسان کی طرح یکلخت اچھل کر عمران پر حملہ کر دیا۔ عمران غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اڈانگا آگے آتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے اپنا جسم ہوا میں لٹو کی طرح گھماتے ہوئے عمران کے سینے پر لات مارنی چاہی لیکن عمران نے فوراً اپنی جگہ چھوڑ دی۔ اس سے پہلے کہ اڈانگا کا جسم نیچے آتا عمران اچھلا اور اس کی بھرپور لات اڈانگا کی پشت پر پڑی اور اڈانگا فضا میں ہی پلٹ کر زمین پر جا گرا۔

"بڑا شوق ہے تمہیں لڑنے کا"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اڈانگا نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر جیسے بھوکا شیر کسی ہرن پر جھپٹتا ہے۔ عمران، اڈانگا پر جھپٹا اور اڈانگا چیختا ہوا اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا پیچھے جا گرا۔ نیچے گرتے ہی اڈانگا یوں اچھلا جیسے اس کا جسم ربڑ کا بنا ہوا ہو۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹ کر سیدھا ہوا اور اس نے دونوں ٹانگیں پھیلا کر عمران کی کمر پر جما دیں۔ عمران ایک لمحے کے لئے لڑکھڑایا لیکن

اس نے فوراً ہی خود کو سنبھال لیا۔ عمران کو سنبھلتے دیکھ کر اڈانگا نے اس پر چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا عمران کے سر کی طرف آیا۔ اس نے عمران کے نزدیک آتے ہی اس نے دونوں ہاتھ پھیلائے جیسے وہ عمران کے سر کے دائیں بائیں پوری قوت سے ہاتھ مار کر اس کی کھوپڑی توڑنا چاہتا ہو لیکن اس سے پہلے کہ وہ عمران کے اوپر آتا عمران نے اپنا جسم کمان کی طرح موڑا اور پہلو کے بل چکر کھاتا ہوا اڈانگا کے نیچے سے نکلتا چلا گیا۔ اڈانگا نے اپنا جسم موڑ کر اس کے سر پر ٹانگیں مارنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے عمران اچھل کر سیدھا ہوا اور اس نے اڈانگا کی ٹانگوں پر زوردار لات مار دی۔ اڈانگا کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر منہ کے بل نیچے آیا۔ اس نے دونوں ہاتھ فوراً آگے کر دیئے تھے ورنہ اس کے چہرے کا بھرتہ بن جاتا۔ نیچے گرتے ہی وہ تیزی سے پلٹا اور اس نے پوری قوت سے عمران کے سینے پر ٹانگ مارنی چاہی لیکن عمران فوراً ایک پیر پر لٹو کی طرف گھوم گیا اور اڈانگا کی ٹانگ ہوا میں ہی گھوم کر رہ گئی۔

عمران کے ساتھی اور بوڑھا گرو مہاراج آنکھیں پھاڑ کر ان دونوں کو اس قدر خوفناک انداز میں لڑتے دیکھ رہے تھے۔ عمران پیچھے ہٹتا ہوا ایک بار پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اڈانگا نے بھی اٹھنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ چند لمحے دونوں کھڑے ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے رہے پھر دونوں نے بیک وقت حرکت کی اور دونوں ایک دوسرے سے پوری قوت سے آ ٹکرائے۔ ان

کے ٹکرانے سے یوں دھماکہ ہوا جیسے دو وحشی سانڈ ایک دوسرے سے ٹکرائے ہوں۔ اڈانگا نے ٹکراتے ہی پوری قوت سے عمران کے پیٹ میں گھٹنا مارا اور عمران کی ٹکر پوری قوت سے اڈانگا کی ناک پر پڑی اور دونوں ہی لڑکھڑا کر پیچھے ہٹتے چلے گئے اور پھر عمران نے پیچھے ہٹتے ہی اپنا جسم کمان کی طرح موڑا اور پھر جیسے کمان سے تیر نکلتا ہے اسی طرح وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھلا۔ اس کے دونوں ہاتھ پلک جھپکنے میں زمین پر لگے اور اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے سیدھے ہوتے ہوئے اڈانگا کے سینے پر پڑیں اور اڈانگا چیختا ہوا پشت کے بل زمین پر ڈھیر ہوگیا۔ عمران الٹی قلابازی کھا کر ایک لمحے کے لئے سیدھا ہوا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر اڈانگا کے سر کے پاس آ گیا۔ اڈانگا کی طرف آتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ مخالف سمتوں میں پھیل گئے تھے۔ اڈانگا نے عمران کے اس وار سے خود کو بچانا چاہا لیکن اسی لمحے دھماکا ہوا اور اڈانگا کے حلق سے لرزہ خیز چیخیں نکلنے لگیں۔ عمران کے دونوں ہاتھ پوری قوت سے اس کی کنپٹیوں پر پڑے تھے۔ وہ اچھل کر نیچے گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران تیزی سے اس کے قریب آیا اور اس نے جیب سے شاہ بابا کا دیا ہوا پرانا خنجر نکالا اور پوری قوت سے اڈانگا کی گردن میں گھونپ دیا۔ یہ خنجر اس نے بدستور اپنے پاس سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔

خنجر گردن ہر لگتے ہی اڈانگا ایک جھٹکے سے اٹھا لیکن اس کی

آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا پھیل گیا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی گردن میں گھسے ہوئے خنجر پر رکھے۔ وہ اس خنجر کو اپنی گردن سے نکالنا چاہتا تھا لیکن خنجر اس بری طرح سے اس کی گردن میں دھنس چکا تھا کہ وہ کوشش کے باوجود خنجر کو نہ نکال سکا۔ یہ دیکھ کر عمران زمین پر گرا اور اس نے اڈانگا کے قریب آ کر دونوں ٹانگیں اٹھا کر اڈانگا کی ناف کے نیچے اس زور سے ماریں کہ اڈانگا کا جسم ہوا میں بلند ہوگیا۔ اس سے پہلے کہ اڈانگا کا جسم نیچے آتا عمران نے چھلانگ لگائی اور ہوا میں بلند ہوتے ہی اس نے الٹی قلابازی کھائی اور اس کی دونوں ٹانگیں ایک بار پھر اس کے سینے پر پڑیں۔ اڈانگا کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ مزید ہوا میں بلند ہو گیا اور اڑتا ہوا سیدھا بوڑھے گرو مہاراج سے جا ٹکرایا اور بوڑھے گرو مہاراج کو لئے گرتا چلا گیا۔ گرو مہاراج کے حلق سے زور دار چیخ نکلی۔ اس نے اٹھنا چاہا لیکن عمران فوراً چھلانگ لگا کر اس کے سر پر پہنچ گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر گرو مہاراج کی گردن پکڑی اور اسے یکلخت کسی بھس بھرے پتلے کی طرح اوپر اٹھا لیا۔ گرو مہاراج دبلا پتلا اور کمزور سا انسان تھا۔ وہ عمران کے ہاتھوں میں ہوا میں لٹکا بری طرح سے تڑپنے لگا۔

”اس پر فائرنگ کر کے اس کا جسم گولیوں سے چھلنی کر دو“...... عمران نے حلق کے بل چیخ کر کہا تو اس کے ساتھی جو دیواروں سے لگے کھڑے تھے تیزی سے آگے آ گئے۔ انہوں نے عمران کے

ہاتھ میں لٹکے ہوئے گرو مہاراج کی طرف مشین گنوں کے رخ کئے
اور پھر انہوں نے ٹریگر دبا دیئے۔ غار میں تیز فائرنگ کی آواز کے
ساتھ گرو مہاراج کی اذیت ناک چیخیں گونج اٹھیں۔ اس کا جسم
گولیوں سے چھلنی ہوتا جا رہا تھا۔ جولیا اور اس کے ساتھی عمران کو
محفوظ رکھ کر گرو مہاراج پر مسلسل فائرنگ کر رہے تھے اور گرو
مہاراج کا جسم گولیوں سے کٹتا پھٹتا اور لوتھڑوں میں تبدیل ہوتا جا
رہا تھا۔ پھر جیسے ہی گرو مہاراج ساکت ہوا عمران نے انہیں
فائرنگ روکنے کا اشارہ کیا اور گرو مہاراج کی کٹی پھٹی لاش ایک
طرف اچھال دی۔
اڈانگا جن لاش بنا ایک طرف پڑا تھا اس کے جسم سے سرخ
رنگ کا دھواں نکل رہا تھا اور وہ دھواں بن کر وہاں سے آہستہ
آہستہ غائب ہوتا جا رہا تھا۔
''وہ دھویں کی مخلوق کہاں ہے''...... جولیا نے ادھر ادھر دیکھ کر
کہا کیونکہ دھویں کی مخلوق وہاں موجود نہ تھی۔
''میں نے اسے اپنے پاس قید کر لیا ہے''...... جوزف نے کہا تو
وہ سب چونک پڑے۔
''قید۔ کیا مطلب''...... ان سب نے حیرت سے کہا۔
''جب باس اڈانگا سے لڑ رہے تھے تو میں سیاہ رنگ کی ایک
خاص بوتل لے کر دھویں کی مخلوق کے پاس آ گیا تھا۔ اس بوتل کی
خاصیت یہ ہے کہ اسے اگر کسی دھواں بنی بدروح کے پاس لایا

جائے تو وہ دھواں سمٹ کر فوراً اس بوتل میں سما جاتا ہے اور بدروح
بوتل میں قید ہو جاتی ہے اور بوتل میں جاتے ہی فنا ہو جاتی ہے۔
مجھے چونکہ شاہ صاحب نے خصوصی تیاری کر کے یہاں آنے کا کہا
تھا اس لئے میں یہ بوتل اپنے ساتھ لے آیا تھا جو آباؤ اجداد سے
ہمارے قبیلے کے پاس چلی آ رہی ہے اور اب میرے پاس تھی''......
جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے جیب سے سیاہ رنگ کی
لمبی گردن والی ایک بوتل نکال کر ان کے سامنے کر دی۔ بوتل کے
منہ پر کارک لگا ہوا تھا۔ چونکہ اس بوتل کا رنگ سیاہ تھا اس لئے
انہیں اس میں کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا۔
''جن کہاں غائب ہو گیا ہے''...... جولیا نے کہا۔
''وہ فنا ہو چکا ہے۔ اس کا جسم دھواں بن کر غائب ہو گیا
ہے''...... جوزف نے کہا۔
''چلو۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے اس مردود پجاری گرو مہاراج کے
ساتھ ساتھ بھانگری اور اڈانگا جن کا بھی خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب بس
اس گرو مہاراج کی لاش جلانی باقی ہے۔ یہ جل کر راکھ ہو جائے گی
تو ہم دوسرے غار میں جائیں گے اور وہاں موجود ہر چیز کو تباہ کر
کے عنقال کی لاش لے جا کر آتشی پہاڑ میں پھینک دیں گے''......
عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران کے
کہنے پر ٹائیگر، صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل باہر گئے اور خشک لکڑیاں
لے آئے جوزف نے ان سے لکڑیاں لے کر بوڑھے گرو مہاراج

کے جسم پر رکھیں اور پھر اس نے ان لکڑیوں کو آگ لگا دی۔ لکڑیاں فوراً ہی جلنا شروع ہو گئیں اور پھر تھوڑی ہی دیر میں غار میں انسانی کھال جلنے کی سرانڈ پھیل گئی۔

"چلو اس گرومہارج کا کھیل تو ختم ہو گیا ہے۔ اب دوسرے غار میں چلو"...... عمران نے کہا۔ گرو مہاراج دیوار سے جو راستہ کھول کر باہر آیا تھا وہ راستہ ویسے ہی کھلا ہوا تھا۔ عمران کے کہنے پر ان سب نے ایک بار پھر اونچی آواز میں اسماء اعظم کا ورد شروع کر دیا اور پھر وہ جیسے ہی دوسرے غار میں آئے اسی لمحے انہیں ہر طرف سے تیز اور بھیانک چیخوں کی آوازیں سنائی دیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہاں بے شمار بدروحیں موجود ہوں اور وہ خوف و اذیت سے چیخ چلا رہی ہوں۔

"پڑھتے رہو اور آگے بڑھتے رہو۔ اس غار میں کوجائیاں ہیں۔ تمہارے منہ سے اسماء اعظم کا مقدس کلام سن کر انہیں اذیت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور وہ یہاں سے بھاگ رہی ہیں"...... عمران نے کہا تو انہوں نے اور زیادہ اونچی آواز میں اسماء اعظم کا ورد شروع کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اس مقام پر پہنچ گئے جہاں گرو مہاراج اپنی جاپ کرتا تھا۔ وہاں ہر طرف شیطانی شکلیں بنی ہوئی تھیں دیواریں سیاہ رنگ کی تھیں اور جگہ جگہ انسانی کھوپڑیاں اور ہڈیاں پڑی دکھائی دے رہی تھیں۔ سامنے عنقال کی لاش پڑی تھی جس کے اردگرد چار چراغ جل رہے تھے۔ عمران نے آگے بڑھ کر

پھونک مار کر چراغوں کو بجھا دیا اور جوزف سے کہا کہ وہ آگے بڑھ کر عنقال کی لاش اٹھا لے۔ جوزف نے عنقال کی لاش اٹھائی تو عمران نے گرو مہاراج کے جاپ کے مقام پر گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ اس کے ساتھیوں نے بھی عمران کا ساتھ دیتے ہوئے فائرنگ کر کے گرو مہاراج کے جاپ کے مقام کو تباہ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ غار سے باہر آ گئے۔ وہ سب غار سے نکل کر اس مقام پر آئے جہاں ان کا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ عمران کے کہنے پر جوزف سب سے پہلے عنقال کی لاش لے کر ہیلی کاپٹر کی پچھلی سیٹ پر آیا اور پھر باری باری وہ سب ہیلی کاپٹر میں پہنچ گئے۔ عمران بھی جوزف کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ ٹائیگر نے پائلٹ سیٹ سنبھالی اور جولیا سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"اب وہ آتشی پہاڑی کہاں ہے جہاں ہمیں اس لاش کو پھینکنا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"چلو میں بتاتا ہوں۔ خواب میں مجھے اس پہاڑی تک جانے کے راستے بھی دکھائے گئے تھے"...... عمران نے کہا۔ ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر اسٹارٹ کیا اور پھر وہ اسے آہستہ آہستہ اوپر اٹھانا شروع ہو گیا۔

"مشرق کی طرف چلو"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر کا رخ مشرق کی طرف موڑا اور اسے آگے بڑھانا شروع کو دیا۔ جنگل سے نکل کر وہ دوسری طرف موجود طویل پہاڑی علاقے

میں پہنچ گئے۔

''ان پہاڑیوں کے درمیان میں ایک وادی ہے۔ وادی کے عین درمیان میں ایک چھوٹی سی پہاڑی موجود ہے۔ اس طرف چلو''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران کے بتائے ہوئے راستے کی طرف ہیلی کاپٹر لے گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک چھوٹی سی وادی میں تھے اور واقعی اس وادی کے عین درمیان میں ایک چھوٹی سی پہاڑی دکھائی دے رہی تھی۔ جب ٹائیگر ہیلی کاپٹر لے کر اس پہاڑی کے قریب آیا تو انہوں نے اس پہاڑی کی چوٹی پر ایک بڑا سا سوراخ دیکھا۔ سوراخ کے اطراف سیاہی پھیلی ہوئی تھی۔

''کیا یہ کوئی آتشی پہاڑی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا۔ ٹائیگر ہیلی کاپٹر اس پہاڑی کی چوٹی کے عین اوپر لے آیا۔ انہوں نے دیکھا اس پہاڑی میں سیاہی پھیلی ہوئی تھی۔ یہ آتش فشاں پہاڑی تھی لیکن اس میں نہ تو آگ تھی اور نہ ہی اس سے دھواں نکل رہا تھا۔

''یہ تو شاید خفتہ آتش فشاں پہاڑی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اس کا اوپر کا حصہ خالی ہے لیکن اس پہاڑی کی گہرائی ایک ہزار فٹ گہری ہے۔ نیچے ابھی بھی لاوا کھول رہا ہے چونکہ لاوا مسلسل بہہ رہا ہے اس لئے اس سے دھواں نہیں نکل رہا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول دیا۔

''عنقال کی لاش مجھے دو''...... عمران نے کہا تو جوزف نے اپنے پیروں کے پاس رکھی ہوئی عنقال کی لاش اٹھائی اور عمران کو دے دی۔ عمران نے اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور نیچے دیکھنے لگا۔

''ہیلی کاپٹر تھوڑا سائیڈ پر کرو تاکہ میں اس لاش کو پہاڑی کے ہول میں پھینک سکوں''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر کو قدرے سائیڈ پر کر لیا اب ہول عین نیچے تھا۔ عمران نے اللہ کا نام لیا اور پھر اس نے عنقال کی لاش کو اس ہول میں پھینک دیا۔ لاش تیزی سے نیچے گئی اور اسے عین آتش فشاں پہاڑی کے ہول میں گرتے دیکھ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ اسی لمحے انہیں ہول میں تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔

''ہیلی کاپٹر پیچھے کرو، پیچھے''...... عمران نے چیخ کر کہا تو ٹائیگر نے فوراً ہیلی کاپٹر گھمایا اور اسے تیزی سے پہاڑی سے ہٹا کر دور لے گیا۔ ابھی وہ تھوڑا ہی دور آیا ہو گا کہ اچانک پہاڑی کے دہانے سے سیاہ دھوئیں کا طوفان سا نکلا اور تیزی سے آسمان کی جانب بلند ہونے لگا۔ دھواں دیکھ کر ان کی آنکھیں پھیل گئیں۔ ابھی وہ یہ سب دیکھ ہی رہے تھے کہ اچانک ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور دھوئیں کے پیچھے آگ کا طوفان سا نکلا اور ہوا میں پھیل گیا۔ ٹائیگر نے تیزی سے ہیلی کاپٹر مزید آگے بڑھا دیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو دہانے سے نکل کر فضاء میں پھیلنے والا لاوا یقیناً ہیلی کاپٹر پر آ گرتا

اور ہیلی کاپٹر تباہ ہو جاتا۔ لاوا فضاء میں اچھل کر چھتری کی طرح پھیلا اور پھر وادی میں ہر طرف گرتا دکھائی دیا۔

"یہ سب کیا ہوا ہے۔ ایک لاش گرانے سے آتش فشاں پھٹ پڑا ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک ساحرانہ رذیل طاقت فنا ہوئی ہے ہمیشہ کے لئے، جو اس نیت سے سوئی تھی کہ ہزاروں سالوں بعد اسے جگایا جائے گا تو وہ پھر سے طاقتور بن کر پوری دنیا پر راج کرے گی۔ ایسی ساحرانہ طاقتوں کو آگ میں جلا کر راکھ کر دینا چاہئے اور اس لاش کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ عنقال کی لاش کو مکمل طور پر فنا کرنے کے لئے ہر طرف آگ پھیل گئی ہے"...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد آتش فشاں نے لاوا اگلنا بند کر دیا۔ عمران نے ٹائیگر کو ہیلی کاپٹر وہاں سے لے جانے کا کہا تو اس نے ہیلی کاپٹر آگے بڑھا دیا۔

"کیا ہم اس ہیلی کاپٹر کی مدد سے ہی سرحد کراس کریں گے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ریڈ پاور ایجنسی کا ہیلی کاپٹر ہے۔ اگر کسی نے رابطہ کیا تو میں کرنل بھرت راج کی آواز میں اسے کور کر لوں گا کہ ہم ایک اہم مشن پر سرحد پار جا رہے ہیں۔ ابھی انہیں کرنل بھرت راج کی ہلاکت کا پتہ نہیں چلا ہو گا اس لئے کام بن جائے گا"...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ان خوفناک واقعات نے انہیں بری طرح سے تھکا کر رکھ دیا تھا۔ اس لئے عمران سمیت سب سنجیدہ بلکہ خاموش تھے۔ عمران پر تو جیسے عجیب سی تھکاوٹ طاری ہو گئی تھی۔ اس نے ہیلی کاپٹر کی سیٹ کی پشت سے سر لگایا اور آنکھیں موند لیں۔ اسے آنکھیں بند کرتے دیکھ کر وہ سب ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

ختم شد